قال الله تعالى مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

بحمد الله تعالی این کتاب مستطاب که دانش نامهٔ الٰهی است بسوے خرد طلبان
دانش پژوہے از صفوت گاه تقدس برائے سعادت پژوہان المسمی

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم

ابطال اصول الشیعه
بالدلائل العقلیه والنقلیه

من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم

از تصنیفات شریفهٔ یکه تاز میدان علم و فضل نبض شناس فرہنگ و عقل فانی محب صحابه
والتفیض عنه حاجی مولوی حکیم محمد رحیم الله صاحب بجنوری سلمه الله تعالی

در مطبع مشرق العلوم بجنور باہتمام مولوی فیض الحسن مالک مطبع طبع شد

سنه طبع

قال اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا

بحمد اللہ تعالیٰ این کتاب مستطاب کہ دانش نامۂ الٰہی است بسوئے خرد طلبان و فشورے از صفوتگاہ تقدس برائے سعادت پژوہان

المسمّٰی بہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم

ابطال اصول الشیعہ بالدلائل العقلیہ والنقلیہ

سنہ ۱۹۰۳ع

از تصنیفات شریفہ یکتاز میدان علم و فضل نقش شناس فرہنگ و عقل فانی الحب للہ والبغض للہ حاجی مولوی حکیم محمد رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہ اللہ تعالیٰ

در مطبع شمس العلوم [illegible] باہتمام مولانا فیض الحسن مالک مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لائق حمد و مستحق معبودیت خاص وہ ذات وحدہ لاشریک ہے جس کے وجود غیر محدود کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا تمام لوازمات جسمانی و تعلقات مادّی سے منزہ و بسیط اور اوسکا علم و قدرت ہر شے کو محیط ہے وہ اپنے جملہ افعال واقوال مین من کل الوجوہ مختار ہے اوس پر کوئی شے فعلی ہو یا قولی ہرگز واجب بمعنی اضطراری و غیر اختیاری نہین بلکہ اوسکے کل افعال واقوال اوس کی قدرت و اختیار سے صادر ہوتے ہین اوس مین کسی قسم کے اضطرار کو کسی طرح کا ہرگز دخل نہین اوسنے اپنے بندون سے اپنے رسولون کی زبان پر جو کچھ بھی وعدہ و وعید فرمایا ہے اوسکو وہ اپنے اختیار سے بلاشبہہ پورا کرے گا اوس کی ذات مستغنی عن العالمین کو کسی چیز کی مطلق ضرورت واحتیاج نہین بلکہ ہر شئے اپنے وجود و عدم اور اون کے تمام متعلقات مین ہر دم اوس ہی کی طرف محتاج ہے بس وہی تمام عالم کا خالق و حاجت روا ہے اوس کے سوا کوئی نہ عالم الغیب ہے نہ حقیقتاً کسی کا حاجت روا و مشکل کشا۔ جملہ مخلوقات کو محض اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے بلا کسی آلہ و ذریعہ کے فقط ایک امر کُن سے پیدا کیا تمام اجناس عالم سے نوع انسانی کو اعلیٰ و اشرف بنایا اپنی رحمت کاملہ سے اوس جسم خاکی کو جوہر عقل عطا کرکے جس کے ذریعہ سے وہ حق و باطل مین تمیز کر سکے اپنے احکام کا مکلّف قرار دیا اپنے خاص بندون کو جو تمام عالم سفلی و علوی سے افضل و اعلیٰ اور گناھون سے معصوم و محفوظ ہین خلعت نبوت سے مشرف فرماکر ہدایت خلائق کے واسطے مبعوث فرمایا اور اس سلسلہ بعثت کو حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے لیکر سرور کائنات وفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرکے آپ کی ذات جامع الکمالات کو صفت خاتم النبیین سے جس سے بڑھ کر خدائی کے سوا مخلوق کے حق مین کوئی صفت نہین ہوسکتی موصوف کیا جس سے یہ امر صاف اور صریح طور پر ظاہر ہوگیا کہ آپ کی نبوت مین نہ کوئی دوسرا شخص شریک ہے اور نہ کوئی آپ کے بعد کبھی نبی ہوگا آپ کی ذات بابرکات رحمۃ للعالمین کو تمام انبیائے سابقین سے زیادہ کمالات ظاہری وباطنی اور معجزات قاہرہ عطا فرمائے سب معجزات سے زیادہ قرآن شریف اوسکا خاص کلام پاک ہے جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے جو تمام ملائک کے سردار ہین بطریق وحی کے جس مین خطا ونسیان کا احتمال نہین ہوسکتا نازل کیا جو ہمیشہ تک بجنسہ بلا تبدل وتغیر یقیناً باقی رہے گا اوس مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ مین جو کچھہ بھی وارد ہوا ہے خواہ وہ ہماری زندگی کے متعلق ہو یا موت یا ما بعد الموت کے ہماری عقل نارسا مین اوس کی اصل حقیقت آئے یا نہ آئے وہ سب یقیناً صحیح ہے ہمارا اوسپر ایمان ہے آپ کے کمالات ظاہری وباطنی ومعجزات کو دیکھ کر انبیاء سابقین کی امتون کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ اسقدر کثرت سے جن وانس مشرف باسلام ہوئے جن کا شمار مین آنا دشوار ہے آپ کے صحابۂ اخیار واہل بیت اطہار خصوصاً خلفائے عظام جو آپ پر بیشک صدق دل سے ایمان لائے اور انھون نے اپنی جان ومال کو خدا ورسول کی راہ مین وقف کردیا اور آپ کی حیات مین اور وفات کے بعد اوس سے بھی زیادہ دین کی اشاعت مین بے انتہا کوشش کی کہ روشنی اسلام ونور ایمان کو عرب سے عجم تک عالم مین پھیلا دیا آپ کی تمام امّتِ مرحومہ بلکہ انبیاء سابقین کی جملہ امتون سے بھی افضل ہین قرآن شریف واحادیث بلکہ جسقدر بھی دین کے متعلق کمالات ظاہری وباطنی ہم تک پہنچے ہین وہ تمام ان ہی بزرگان عالی مقام وحامیان دین اسلام کا طفیل ہے جسقدر علماء اہل مقامات واولیاء صاحب کرامات اب تک ہوئے اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتے رہین گے اون سب کا وجود باجود الٰہی اکابر دین کے فیضان قلبی ونور باطنی کا پرتو ہے جو آفتاب نبوت سے مستنیر ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد جس مین عقائد حقہ اہل سنت وجماعت کا اجمالی بیان ہے خادم العلماء محمد رحیم اللہ

ولد مولانا عارف باللہ محمد علیم اللہ بجنوری اہل اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے
کہ مین نے اپنے دین کے متعلق تحصیل علوم ضروریہ کے بعد مذہب شیعہ کی کتب معتبرہ مثل فقہ
من لایحضرہ الفقیہ کافی کلینی و استبصار فیما اختلف من الاخبار وغیرہا کے دیکھنے مین اپنے بیش بہا وقت
عزیز کا بہت بڑا حصہ صرف کیا اون کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوا کہ قرون ثلثہ کے بعد اس
وقت تک کہ سن تیرہ سو بیس ہجری کا زمانہ ہے اسلام مین جس قدر مختلف مذاہب پیدا
ہوے اون مین سے کسی مین مذہب رفض کی برابر اصول دین اسلام کی مخالفت کلی نہین کی گئی
اگرچہ ہمارے علماء دین نے اس مذہب کو خلاف عقل و نقل ثابت کرنے اور اوس کی
تردید و بیخ کنی مین کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اسکے متعلق بڑی بڑی مبسوط و مطول
کتابین جو اس مذہب کے اصول و فروع کی کافی و وافی تردید اور مذہب حق اہل سنت و جماعت
پر اعتراضات واہیہ و بیسروپا کے شافی جوابات تحقیقی و الزامی سے بھری ہوئی ہین نہایت تحقیق
و تدقیق کے ساتھ تصنیف فرمائین خدا اون کو اس امر خیر کی آخرت مین جزاء خیر عطا فرمائے مگر چونکہ اون
کے دیکھنے اور سمجھنے کے لئے اول تو کثرت فرصت و زیادہ علم کی ضرورت ہے جن دونون کی اس
زمانہ مین زمانہ سابق کی بہ نسبت عموماً بہت ہی قلت ہے اس بناپر اون کا نفع ایک حد خاص تک محدود
رہتا ہے دوسرے وہ کتابین بعض اس قسم کے خاص خاص مضامین کے ابطال سے خالی ہین جنکا شیعیان
زمانہ حال اکثر وقت کم علم و ناواقف سنیون کے لئے جال پھیلا کر اون بھولے بھالون کے پھانسنے
کے خیال مین پڑے پھرتے رہتے ہین اور غلطان و پیچان بنے ہوئے ہر دم اسی تاک مین لگے
رہتے ہین جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آخر کار اتفاقیہ کوئی مرا گرا اللہ ما را شکار ہزار سعی و جانفشانی
ان کے ہاتھ لگجاتا ہے چنانچہ اس رسالہ نافعہ مین ایسے خاص خاص مضامین کے دیکھنے سے ناظرین
کو ان شاء اللہ یہ کیفیت بخوبی معلوم ہو جائے گی اسواسطے اس خادم علماء اہل سنت و جماعت کے دلمین
بالہام ربانی یہ امر خیر واقع ہوا کہ ایک رسالہ عام فہم اردو زبان مین اس قسم کا تصنیف کیا جائے جو حد
سے زیادہ مطول نہو جس مین اصول مذہب شیعہ کی بناپر اس مذہب کی عقلاً ایسی کافی و وافی تردید کیجائے

جس سے ہر اہل فہم وانصاف پر ادنیٰ ہو یا اعلیٰ عموماً اوسکا بطلان وخلاف عقل ونقل ہونا بخوبی تمام کامل
طور پر منکشف ہو جائے اور اہل سنت مین سے ادنے سے ادنے شخص بھی جس کے دل مین اس رسالہ کے مضامین
اچھی طرح پر ذہن نشین ہو جائین حضرات شیعہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ شخص کے بھی کبھی دھوکے مین نہ آئے
چونکہ اسمین مذہب شیعہ کے اصول عقاید واعمال کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے باطل کیا گیا ہے اسلیے اسکا نام
ابطال اصول الشیعہ بالدلائل العقلیہ والنقلیہ رکھا گیا اب مین بعون اللہ تعالے مطلب کی طرف رجوع
کرتا ہون مگر اصل مطلب سے پہلے بطور مقدمہ اس مذہب خاص کے پیدا ہونے کا واقعی بیان ضرور ہے
جس سے ناظرین طالبین حق کو یہ امر واقعی وحق بخوبی ثابت ہو جائے کہ اس کی بنیاد اصل مین محض
دین محمدی کی تخریب وبربادی پر قایم کی گئی ہے جو اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے جو اس دین متین
محبوب رب العالمین کے ہر دم شامل حال ہے ہرگز متحقق نہوگی۔ اس مذہب اختراعی ونو پیدا کے حدوث
کا اصلی واقعہ وواقعی حال بالاجمال یہ ہے کہ سرور کائنات علیہ الف الف صلوٰۃ وتحیات کی وفات
ظاہری کے بعد جو آپ کے صحابہ کرام آپ کے نائب وخلیفۂ برحق ہوئے جنمین کل سے اولیٰ وافضل
بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رض دوسرے حضرت عمر فاروق رض تیسرے حضرت عثمان رض غنی ذوالنورین رضی اللہ
عنہم اجمعین ہین ان سب حامیان دین متین نے خاص اشاعت اسلام کی غرض سے جس مین ادنیٰ
کسی قسم کی دنیاوی ونفسانی غرض ہرگز شامل نہ تھی محض خالصاً للہ سلاطین عرب وعجم روم وشام
مصر وایران وغیرہ پر عین بے سروسامانی کی حالت مین صرف اللہ جل شانہ کے فضل وکرم پر کامل بھروسہ
کرکے فوج کشی کی چونکہ اون مخلصین کے اخلاص باطنی کے سبب سے تائید ربانی ہر حال مین ان
کے شامل حال تھی مخالفین دین پر جو بڑے بڑے مرتبہ کے شاہان عالی شان وسلاطین صاحب
اقتدار تھے جن کی شوکت وحشمت کی حد ونہایت حد بیان سے باہر ہے تائید غیبی سے برابر فتح پر فتح
ہوتی گئی خصوصاً خلیفہ محبوب رب العالمین امام المسلمین امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے عہد خلافت سراپا شوکت مین تو سلاطین مخالفین دین کی مغلوبیت وغلبہ اہل اسلام
وکثرت فتوحات کی اس درجہ ترقی ہوئی جس کی نظیر تواریخ سلف وخلف مین ملنی نہایت دشوار ہے

بیان حدوث مذہب شیعہ

حتے کہ صرف دس برس کے عرصہ قلیل مین باوجودیکہ نہ اون کے پاس بقدر احتیاج خزانہ موجود تھا نہ
ضرورت کے مناسب فوج تھی اور نہ کاربراری کے موافق ہتھیار ہی تیار تھے ایک ہزار چھتیس شہر مع
اونکے توابع ولواحق کے فتح ہوئے خزانہ ومال غنیمت کی توکچھہ انتہا ہی باقی نرہی غرض کہ جب مغلوبیت
مخالفین اسلام وترقی اہل اسلام کی روز بروز ترقی ہوتی گئی تو سلاطین عرب وعجم نے تاب مقابلہ سے
عاجز ومجبور ہوکر باہم مشورہ کرکے عقلاء روزگار کو جمع کیا اور اونکے سامنے اس امراہم کو پیش کرکے
اس سخت معاملہ مین اون سے رائے طلب کی کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ مسلمانون کا گروہ قلیل بلکہ اقل باوجود
اس درجہ بے سروسامانی کے ہم پر باوجود ہمارے اسقدر ساز وسامان اور ہمکو اس مرتبہ قوت وشوکت
اور عظمت وحشمت حاصل ہونے کے غالب ہوتا جاتا ہے سب نے یکدل ویکزبان ہوکر اس بات کا یہ
جواب دیا کہ بظاہر اس کی دو وجہ معلوم ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مسلمانون مین جیسا کہ باہم اتفاق ہے ہم
مین ویسا نہیں دوسرے یہ کہ یہ لوگ صرف اپنے دین کی غرض سے ہم سے لڑتے ہین دنیا کی طمع کے
سبب سے نہین لڑتے ان دونون وجہ کو جو درحقیقت واقعی تہین سب نے تسلیم کیا اس کے بعد انجام
کار یہ امر قرار پایا کہ جب تک ان کے اس اتفاق و دین مین خلل وتفرقہ نہ ڈالا جائیگا تب تک
یہ کسی تدبیر سے ہرگز ہم سے مغلوب نہونگے اسلئے یون ہونا چاہئے کہ کچھہ آدمی ہم مین سے بظاہر مسلمان بنکر
ان کو دہوکا دین کہ ان کا اتفاق نفاق سے اور دین بے دینی سے مبدل ہوجائے درحقیقت یہ
تدبیر نہایت ہی مطابق عقل ہے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ ہر شخص جیسا کہ اپنے دوست سے دہوکا کہاتا ہی
دشمن سے ویسا کبھی نہین کہا سکتا جب یہ تدبیر اتمین تجویز ہوچکی تو چند آدمی مختلف المذہب جنمین بعض
یہودی بھی شامل تھے اور ان سب کا سردار عبداللہ ابن سبا یہودی صنعانی تھا جو فرقہ یہود مین
نہایت ذی علم وطباع اور بڑا تجربہ کار وہوشیار تھا اس اہم کام کے انجام دینے کے لئے دل وجان
سے آمادہ ہوکر مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اوسوقت خلیفہ برحق امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی خلافت راشدہ کا اخیر زمانہ تھا کہ یہ گروہ تخریب دین محمدی کی غرض سے مدینہ منورہ مین داخل
ہوا اور وہان پہنچکر اسلام کے لباس ظاہری مین اپنے کو آراستہ وپیراستہ بناکر اہل اسلام کے باہمی اتفاق

ومحبت کو اختلاف وعداوت کے ساتھ بدلنے اور اون کے دین متین مین خلل ڈالنے کی فکر مین ہر دم
غلطان وپیچان بنا رہا اور عبد اللہ ابن سبا ایکے ساتھ ہی اِس امر کے بھی درپے ہوا کہ کسی تدبیر
وحکمت عملی سے حکومت کا کوئی بڑا کام بھی اِس کے متعلق ہوجائے تاکہ اوس کی بدولت اوسکو اپنے کار
منصبی کی خاطر خواہ انجام دینے کا حسب دلخواہ خوب موقع ہاتھ آئے لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
نے جن کا قلب صافی نور فراست سے منور تھا اِس قسم کا کوئی کام اوس کے متعلق نکیا اس بنا پر اوس نے
اس معاملہ مین اپنی رنجیدگی اور خلیفہ برحق سے کشیدگی خاطر کا بعض بعض مواقع پر ظاہر کرنا شروع کیا آپ
نے اسکو سنکر یہ فرمایا کہ یہ یہودی کون ہوتا ہے جو ہمارے اِس قسم کے معاملات مین دخل دیتا ہے آپ کے اِس
ارشاد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ اپنے کشف باطنی سے اوسکو درحقیقت مومن نہین جانتے تھے
ورنہ یہ امر ظاہر ہے کہ اِسکے سوا اور دوسرے شخصون کو جو یہود اور نصاریٰ سے مسلمان ہوئے تھے جیسے
کہ عبد اللہ ابن سلام وغیرہ اون کو آپ کبھی یہودی یا نصرانی نہین فرماتے تھے اور نہ کوئی اور مسلمان
ایسے شخصون کو اِس قسم کے القاب بیجا و ناملائم سے کسی وقت مین یاد کرتا تھا لیکن چونکہ شریعت مین
کسی شخص کا کشف باطنی قطعی حجت نہین قرار دیا گیا پس اس لحاظ سے آپ اوسکو صاف وصریح طور پر کافر قرار دیکر
اوس کے ساتھ قطعًا کفار کا سا معاملہ نہین کرتے تھے ورنہ آپ کے نزدیک ایسے شخص کی بیخ وبنیاد کا
قطع کردینا کوئی دشوار کام نہ تھا آپ کے اِس پاس شریعت نے اِس معاملہ مین اوسکی دلیری کو اور بھی
دوبالا کر رکھا تھا غرض کہ وہ ظاہر اسلام کا لباس زیب تن کئے ہوئے جس کے دیکھنے سے ناظرین کو بظاہر
اوس کے مسلمان ہونے کا التباس بلکہ گمان غالب ہوتا تھا خفیہ طریق پر اپنی کارروائی کرتا رہا اور اپنے
کار منصبی کے انجام دینے مین چپکے چپکے ہر دم وہر لحظہ دل وجان سے مصروف بنا رہا چونکہ آدمی ذی علم
وخوش تقریر تھا اکثر اوقات توریت وانجیل کے مضامین سے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت
کرتا تھا جس کو سامعین عجیب وغریب جانکر اوس کے سننے سے نہایت محظوظ ہوتے تھے پھر باوجود اِس کے
اہلبیت اطہار کی محبت کا بھی بڑے شد ومد کے ساتھ دعوے کرتا رہتا تھا بس ان ظاہری وجوہ سے
لوگ اوسکو واقعی مسلمان خیال کرکے اوس کے پاس اکثر آمد ورفت رکھتے تھے اور اس امر کا کسی کے دل

مین شان وگمان و وہم وخیال بھی نہ تھا کہ یہ باطن مین درحقیقت ہمارے اتفاق باہمی و دین متین
کی خفیہ طور پر آہستہ آہستہ جڑ کاٹ رہا ہے اس کیفیت سے اہل فہم پر یہ امر بھی بخوبی منکشف ہوگیا
کہ اوس زمانہ مین لوگون کے دلون مین عموماً اہل بیت پاک کی کس درجہ محبت اور کسقدر وقعت وعظمت
تھی کہ اس بنا پر عبد اللہ ابن سبا جیسے شخص کے ایمان پر اون کو پورا اطمینان ہوگیا ورنہ یہ امر ظاہر
ہے کہ معاذ اللہ اون کے دلون مین خاندان رسالت کی طرف سے کچھہ بھی عداوت ہوتی جیسا کہ شیعون
کا گمان ہے تو اونکے ساتھ کسی کا غایت محبت کے اظہار کرنے سے خواہ مخواہ بھی اوسکی طرف سے کھٹک
جاتے اور بھول کر بھی کبھی اوس کے پاس نہ پھٹکتے نہ یہ کہ اسوجہ سے اور بھی اوس کی محبت اون کے
دلمین بڑھ جاتی خیر کچھہ دنون تک تو وہ یون ہی اپنی خفیہ کارروائی کرتا رہا اس اثنا مین دفعتہ
ایک سخت حادثہ جسکو دین کے متعلق حوادثات وفتنہ وفسادات کا درحقیقت دروازہ سمجھنا چاہیے اسلام
مین پیش آیا جس کی بدولت فرقہ سبائیہ کی خوب بن پڑی گویا بلی کے بھاگ سے چھیکا ہی ٹوٹ پڑا اس
قصہ کی تفصیل تو بہت طویل ہے اس مقام مین بقدر ضرورت فقط بالاجمال اس کا حال بیان کیا جاتا
ہے وہ یہ ہے کہ مصر کی رعایا وہان کے صوبہ سے ناراض ہوکر خلیفہ برحق سے باغی ہوگئی اور خلیفہ
وقت کے قتل ناحق پر آمادہ ہوکر مدینہ منورہ پر چڑھ آئی پھر تو عبد اللہ ابن سبا کا کیا کہنا تھا کہ
خوشی کے مارے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا تھا موقع پاکر جھٹ اوس گروہ باغیہ مین مع
اپنے گروہ کے جا ملا اور علم بغاوت بلند کر کے سب کا پیشرو بن گیا انجام کار یہ ہوا کہ حضرت عثمان
غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور آپ کے بعد خاتم الخلفا حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسند خلافت پر متمکن
ہوئے عبد اللہ ابن سبا نے جب یہ دیکھا تو اپنے یاران جلسہ سے جو اوس کے دینی بھائی تھے یہ کہا کہ
بھائیو جیسا شخص مرا تھا ویسا ہی اوس کی جگہ دوسرا قایم ہوگیا جس سے مسلمانون کے دین کی ترقی
بدستور قایم رہی اب اوس نے پہلے کی بہ نسبت اپنی دین داری کا اظہار اور بھی زیادہ شروع کیا
اہل بیت کے ساتھ انتہا درجہ کی محبت بڑھائی جہان بیٹھتا بے حد اون کی تعریف کرتا اس کارروائی
ظاہری سے جب اوس کے اسلام پر لوگون کو پورا اعتماد ہوگیا اور اکثر اشخاص اوس کے پاس اکثر آنے

جانے اور نشست وبرخاست کرنے لگے تو ایک روز ارباب جلسہ کے روبرو اس مضمون کو جو درحقیقت مذہب
رفض کی بنیاد ہے بیان کیا کہ پیغمبر صاحب کے صحابہ اگرچہ سب افضل ہین لیکن حضرت علیؑ سب سے زیادہ فضیلت
رکھتے ہین اور اس مضمون کو ابلہ فریب تقریر سے ثابت کیا یہ سنکر پکے اور سچے اعتقاد والون نے تو انکار کیا کہ
کہ یہ ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ امر حق وہی ہے جسپر تمام اصحاب کبار سید الابرار کا اتفاق ہوچکا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق اون کے بعد حضرت عمر پھر حضرت عثمان غنی اور چوتھے
درجہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہین مگر بعض ناعاقبت اندیشون نے یہ سمجھکر مان لیا کہ اس مین کچھ حرج
نہین کیونکہ اس مین کسی کو برا کہنا تو پڑتا ہی نہین وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ شخص واقع مین دین کی بربادی کی
بنیاد قایم کر رہا ہے کچھ دنون تک تو فقط اسی قدر بیان پر اکتفا کرتا رہا مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ اس عقیدہ
باطلہ پر پکے ہو گئے تو پھر یہ بیان کیا کہ جب حضرت علی سب سے افضل ٹھہرے تو پیغمبر صاحب کے بعد آپ ہی کو
خلیفہ ہونا چاہیے تھا جنھون نے آپکے ہوتے ہوئے خلافت اختیار کی اور جنھون نے اونکو خلیفہ بنایا وہ سب
نعوذ باللہ لعنت کے مستحق ہین یہ سنکر اکثر تو پھر گئے کہ ہم ہرگز کسی کو برا نہ کہین گے مگر بعض کوتہ اندیش جن کے
دل مین حضرت علیؑ کی فضیلت خوب بیٹھ چکی تھی اون کی سمجھ مین یہ بات آگئی کہ واقعی جب آپ سب سے افضل
تھے تو پھر اور شخصون کو آپ کے موجود ہوتے خلافت نہین پہنچ سکتی تھی وہ بیشک لایق تبرا ہین
اسی وجہ سے علماء محققین اہل سنت تفضیل کو رفض کا دروازہ سمجھتے ہین کہ اوسکو خواہ مخواہ تبرا لازم
آجاتا ہے جب اس عقیدۂ فاسدہ پر بھی وہ لوگ جم گئے تو پھر یہ بیہودہ مضمون اون کے سامنے
بیان کیا کہ اللہ تعالے کا ابتداء خلقت عالم سے یہ قاعدہ رہا ہے کہ حضرت آدم سے لیکر پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گذرے ہین اون سب مین درجہ بدرجہ
معاذ اللہ حلول کرتا رہا ہے اب آخر مین اوس نے حضرت علی مین حلول کیا ہے چنانچہ آپ سے جو کچھ کرامتین
ظاہر ہوتی ہین اون کا منشاء خاص لاہوتیت ہی ہے وہ بشریت کے متعلق نہین ان ہزلیات وکفریات کو
سنکر اکثر تو اسوجہ سے پھر گئے کہ حضرت علیؑ مین جملہ لوازمات بشری مثل اکل وشرب وغیرہ موجود ہین اور اللہ
جل شانہ کی ذات پاک اس قسم کے تمام علائق ناپاک جسمانی سے مبرا ومنزہ ہے لیکن بعض کم عقل اس نامعقول

عقیدۂ باطلہ کے بہی قائل ومعتقد ہو گئے پس اس صورت مین مسلمانون مین ایک گروہ کے تین گروہ
بنگئے ایک تفضیلیہ جو سب سے پہلا اور بڑا گروہ ہے اس کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت علیؓ سب صحابہ سے افضل
ہین باقی اس اعتقاد خاص کے سوا اس کے اور باقی عقائد و اعمال اصولاً و فروعاً اہل سنت کے مطابق
ہین دوسرا گروہ تبرائیہ جو اصحاب کبار رسول مختار پر معاذ اللہ لعنت کرتا ہے تیسرا گروہ غالی جو نعوذ باللہ حضرت
علی کو جو اللہ تعالے کے خاص مقبول بندون مین سے ہین خدا کہتا ہے جب ایک دین مین ایک گروہ
کے تین گروہ بن گئے تو مسلمانون مین عجیب اختلاف پیدا ہو گیا کہ جہان دس آدمی ملکر بیٹھے تھے وہان
ہی جھگڑہ قصہ اوٹھتا تھا کوئی حضرت صدیق اکبر کو کوئی حضرت علی کو افضل قرار دیتا کوئی صحابۂ کرام پر
تبرا کرتا کوئی بیہودہ حضرت علیؓ کو خدا کہتا تھا غرض کہ آپس مین خوب جوتی پیزار چلنے لگی پہر تو عبداللہ ابن سبا
کا کیا کہنا تھا کہ مارے خوشی کے مرا ہی جاتا تھا جس کام کا وہ بیڑا اوٹھا کر آیا تھا اوس کا بیڑا پار ہو گیا دین
اسلام کی ترقی کو باہمی اختلاف نے خیر باد کہدیا فتوحات کا باب بالکل یک قلم مسدود ہو گیا جناب
اسد اللہ الغالبؓ کا اکثر زمانہ آپس کے فتنہ وفسادات کے رفع کرنے مین گذر گیا جس کا بانی مبانی
یہی فرقہ سبائیہ تھا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اول اس امر کی خبر پہنچی کہ کچھہ لوگ ایسے پیدا ہوئے
ہین جو مجکو اصحاب کبار رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے
ہین آپ نے مسجد نبوی مین آدمیون کو جمع کر کے منبر پر چڑہ کر خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ جو شخص مجکو
شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا مین اوسپر تہمت کرنے والے کی حد جاری کردن گا یعنی اسی کوڑے
لگاؤن گا کیونکہ یہ شخص مجہپر تہمت کرتا ہے کہ جو وصف مجھہ مین نہین وہ پیدا کرتا ہے پہر کچھہ دنون
کے بعد آپ کو تبرا کرنے والون کا حال معلوم ہوا پہر دوبارہ آپ نے آدمیون کو جمع کر کے خطبہ پڑھا
اور اسقدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک اشکون سے تر ہو گئی اور یہ فرمایا کہ مین نے ایسا سنا ہے کہ
بعض لوگ میرے دوستون کو برا کہتے ہین پس سن لو کہ جو شخص ایسا کرے اوس کو قتل کر ڈالو بعد کو جب
غالیون کا حال سنا تو آپ نے اونکے جلانے کا حکم دیا چنانچہ تحقیق کے بعد آپ کے ارشاد ہدایت بنیاد
کی موافق اکثر آدمی پٹوائے اور بعض قتل کرائے اور کچھہ جلوائے گئے اور عبداللہ ابن سبا کی گرفتاری

کا حکم صادر فرمایا وہ اسکو سنکر روپوش ہو گیا اس حالت مین اوسکے یاران طریقت نے اوس سے یہ
کہا کہ کیون بہائی تو تو یہ کہتا تھا کہ یہی مذہب سچا ہے اور حضرت علیؓ کا بہی یہی عقیدہ ہے اب یہ
کیا بات ہے کہ وہ ایسے عقائد والون کو ہٹواتے اور قتل کراتے ہین اوسوقت اوس نے ایسی بات
بنائی جس سے اس خاص مذہب کی بنیاد قایم ہو گئی ورنہ ایسا مذہب خلاف عقل و نقل قیامت تک
ہرگز یا نون نہ چلتا اوس نے بیان کیا کہ بھائیو مین نے جو کچھہ تمہارے سامنے بیان کیا ہے وہ صرف
خدا کے واسطے کیا ہے میری کوئی دنیاوی غرض اسمین شامل نہین مین اب بہی یہی کہتا ہون کہ
بیشک یہی مذہب سچا ہے اور حضرت علیؓ کا بہی یہی عقیدہ ہے اور وہ اس مذہب والون سے
دل مین بہت خوش ہین اور ظاہر مین جو ایسے شخصونکو سزا دیتے ہین اوسکا صرف تقیہ باعث ہے کیونکہ
اسوقت تک جملہ صحابہ خصوصاً شیخین کے جملہ معتقدین بہ کثرت موجود ہین تم آپ کے قول و فعل کا
اس معاملہ مین کچھہ اعتبار مت کرو جب یہ تقیہ کا مضمون اون کے ذہن مین خوب بیٹھہ گیا تو پھر حضرت
علیؓ نے مجمع عام مین کیسا ہی برملا اس قسم کے عقائد والون کو برا کہا یا سزائین دلوائین لیکن کسی
نے کچھہ نہ مانا بس یہی سمجھا کہ جسقدر یہ آپ کا برتاؤ ہے وہ خاص تقیہ ہی کی بنا پر ہے آخر کار جب اوسکی
گرفتاری کے واسطے آپ کا نہایت تشدد کے ساتھہ تیز حکم نافذ ہوا تو وہ وہان سے بہاگ نکلا اور کہین دور
دراز کے شہر دن مین پناہ پکڑ کر تقریراً و تحریراً اس مذہب کے رواج دینے مین مصروف ہوا یہ ہے مذہب
رفض کی اصلی حقیقت جسکو یہ ائمہ برحق کی طرف منسوب کرتے ہین اب شیعہ صاحب اپنے اس مذہب کی
بنا و اصل حقیقت کو سنکر غالباً یہ کہین گے کہ یہ قصہ سنیون نے اپنی طرف سے بنا کر اپنی کتابون مین لکھدیا
ہے ہم اسکو تسلیم نہین کرتے اس لئے مین اس مقام مین صرف نقل پر اکتفا نہ کرکے اوسکو عقلی دلیل سے اس
طرح پر ثابت کرتا ہون جسمین کسی اہل عقل و انصاف کو کسی قسم کا شبہہ نرہے پہلے ایک کلیہ قاعدہ بیان
کرتا ہون کہ ہر شے کی صحت و غلطی کی جانچ اوس کے نتیجہ سے ہو سکتی ہے اگر اوسکا نتیجہ صحیح ہے تو وہ شے
بھی صحیح ہے اور اگر غلط ہے تو غلط اب ہم جہانتک غور کرتے ہین تو اس قصہ کے دو جز پاتے ہین ایک تو
یہ کہ اسطرح کے عقائد جو کسی قدر اس قصہ مین بیان ہوئے ہین اور باقی اصول کے طور پر کسی قدر تفصیل

کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ آگے اس رسالہ مین بیان ہونگے وہ سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ
خلافت سے اہل اسلام مین جاری ہوئے دوسرا جزو یہ ہے کہ جناب خلافت مآب اسد اللہ الغالب کے
عہد خلافت مین باوجود آپ کے جامع کمالات ظاہری و باطنی ہونے کے فتوحات اسلام جو خلیفۂ اول
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے روز بروز ترقی پذیر ہوتی جاتی تہین اختلافات باہمی
اہل اسلام کے سبب سے وہ کل بالکل موقوف ہوگئیں جزو اول یعنی عقائد مذکورہ کا شیعہ صاحبون مین
پایا جانا تو ظاہر ہی ہے جس کا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ ان عقائد کے انکار کی حالت مین مذہب اہل
سنت کا اقرار لازم آتا ہے اور اسمین کچھہ شک نہین کہ اس قسم کے عقائد باعث تفریق کلمہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء ثلثہ کے زمانہ مبارک مین ہرگز نہ تھے بہلا اور عقائد فاسدہ کا اظہار تو در کنار
کس کی مجال تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین پر تبرا
کرے بس اسکے لئے تو صرف تیغ فاروقی کی چمک جسکی روشنی نے سلاطین عرب و عجم کی آنکھون کو
خیرہ بنا دیا تھا اور دُرۂ عمری کی لچک جس نے سرکشان روم و فارس کے دلون کو بید لرزان کی طرح
تہرا دیا تھا کافی تھی اور حق تو یہ ہے کہ زندگی مین تو کیا وفات کے بعد بھی اوس صاحب سطوت
و جبروت کی ہیبت حق کا سکہ مخالفین کے دلون پر ایسا بیٹھا ہے کہ اپنے مذہب کے اظہار کے لئے
تقیہ کی آڑ مین چھپنا پڑا جس کو کسی مذہب والے نے اپنے مذہب مین گوارا نہین کیا جب اس مذہب
خاص کا نو پیدا ہونا ثابت ہوا تو اس امر کا تسلیم کرنا بھی ضروری ہوگیا کہ اسکا بانی مبانی بھی کوئی نہ
کوئی ضرور ہی اگر عبد اللہ ابن سبا کو نہ مانو تو اوسکی جگہ اوس کے کسی اور دینی بھائی کو ماننا پڑے گا
ہمارا مطلب اوس وقت مین بھی ثابت ہوجائے گا پہر ایسی صورت مین اوس بیچارے ابن سبا
کی اس سب کوشش اعمال کو جس کی مکافات کا وہ بروز جزا و سزا مستحق ہے رائگان کرنے سے کیا
فائدہ اب رہا اس قصہ کا دوسرا جزو یعنی اسد اللہ الغالب کرار غیر فرار کے وقت مین فتوحات اسلام
کا موقوف ہونا فریقین کے نزدیک مسلم ہے اگر کسی شیعہ صاحب کو دعویٰ ہو تو وہ ثابت کر دکھلائے
کہ آپ کے عہد خلافت مین شاہان عرب و عجم مین سے کس کس بادشاہ پر فوج کشی کا اتفاق ہو

اور کفار کے کون کون شہر فتح ہوئے جب فتوحات اسلام کا بالکلیہ منقطع ہونا قطعاً ثابت ہوگیا تو
ضرور ہے کہ اس کی کوئی وجہ بھی ضرور ہوگی چنانچہ اس معاملہ مین غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ اس مین عقلاً چار وجہ ہوسکتی ہین ایک تو یہ کہ خلیفۂ وقت کے پاس خزانہ و فوج و سامان حرب و
ضرب اسقدر مہیا نہو کہ لڑائی کے لئے کافی ہوسکے دوسرے یہ کہ اوسمین شجاعت و سیاست ملک کا مادہ
جو اوسکے حق مین ضروریات سے ہے مفقود ہو تیسرے یہ کہ وہ راحت و عیش دنیاوی مین اسقدر منہمک ہو
جس کے سبب سے ترقی دین و فتوحات اسلام کی جانب مطلق اوسکو توجہ نہو چوتھے یہ کہ اختلافات و
فسادات باہمی کے سبب سے اوسکو مخالفین اسلام پر لشکرکشی کی مہلت نہ مل سکے اب دیکھ لیجئے کہ چارون
وجوہ مین سے تین وجہ تو باتفاق فریقین خاتم الخلفا کے عہد خلافت مین متحقق نہ تہین اسواسطے کہ خزانہ و
تمام سامان تینون خلافتون کا بنا بنایا اوسوقت موجود تھا آدمی بھی جنگ آزمودہ ہوگئے تہے اس بنا پر
آپ کے وقت مین اور خلفاء کی بہ نسبت فتوحات کی زیادتی ہونی چاہئے تہی نہ یہ کہ کچھ بھی نہو شجاعت
و سیاست ملک اگر آپ کی ذات بابرکات مین ہی نہونگے تو اور کس مین ہونگے دنیا کی طرف سے عدم
توجہی اور دین کی طرف توجہ کامل آپ کے کمالات باطنی سے عیان ہے تو اس صورت مین
فتوحات کے نہونے کی سوا اس کے اور کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ اختلافات باہمی کے سبب سے جو
اختلاف دینی کا نتیجہ تھا جسکو عبداللہ بن سبا کی ذات عجیب الصفات نے قایم کیا تھا آپ کا تمام
زمانہ نزاع باہمی اور بغاوت کے فرد کرنے مین صرف ہوگیا سلاطین مخالفین دین سے لڑنے کی آپ کو
مہلت نہ ملی ہمکو شیعہ صاحبون کی طرف سے یقین ہے کہ وہ اس دلیل عقلی لاجواب و باصواب کا
یہ جواب ناصواب دینگے کہ چونکہ صحابہ جناب امیر کے مخالف تھے اور آپ کا خلیفہ ہونا نہین چاہتے
تھے اسلیئے اُنھون نے قصداً آپ کی خلافت مین رخنہ ڈالنے کے لئے بغاوت اور فتنہ و فساد برپا رکھا تھا
اور پہلے تینون خلیفون کے وہ بدل و جان معاون اور شریک حال تھے پس خاص یہی اشخاص جناب
امیر کے زمانہ مین فتوحات کے نہونے کا باعث ہوئے اسکا بطلان ظاہر ہے کہ اول تو اس نامعقول
جواب کے تسلیم کرنے مین حضرت علی کی ذات جامع الکمالات مین بڑا نقصان لازم آتا ہے اس لئے کہ

مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ کیا وجہ تھی جس کے سبب سے تمام صحابہؓ پیغمبر صاحب کے اور خلفا کے تو معاون و مددگار
اور بدل وجان شریک رہے اور حضرت علی کے سوا دو چار شخصون کے سب کے سب مخالف بن گئے
ضرور ہے کہ اون بزرگوارون مین کوئی ایسا کمال تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ اون کے گرویدہ
اور مطیع و فرمان بردار بنے رہے اور آپ کی ذات مین کوئی ایسی بات تھی جس کے باعث سے آپ کے
مخالف بن گئے ورنہ ظاہر ہے کہ ان تینون خلیفون کے پاس کوئی فوج اور حشم و خدم نہ تھا جس کے
زور سے سبکو مجبوراً دبنا پڑتا دوسرے یہ ہے کہ اگر بالفرض صحابہ آپ کے مخالف ہوتے تو آپ کو خلیفہ
بننے ہی کیون دیتے جس کے سبب سے بغاوت اور فتنہ و فساد کے اوٹھانے کی اونکو دوسری اوٹھانی
پڑتی اس مقام پر یہ کہنا تو نہایت ہی خلاف عقل ہے کہ جناب امیر اپنی شجاعت اور قوت ظاہری و باطنی
کے سبب سے خلیفہ ہوئے کس کی مجال تھی کہ اسد اللہ الغالب علی کل غالب کے خلیفہ بننے کو روک سکتا
اسلیئے کہ اسکا جواب جس کسی کو ادنے ہی عقل ہوگی یہ دے سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیعون
کے مذہب کے موافق جناب امیر کو باوجود طلب کے جسمین آپ نے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین
کیا تھا جن لوگون نے اوس حالت مین آپکو خلیفہ نہونے دیا تو اب کاہے کو ہونے دیتے یہ تو تھا ہی نہین کہ آپکی ذات
مین کمالات پہلے سے موجود نہ تھے اب آخر وقت مین پیدا ہوئے ہون شیعہ صاحبون کے نزدیک تو آپ مین
کمالات آپکی پیدایش بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش سے بھی ہزارون برس پہلے موجود تھے چنانچہ ایک دیو
کو جو حضرت آدمؑ سے چالیس ہزار برس پیشتر تھا آپ نے ایسا مارا تھا کہ اوس کے رخسارونسے خون بہنے
لگا تھا اور اوسکے ہاتھ باندھ دیئے تھے کہ پیغمبر صاحب کے وقت تک جقدر انبیاء کرام گذرے سبنے اوسکے ہاتھ کہلنے اور خون
تھمنے کی کوشش کی مگر کچھہ کارگر نہوئی آخر مین جناب امیرؑ نے ہی اوس کے ہاتھ کہولے اور آپ نے
ہی اوس خستہ جان کے زخمون کو اچھا کیا اب شیعہ صاحبون سے کچھہ بعید نہین کہ اس لاجواب بات
کے جواب مین غالباً وہ یہ فرماوینگے کہ جناب امیرؑ کے زمانہ مین فتوحات کے نہونے کا یہ سبب تھا کہ
اللہ کو یون ہی منظور تھا اوس کے خلاف حکم کیسے ہو سکتا ہے اسکا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے
جو حکیم علی الاطلاق ہے اپنی حکمت کاملہ سے تمام عالم کا مدار اسباب ظاہری پر رکھا ہے جب حاکم کی عدالت

مین کیسکا مقدمہ پیش ہوتا ہے تو وہ فریقین کے باہمی نزاع کی وجوہات دریافت کرتا ہے اور جب
کسی حکیم کے پاس کوئی بیمار جاتا ہے تو وہ طب کے قاعدہ کی موافق اوس کے مرض کے اسباب کو تلاش
کرتا ہے یہ نہین ہوتا کہ صرف یہ سمجھکر کہ اللہ تعالی کو یون ہی منظور تھا حاکم متعہد فیصل کردے اور حکیم
نسخہ لکھدے اسی طرح پر دینی معاملہ مین حاکم شرع کی جانب سے افعال عباد پر جو مواخذہ ہوسکتا ہے
دنیا مین ہو یا آخرت مین صرف انہین اسباب ظاہری کی وجہ پر مبنی ہے غرض یہ توجیہ نامعقول
قابل قبول ارباب عقل نہین ہوسکتی دوسرا الزامی جواب اس کا یہ ہے کہ اس صورت مین شیعون کا
بنا بنایا گھر ہی ڈھے جائے گا اس لئے کہ یون کہ سکتے ہین کہ جب تم یہ بات سمجھتے ہو تو پھر خلفاء
کرام کی نسبت یون کیون کہتے ہو کہ انھون نے جناب امیر کی خلافت چھین لی بس اللہ جل شانہ کا بھی حکم
تھا کہ اوس زمانہ مین وہی خلیفۂ رسول ہون اور جناب امیر کا خلیفہ ہونا اللہ تعالے کو ادن کے
بعد ہی منظور تھا اوسکے حکم کے خلاف کیسے ہوسکتا تھا لیجئے اس مذہب کی بناء ایجاد کے مقدمہ ہی
نے جسکو ہم نے بعون اللہ تعالی عقلاً خوب ثابت کر دکھلایا تھا اور شیعون کے مقدمہ کو نہایت خوبصورتی
اور صفائی کے ساتھ طے کر دیا جس سے ہر اہل فہم پر فریقین مین سے ایک کے حق اور دوسرے کے
ناحق ہونے کی حقیقت بخوبی کہل گئی اور اس امر کا بھی یقین کامل ہوگیا کہ یہ فرقہ سبائیہ اسلام مین
کا کوئی فرقہ نہین بلکہ اسلام کی بربادی کے واسطے بنایا گیا تھا حق تو یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے
کلام پاک مین اسکا خود ہی فیصلہ کر دیا ہے صحابۂ کرام کی تعریف بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا
ہے کہ انکو سنکر کفار غصہ ہوتے ہین اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی مدح سنکر غصہ ہوتے ہین وہ کس گروہ مین داخل ہین - اب مین اس فرقہ کے عقائد کو
اصول کے طور پر بالاجمال بیان کرکے بالاختصار باطل کرتا ہون یون تو اس مذہب مین بہت کثرت
سے گروہ ہین جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہئے اس مختصر رسالہ مین چونکہ اس امر کا التزام
کیا گیا ہے کہ جو کچھ بیان کیا جائے گا بالاختصار صرف بطور اصول بیان کیا جائے گا اس لئے اس
مذہب کے فرقہائے مختلفہ کے عقائد یہان فقط اصول ہی کے طور پر بیان کرتا ہون کہ سب فرقون

بیان فرقہائے مختلفہ شیعہ

کی اصولاً تین قسمین ہین۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو اللہ تعالیٰ
کے خاص بندون مین سے ہین خدا کہتے ہین۔ دوسری قسم یہ ہے کہ وہ معاذ اللہ انکو پیغمبر سمجھتے
ہین یہ دونون فرقے تو اپنے کفر صریح کی وجہ سے صاف طور پر کافر بن گئے ان دونون فرقون
کا وجود بظاہر ہندوستان مین نہین معلوم ہوتا شاید مخالفین کے ڈر کے مارے تقیہ کے گڑھے مین
کہین پڑے ہون تو پڑے ہون تیسرا فرقہ یہ ہے کہ وہ ظاہر مین نہ تو حضرت علی کو خدا کہتا ہے نہ
رسول بلکہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی اور خلیفہ بلا فصل قرار دیتا ہے لیکن اس نے آپکی
ذات مین اس قسم کی صفات ثابت کی ہین جن سے آپ کا خدا اور رسول ہونا صاف وصریح طور پر ثابت
ہوتا ہے اس فرقہ کی اسقدر کثرت ہے کہ کوئی شہر بلکہ کوئی قریہ ایسا کم نکلے گا جس مین اسکا وجود
کم وبیش نہ پایا جاتا ہو اس مذہب کے آدمی اثنا عشریہ کے لقب یا امامیہ کے نام سے پکارے جاتے
ہین اس سے وہ بہت خوش اور رافضی کے نام سے از حد ناخوش ہوتے ہین حالانکہ کلینی[۱] مین جو انکی
مذہب کی بڑی معتبر کتاب ہے یہ لکھا ہے جسکو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا ہے کہ رافضی ان کا
نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے ان کے اعتقاد کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے بعد حضرت علیؑ کو ہی
خلیفہ بننا چاہئے تھا چنانچہ پیغمبر صاحب پر یہ حکم نازل ہوا تھا کہ تم اپنے سامنے ہی انکو اپنا ولیعہد بنا دو
اول تو آپ نے اپنے صحابہ کے خوف سے اس امر کا انکار کیا لیکن جب دوبارہ تہدیدی حکم نہایت
تشدد کے ساتھ نازل ہوا کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو تم نے حق رسالت کو ادا نہین کیا تو مجبوراً آپ
نے مجمع عام مین ہزارون صحابہ کے سامنے جناب امیر کو خلافت کی پگڑی بندھوا دی چنانچہ اس
جلسہ دستار بندی کے جشن شاہانہ کی مبارک سلامتی ہی بخیر وخوبی وقوع مین آچکی مگر پھر پیغمبر
صاحب کی وفات کے بعد صحابہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت مفروضہ زبردستی سے چھین
لی اور حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دیا اور جناب امیر کے گھر کو آگ لگا کر ان کی گردن مین رسی
باندھ کر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ وقت کے پاس لائے اور جبراً ان سے بیعت لے لی پیغمبر صاحب کے

خلاصہ عقائد شیعہ

[۱] قَالَ لَا وَاللّٰہِ مَا ھُمْ سَمَّوْکُمْ بَلِ اللّٰہُ سَمَّاکُمْ؎ مطلب عبارت ہذا کا کتاب مین ہے فروع کافی۔ جلد ۳ کتاب الروضہ حدیث ابو بصیر فی شفاعۃ ص مطبوعہ ۱۳۰۳

تمام صحابہ سوا چار یا چھ شخصون کے نعوذ باللہ دین سے پھر گئے قرآن شریف کو بدل کر اپنی منشاء کے موافق بنا لیا چنانچہ اسوقت تک پورا صحیح کلام اللہ جیسا کہ نازل ہوا تھا کسی کے پاس موجود نہین صرف امامون کے پاس تھا جو درجہ بدرجہ ایک امام سے دوسرے کو پہنچتا آیا تھا بارہوین امام حضرت امام مہدی صاحب جو امام حسن عسکری کے بیٹے اونکی نرگس باندی کے بطن سے تیسری صدی مین پیدا ہوئے تھے اوسکو اپنے ساتھ لیکر دشمنون کے خوف کے مارے غار مین جا چھپے جب وقت موعود پر غار سے خروج فرماوینگے اوسوقت مومنین اپنے مذہب کا کھلم کھلا برتاو کرینگے جو اسوقت تک امامون کے حکم کی موافق اونکی طرح رات دن تقیہ مین بسر کر رہے ہین امام صاحب سنیون کے پیشواؤن یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب سزائین دینگے قبرون سے اونکو نکلوا کر پہلے تو سولی دینگے پھر آگ مین جلوا کر دریا مین اونکی خاک اوڑائینگے غرض قیامت سے پہلے ہی قیامت قایم کر دکھائینگے یہ ہے اس مذہب کا خلاصہ جسکو سنکر لڑکون کو بھی ہنسی آتی ہے یہ فرقہ ہر چند کہ بظاہر حدود اسلام کے گرد گھومتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن جب نظر غور سے عقل دوربین کے ذریعہ سے دیکھا جاتا ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ پھر پھرا کر اونہی پہلے دو فرقون مین جا ملتا ہے اور شاہراہ اسلام سے اسقدر دور پڑا ہوا ہے کہ تا قیامت وہان تک رسائی ممکن نہین معلوم ہوتی اسلئے کہ یہ فرقہ اگرچہ ظاہر مین حضرت علیؑ کو صاف طور پر خدا یا رسول نہین کہتا لیکن اس نے آپ کی ذات مین وہ صفتین پیدا کی ہین جو خدا اور رسول کی صفات خاصہ مین سے ہین اور خدا اور رسول مین وہ صفات قرار دی ہین جو خدائی اور رسالت کے بالکل منافی ہین۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جہان تک طاقت بشری کے موافق غور کیا جاتا ہے تو عقلاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی ذات وحدہ لاشریک مین دو صفتین اصول صفات معلوم ہوتی ہین باقی جسقدر صفات ہین وہ انہی دو صفتون کی فروعات مین سے ہین ایک تو قدرت دوسرے علم قدرت کی حقیقت یہ ہے کہ جن چیزون مین موجود اور معدوم ہونے کی صلاحیت ہے اون کے وجود اور عدم پر اوسکو اختیار کامل حاصل ہے جسوقت جس شئے کو اون مین سے چاہے موجود یا معدوم کر سکتا ہے اور علم الہی اس سے عبارت

ہے کہ ازل سے ابد تک جملہ اشیاء موجودہ ومعدومہ کا اوسکو پورا انکشاف ہے اوس کے خلاف علم ہرگز
وقوع مین نہین آسکتا اصول مذہب شیعہ کی بنا پر خدا کی ان دونون ضروری صفتون کا قطعاً انکار
لازم آتا ہے قدرت کا تو اسوجہ سے کہ یون کہتے ہین کہ اللہ تعالی پر لطف وعدل واجب ہی جس کا حاصل
یہ نکلتا ہے کہ عدل ولطف کے خلاف اوسکی قدرت واختیار سے باہر ہے اس لئے کہ جو شے واجب ہوتی
ہے وہ اختیار قدرت کے نیچے داخل نہین ہوتی عام ہے کہ وہ واجب بالذات ہو یا واجب بالغیر
البتہ ان دونون مین فقط بلحاظ عقلی کے اعتبار سے صرف اتنا ہی فرق ہے کہ واجب بالذات مین
اوس کے اختیار سے خارج ہونیکا منشاء خاص اوس کی ذات ہوتی ہے اور واجب بالغیر میں اختیار
سے خارج ہونیکا منشا غیر ہوتا ہے لیکن اصل اختیار سے خارج ہونے مین دونون برابر ہوتے ہین
اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ عدل ولطف کو اللہ جل شانہ کے حق مین خواہ واجب بالذات
مانا جائے یا واجب بالغیر دونون یکسان ہین اور قطع نظر اس امر کے ان کا یہ اصول ان کے مذہب کے
ابطال کے لئے کافی دلیل ہے اس سبب سے کہ جب عدل ولطف اللہ تعالی پر واجب ٹھہرا تو ضرور تھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل خاص حضرت علیؓ ہوتے جب اسکے خلاف وقوع مین آیا تو دو
امر دینی سے ایک امر ضرور ثابت ہو گیا کہ یا تو اسپر عدل واجب نہین یا حضرت علیؓ کا خلیفہ بلا فصل ہونا عدل کے
خلاف ہی ظاہر ہے کہ ان دونون صورتون مین مذہب اہل سنت کا حق ہونا ثابت ہوتا ہی دوسری یہ ہی کہ جب آپکا
خلیفہ بلا فصل ہونا اسکے نزدیک بہتر بلکہ ضروری تھا تو اگر اوسکو قدرت تامہ حاصل ہوتی تو ضرور تھا کہ ویسا ہی کرتا
ظاہر ہے کہ اسکے خلاف کی حالتین اوسکی قدرت مین معاذ اللہ نقصان صریح ثابت ہوتا ہی اب رہا علم الٰہی
وہ انکے اصول کے موافق یون جاتا رہا کہ اول تو اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی اپنی کلام پاک مین جا بجا تعریف فرمائی
جسکا انکار گویا آفتاب کا انکار ہی لیکن شیعون کے عقیدہ خاص کی مطابق نعوذ باللہ وہ کافر ومنافق تھی تو ایسی حالتمین
ضرور تھا کہ بجائے تعریف اونکی مذمت کرنی چاہیی تھی یا کم سے کم خاموشی ہی اختیار کیجاتی نہ یہ کہ مذمت کی جگہ الٹی
مدح بیان کیجائے دوسری یہ کہ قرآن شریف کی حفاظت کا اللہ تعالی نے خود اپنا ذمہ کیا لیکن انکے نزدیک وہ بدلا گیا ظاہر
ہی کہ ان دونون صورتونمین علم الٰہی معاذ اللہ جہل سے بدلا گیا بلکہ اوس سے بھی بدتر ہو گیا اور قدرت بھی سلب ہو گئی خدائی کا حال

بیان رسالت

تو سن لیا اب رسالت کی کیفیت سنئے کہ کل اہل اسلام بلکہ تمام عقلاء انام کے نزدیک رسول کی ذات مین سات صفاتکا ہونا
ضروریات سے ہے ایک تو یہ کہ اوسمین صفات ظاہری و باطنی بدرجۂ کمال متحقق ہون جسکے سبب سے طالبان حق کے دلون پر اثر
پڑے کہ بیساختہ اوسپر ایمان لے آئین دوسرے یہ کہ اوسکی صحبت مین ایسا اثر ہو کہ جن کو اوسکا بکثرت
شرف صحبت میسر آئے وہ دنیا سے ایسے آزاد ہو جائین کہ دین کے مقابلہ مین دنیا کی ذرہ برابر بھی
حقیقت نہ سمجھین اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہو کہ دنیائے فانی پر عقبی کو ترجیح دین تیسرے یہ کہ اوس کو
معجزات بھی عطا کئے جائین جسکو دیکھکر کفار سخت عاجز اگر اسلام قبول کرین چوتھے یہ کہ اوسپر وحی
بھی نازل ہو کہ اللہ تعالے دین کے متعلق ہر امر ضروری کی فرشتہ کے ذریعہ سے اوسکو اطلاع دیتا
رہے پانچوین یہ کہ کوئی کتاب آسمانی اوسپر نازل ہو اور وہ اوس کے دین کے باقی رہنے تک اوس
کی امت مین بجنسہ باقی رہے تاکہ اوسکی وفات کے بعد اوس کتاب منزل من اللہ پر جو ضروریات
دین کی جامع ہو عمل کیا کرین چھٹے یہ کہ حکم خدا کے پہنچانے مین کسی کا خوف یا کسی کی رعایت و مروت
نکرے اور ہدایت کرنے مین اپنے اور بیگانون مین کسی قسم کا فرق نکرے ساتوین یہ کہ دنیاداران
کی مانند مال و دولت اور منصب دنیاوی جمع کرکے اپنے عزیز و اقارب کے واسطے نہ چھوڑ جائے
بس یہ وجوہ ہین جن کی وجہ سے رسول حقیقۃً رسول ہوتا ہے اور تمام امت سے اوسکو امتیاز
کلی حاصل ہوتی ہے اب شیعہ صاحب اگر انکو تسلیم کرین تب تو اپنے مذہب کی بناء پر پیغمبر صاحب مین
ان صفات ضروریہ کا ہونا ثابت کر دکھلائین اور اگر تسلیم نہ کرین تو انکو معقول طور سے رد کرکے
ان کی جگہ اور صفات رسول کی ذات مین ثابت فرمائین جن کے سبب سے وہ اپنی امت سے ممتاز ہو جائے
اب دیکھ لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات جامع الصفات مین یہ جملہ صفات
ضروریہ مذہب حق اہل سنت کی بناء پر کامل طور پر ثابت ہین اور مذہب فرقہائے شیعہ کی بناء پر ان
صفتوںمین سے ایک صفت بھی نہین پائی جاتی بلکہ معاذ اللہ ایک ایک صفت کی بالکل ضد موجود
ہے کیونکہ ان کا یہ عقیدہ خاص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بجز چند گھر کے آدمیون
اور دو چار اون کے ساتھیونکے اور صحیح روایت مین سوا ایک مقداد کے مدت العمر مین کوئی شخص سچے

دل سے ایمان نہین لایا جسقدر ظاہر مین مسلمان ہوئے تھے وہ صرف دنیاوی غرض سے ہوئے تھے اور باطن مین نعوذ باللہ وہ سب کافر تھے چنانچہ آپ کی وفات کے ہوتے ہی سب کے سب ایکبارگی مرتد ہو گئے یہان تک کہ آپ کے خسر اور داماد اور بیبیان بھی سوا حضرت علیؑ اور ام سلمہ کے اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر صاحب کی ذات رحمۃ للعالمین مین جو تمام اہل اسلام کے نزدیک سب پیغمبرون کے سردار اور تمام عالم سے افضل ہین نعوذ باللہ نہ تو کوئی کمال تھا نہ معجزات عطا کئے گئے تھے نہ صحبت مین کچھ اثر در نہ کیا وجہ تھی کہ آپ پر کثرت سے لوگ ایمان نہ لائے اور آپکی وفات کے بعد کیون پھر گئے وحی بھی نازل نہین ہوتی تھی ورنہ ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اطلاع دیتا کہ فلان فلان شخص جسکو تم مسلمان سمجھہ رہے ہو کافر ہین اونپر اعتماد نہ کرو اور ان کے دھوکے مین مت آؤ بلکہ ان کو قتل کر دو اور یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی تعمیل حکم مین آپ لوگون کا خوف ہی کیا کرتے تھے ورنہ جب آپ پر جہاد فرض تھا اور یہ حکم تھا کہ کافرون اور منافقون کو قتل کرو تو جیسے اور کافرون کو قتل کیا تھا ویسے ہی انکو بھی قتل کرنا چاہیے تھا بلکہ انکو مار آستین سمجھکر سب سے پہلے ان کی خبر لینی چاہی تھی نہ یہ کہ اولٹا اونکے ساتھ دوستانہ برتاؤ کیا جائے رات دن اونکو اپنا ہم نوالہ وہم پیالہ بنایا جائے سفر حضر مین اپنا معین ومددگار اور مونس وغمگسار قرار دیا جائے اونمین سے بعض کی لڑکیونکے ساتھ اپنا نکاح اور بعض کے ساتھ پہلے اپنی ایک صاجزادی اور پھر اونکے انتقال کے بعد دوسری کا نکاح کیا جائے اور اونکے ساتھ اسقدر خصوصیت کا برتاؤ رہے کہ آپ کی وفات کے بعد عوام وخواص کے دلمین یہ امر ذہن نشین ہو جائے کہ یہی آپ کے جانشین اور خلیفہ بننے کے لایق ہین چنانچہ اس ہی بنا پر یہ بزرگوار خلیفہ بنائے گئے کیا ان کے پاس کوئی فوج وخزانہ اور سلطنت تھی جس کے دباؤ سے سب کے سب اونکے مطیع اور فرمان بردار بن گئے اس صورت مین مخالف اسلام صاف یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر صاحب رسول نہین تھے بلکہ آپ نے دین کے پردہ مین دنیا حاصل کی تھی جبتک زندہ رہے صرف اپنی اولاد کے لئے بہتری چاہتے رہے پھر یہ تدبیر کی کہ میرے بعد میری اولاد کو میرا مال ودولت اور منصب دنیاوی مجاوے لیکن مخالفین نے اس ارادہ کو پورا نہونے دیا بلکہ خود جبراً

قہراً اوس پر قبضہ کر بیٹھے اب اگر کوئی شیعہ صاحبون پر یہ اعتراض کرے کہ رسول دنیا جمع کرنے کی غرض سے ہوتا ہے یا دین پھیلانے کے واسطے اگر اول صورت ہے تو دین سے اوسکو کچھ تعلق نہوا اور اگر دوسری شکل ہے تو یہ بتلاؤ کہ جب تمھارے نزدیک پیغمبر صاحب پر سوا چند آدمیون کے جنمین سے اکثر اونکے گھر ہی کے آدمی تھے جو ہر شخص کا ہر حالت مین خواہ وہ کیسے ہی ناحق طریق پر کیون نہو اکثر ساتھ دے دیا کرتے ہین اور شخص ایمان ہی نہ لائے باقی جو ظاہر مین مسلمان ہوئے تھے وہ آپ کی وفات کے بعد سب پھر گئے اور اب تک مسلمانون کو صحیح کلام اللہ بھی نہین ملا جس کے سبب سے احکام الہی ٹھیک طور سے اطلاع پاتے تو پھر اُنکی نبوت کا کیا ثبوت ہوا اور ایسے نبی سے امت کو کیا فائدہ ہوا اور مسلمان ہو دو نصارے وغیرہ کے مذہب اور توریت و انجیل کی تحریف پر جس حالت مین کہ اُنکے قرآن مین خود ہی تحریف ثابت ہے کیون اعتراض کرتے ہین تو مین اونکو حیدر کرار کی ذوالفقار آبدار کی قسم دیکر پوچھتا ہون جس نے ہزارہا جن و انس کے سر کاٹ ڈالے کہ وہ ایسے زبردست ہتھیار کے وار کا کیا کاٹ کرین گے بخدا کہ اس بیچارگی کی حالت مین بجز اسکے کہ مجبوراً مذہب اہل سنت کے دامن مین چھپکر پناہ پکڑین اور کچھ چارہ نہ بن پڑے گا چنانچہ جب دیکھا کہ اس صورت مین اسلام کا زبانی دعوی بھی نہین بن پڑتا تو ان کے بعض علماء نے جیسے صاحب فقہ من لایحضرہ الفقیہ قرآن شریف کے بجنسہ موجود ہونے کا اقرار کیا اور بعضون نے جیسے صاحب نزہتہ اثنا عشریہ کچھ صحابہ بھی ایمان والون مین بڑھائے لیکن جس سے انکے امام انکار کرچکے ہین اور ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے ثابت ہے جن پر انکے مذہب کا دار و مدار ہے ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین ان امور کا اقرار کرنا بعینہ اپنے مذہب کا انکار اور مذہب اہل سنت کا اقرار کرنا ہے پھر اس مین دقت یہ ہے کہ جس دقت کی وجہ سے اس امر کو اختیار کیا تھا وہ بدستور باقی رہی اسلئے کہ اُنھون نے قرآن شریف کے معنی ایسے نئے ڈھنگ کے تصنیف کئے کہ اوسکا عدم و وجود برابر ہوگیا اوس کے نازل ہونے سے جو مدعا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ يَقُوْلُ مَا ادَّعٰى اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اَنَّهٗ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ كَمَا اُنْزِلَ اِلَّا كَذَّابٌ اصول کافی صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۳ء ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے امام جعفر سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ جسطور پر قرآن نازل ہوا تھا مین نے اوسکو جمع کیا ہے تو وہ شخص کذاب یعنی بڑا جھوٹا ہے۔

کہ مقصود نبی وہ بالکل جاتی رہی آیات قرآنی کی تفسیر جو ان کے یہان منقول ہے اون سب کے بیان کرنے کو تو ایک دفتر چاہئے مین صرف اصول کے طور پر بالاختصار بیان کرتا ہون وہ یہ ہے کہ قرآن شریف مین جہان کہین ایمان یا مومنین کا ذکر آیا ہے اوس سے خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امامون کی ولایت کا اقرار مراد لیا ہے اور جہان کفر یا کافرون کا بیان ہوا ہے اوس سے اونکی امامت و ولایت کا انکار مقصود قرار دیا ہی جنت و دوزخ سے بہی یہی مطلب لیا ہے قیامت تو یہ کی ہی کہ قیامت سے بہی جناب امیرؑ کی امامت ہی مراد لی ہے غرضکہ سارے کلام اللہ مین گہر کی اودہیڑ بن کے سوا اور کچہہ مضمون ہدایت امت کے متعلق جس غرض خاص کے واسطے رسول مقبول بہیجے گئے تھے مذکور نہین باقی رہے وہ صحابہ جنکو صرف اپنے مذہب پر سے اعتراض دفع کرنے کے لئے ایمان والون کے گروہ قلیل بلکہ اقل مین بڑھایا ہے وہ محض بے سود و بیکار ہے کیونکہ یہ بزرگوار بہی اون ہی خلفاء ثلثہ کے ہم مشرب اور اون کے یاران مخلصین مین سے تہے جنکو شیعہ معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتے ہین ظاہر ہے کہ جنھون نے شیعون کے نزدیک حضرت علیؑ جیسے شیر نر کی گردن مین رسی باندہ کر اونکو کہینچ لائے تہے اور آپ کے گہر کو جلا دیا تھا وہ صاحبان قوت و شوکت ان صاحبون کا تو نام و نشان تک بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیتے۔ اب مین قرآن شریف کے معاملہ مین ایک ایسی عقلی و لاجواب دلیل بے عدیل بیان کرتا ہون جو میرے پروردگار نے صحابہ کرام کی برکت سے جو کلام اللہ کے جمع کرنے والے ہین میرے قلب پر وارد کی ہے جسکو شیعہ صاحبان عجیب کشمکش مین پڑ جاینگے کہ قرآن شریف سے نہ تو انکار ہی بن پڑے گا نہ اقرار ہی وہ یہ ہے کہ صحابہؓ نے قرآن شریف کو یا تو بدل کر اپنی منشاء کے موافق بنا لیا ہے کہ اوس مین سے وہ تمام آیتین جو اپنی مذمت اور جناب امیرؑ اور اہل بیت کی شان مین تہین نکال ڈالین اور یا اوسکو بجنسہ باقی رہنے دیا ہے اگر اول صورت ہے تو ظاہر ہے کہ دین اسلام بالکل جاتا رہا اس لئے کہ ہر مذہب جو خدا کی طرف سے قرار دیا جاتا ہے اوسکے لئے کتاب آسمانی کا ہونا جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہو ضروری ہے ورنہ وہ دین ہرگز معتبر نہین ہوسکتا اسی بنا پر ہنود وید کو اور آتش پرست کتاب ژند کو کتاب آسمانی کہتے

ہین اور یہود و نصارے بہی اس ہی وجہ سے توریت و انجیل مین تحریف ہونے کے قائل نہین ہین
پس جب کہ مسلمانون کے مذہب مین مذہب شیعہ کی رو سے کتاب الٰہی ہی بجنسہ باقی نرہی تو اس
صورت مین دین اسلام خدا کی جانب سے نہین ہو سکتا سوا اس کے ایک اور یہ دقت اس حالتمین پیش
آئے گی کہ جب صحابہ نے کلام اللہ کو بدل دیا اور اوسمین سے اپنی مذمت اور فضائل اہلبیت کی
آیات نکالڈالین تو اسکی کیا وجہ ہے کہ بہت آیتون کے متعلق شیعہ یون کہتے ہین کہ یہ آیتین
صحابہ کی مذمت اور یہہ آیات جناب امیرؑ اور ائمہ کی شان مین وارد ہوئی ہین جب اونہون
نے اپنی منشاء کے خلاف آیات نکالڈالین تہی تو ان آیتون کو بہلا کیون چہوڑ دیا یہ بات
کسقدر عقل کے خلاف ہے اگر یہ کہو کہ یہ امامون کا معجزہ تھا اس سبب سے باقی رہ گئین تو یہ اوس
سے بہی زیادہ خلاف عقل ہے اس لئے کہ جسوقت اور آیتین جو ان آیتون کی مثل تہین انہون
نے نکالین تہی اوس وقت معجزہ کہان گیا تھا خاص کر اوسوقت مین کہ جب شیعونکے گمان
کے موافق امامون کو خصوصًا امامون کے سردار کو طرح طرح کی تکلیفین پہنچائین۔ اب رہی
دوسری صورت کہ قرآن شریف بجنسہ باقی ہے تو اس صورت مین صحابۂ کرام کا جنہون نے انکو
جمع کیا ہے مومن ہونا لازم آیا ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ مسلمانونکے مذہب کی وہ کتاب جس کی
طرف مذہب کی انتہا ہوتی ہے کافرون کی جمع کی ہوئی ہے اس حالت مین رہا سہا اسلام بہی
جاتا رہا اب شیعہ صاحب عجیب حیرت مین پڑ جائین گے کہ قرآن شریف کے انکار کا تو ایک الزام
ان پر تھا ہی جس کی بنا پر ان کے دین کی خانہ بربادی ہو رہی تہی اقرار کی حالت مین یہ دوسرا
الزام اوس سے بہی بڑہ کر پیش آیا کہ اوس کی بنا پر اس مذہب کا درخت بالکل بیخ و بنیاد
سے اوکہڑ کر الگ جا پڑا

اور کیسی یہ پڑی ہائے الٰہی پیچہے		ایک آفت سے تو اب تک نہ چہٹا تھا پیچہا

غرضکہ صحابہ کرام کا برا کہنا صرف اونکی ذات خاص ہی تک محدود نہین رہتا بلکہ اوس سے خدا
و رسول اور قرآن شریف کا انکار لازم آتا ہے اسوقت مین خاص اوس نعمت الٰہی کا اظہار مناسب

جانتا ہون جو اس رسالۂ نافعہ کے لکھنے کی حالت مین محبت اہل بیت پاک کی برکت سے میرے پروردگار نے مجھکو عطافرمائی وہ یہ ہے کہ جس روز بحث نبوت ختم ہوئی اور بحث امامت کی نوبت آئی تو مین سخت تشویش مین تھا کہ الٰہی حضرت علی کرم اللہ وجہ اور جملہ حضرات ائمہ ہمارے دین کے پیشوا ہین ایسا نہو کہ ان بزرگان دین کے خلاف شان کوئی کلمہ میری زبان قلم سے نکل جائے کہ اوس روز شب مین خاتم الخلفاء سید الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ ایک مکان مین تشریف رکھتے ہین مین خدمت عالی مین حاضر ہوا آپ نے میرے حال پر نہایت توجہ فرمائی نہایت اخلاق سے مصافحہ و معانقہ کیا پھر آپ بیٹھے اور مین آپ کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھا اس درمیان مین ایک شخص نے کسی شئے کا اٹھانا چاہا جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھی آپ نے یہ فرمایا کہ تو رافضی تو نہین اوس نے انکار کیا پھر آپ نے اس ہی قسم کی کچھ اور تقریر فرمائی جو بیداری کے بعد مجھکو اچھی طرح یاد نہ رہی اگرچہ میرا بلکہ تمام محققین اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ خواب یا مکاشفہ کسی امر کے حق یا باطل ہونے کی حجت نہین ہوتا لیکن اسمین شبہ نہین کہ جس امر کا حق یا باطل ہونا دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہوجائے تو اوس مین اس قسم کے امور سے تائید و تقویت ضرور ہوتی ہے مین نے صرف اس ہی وجہ سے اس مقام پر اس کو ذکر کیا ہے ورنہ اس کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی جب اس مذہب مین خدائی اور رسالت کی کیفیت معلوم ہوچکی تو اب مین امامت کے حال سے بالاجمال بحث کرتا ہون جسکو انھون نے اصول عقائد مین داخل کر رکھا ہے بلکہ سچ پوچھو تو ان کے مذہب کا دارومدار ہی اسپر ہے محبت اہلبیت کا دعوی کرتے کرتے گو بامونھ سو کہا جاتا ہے تو یہ امر خوب واضح ہے کہ جیسا خدا اور رسول کا بظاہر صرف اقرار ہی اقرار ہے اور حقیقت مین بالکل انکار جیسا کہ مین ابھی بخوبی ثابت کرچکا ہون ایسے ہی ائمہ اہلبیت کے دعوے محبت کی کیفیت ہے کہ اون مین بھی ایسے اوصاف فرضی اور خیالی فرض کیئے ہین جن سے اونکی محبت تو درکنار اونکی امامت کا بھی انکار لازم آتا ہے اسکا بیان یہ ہے کہ اہل بیت مین حضرت علیؓ سے لیکر بارہ اماموںؑ تک دو قسم کی

صفات ثابت کی ہین ایک اعلیٰ دوسری ادنیٰ - اعلیٰ مین تو یہ کمال کیا ہے کہ اونکو اتنا بڑھایا ہے کہ خدا و رسول تک جا ملایا ہے اور ادنے مین یہ غضب کیا ہے کہ یہان تک گھٹایا ہے کہ معاذ اللہ اون مقبولان بارگاہ الٰہی کو بدترین خلایق بنا دیا ہے اب دونون قسم کی صفات کا حال سنئے اعلیٰ قسم کی تو یہ صفات ہین کہ حضرت علیؑ سے لیکر بارہ امامون تک سب کو علم ما کان و ما یکون تھا یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ ہونے والا ہے سب امام سب کو جانتے تھے موت اور زیست بھی اونکے اختیار مین تھی یہ بھی اونکو اختیار تھا کہ جس شئے کو چاہین وہ حلال کرین جسکو چاہین حرام بنا دین وہ تمام انبیاء سے افضل تھے بلکہ اونکی مدد کیا کرتے تھے اونکو معجزات بھی عطا کئے گئے تھے جن کے متعلق عجیب و غریب فرضی و خیالی قصے بیان کئے ہین جنھون نے بوستان خیال کے قصون کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے اس مختصر رسالہ مین اون سب کے بہ تمام و کمال بیان کرنے کی گنجائش نہین ادمین سے صرف چند قصے بطور نمونہ بالاختصار بیان کرتا ہون - اعجاز مرتضوی مین لکھا ہے کہ جناب امیر نے حضرت آدم علیہ السلام سے چالیس ہزار برس پیشتر ایک دیو کے ہاتھ باندہ دئے تھے اور اوسکے منہ پر ایسا ایک طمانچہ مارا تھا کہ اوسکے رخسار دن سے خون جاری ہو گیا تھا چنانچہ وہ پیغمبر صاحب کے وقت تک بدستور مذکور دست بستہ مجروح موجود تھا کسی نبی و رسول وغیرہ سے اوسکے ہاتھ نہین کھلے تھے اور نہ اوسکا زخم اچھا ہوا تھا آخر کار جناب امیر حیدر کرار صاحب ذوالفقار ہی نے اوسکے ہاتھ کھولے اور آپ ہی نے اوسکے زخم کو اچھا کیا آپ نے لڑکپن کے عہد مین گہوارہ مین لیٹے ہوئے ایک اژدھا کو چیر کر آدھا ادہر آدھا اودہر پھینکدیا تھا اوسکے دونون ٹکڑون کو ستر ستر آدمیون نے کھینچکر باہر پھینکا کتاب الخرائج مین بیان ہوا ہے کہ جناب امیرؑ نے ایکبار خلیفۂ وقت کے سامنے جنکی تیغ ابدار سے شاہان عرب و عجم کانپتے تھے اپنی کمان معجز نشان کو زمین پر ڈالدیا وہ بنے اژدھا بنکر اپنا مونہ کھولکر اون کے نگلنے کا ارادہ کیا جب اونھون نے جناب امیرؑ کے سامنے توبہ تلا کی تب آپ نے اوس کمان اژدھا دہان کو اپنے ہاتھ مین پکڑا وہ اژدہائے آتش فشان بدستور سابق پھر کمان بن گیا - اسی کتاب مین آیا ہے کہ ایکبار آپ نے خلیفۂ وقت

کو ایک بڑی سپہ سالار عالیشان کے مقابلہ مین کہ جس بہادر نے اپنی شجاعت بے مثال اور اپنے کمال استقلال سے روم وشام کو فتح کیا تھا اوس کی گردن مین خود اوس ہی کے عمود آہنی کا طوق بناکر ڈالدیا کسی سے اوسکے گلے مین سے نہ نکل سکا جب آپ ہی کے سامنے منت وسماجت کی تب آپ ہی نے اوسکو نکالا تاریخ حملہ حیدری مین ہے جو مذہب شیعہ کی معتبر تاریخ سمجھی جاتی ہے کہ شب معراج مین رسول مقبولؐ نے جو کچھ کہ آسمانون پر پہنچ کر دیکھا وہ جناب امیرؑ نے زمین ہی پر سے دیکھ لیا آسمانون پر آپ جس جس جگہ پونہچے اوس جگہ پر جناب امیر کو موجود پایا کلینی مین ہے کہ اماموں کے پاس توراۃ کی وہ الواح بھی موجود تہین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئین تھی اور آپ کا وہ عصا بھی بجنسہ موجود تھا جو آپ کے معجزہ سے اژدھا بنجاتا تھا اور ایک مصحف فاطمہ تھا جو مسلمانون کے قرآن منزل سے تگنا تھا لیکن اس قرآن موجود کا اوس مین ایک حرف بھی موجود نہ تھا یہ مصحف خاص حضرت فاطمہ کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے پہنچا تھا اور ایمۂ عالی مرتبہ کے پاس ایک جفر جامعہ تھا جس مین اولین وآخرین کے علوم موجود تھے علی ہذا القیاس اس ہی قسم کے اور بہت امور صفات خدائی ورسالت کے متعلق حضرات ائمہ کی نسبت ان کی معتبر کتابون مین بیان ہوئے ہین جن تمام کا اس مقام مین بیان کرنا طول وفضول سے خالی نہین اس مختصر رسالہ مین صرف بقدر ضرورت اکتفا کیا گیا ظاہر ہے کہ معجزات کا عطا کیا جانا اور حضرت جبرئیل کے واسطہ سے کتاب کا نازل ہونا خاصہ ہوتے ہین انبیاء کرام کے کہ اونکی نبوت ورسالت کے حق مین علامت ہوتے ہین اور علوم اولین وآخرین کا تعلیم کیا جانا اور معراج کے درجۂ عالی پر عروج سے مشرف وممتاز ہوکر اسرار خاصۂ بارگاہ کبریائی پر اطلاع پانا مخصوص ہے خاص خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کی ذات پاک کے ساتھ ان اوصاف مذکورہ کو امت مین سے کسی کے لئے قرار دینا بیشک شرک فی الرسالۃ کا قائل ہونا اور صراط مستقیم حق سے تجاوز کرکے راہ کج باطل کی طرف مائل ہونا ہے باقی رہا آپ سے افضل ہونا وہ تمام اہل اسلام کے نزدیک خالق

وَاِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَۃَ الخ یہ مضمون طویل عبارت مین ہے اصول کافی مین دیکھ لینا چاہئے اسلئے الخ کر دیا ہے اصول کافی باب ذکر الصحیفۃ والجفر والجامعۃ ومصحف فاطمہ صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ نول کشور سنہ ۱۳۰۲ھ۔

کائنات کے سوا اور کسی کو ہرگز حاصل نہین ہوسکتا علی ہذا القیاس اشیا کا حلال وحرام قرار دینا اور عالم الغیب ہونا اور ازل سے ابد تک جملہ اشیاء موجودہ ومعدومہ کو جاننا جو عالم الغیب والشہادۃ سے عبارت ہے یہ خاص اوس قادر مطلق وعلّام الغیوب کی صفات خاصہ مین سے ہین جنمین کسی مخلوق کو ادنی سے لیکر اعلی تک اوس وحدہ لاشریک لہ کے ساتھ کسی صورت سے شرکت ہرگز ممکن نہین اس قسم کی صفات خاصہ کو مخلوق مین سے کسی کے لئے ثابت کرنا شرک فی الالوہیۃ کا اعتقاد رکھنا ہے جو عین الحاد ہے غرضکہ یہ جملہ عقائد مذکورہ جو باطل محض ہین دین محمدی کے قطعاً مخالف صریح اور یقیناً شرک جلی فضیح ہین ہرچند کہ اس واقعی مضمون اور عقل ونقل کے مطابق تحقیق کے درحقیقت یقینی وحق ہونے مین کسی اہل حق کو کسی قسم کا شک وشبہہ نہین ہوسکتا لیکن اس قماش کے اشخاص جنکی رگ وپے مین مادۂ فاسد فلسفہ سمایا ہوا اور اون کی تاریک نگاہون مین اوس سراپا زنگ کا رنگ سیاہ سربسر چھایا ہوا ہے اور باوجود اس کے وہ ہمیشہ فنون معقول کے نامعقول ذریعہ سے علوم منقول کے اسرار مخفیہ کا انکشاف چاہا کرتے ہین جسکو حاملان دین نبوی وعاملان سنت مصطفوی درحقیقت این خیال است ومحال است وجنون کے قبیل مین داخل جانتے ہین غالباً اس مین بیجا توجیہہ وتاویل کرکے وقائق فنون عقلیہ سے فی الجملہ اپنی آشنائی اور حقائق علوم حقہ نقلیہ سے بالکلیہ ناآشنائی ظاہر کرین گے کہ صفات مذکورۂ بالا باری تعالی کی ذات کے واسطے تو بالذات ثابت ہین اور مخلوقات مین سے خواص انام کیلئے بالعرض اس صورت مین شرک لازم نہین آتا اسلئے کہ جو صفت باری تعالی کی صفات خاصہ مین سے ہی وہ مشترک نہین اور جو مشترک ہے وہ صفات خاصہ مین سے نہین چنانچہ زمانۂ حال کے معقولیان فارغ البال دین کے متعلق اس ہی قسم کی نامعقول ومحض فضول توجیہین کرکے خود ہی چاہ ضلالت مین پڑے ہوئے ہین اور پہر اورونکو بھی اوس مین ڈالنا چاہتے ہین اگرچہ جی تو یون چاہتا تھا کہ اس بالعرض وبالذات کی بحث عجیب الصفات کو اس تحقیق وتدقیق کے ساتھ مفصل ومکمل طور پر بیان کرون کہ جسکو دیکھکر اہالیان معقول زمانۂ حال کی آنکھین

مغالطہ فلاسفہ

کہہ جائین تاکہ پہر اسطرح کے مضامین فلسفیہ کو جن پر اونکو بڑا ناز ہے دین کے معاملات مین کبھی زبان
پر نہ لائین لیکن اول تو یہ رسالہ جو عام فہم ہونے کی غرض خاص سے خاص اردو زبان مین لکھا
گیا ہے ایسے باریک مضمونون کا جو خاص خواص کے سمجھنے کی قابل ہین متحمل نہین ہو سکتا دوسرے
اسطرح کے دقیق مضامین کی تفصیلی طور پر تحقیق و تدقیق کسی بحث کے ضمن بیان مین نہین آسکتی
مگر چونکہ اسکا بالکلیہ ترک کرنا بہی مناسب نہین کہ اس سبب سے یہ بحث امامت ناتمام رہجائیگی
اسلئے بقدر ضرورت مقام بالاجمال اس کا بیان کرنا ضرور ہے لیکن اس مغالطہ کے تحقیقی
طور پر رفع کرنے سے پیشتر جواب الزامی دیکر فلسفیان زمانۂ حال کی زبان قیل و قال کا
بکمال بند کرنا مناسب جانتا ہون تاکہ یہ حضرات عالی درجات معقول طور پر چپ چاپ
بیٹہکر تحقیقی جواب کو بگوش ہوش سنین اور درمیان بیان مین ناحق شور و شغب برپا کرکے
نہ صرف آپ کو بلکہ باقی اور جملہ سامعین کو بہی ہماری تقریر دل پذیر کے سننے سے باز نہ رکہین
مین اسوقت خاص مدعیان معقول کی طرف خطاب کرکے یہ لاجواب بات بیان کرتا ہون
کہ باری تعالی شانہ کی صفات خاصہ مین اگر بالذات و بالعرض کے فرق کرنے سے شرک لازم
نہ آئے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دنیا بہر مین کہین شرک ہی نہ پایا جائے اسلئے کہ عالم
مین جسقدر بہی مشرک و بت پرست ہین وہ بعینہ یہی کہہ سکتے ہین اور کہتے بہی یہی ہین کہ ہم
اپنے معبودون اور بتون کی ذات مین خدائی کی صفات بالذات نہین جانتے بلکہ اون کا
تحقق بالعرض مانتے ہین اس بنا پر ہمارے عقائد و اعمال مین شرک متحقق نہین اور اگر
بالفرض ان صفات کا مخلوق مین بالعرض تحقق بہی شرک ہی مین داخل ہے تو اس صورت
مین ہم اور تم دونون کو بروئے عقل و انصاف ایک ہی درجہ حاصل ہے اگر ہم مشرک
تو تم بہی مشرک اور اگر تم موحد تو ہم بہی موحد بس اس حالت مین تم اور ہم دونون گروہ
ایک ہی کشتی مین سوار اور ایک ہی ناخدا کے پیرو کار ہین پہر تم عبث اپنکو موحد اور ہم کو
مشرک قرار دے کر خود را فضیحت و دیگران را نصیحت کا مصداق بنکر عقلائے انام کے

نزدیک عالم مین ناحق بدنام ورسوا ہوتے ہو آؤ ہم اور تم دونون دینی بھائی بنکر باہم شیر وشکر کی طرح خوب گھل مل کرمن تو شدم تو من شدی کا سچا مصداق بنین اور باہم متحد العقیدہ ومتفق الکلمہ بنکر ان موحدین وتبعین سنت سید المرسلین کا مقابلہ کرین جو باری تعالیٰ کی صفات خاصہ کو کسی مخلوق کے حق مین ادنے ہو یا اعلیٰ بالعرض ماننا بھی قطعاً شرک والحاد جانتے ہین علی ہذا القیاس ہر شخص کو یہ لغو وبیہودہ دعوی ملحدانہ کرنا پہنچ سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ آپ کو بالعرض عالم الغیب وقادر مطلق ورازق وخالق کائنات مختار موت وحیات مخلوقات قرار دے اور اس قسم کی صفات کو اپنی ذات الحاد صفات مین بالذات نہ قرار دینے کے سبب سے وہ بد ذات وبیدین مشرک وملحد نہ قرار پائے بلکہ بالعرض قرار دینے کی وجہ سے وہ اچھا خاصہ پکے اور سچے مومنین وموحدین کے گروہ مقدس مین شمار کیا جائے اے طلسمات وہمیہ وبے حقیقت فلسفیہ کے دلدادہ وشیداؤ بھلا اگر کوئی مخالفین ملحدین مین سے باری تعالیٰ کی صفات خاصہ مین بالفرض بالذات وبالعرض کا فرق نکال کر اس قسم کے اعتقاد سراپا الحاد تمھارے سامنے بیان کرکے تم سے طالب جواب ہو تو اوس وقت مین تمکو ارسطو وافلاطون کے تخیلاتِ گوناگون ہی کی قسم دیتا ہون جنہون نے تمکو خاص دین وایمان کے معاملۂ عظیم الشان مین اسقدر چرب لسان ومطلق العنان بنا رکھا ہے کہ الامان الامان جلد بتاؤ تمہاری اس چرب لسانی ومطلق العنانی سے ہر مسلمان کو اور یہ عجیب وغریب قسم کی تمکو قسم دیکر تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تم اونکے ان ملحدانہ اعتقادات اور اپنے مذہب پر اونکے ایسے الزامات کا بتلاؤ تو فلسفہ کے کس قاعدہ سے جواب باصواب دوگے اور معقول کس اصول سے معقول طور پر آپکو موحد اور اونکو مشرک ثابت کروگے بخدا کہ جبتک تم واقعی طریق پر خالص مومنین وحقیقی موحدین کے دامن عاطفت مین پناہ گزین نہوگے جو ذی تو قع حقیقتہً اہل سنت وجماعت ہین تب تک مخالفین کے ایسے سخت تر حملون سے ہرگز اپنی جان اور اپنا دین وایمان نبچا سکوگے ارے بھلے مانسو اپنے دین کے متعلق کچھ سوچ سمجھکر تو بات کہا کرو اور اس امر کا بھی تو ذرا دل مین اندیشہ کر لیا کرو کہ اگر کوئی مخالفین مین سے تمہاری اباحت کو

سنے گا تو وہ بھلا کیا کہے گا اور تمہارے اسطرح کے نامعقول قولون سے تمہارے مذہب پر کیسے کیسے سخت حملہ کرے گا کہ تمہارا اون سے پیچھا چھوڑانا ہی دشوار کردے گا اس مغالطہ کا الزامی جواب تو بس اس ہی قدر اہل فہم کے حق مین کافی ووافی ہے اب اسکا دوسرا تحقیقی جواب طالبان تحقیق کے مزید اطمینان کے لئے بیان کرتا ہون کہ باری تعالیٰ کی صفات دو قسمون پر منقسم ہین ایک عام دوسری خاص عام تو اون صفات سے مراد ہے جن مین اوس کے ساتھ اوس کی مخلوق بھی شریک ہے جیسے کہ نفس وجود وحیات سمع وبصر کلام وارادہ واختیار کہ ان صفات مذکورہ کے بعض مین کل اور بعض مین اکثر اور بعض مین بعض مخلوقات اوس خالق کائنات کے ساتھ شریک ہین البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ باری تعالیٰ مین ان کا تحقق اولاً و بالذات ہے اور اوس کی مخلوقات مین ثانیاً وبالعرض اور صفات خاصہ خاص اون صفات سے عبارت ہین جن کا تحقق باری تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک کے سوا کسی مخلوق مین خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہرگز نہین پایا جاتا جیسے کہ قدرت مطلقہ واختیار تام جو اوس کے جملہ اقوال و افعال پر من کل الوجوہ قدرت واختیار کلی سے عبارت ہے اور ازل سے ابد تک جملہ اشیاء موجود و معدومہ کا پورا انکشاف اور خالق کل مخلوقات ہونا اور اون کا جلانا اور مارنا اور اونکو رزق وصحت ومرض وتمام اشیاء مناسب وقت وحال بمقتضائے مصلحت وحکمت عطا کرنا اور اشیا کو حرام وحلال بنانا غرضکہ اس قسم کی تمام صفاتین اوسکی جملہ مخلوقات مین سے کوئی اوس وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی صورت سے بالذات ہو یا بالعرض ہرگز شریک نہین اور نہ ہو سکتا ہے بالذات کا نہونا تو متفق علیہ اور موافقین ومخالفین کے نزدیک مسلمات مین سے ہے کہ اس صورت کے شرک حقیقی ہونے مین کسی کو کلام ہی نہین ہو سکتا۔ باقی رہا بالعرض کا نہونا اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض ان صفات مین بھی بالعرض کوئی اوس کے ساتھ شریک ہو سکے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ صفات عامہ وخاصہ مین کوئی فرق ہی باقی نرہے اور دونون قسمین بعینہ ایک ہی قسم بنجائین جو بداہتہً باطل محض اور عقل کے محض خلاف امر ہے یا یون کہا

جواب تحقیقی بطور اظہار معنی تحقق بالذات و بالعرض

جائے کہ کوئی صفت خاص باری تعالیٰ کی صفات خاصہ مین سے ہی نہین بلکہ انہین صفات
عامہ کو بالذات کے اعتبار سے صفات خاصہ کہہ سکتے ہین اور بالعرض کے لحاظ سے صفات عامہ
حالانکہ یہ امر نقل کے بالکل خلاف ہے جسپر دین اسلام کی خاص بنیاد قایم ہے اس لئے کہ اس
حق الامر مین کسی اہل حق کو شبہہ نہین ہو سکتا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین اپنی نسبت
خاص خاص صفات کی خصوصیت ضرور کی ہے جس سے یقینی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صفات
عامہ اور شئے ہین اور صفات خاصہ اور چیز جیسا کہ ماہرین کلام مبین پر ظاہر ہے جسکا انکار بعینہ
کلام الٰہی کا انکار یا اقرار بدتر از انکار ہے حاصل کلام یہ ہے کہ باری تعالیٰ کی صفات عامہ
مین تو اوسکی مخلوقات بالعرض اوسکے ساتھ شریک ہے لیکن اوس کی صفات خاصہ مین کسی کو
کسی صورت سے شرکت ممکن نہین اون مین سرے سے بالعرض کا مرتبہ رکھا ہی نہین گیا اس
صورت مین کسی مخلوق کو اوس وحدہ لاشریک کے ساتھ شرکت کا موقع کسی صورت سے مل
ہی نہین سکتا یہان تک باری تعالیٰ کی صفات خاصہ مین مخلوقات کے شریک نہونے کا مشترک
بیان تھا جو اوس کی تمام صفات خاصہ کو پورے طور پر حاوی ہے - اب بالتخصیص خاص اون
صفتون کے حال سے بحث کرتا ہون جو اس مقام مین زیر بحث ہین ایک تو اشیاء کا حلال
وحرام قرار دینا دوسری صفت ازل سے ابد تک تمام چیزون کا عالم ہونا اول کا بالاجمال
حال یہ ہے کہ حلت وحرمت اشیاء کے احکام ہر زمانہ کے مناسب حال بہ تقاضا مصلحت وحکمت
خالق انام نے انبیاء کرام پر بذریعہ وحی نازل فرمائے اور تمام احکام حلال وحرام مین تمام
انبیاء کرام اپنی امتون کی مثل قرار دئے گئے یہ امر آخر ہے کہ کسی خاص نبی ورسول مقبول
کے حق مین کسی خاص شئے کی امت کی بہ نسبت کچھہ خصوصیت کر دی گئی ہو لیکن یہ ہرگز نہین ہوا
کہ کسی پیغمبر کو اس امر کا اختیار دے دیا گیا ہو کہ وہ جس شئے کو چاہے حلال کرے اور جس چیز
کو چاہے حرام قرار دے اگر بالفرض ایسا ہوتا تو انبیاء کرام عبادات وریاضات شاقہ کی بیحد
تکلیفون مین کیون ناحق اپنی جانون کو پھنساتے بلکہ جس شئے کو دل چاہتا اوسکو کرتے

اور جس چیز کو جی نہ چاہتا اوسکو نہ کرتے حالانکہ اس معاملہ مین وہ اپنی امت کی بہ نسبت خود بدرجہا زیادہ تکلیفین اوٹھاتے تھے جیسا کہ واقفین احوال انبیاء کرام خصوصًا ماہرین حال پیغمبر سید الانام پر مخفی نہین بلکہ اس امر مین جب زیادہ غور و فکر کی جاتی ہے اور عقل دور بین کے ذریعہ سے دور تک دیکھا جاتا ہے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر انبیاء کرام کو اشیاء کے حلال و حرام قرار دینے کا اختیار حاصل ہوتا تو صرف اپنے ہی حق مین کیا بلکہ اپنی تمام امت کے لئے ایسا ہی کرتے کہ جو شے اون کے منشاء قلبی کے موافق ہوتی اوس شئے کو حلال کر دیتے اور جو اون کے منشاء دلی کے مخالف ہوتی اوسکو حرام قرار دے دیتے جس سے یہ بھی ایک بڑا نفع ہوتا کہ اس حالت مین اون پر ایمان لانے والون کی تعداد بے حد و نہایت بڑھ جاتی حالانکہ ہر اہل عقل پر یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ ہر نبی پر ایمان لانے والون کی تعداد اون پر ایمان نہ لانے والون کی تعداد سے جو بہت گھٹی ہوئی رہی ہی اوس کی خاص وجہ یہی ہوئی ہے کہ ہر نبی و رسول نے خاص منشاء خداوندی کی موافق امت کے نفس و طبیعت کی مخالف حلت و حرمت اشیاء کے احکام بیان فرمائے جن کی تعمیل پابندان نفس و طبیعت کی طبیعت و نفس پر نہایت شاق گذری اس بنا پر وہ دنیائے فانی کی ناپائدار لذتون کو عقبائے باقی کی دائمی و لازوال نعمتون پر ترجیح دیکر اون پر ایمان لانے سے باز رہے البتہ جن شخصون کی توفیق ایزدی نے دستگیری کی وہ صدق دل سے شرف بہ ایمان ہو کر رضاء دائمی الٰہی کے مستحق ہوئے۔ اس دلیل عقلی کے بعد جو اہل عقل کے حق مین کافی و وافی ہے ایک مختصر نقلی دلیل بھی بیان کرتا ہون جو طالبان حق کو تمام دلائل نقلیہ سے مستغنی کر دے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار کسی شئے کو کسی خاص وجہ سے اپنے اوپر حرام قرار دے لیا تھا اور اس امر کا التزام کر لیا تھا کہ مین اس شئے کو کبھی نہ کھاؤنگا اللہ تعالے نے اس معاملہ مین آپ پر نہایت تشدد کے ساتھ یہ وحی نازل فرمائی کہ اے نبی جس شئے کو اللہ تعالیٰ نے تیری واسطے حلال کیا ہے تو اوسکو کیون حرام قرار دیتا ہے

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ کسی شے کے حلال و حرام بنا دینے کا آنحضرت کے حق مین تو کیا خاص اپنے واسطے بھی نہ بالذات و نہ بالعرض کسی طرح پر بھی اختیار حاصل نہ تھا بالذات کا نہونا تو بالاتفاق مسلم ہے لزوم شرک کی وجہ سے کوئی شخص موافقین و مخالفین مین سے اس امر کا ہرگز قائل نہین ہو سکتا اور بالعرض اسوجہ سے نہین کہ اس صورت مین اللہ تعالی کی جانب سے اس کی ممانعت نہین ہو سکتی اسلئے کہ بالعرض اختیار کے تو یہی معنی ہین کہ آپ کو اللہ جل شانہ نے اس امر کا اختیار دے دیا تھا کہ جس شئے کو آپ چاہین حلال کرین اور جس چیز کو چاہین حرام بنائین ظاہر ہے کہ اختیار دے دینے کی حالت مین پھر اوسکی ممانعت کس طرح پر ہو سکتی ہے جبکہ دلیل عقلی و نقلی سے یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا کہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو جو تمام عالم کے سردار تھے کسی شے کے حرام و حلال قرار دینے کا کسی طرح پر اختیار حاصل نہ تھا تو پھر کسی اور نبی کو خواہ وہ کسی درجہ و مرتبہ کا ہو کیونکر یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے پس جبکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو یہ منصب حاصل نہین تو امامون مین جو رسول کے نائب بلکہ نائبون کے نائب ہین اس مرتبۂ خاص قادر ذوالجلال کے حصول کا اعتقاد رکھنا بالکل محال و بعینہ شرک جلی ہے یہانتک تو ایک صفت خاصہ باری تعالیٰ کا بیان تھا اب اوس کی دوسری صفت خاصہ کا حال سنئے جو ازل سے ابد تک جملہ اشیاء کے جاننے سے عبارت ہے جس کا نام اصطلاح شرع مین علم الغیب والشہادۃ ہے اس سے پہلے کہ مین اس صفت کو خاص باری تعالی شانہ و عز مجدہ کے لئے ثابت اور جملہ مخلوقات کے حق مین اوسکے حصول غیر معقول کو معقول طور پر باطل کردون اسکی اصلی حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ ناظرین طالبین حق مین سے کسی کو اس مضمون کے متعلق ہمارے اثبات و ابطال مین کسی قسم کا شک و شبہہ پیش نہ آئے تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ یہ صفت خاص دو کیفیتون کو شامل ہے ایک تو علم غیب دوسری علم شہادۃ علم غیب مخفی چیزون کے علم سے مراد ہے اور علم شہادۃ ظاہری اشیاء کے جاننے سے عبارت ہے پھر یہ امر بھی تمام عقلاء انام پر ظاہر ہے کہ باری تعالیٰ شانہ سے کوئی شے بھی مخفی نہین بلکہ جملہ

تحقیق علم غیب و شہادہ

اشیاء اوس عالم حقیقی کے نزدیک ظاہر اور اوسکے سامنے حاضر ہین اس صورت مین اوسکے عالم الغیب ہونے کے یہ معنی تو ہو نہین سکتے کہ جو چیزین اوس سے مخفی ہین اونکو وہ جانتا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ جو اشیاء کہ مخلوقات کے حواس ظاہری و باطنی سے مخفی ہین اون سب کو وہ علام الغیب خوب جانتا ہے غرضکہ اشیاء مین غیب و شہادت کی باہم تفریق مخلوق کے اعتبار سے ہے نہ اوس خالق و عالم الغیب حقیقی کے لحاظ سے جب یہ واقعی مضمون ذہن نشین ہو چکا تو اب دوسرا تحقیقی مضمون بغور تمام سننا چاہئے کہ علم غیب کے دو معنی ہین ایک تو علم غیب جزئی دوسرے کلی اول معنی جو لغوی معنی و غیر مشہور ہین وہ کسی بعض مخفی چیز کے جاننے سے مراد ہین اور دوسرے معنی جو اصطلاحی شرعی و معروف ہین جنکو اس اعتبار سے اصطلاحی عرفی بھی کہہ سکتے ہین ازل سے ابد تک تمام مخفی اشیاء کے جاننے سے عبارت ہین اول معنی کا اطلاق باری تعالی اور مخلوق دونون مین مشترک ہے صرف بالذات و بالعرض کا فرق ہے کہ باری تعالی کو خاص خاص مخفی اشیاء کا علم بالذات ہے اور مخلوقات کو بالعرض اشتراک کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق باری جو درحقیقت صاحب ادراک ہے اوس کے لئے یہ ضرور ہے کہ اوسکو کسی نہ کسی شے کا علم ضرور ہو اس کے بغیر کوئی چیز ذی ادراک نہین ہو سکتی اور علم کے لئے اوس سے پہلے جہل کا ہونا ضرور ہے ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی اور جہل کی حالت مین وہ شے مخفی ہوتی ہے پھر علم کی حالت مین وہی شے بعینہٖ اوسپر ظاہر ہو جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مخلوقات ذی ادراک مین سے ہر مخلوق کو اس علم خاص مین سے علی قدر مراتب محدود حصہ ملا ہے جسمین سے سب سے زیادہ انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین کے حصہ مین آیا ہے اور ان تمام کی برابر خاتم الانبیاء و سرور اصفیا محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے جس کی طرف علمت علم الاولین و الآخرین سے اشارہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کے متعلق جسقدر علوم کہ انبیاء سابقین و لاحقین کو دے گئے تھے وہ سب آپ کی ذات فخر موجودات کو عطا کئے گئے اسی طرح پر آیات کلام ربانی بھی آپ کی زیادتی علم پر تمام انبیاء کرام بلکہ جملہ مخلوقات خالق انام کی بہ نسبت دلالت کرتی ہین جن سب کا مرجع خاص علوم دین ہی ہین اور بس اسلئے کہ تمام

انبیاء کرام خصوصًا سید الانام کی باقی مخلوقات پر جسقدر بھی فضیلت ہے وہ خاص علوم دینیہ ہی کے
اعتبار سے ہے ملائکہ کے سوا جملہ مکلفین احکام رب العالمین کو جسقدر علوم دین حاصل ہوئے ہین
وہ خاص ان ہی مقربان بارگاہ کبریائی کے واسطے سے ہوئے ہین رہے دنیاوی علوم انکی
کیفیت ہر اہل عقل پر ظاہر ہے کہ وہ اول تو قدر ضرورت وحاجت کو مستثنیٰ کرکے خاص ارباب دنیا
ہی کی شان خسیس کے مناسب ہین جس سے مقربان بارگاہ الٰہی کی شان عالی بس اعلیٰ و ارفع ہے
دوسرے ان مین بہت ادنے درجہ کے امور بھی شامل ہین جیسے کہ نہایت رذیل وخسیس صنعتین اور
حرفتین وغیرہ جو عقل و دین کے بھی مخالف ہین جن کی تعلیم وتعلم اور انکی جانب توجہ خاطر کو
عقلاء روزگار خصوصًا دیندار ننگ وعار جانتے ہین ظاہر ہے کہ ایسے امور کے حصول سے بندگان
مقبول بارگاہ ذوالجلال کو کیا علاقہ ہوسکتا ہے تیسرے جملہ دنیاوی و دینی امور کے علوم کا
کسی مخلوق کی ذات مین جمع ہونا منجملۂ محالات سے ہے جس کو انشاءاللہ آیندہ معقول طور پر ثابت کرونگا
غرضکہ مخلوقات مین ادنے سے لیکر اعلیٰ تک جس کسی کو بھی علیٰ قدر مراتب علم کا حصہ ملا ہے وہ
خاص علم جزئی ہی کا ایک حصۂ خاص ہے جو درحقیقت محدود و متناہی امر ہے کہ اپنی مناسب حد خاص
سے آگے تجاوز نہین کرسکتا جس حد تک بھی یہ رہتا ہے محدود و متناہی ہی رہتا ہے ہرچند کہ علم
غیب کے اس لغوی معنی کے اعتبار سے مخلوقات پر بظاہر عالم الغیب ہونے کا اطلاق درست معلوم
ہوتا ہے اور اس مین ظاہرا کوئی شرعی قباحت نظر نہین آتی لیکن جبکہ اس امر مین چشم حقیقت بین
سے جسکو عین قلب کہنا چاہئے بغور دیکھا جاتا ہے اور اس معاملہ مین نور فراست سے جو درحقیقت
مومن کے قلب مین نور الٰہی عطا کیا ہوا ہے کام لیا جاتا ہے تو اس معنی کے اعتبار سے بھی کسی
مخلوق پر عالم الغیب ہونے کا اطلاق بجا و درست نہین معلوم ہوتا وجہ اس کی یہ ہے کہ اس
لفظ کے لغوی معنی چونکہ غیر مشہور اور اصطلاحی معنی مشہور ومعروف ہین اس سبب سے متکلم کی زبان
قلم و قلم زبان سے اس معنی کے نکلتے ہی سامع وناظر کلام کا ذہن دفعتًہ اوس کے اصطلاحی
معنی ہی کی طرف منتقل ہوگا اور بلا تامل اوسکے کلام کا یہی مطلب سمجھیگا کہ یہ شخص یون کہتا ہے کہ

فلان شخص کو ازل سے ابد تک تمام مخفی اشیاء کا علم ہے اس صورت مین دو حال سے خالی نہین کہ سننے والے کو متکلم کے ساتھ اگر اعتقاد ہوگا تب تو اس کے اعتقاد مین اوس شخص کے قول پر اعتماد کرکے فساد لازم آئے گا اور اگر اعتقاد نہو گا تو اپنے نزدیک اوس متکلم کو ملحد و بیدین سمجھے گا ظاہر ہے کہ کسی کے اعتقاد مین فساد پیدا کرنا یا اپنے کو الحاد و بے دینی کے ساتھ متہم بنانا عقل و دین دونون کے خلاف ہے اس لئے ہر اہل عقل و دین کو اس قسم کے کلام سراپا ملام سے تقریراً و تحریراً احتراز لازم ہے مین اس معاملہ مین ایک کلیہ قاعدہ بیان کرتا ہون جو اکثر معاملات مین نہایت مفید اور کارآمد ہے وہ یہ ہے کہ جس لفظ کے دو معنی ہون ایک مشہور دوسرے غیر مشہور تو اوس کے غیر مشہور معنی مراد لے کر خصوصاً امور دینیہ کے معاملات مین کلام کرنا مناسب نہین اس سے ہر انسان کو حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے ورنہ وہی قباحت مذکور بدستور لازم آئے گی اس مضمون کی مفید مثال جو طالبان حق کے مناسب حال ہے یہ ہے کہ جیسے ممکن و واجب ممتنع و محال الفاظ ہین کہ ان کے معانی ہمارے محاورہ مین اور طرح پر مستعمل ہین اور اصطلاحات فلسفہ مین دوسرے طور پر ان کا استعمال ہوتا ہے چنانچہ ہمارے محاورہ مین ممکن تو ایسے امر کو کہتے ہین جس کے واقع ہونے کا احتمال ہو اور ممتنع و محال و غیر ممکن اوس شئے کو بولتے ہین جس کے وقوع کا ہرگز احتمال نہو اور واجب ضروری و یقینی شے سے مراد ہوتی ہے اور فلسفہ کی اصطلاح خاص مین ممکن اوس شے کو کہتے ہین جس مین قدرت کے متعلق ہونے کی صلاحیت ہو گویا کہ ممکن و مقدور کے ایک ہی معنی ہین صرف لفظون کا فرق ہے اور ممتنع و محال و غیر ممکن اوس شئے سے عبارت ہے جس مین تعلق قدرت کی ہرگز صلاحیت نہو جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ قدرت مطلقہ سے مطلقاً خارج ہو اور واجب اوس چیز کا نام ہے جو اضطراری و اختیاری سے خارج ہو ان معانی کو خاص وہی لوگ سمجھتے ہین جو اصطلاحات فلسفہ سے واقف ہوتے ہین لیکن عوام الناس جو اس قسم کی اصطلاحات سے محض ناواقف ہوتے ہین وہ ان الفاظ کے وہی معنی سمجھتے ہین جو ہمارے محاورہ مین بولے جاتے ہین مثلاً ہماری بول چال مین عام طور پر اکثر یون بولا جاتا ہے کہ فلان شخص کی ذات کے

وعدہ خلافی ممکن نہین بلکہ ممتنع ومحال ہے اور اوسپر وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے ظاہر ہے کہ قائل
کا اس قول سے خاص یہ ہی مطلب ہوتا ہے کہ اوس شخص سے وعدہ خلافی ہرگز وقوع مین نہ آئے
گی بلکہ وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اس سے یہ مراد نہین ہوتی کہ اوس شخص کو خلاف وعدہ
کرنے پر قدرت ہی نہین بلکہ وہ وعدہ وفا کرنے مین مجبور محض ہے بس جبکہ ان الفاظ کے
معنون مین محاورۂ لسان واصطلاح فلسفۂ یونان کی بنا پر اتنا بڑا فرق ٹہرا تو اگر کوئی
شخص اصطلاح فلسفہ کے مطابق ان الفاظ کے معنی اپنے ذہن مین مراد لیکر ایسی اشیاء کی نسبت
جو باری تعالی کے خلاف عادت اور وعدہ وعید کی وجہ سے کبھی وقوع مین نہ آئین گی عقائد
معتزلہ وخوارج وغیرہ کے ابطال کی غرض سے یون بیان کرے کہ یہ جملہ اشیاء ممکن ہین
ممتنع ومحال نہین اور نہ ان چیزون کا کرنا یا نکرنا باری تعالی پر واجب ہے اور اوس شخص کا
مطلب اس قول سے خاص یہ ہی ہو کہ وہ قادر مطلق ان تمام اشیاء پر قدرت تامہ رکہتا ہی مجبور
نہین البتہ اوس اصدق الصادقین نے جو کچھہ بھی اپنے بندون سے اپنے کلام پاک مین وعدہ و
وعید فرمایا ہے اوسکو یقیناً بلا شک وشبہہ اپنے ارادہ واختیار سے پورا کرے گا نہ مجبوری واضطرار
کے سبب سے تو ہرچند کہ اس شخص کا یہ قول عقل ونقل کے مطابق ہے اور خاص اہل سنت وجماعت
کا مذہب حق یہی ہے اور اس کے خلاف معتزلہ وخوارج کا مذہب باطل ہے کہ وہ خلاف قول
کو اوس قادر مطلق کی قدرت مطلقہ سے خارج جانتے ہین اور ایفاء وعدہ ووعید کو اوس قادر مختار
کے حق مین محض مجبوری واضطراری مانتے ہین لیکن چونکہ ان الفاظ کے ہمارے محاورہ کی مطابق
اور دوسرے معانی آتے ہین جنکو ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور یہہ اصطلاحی معنی مشہور نہین ہین
اسوجہ سے سامع کا ذہن عموماً دفعتہً اون ہی مشہور معنون کی طرف منتقل ہو گا اور وہ اپنے
محاورہ کی موافق متکلم کے اس قول کا یہی مطلب سمجھے گا کہ یہ شخص یون کہتا ہے کہ نعوذ باللہ باری تع
سے خلف وعدہ ووعید کا احتمال ہے اور ان دونون کا ایفاء یقینی نہین جو یقیناً مذہب اہل سنت
کے مخالف ہے پس اس صورت مین وہ ہی قباحت مذکور بدستور سابق لازم آئے گی کہ سامع کلام

اگر متکلم کے قول پر اعتماد کرے گا بت تو اوسکے عقیدہ مین فرق پڑے گا اور اگر اوس کے قول کا اعتبار
نہ کرے گا تو ضرور ہے کہ اس بنا پر اوسکو اپنے نزدیک فاسد العقیدہ سمجھے گا اس لئے عقل و دین
کا تقاضا یہی ہے کہ اہل علم کو اس قسم کے الفاظ سے تقریرًا و تحریرًا حتی الوسع بچنا چاہئے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسانون سے اونکی عقلون کی موافق کلام کیا
کرو اور اپنے آپ کو تہمت کی جگہ سے بچاؤ ان الفاظ کی جگہ بر وقت ضرورت قدرت و اختیار
وغیرہ الفاظ کا استعمال مناسب ہے جو کلام الہٰی و احادیث رسالت پناہی مین اوس قادر
حقیقی و مختار مطلق کی نسبت صاف و صریح طور پر مذکور اور اونکے معانی عوام و خواص
مین مشہور ہین جن کے سمجھنے مین کسی سننے والے کو کسی قسم کا شبہ اور دہوکا نہین پڑسکتا - علی
ہذا القیاس یون سمجھنا چاہئے کہ فنون فلسفہ یونانیہ کے بعض شائق و دلدادہ جو دل و جان
بلکہ دین و ایمان سے اصول معقول کی صورت نامعقول و شکل نازیبا پر شیدا ہوئے ہین
اور جنھون نے عقائد دینیہ کے حق مین ارسطو و افلاطون کے تخیلات گوناگون کو اپنا ہادی
و رہنمون بنا رکھا ہے جسوقت ایسے امور مین جو عادت الہٰی کے خلاف ہین یا اوس اصدق القائلین
نے اون کے وقوع یا عدم وقوع کی اپنے کلام صادق مین خبر دے دی ہے وہ اس بنا پر اوسکی
قدرت مطلقہ کے ابطال کی غرض فاسد سے واجب و ممتنع و محال و غیر ممکن وغیرہ اصطلاحات
فلسفیہ کا اوس قادر مطلق کے افعال و اقوال کے حق مین اطلاق کیا کرتے ہین تو ہر چند کہ اس
قسم کے الفاظ سے اون کا منشاء قلبی و مقصود اصلی خاص یہی امر فاسد ہوتا ہے کہ یہ اشیاء اوس قادر
مطلق و مختار حقیقی کی قدرت مطلقہ سے معاذ اللہ خارج ہین اور وہ ان معاملات مین مجبور محض ہے
جو بالیقین معتزلہ و خوارج بے دین کا مذہب باطل ہے مگر چونکہ سننے والے ان الفاظ کے اون
معانی کو نہین سمجھتے جو فلسفیون کی مراد ہین اور اگر کچھہ سمجھتے بھی ہین تو اس سبب سے کہ یہ معنی اپنے
محاورہ کے مخالف ہین جس کے سمجھنے کے وہ ابتداء سن تمیز و شعور سے عادی و خوگر بنے ہوئے ہین
ان معانی کی طرف اون کا ذہن دفعتًہ منتقل نہین ہوتا بلکہ اون الفاظ کے سنتے ہی وہ ہی

اپنے محاورہ کے مطابق معنی اون کے ذہن مین آتے ہین اور اپنے گمان مین بلا تامل اوس فلسفی
کے اوس نامعقول قول کا یہ مطلب قرار دے لیتے ہین کہ یہ شخص یون کہتا ہے کہ اس قسم کی اشیاء
باری تعالی سے وقوع مین آنے والی نہین قدرت کے انکار کا سامعین کے قلوب پر اظہار نہین
ہوتا اس خیال سے وہ اوس فلسفی کے اوس خیال محال کی تصدیق اور اوسکی مخالف صادق المقال
کے قول واقعی وصحیح کی تکذیب بے جا پر آمادہ ہوجاتے ہین حالانکہ فلسفیان مطلق العنان
کے سامعین کلام سراپا ملام مین سے جن کو دین کے متعلق فی الجملہ فہم بھی عطا ہوئی ہو اگر اون
کے منشاء قلبی کا پورا پورا حال معلوم ہوجائے کہ یہ حضرات چرب لسان وشوخ شنگ واجب ومحال
وغیر ممکن الفاظ خوش نما کا برقع زیبا چہرۂ نازیبا پر ڈالے ہوئے چپکے چپکے قدرت نامتناہی
الہی واختیار کلی مختار حقیقی کا انکار کررہے ہین تو یہ یقینی بات ہے کہ سامعین وناظرین کو
اون صاحبان عجیب الخلقت کی فیلسوفانہ صورت وفلسفیانہ سیرت سے اسدرجہ نفرت ہوجائے
کہ لاحول پڑھتے ہوئے اون کے پاس سے بھاگ جائین اور پھر کبھی بھول کر بھی اون منکرین
قدرت مطلقہ کی طرف مطلقاً رخ نہ کرین اس مثال سے ہر ذی عقل وصاحب فہم کے خیال مین
یہ امر صحیح صاف وصریح طور پر آسکتا ہے کہ کسی لفظ کے غیر مشہور معنی مراد لیکر کسی مضمون کے بیان
کرنے سے تقریراً ہو یا تحریراً سننے والے اور دیکھنے والے کو ضرور دھوکا ہوتا ہے اس لئے ہر
عاقل انسان خاص کر علماء ذی شان کو اس قسم کے بیان سے خصوصاً دین کے معاملہ مین اور
اوس مین بھی بالتخصیص عقائد کے بارہ مین جو اصل الاصول دین ہین احتراز تام رکھنا چاہئے
بس بعینہ اس ہی مثال پر علم غیب کے حال کو قیاس کرلینا چاہئے کہ ہر چند کہ لغوی معنی کے اعتبار
سے جو غیب جزئی سے مراد ہے مخلوق پر اسکا اطلاق آسکے لیکن چونکہ یہ معنی غیر مشہور ومحاورہ مین
غیر مستعمل ہین اسلئے سننے والے کا ذہن ان معنی کی طرف منتقل نہین ہوتا بلکہ اس لفظ کے سنتے ہی
دفعتہً خاص اون ہی معنی کی طرف منتقل ہوتا ہے جو اس لفظ کے اصطلاحی معنی مشہور اور محاورہ
مین بکثرت مستعمل ہین جو ازل سے ابد تک جملہ مخفی اشیاء کے جاننے سے عبارت ہین جن کے خاص

باری تعالیٰ کی صفات خاصہ مین سے ہونے اور کسی مخلوق کو اوس وحدہ لاشریک وعلام الغیوب کے ساتھ شریک ہونے مین کسی اہل عقل و دین کو ہرگز شبہہ نہین ہوسکتا چنانچہ خاص اس مضمون کے متعلق آیات شریفہ کلام الہٰی و احادیث صحیحہ رسالت پناہی جن کے تسلیم کرنے مین موافقین و مخالفین کو چون وچرا کرنے کی گنجایش نہین اسقدر کثرت سے وارد ہین جنکا احصار دشوار ہے اس مقام مین بغرض اختصار بطور اصول صرف مضامین چند آیات قرآنی پر اقتصار کرتا ہون اصل یہ ہے کہ کلام پاک ربانی کو اول سے آخر تک بغور دیکھنے سے جو شان مومنین کے مناسب وشایان ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین علم غیب کے متعلق مضمون کو چند صورتون مین ظاہر فرمایا ہے اور ہر صورت مین ایک خاص طریق پر خاص خاص امور کا اظہار مقصود ہے جو صاحبان نور ایمانی و عارفان مذاق کلام ربانی پر مخفی نہین اول صورت تو یہ ہے کہ کلام پاک خالق ارض و افلاک کے متعدد مقامات مین مختلف عنوانات سے یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور آسمانون اور زمین کے غیب کو خاص وہی خالق ارض وسمٰوات جانتا ہے اور خاص وہی عالم الغیب والشہادۃ ہے ایسے مضامین کے بیان سے اوس علام الغیوب کو اپنے علم کے نامحدود وغیر متناہی اور علم مخلوقات کے محدود و متناہی ہونے کی بناپر صفت علم مین اپنی ذات جامع صفات کمالیہ کی جملہ مخلوقات پر اظہار فضیلت مقصود ہے جو علم مخلوق کے نامحدود وغیر متناہی ہونے کی صورت مفروضہ مین بالکلیہ مفقود ہے اسلئے کہ جب مخلوق کا علم ہی اوس وحدہ لاشریک کی علم کی مانند غیر متناہی ٹھہرا تو پھر صفت علم مین خالق ومخلوق کے درمیان مین بظاہر کچھ فرق نہوا باقی رہا بالذات وبالعرض کا فرق تو وہ اول تو مراتب ذہنیہ مین سے ہے جن سے فنون فلسفیہ مین زیادہ تر بحث کی جاتی ہے اور بال کی کھال نکالی جاتی ہے جن کے بیان کرنے کی غرض سے کلام ربانی نہین نازل ہوا بلکہ وہ خاص ہدایت عامۂ کافۂ خلائق کے لئے نازل ہوا ہے دوسرے اس قسم کے ذہنی مرتبون سے خارج مین ظاہر طور پر کچھ فرق بیّن ثابت ہی

نہین ہوتا چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کو بالکل باری تعالی کی برابر علم مانا جائے اگرچہ اوس
کو بالعرض ہی کہا جائے لیکن ظاہر مین دونون کی حالت یکسان ہی ہوگی صفت علم کے اعتبار سے
دونون مین بظاہر کچھہ فرق نہوگا اسلئے کہ جس قدر باری تعالی کو جس کا علم بالذات قرار دیا گیا ہی
اشیاء معلوم ہونگی اوس ہی قدر اوس شخص کو بھی جسکا علم بالعرض فرض کیا گیا ہی اون تمام چیزون
کا علم ہوگا اور جسقدر کہ باری تعالی اپنے غیر محدود علم کے ذریعے اون تمام کے جملہ احکام بیان
کرسکتا ہے اوس ہی قدر وہ شخص بھی جسکو بالعرض غیر متناہی علم حاصل ہوا ہے تیسرے قطع نظر ان
تمام امور کے اس صورت مفروضہ مین آیات کلام ربانی کا مطلب بھی معاذ اللہ بالکل لغو و فضول
ہوا جاتا ہے اِس لئے کہ بالذات تو جملہ ظاہر و مخفی اشیاء کا علم خاص باری تعالی ہی کو ہی پھر انکاتین
اشیاء غائبہ کے علم کی خصوصیت ہی کیا ہے کس وجہ سے اونکے علم کو اپنی ذات خاص کے واسطے مخصوص
کیا ہے بھلا اس معماء لاحل کو فلسفیون مین سے کوئی صاحب طبع رسا اپنی جودت طبیعت کو دخل دیکر
ذرا حل تو فرمائین ورنہ ایسے تخیلات فاسدہ و توہمات باطلہ کے معاملات دینیہ مین دخل دینے سے
خدا و رسول مقبول سے کچھہ تو شرمائین دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے خاص خاص
اشیاء کے علم کو اپنی ذات خاص کے لئے مخصوص کیا ہے جس مین کسی مخلوق کو ادنے سے لیکر اعلی
تک اپنا شریک نہین قرار دیا جیسے کہ علم قیامت و نزول مطر اور رحم مادر مین نر و مادہ ہونے
کی خبر اور اس بات کا علم کہ فلان نفس کل کو کیا کرے گا اور وہ کس جگہ پر مرے گا اِس بیان
سے بھی اپنے کلام معجز بیان مین خالق کون و مکان کا مقصود وہ ہی صفت علم کے اعتبار سے
جملہ مخلوقات پر اپنی ذات کی اظہار فضیلت اور مخلوق کو ان جملہ اشیاء کا علم نہ دینے مین اوس
حکیم علی الاطلاق کی خاص حکمت ہے جس کے بیان کی ضرورت نہین ظاہر ہے کہ کسی مخلوق کو
اشیاء مذکورہ بالا کا علم دئے جانے کی حالت مین اس مضمون خاص کے بیان مین وہ ہی فوقیت
مقصود و لغویت کلام بدستور مذکور موجود ہے جسکا احتمال و خیال کلام معجز نظام رب الانام مین یقیناً
مردود ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جب تمام چیزون کا علم بالذات باری تعالی ہی کی ذات کے ساتھ

خاص ہے تو پھر ان خاص خاص اشیاء کے علم کی اوس کی ذات خاص کے ساتھ کیا خصوصیت اور اس
مضمون کے اظہار مین کیا منفعت ہے حالانکہ اوس کے کلام فصاحت و بلاغت التیام مین کوئی جملہ
بلکہ ایک لفظ تک بھی ایسا نہین جو معاذ اللہ لغو و بیکار ہو جسکو اداء مقصود خالق کائنات و منفعت
مخلوقات سے کچھ سروکار نہو تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین اپنے رسول
پاک کی طرف خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا کہ یون کہدے کہ اگر مین غیب کو جانتا تو مین اپنے لئے بہت
خیر اکٹھی کر لیتا اور کسی قسم کی تکلیف مجکو نہ پوہنچنے پاتی اس مضمون کے اظہار مین کئی متعدد مقصود
مضمر معلوم ہوتے ہین جو مومنین ارباب فراست پر مخفی نہین ایک تو کفار کے اس عقیدۂ باطلہ کی
تردید کہ اونھون نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے خیال محال مین عالم الغیب سمجھ رکھا تھا اور
اون مین کسی خاص خیر کی چیز کے متحقق ہونے اور اون کے کسی قسم کی تکلیف پہنچنے کو منافی رسالت
جانتے تھے دوسرے اس خاص امر کا اثبات کہ کسی شخص کے عالم الغیب ہونے کو اوسکا اپنے واسطے
خیر کی چیزون کا بہ کثرت جمع کر لینا اور آپ کو کسی طرح کی تکلیف کا نہ پہنچنے دینا لازم ہے۔ تیسرے
اس امر واقعی کا اظہار کہ تمام اشیاء عالم کے خیر و شر اور اون کے جملہ منافع و مضار سے پورا باخبر ہونا
خاص اوس عالم الغیب والشہادہ ہی کے واسطے مخصوص ہے ظاہر ہے کہ یہ جملہ مقصود کسی کے عالم الغیب
اور تمام چیزون کی منفعت اور مضرتون سے باخبر ہونے کی حالت مین اگرچہ بالعرض ہی کیون
نہو مفقود ہین انہین سے ایک امر بھی عالم بالذات ہونے پر موقوف نہین اس لئے کہ نہ تو کفار
انبیاء کرام کو تمام اشیاء کا عالم بالذات سمجھتے تھے اور نہ کسی شخص کا اپنے لئے خیر کا جمع کر لینا اور آپ
کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دینا تمام اشیاء کے نفع و ضرر کے عالم بالذات ہونے کو مقتضی ہے بلکہ
اس کے لئے جملہ چیزون کی منفعتون اور مضرتون کا علم ہونا ہی خواہ وہ کسی صورت سے ہو
کافی ہے اس ہی طرح جملہ اشیاء عالم کی منافع و مضار پر مطلع ہونیکو خاص باریتعالی کی ذات کیساتھ مخصوص ہونا
کسی شخص کو اوسپر بالذات مطلع ہونیمین منحصر نہین ہے بلکہ نتیجہ کی اعتبار سے اطلاع بالذات و بالعرض دونون برابر ہین
چوتھی صورت یہ ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک مین سوال کفار کے جواب مین اپنے حبیب پاک کی طرف خطاب کرکے

کہین تو یہ فرمایا کہ یہ جو قیامت کے معاملہ مین تجھسے سوال کرتے ہین اونسے تو یون کہدے کہ قیامت کا علم تو خاص
اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کہین اس سے ہی زیادہ تشدد کیا تھ یون ارشاد کیا کہ یہ لوگ تجھسے قیامت کا حال دریافت
کرتے ہین کہ وہ کب آئیگی بہلا تجکو اس بات سے کیا علاقہ یہ تو تیری پروردگار ہی کو پہنچتی ہے تو تو اوس سے ڈرنیوالو نکو فقط ڈرانی
والا ہے اور کسی مقام مین کفار کے اس سوال کے جواب مین کہ ہم پر وہ عذاب کب نازل ہوگا جس سے ہمکو ڈرایا گیا ہے
یون ارشاد ہوا کہ یہ کہدو کہ مین اس امر کو نہین جانتا کہ اوس عذاب کے تمہر نازل ہونیکا زمانہ
قریب ہے یا بعید اللہ اپنے بھید کی کسی کو خبر نہین دیتا مگر کسی کو اپنے برگزیدہ بندون مین سے جو
اوس کے رسول ہین اوسکی خبر دے دیتا ہے یعنی جسقدر مجکو اوسنے تبلا دیا ہے اوسی قدر مین تمکو
تبلا سکتا ہون اور جسقدر نہین تبلایا اوسکو نہین تبلا سکتا اس قسم کی جملہ آیات سے صاف بصراحت
طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو تمام امور کا علم نہین دیا گیا تھا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ اس مضمون
کی آیتون مین بہی آیات سابقہ کے موافق جن کے مضامین سابق مین ذکر کیے گئے بالعرض و
بالذات کی تاویل نہین ہوسکتی ورنہ مضمون آیات نعوذ باللہ بالکل لغو بلکہ خلاف واقع ہوجائیگا
اس لئے کہ ہر اہل عقل پر ادنے غور و تامل سے یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ کسی سوال کے جواب مین
یہ کہدینا کہ یہ بات مجھکو معلوم نہین اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے جواب دینے والے کے عالم بالذات
نہ ہونے پر موقوف نہین ہوسکتا بلکہ صرف اوس کے عالم ہونے سے خواہ کسی صورت سے ہو مجیب کو
اوس شے کے حال بتلانے کا منصب حاصل ہوتا ہے جسکا سائل نے سوال کیا ہے ورنہ ظاہر ہے
کہ تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام کفار کے کسی سوال کا بھی جواب ندیا کرتے بس
ہر سوال کے جواب مین یہی کہدیا کرتے کہ ہمکو اس شے کا حال معلوم نہین اس کو خاص خدا ہی تعالیٰ
ہی جانتا ہے اس لئے کہ یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ کسی ایک شے کا بھی علم بالذات باری تعالیٰ کے
سوا اور کسی کو حاصل نہین حالانکہ کلام الٰہی مین انبیاء کرام خصوصاً پیغمبر سید الانام علیہم الصلوٰۃ
و السلام کا سوالات سائلین کی جوابات مین ادن چیزون کے حالات کا بتلانا جن کے معاملات سے سوال
کیا گیا تھا متعدد مقامات مین صراحتہً مذکور ہے قطع نظر اس کے اس صورت مین معاذ اللہ بعثت

انبیاء کرام ہی محض لغو و بیکار کام ہوا جاتا ہے اسوجہ سے کہ جن امور کی اُنھوں نے امت کو خبر دی اون سب کا اون سب کو بالعرض ہی علم تھا نہ بالذات غرضکہ کلام ربانی کی آیات کثیرہ سے جن کے مضامین کو اس مقام پر ہم نے بطور اصول بالاجمال بیان کیا اور ایک ایک آیت و حدیث کو اپنے مطلوب کے اثبات اور مقصود مخالفین کے ابطال کی غرض سے جدا جدا ذکر کر کے ہر ایک کے حال سے تفصیلی بحث کرنے سے طالبین حق کو مستغنی کر دیا یہ امر حق یقینی طور پر کما حقہٗ ثابت ہو گیا کہ علم غیب کلی جو حقیقۃً علم غیب ہے خاص اللہ جل شانہ کی ذات وحدہ لاشریک لہ کے سوا اور کسی کو ہرگز حاصل نہیں باقی کلام ربانی کی جن آیات سے کہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانام کا باری تع کی جانب سے امور غیب پر مطلع کیا جانا پایا جاتا ہے اون تمام سے یقیناً صرف وہی خاص خاص امور مراد ہیں جن پر ضروریات دین کے متعلق وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اونکو عموماً وحی کے ذریعہ خاص سے اطلاع دی جاتی تھی جس کا لوازم رسالت اور اوس کی تسلیم کا ضروریات دین میں سے ہونا تمام اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے لیکن اس قسم کی آیات کو علم غیب کلی سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہو سکتا جو ازل سے ابد تک جملہ امور غیب کے جاننے سے عبارت ہے ہر چند کہ جی تو یوں چاہتا تھا کہ اس مضمون کی جملہ آیات بلکہ احادیث کا بھی جدا جدا ذکر کر کے ہر ایک کے حالات سے تفصیلی طور پر نہایت بسط و تحقیق کے ساتھ بحث کروں لیکن ایک تو اس مضمون کے طول کا خیال دوسرے ایسے مضامین کے عام فہم نہونے کا احتمال مانع ہے اس مقام میں صرف بقدر ضرورت اس قسم کے احتمالاتِ باطلہ کا اصول کے طور پر بالاجمال ابطال فقط اس غرض سے ضروری خیال کرتا ہوں کہ ایسا نہو کہ علماء عالی درجات حضرات شیعہ اس مضمون کی آیات و احادیث سے اہل سنت کے الزام دینے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کلی قرار دے کر اس علم غیر متناہی و نامحدود کو ورثاً اماموں کی طرف منتقل کر دیں جو وارثان رسول مقبول قرار دے گئے ہیں تحقیق اس مقام کی بقدر ضرورت مقام یہ ہے کہ کلام ربانی و احادیث محبوب یزدانی میں جہاں کہیں بھی انبیاء کرام خصوصاً سید الاصفیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے امور غیب پر مطلع ہونے کا صراحتہً یا کنایتہً ذکر آیا ہے ان تمام آیات واحادیث سے
ان کا صرف خاص خاص امور پر مطلع کیا جانا مقصود ہے اور ازل سے ابد تک جملہ امور غیب پر
انکو اطلاع دی جانی قطعاً باطل ومردود ہے اس لئے کہ اول تو اس صورت مین ان آیات
پاک کی صریح مخالفت لازم آئے گی جن مین صراحتہً یہ امر واقعی وحق مذکور ہے کہ علم غیب خاص
حق تعالی عالم الغیب والشہادۃ ہی کا حق خاص ہے جس مین کسی مخلوق کو اس وحدہ لاشریک
کے ساتھ ہرگز شرکت حاصل نہین چنانچہ اس طرح کی آیات کے مضامین کو ہم نے سابق مین ذکر
کرکے مدلل طور پر اس امر کو ثابت کردیا کہ ان مین بالذات وبالعرض کی تاویل رکیک وتوجیہ
باطل کی ہرگز گنجایش نہین ہوسکتی ورنہ اس حالت مین باری تعالی کا ان آیات کے نازل کرنے
سے جو مقصود ہے وہ بھی معاذ اللہ ہرگز حاصل نہین ہوسکتا اور کلام ہی لغو ہوا جاتا ہے
حالانکہ ان دونون عیبون کے گرد وغبار نا پاک سے اوسکا کلام معجز نظام پاک وصاف ہے
اوسکا کوئی لفظ بلکہ کوئی حرف تک بھی ہرگز بیکار نہین بلکہ ہر لفظ وہر حرف نہایت فصاحت
وبلاغت کے ساتھ مقصود متکلم حقیقی کو کامل طور پر ادا کر رہا ہے جیسا کہ عارفین مذاق کلام
متین ومبین پر ظاہر ہے دوسرے ازل سے ابد تک جسقدر امور ہین اون مین بہت ایسے
بھی ضرور ہین جو خلاف دین وخلاف عقل بلکہ خلاف تہذیب ومخالف فطرت انسانی ہین
جن کے تعلیم وتعلم کو عموماً عقلاء روزگار عار جانتے ہین ظاہر ہے کہ باری تعالی کی جانب سے
ایسے امور کی تعلیم انبیاء کرام خصوصاً سید الانام کی شان اعلی وارفع کے کس طرح شایان
ہوسکتی ہے چنانچہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین خود ہی اس امر کا فیصلہ کردیا ہے اپنے
رسول پاک کی نسبت یون فرمایا ہے کہ ہم نے اوسکو شعر کہنا نہین سکھلایا اور یہ اوسکے
مناسب بھی نہین اس سے آپ کو شعر گوئی کا تعلیم نہ کیا جانا تو صراحتہً اور جملہ غیر مناسب شان
اشیاء کا ضمناً ثابت ہوگیا اس لئے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ شعر گوئی تمام چیزون سے بدتر چیز تو ہے
نہین جب اس ہی کے خلاف شان رسالت ہونے کے سبب سے آپ کو تعلیم نہ کی گئی تو اور چیزین

جو بد اہتہ اس سے بھی بدتر ہین آپ کو اونکی تعلیم ندی جانی دلالتہ النص کے طور پر بدرجہ اول
ثابت ہو گئی اور بعینہ اس ہی سے تمام انبیاء کرام کے حق مین بھی یہ امر حق کماحقہ ثابت ہو گیا کہ
اونکو خاص اون ہی خاص خاص اشیاء کی تعلیم کی گئی تھی جو اوس علام الغیوب وحکیم علی الاطلاق
کے نزدیک اون کے مناسب حال تھی کسی غیر مناسب چیز کی اونمین سے کسی کو بھی تعلیم نہین دیگئی
اور جس شے کی تعلیم ہی نہین ہوئی تو اوس شے کا علم بالعرض جو تعلیم کا نتیجہ ہے کیونکر حاصل
ہو سکتا ہے تیسرے یہ کہ اس امر مین کسی قسم کا اہل عقل کو شک نہین ہو سکتا کہ ازل سے ابد تک کی جملہ
اشیاء بلاشبہہ غیر متناہی ہین جن مین سے کچھہ تو اب تک وقتاً فوقتاً موجود ہوتی گئین اور باقی
آیندہ کو رفتہ رفتہ متحقق ہوتی رہین گی اور غیر متناہی چیزون کے حاصل ہونے کے لئے بالیقین
زمانہ بھی غیر متناہی ہی ہونا چاہئے متناہی زمانہ مین غیر متناہی اشیاء ہرگز حاصل نہین ہو سکتین
رہا باری تعالیٰ کو غیر متناہی اشیاء کا علم اوس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو اوس کا وجود پاک ہی
ازل سے ابد تک غیر محدود ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا دوسرے وہ زمانہ و زمانیات سے
پاک و برتر ہے باقی مخلوقات جسقدر بھی ہون ادنے سے لیکر اعلیٰ تک اونمین سے ایک بھی اہل
اسلام کے عقیدہ حق کی مطابق نہ تو ازلی و ابدی ہے اور نہ زمانہ کے تعلق سے جدا ہے کہ اوسکو
زمانہ کی طرف باری تعالیٰ شانہ کی طرح احتیاج ہی نہو اس وجہ سے مخلوق محدود و زمانی کے
علم کا خالق غیر محدود و غیر زمانی کے علم غیر متناہی پر ہرگز قیاس نہین ہو سکتا بس ان تمام
دلائل قاطعہ سے قطعی طور پر یہ امر واقعی و یقینی ثابت ہو گیا کہ علم غیب کلی اور ازل سے ابد تک
جملہ اشیاء کا علم جو علم غیب و شہادہ سے عبارت ہے خاص اللہ جل شانہ کی صفات خاصہ مین سے
ہے جس مین کسی مخلوق کو خواہ وہ کتنی ہی اعلیٰ درجہ کی ہو اوس وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی
صورت سے اہل اسلام کے عقیدہ حق کی مطابق شرکت ممکن نہین اس صفت کو جیسے کہ بالذات
قرار دے کر کسی کے لئے ثابت کرنا یقیناً شرک ہے ایسے ہی اسکو بالعرض مان کر بھی کسی کے واسطے
تجویز کرنا خواہ وہ ملائکہ مقربین مین سے ہو یا انبیاء مرسلین مین سے بلاشبہہ شرک مین داخل ہے ان

دونون صورتون مین بظاہر اگر کچھ فرق ہوسکتا ہے تو غایت سے غایت صرف اس ہی قدر ہوسکتا ہی
کہ اول کو شرک جلی کہا جائے اور دوسرے کو شرک خفی قرار دیا جاوے لیکن اسمین شک نہین کہ
نتیجہ وانجام کار کے اعتبار سے شرک ہونے مین دونون برابر ہین غرضکہ بالذات وبالعرض مین
اس قسم کے معاملات مین فقط نام ہی کا فرق ہے نہ کام کا اس تحقیق سے جب یہ امر کماحقہ ثابت
ہوچکا جس سے کسی اہل عقل ودین کو انکار نہین ہوسکتا کہ ازل سے ابدتک جملہ اشیاء کا علم تمام
انبیاء ومرسلین یہان تک کہ سید الاولین والآخرین کو بھی حاصل نہین ہوا اور ان مین سے
کسی کی نسبت بہی اسکے حصول غیر معقول کا اعتقاد رکہنا بالیقین شرک مین داخل ہے تو پہر امامون
کی نسبت جو نائبان رسول بلکہ اون کے نائبون کے نائب ہین اس قسم کا اعتقاد رکہنا بدرجہ
اولیٰ شرک مین داخل ہوگا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرات شیعہ نے امامون کے لیے جو اعلیٰ قسم
کی صفات تجویز کی ہین جنکو انکی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین بڑے شدومد کے ساتھ ثابت کیا
گیا ہے اون مین سے بعض تو باری تعالیٰ کی صفات خاصہ مین سے ہین اور بعض انبیاء کرام
کی خاص صفات مین سے جن کا امامون کے لیے اثبات قطعاً شرک فی الالوہیۃ وشرک فی الرسالۃ
ہے ناظرین رسالہ کو اس مقام پر پہنچکر میرے اوس بیان سابق کی بخوبی تصدیق ہوگئی ہوگی
جسکو مین نے ابتدا مین ذکر کیا تھا کہ شیعہ اثنا عشریہ اگرچہ اس مذہب کے فرقہ غالیہ کیطرح
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صاف طور پر خدا یا رسول نہین کہتے لیکن اُنھون نے آپ بلکہ کل
آل عالی جناب کی ذات مین اس قسم کی صفات ثابت کی ہین جنسے اون کا بعینہ خدا ورسول
ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ اب تو اس فرقہ والے حضرت علی وامام حسین رضی اللہ عنہما کو کسی قدر
اپنی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنسے بڑھ کر خدا کے سوا اور کوئی نہین افضل
کہنے لگے ہین بلکہ حضرت علیؓ کو جو اللہ کے خاص بندون مین سے ہین عین خدائے عزوجل
سمجھ بیٹھتے ہین چنانچہ اول کا ثبوت تو یہ ہے کہ ان کی مجلسون مین اکثر شریک ہونیوالون
نے ان کے حدیث خوانون کی زبان سے بارہا یہ شعر سنا ہوگا۔ شعر

علی کو مین محمد سے تو بہتر کہہ نہین سکتا		مگر اپنے سے بہتر ڈھونڈ کر داماد کرتے ہین

اسکا مطلب جو مذاق شعر کے مناسب حال ہے یہ خیال مین آتا ہے کہ مین مخالفین کے ڈر کے مارے کہ کہین ایسا نہو کہ وہ میرے اس عقیدہٗ مخالف اسلام کے سبب سے مجکو دین اسلام سے قطعاً خارج کردین یا کوئی سخت وناگفتہ بہ معاملہ اس حالت مین پیش آجائے جس کی وجہ سے ایسے لفظ کو زبان سے نکال کر انجام کار پچھتانا پڑے مصلحتاً صاف وصریح الفاظ مین حضرت علی کو پیغمبر صاحب سے افضل کہنا مناسب نہین سمجھتا لیکن میرا دلی عقیدہ خاص یہی ہے کہ جناب امیر پیغمبر صاحب سے بیشک افضل ہین اسلیے کہ میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ جو شخص کیسکو اپنا داماد بناتا ہے تو وہ اپنے آپ سے افضل شخص ہی ڈھونڈ کر بناتا ہے ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ یہ دنیا بھر سے نرالا بھلا کہان کا قاعدہ ہے ایران کا یا توران کا یا امریکہ کا جسکو نئی دنیا کہتے ہین بھلے مانسو یہ قاعدہ تو دنیا بھر مین کہین بھی سننے مین نہین آیا نہ ہندوستان مین نہ ایران وتوران وغیرہ مین یہہ تو تم نے فقط اپنے گھر مین ہی بیٹھکر خاص اپنے دل سے ہی گھڑ لیا ہے تمام عالم مین عجم سے لیکر عرب تک اس معاملہ مین تینون صورتین پائی جاتی ہین جن کے تحقق کو انتظام عالم مقتضی ہے بعض داماد کا تو خسر کے مساوی رتبہ ہوتا ہے اور بعض کا کم اور بعض کا زیادہ لیکن یہ ضرور نہین کہ ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرے کہ ہر شخص کا داماد اوس سے ہر طرح پر بہتر ہی ملا کرے ورنہ بڑے بڑے عالیشان سلاطین وعالی مرتبت علماء مجتہدین کی لڑکیان بیچاری سدا کنواری ہی بڑی رہا کرتین نہ تو کوئی اونسے بہتر اون کو داماد ملتا نہ اون کا یہ عقدہٗ مالاینحل کھلتا پھر نہین معلوم کہ تمام جہان سے یہ نیا عجیب وغریب قاعدہ اوس سرور عالم کے واسطے جنسے بڑھ کر تو بھلا کیا عالم مین کوئی آپ کا ہمسر ہی نہین ہو سکتا حضرات شیعہ نے کیسے مقرر کر لیا ہے ایسے ہی ایک مرتبہ شیعون کے ایک مولوی صاحب جو پیش امام کہلاتے تھے ایک مجلس عزا مین اپنی زبان گوہر فشان سے یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ امام حسین علیہ السلام پیغمبر صاحب سے افضل ہین اس لیے کہ ایکمرتبہ امام

نے پیغمبر صاحب سے یہ فرمایا کہ ہم آپ سے افضل ہین اسوجہ سے کہ ہمارے نانا صاحب تو آپ جیسے شخص ہین
اور آپ کے نانا صاحب ایسے نہ تھے چنانچہ پیغمبر صاحب نے اس مضمون کی تصدیق فرمائی اس عجیب وغریب
قسم کے نئے مضمون کو سنکر حضرات شیعہ صاحب تو لوٹ ہی گئے تھے مگر ایک سنی صاحب بھی جو مرثیے
نے کی غرض سے وہان بے طرح جا پھنسے تھے یہ بہن بہنانا ہوا نیا مضمون سنکر جس سے ادنےٰ کان
بھی کبھی آشنا ہوئے تھے دہوکے مین پڑ گئے لیکن خیر یہ ہوئی کہ اس واقعہ عجیب کے بعد وہ غریب مجھسے ملے
اور اس بات کا متعجبانہ ذکر کرکے مجھسے طالب جواب ہوئے یہان خدا کے فضل وکرم سے اس
قسم کے مضامین کیا وقعت رکھتے تھے مین نے اونکو اس مضمون کا یہ جواب دیا کہ اگر اسطرح
کے خلاف عقل مضامین سے فضیلت ثابت ہوا کرے تو چاہئے کہ رعیت کا ادنے سے ادنے شخص
بھی بادشاہ وقت سے بڑھ جایا کرے اس لئے کہ وہ بھی یون کہہ سکتا ہے کہ ہمارا حاکم تو اس
رتبہ کا عظیم الشان سلطان ہے اور اس بادشاہ کا کوئی ایسا بادشاہ نہین تو اس بنا پر ہم اس
بادشاہ سے بڑھ گئے ایسے ہی ہر شخص اس ہی طرح پر خدا کی نسبت بھی بعینہ یہ ہی کہہ سکتا ہے
کہ ہمارا پروردگار تو وہ خدائے وحدہ لاشریک لہ ہے جو جامع جمیع صفات کمالیہ ہے لیکن
خدا کا کوئی ایسا خدا نہین تو اسوجہ سے نعوذ باللہ منہ ہم خدا سے بڑھ جائین جب اوس شخص
نے اوس غیر معقول بات کا یہ معقول جواب سنا تب لاحول پڑھا کہ اس وسوسہ شیطانی کا
خیال محال اپنے دلسے نکالا ورنہ اس بھولے بھالے سنی بیچارے کا تو اوس بھلے مانس عالی
مقام پیش امام نے کام ہی تمام کردیا تھا دوسرے امر کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی مجالس مین
شریک ہونے والے بیان کیا کرتے ہین کہ ان کے حدیث خوانون سے جناب امیر کے معاذ اللہ
خدا ہونے کے متعلق یہ مضمون مختلف عنوانون سے سنا کرتے ہین جن سب کا حاصل ومآل یہ ہوتا ہے
کہ پیغمبر صاحب شب معراج مین تمام آسمانون کو طے کرکے جسوقت خاص لامکان پر پہنچے جو خاص
تجلی گاہ کبریائی کا مقام ہے تو آپ کو وہان جناب امیر کی ذات خاص کے سوا اور کچھ بھی نظر نہ
آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات بابرکات مین اس طرح کی صفات ثابت کرنے سے صاف

اس بات کا اثبات ہوتا ہے کہ وہ ظاہر مین تو داماد رسول وزوج بتول تھے لیکن باطن
مین معاذ اللہ خدا یا رسول تھے اماموں کی ذات مین اس قسم کے فرضی اوصاف پیدا کرنیسے
اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ دین محمدی کی بالکلیہ تردید وبیخکنی لازم آئی اور مخالف
اسلام اسلام جیسے پاک وصاف وبے عیب مذہب کا مضحکہ اڑائے جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے
دین کے متعلق کچھ بھی فہم سلیم عطا فرمائی ہے اوس کو اس یقینی امر مین کسی قسم کا شک وشبہہ نہین
ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار ہون یا صحابۂ اخیار اور اون مین
کوئی کتنے ہی بڑے درجہ کا ہو اوس کو جس قدر بھی مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ خاص آپ ہی کی
ذات رحمۃ للعالمین کے طفیل سے ہوا ہے اور بندہ کا خدا اور خدا کا بندہ ہونا تو ایسا باطل
ہے جس کے بطلان پر تمام عقلاء انام کا اتفاق ہے جس مین کسی ادنے عقل والے کو بھی کلام
کرنا نہین پہنچتا اگرچہ اس قسم کے مضامین خلاف واقع مین بظاہر امامونکی فضیلت معلوم ہوتی ہی
لیکن حقیقت مین جیسے کہ ان مین خدا ورسول کی توہین وتکذیب پائی جاتی ہے بعینہ
ویسے ہی ان سے امامون کی تکذیب وتوہین لازم آتی ہے اس لئے کہ اون کی ذات
مین خدائی کی صفات ماننے سے اون کو معاذ اللہ خدا جاننا اور رسول کے اوصاف
جاننے سے اون کو رسول ماننا چاہئے لیکن اس حالت مین اون کا امام ہونا جس کے معنی نبید
ونائب رسول کے ہین کسی طرح پر نہین بن پڑتا یہان تک تو امامون کی اعلیٰ درجہ کی صفات
کا بیان تھا اب اس مقام سے اونکی ادنیٰ درجہ کی صفات کا بالاجمال حال بیان کرتا ہون جن
کے دیکھنے سے ناظرین کو بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ حضرات شیعہ نے محبت کے پردہ مین آئمہ
عالی درجات کی کیسی کیسی توہین وتذلیل کی ہے کہ کوئی دشمن سے دشمن بھی ایسی نہین کرسکتا
ان کی کتب معتبرہ کلینی وغیرہ مین جملہ امامون کی نسبت کامل طور پر ان صفات ناقصہ کا
ثبوت موجود ہے کہ وہ سب معاذ اللہ جھوٹ بولا کرتے تھے یعنی حق باتون کو چھپایا اور
باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے اسکا نام تقیہ رکھ چھوڑا ہے خیر ہمکو نام سے کیا کام ہے جو چاہین

وہ رکہین مگر سچ یہ ہے کہ ہے یہ جھوٹ ہی اور یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ تقیہ[1] ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے اوس کا دین ہی نہین اور جو شخص دین کو چھپاے گا اللہ اوس کو عزت دے گا اور جو اوس کو ظاہر کرے گا خدا اوس کو ذلیل کرے گا نماز جو اعلی درجہ کا رکن سلام ہے اوسکو شیعون کے نزدیک کافرون کے پیچھے پڑھا کرتے تہے قرآن شریف بہی اون ہی کا جمع کیا ہوا تلاوت کیا کرتے تہے مگر صحیح اور پورا کلام اللہ جیسا کہ نازل ہوا تھا چھپا ہوا اون کے پاس موجود رہتا تھا اول تو اوسکو ایسے ویسے شخص کو دکھلاتے نہ تھے اور اگر کبھی اتفاقیہ کسی ایسے ہی بڑے مخلص دوست کو دکھلاہی دیا تو اوس کے ساتھ ہی اوس سے یہ بہی کہدیا کرتے تہے کہ خبردار اسکو کھولنا مت مگر امامون کے مخلصین بہلا ایسے کاہیکو تھے کہ اون کے منع کرنے سے باز رہتے وہ اوسکو جھٹ کھول بیٹھتے تھے تو اوس مین نعوذ باللہ منہ پیغمبر صاحب کے اصحاب کبار کی شان مین برائیان لکھی ہوئی پاتے تہے چنانچہ ایک مرتبہ ایک مومن صاحب نے منع کرتے کرتے کھولا تو کیا دیکھا کہ سورہ[2] لم یکن نکلی اوس مین ستر قریشیون کے نام مع باپ دادا اون کے لکھے ہوئے پاے خدا کی پناہ لم یکن کیا تھی کوئی بلا تھی واہ رے عجیب الشان قرآن تیری آن بان کے قربان امام مسائل بھی پیشوایان اہل سنت ہی کے موافق ظاہر مین بیان کیا کرتے تہے مگر جب کرچکے سے اپنے مخلصین شیعہ کے کانین موقع ومحل دیکھکر کچھہ اور کہدیا کرتے تھے کسی شیعہ نے امام صاحب سے خواب کی تعبیر پوچھی اوس وقت سینون کے ایک بڑے عالم بیٹھے تہے امام صاحب نے شیعہ سے اون عالم

[1] یا اَبَا عُمَرَ اِنَّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الدِّیْنِ فِی التَّقِیَّةِ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا تَقِیَّةَ لَهٗ اصول کافی باب التقیہ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۲ء ترجمہ دین کے دس حصون مین سے ۹ حصہ دین تقیہ مین ہے اور جو تقیہ نہ کرے اوسکا دین ہی نہین۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ اَلتَّقِیَّةُ مِنْ دِیْنِیْ وَدِیْنِ اٰبَائِیْ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِیَّةَ لَهٗ امام ابو جعفر کہتے ہین کہ تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو تقیہ نکرے اوسکا ایمان نہین اور بکثرت روایات اس قسم کی ہین اصول کافی باب التقیہ صفحہ ۴۸۴

[2] وَقَرَأْتُ فِیْهِ لَمْ یَکُنْ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَوَجَدْتُ فِیْهَا اِسْمَ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِنْ قُرَیْشٍ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ اصول کافی باب النوادر صفحہ ۶۷۰ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۲ء

کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ہان ان سے دریافت کرو کہ یہ شخص عالم ہین اُنھون نے خواب کی تعبیر
بیان کی تو امام صادق الکلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم نے بہت ہی ٹھیک اور صواب جواب دیا
جب وہ اُٹھ کر چلے گئے تو لگے اون کو بے نقط سنانے کہ یہ خارجی جھوٹا ہے جو کچھ اوس نے بیان
کیا ہے وہ بالکل غلط ہے شیعہ صاحب نے تعجب سے کہا کہ حضرت آپ نے تو قسم کھا کر کہا تھا کہ تم نے
صواب بیان کیا اب یہ کیسی خطا ارشاد ہوا کہ یہان ہمارا یہ مطلب تھا کہ تو خطا مین صواب کی
پہنچا یعنی پوری خطا کی اس تاویل کا کیا کہنا ہے ہائے مخالف اسلام یہ سنکر ایسے امامون کی نسبت
کیا گمان کرے گا کتنی شخصون نے ایک ہی مسئلہ دریافت کیا ایک شخص کو کچھ اور دوسرے کو
کچھ جواب دے دیا تیسرے کے سامنے کچھ اور ہی اجتہاد کر دیا کسی نے اس کی وجہ دریافت کی
تو فرمایا کہ اس مختلف طور سے بیان کرنے مین ہی ہماری اور تمہاری قیامت تک بقا ہے
پھر تماشا یہ ہے کہ ان مین سے بعض امامون کی نسبت یہ قرار دیا کہ ان پر تقیہ حرام تھا اس
لئے کہ ہر امام پر خدا کی طرف سے صحیفے سنہری مہر لگے ہوئے نازل ہوئے تھے اون پر وہ
عمل کیا کرتے تھے ان بزرگوارون کے صحیفون مین یہ لکھا ہوا تھا کہ تم حق امر کو خوب ظاہر کرو
اور خدا کے سوا کسی سے مت ڈرو تم خدا کی طرف سے امن اور حفاظت مین ہو تعجب ہے کہ اون
کی نسبت سب امامون سے زیادہ تقیہ ثابت کیا آخر مین امام مہدی صاحب تک جب نوبت امامت
مفروضہ پہنچی جو خاتم الائمہ ہین اونھون نے تو تقیہ کو ایسا کام فرمایا کہ قرآن کو بغل مین لیکر
گڑھے مین جا چھپے کہ آپ کے مخلصین شیعہ اوس کے دیکھنے کو بھی ترستے ہی رہ گئے یہ ہین
امامون کے اوصاف جن کے سبب سے اون کو معاذ اللہ بدترین خلائق کے رتبہ تک
پہنچا دیا ہے اس بحث کے آخر مین امام مہدی صاحب کا خاص وہ حال سنیے جسکو معاد یعنی
قیامت سے تعلق ہے جس مین حضرات شیعہ نے قیامت سے پہلے ہی قیامت قایم کر رکھی
ہے اس کو رجعت کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اس کے متعلق عجیب وغریب خیالات بندیان
کی ہین جنکو سنکر کیسا ہی ضابطہ آدمی ہو بے ساختہ ہنس پڑے اس مضمون کی تفصیل تو بہت طویل

ہے اس مقام مین بالاجمال اس کا حال بیان کرتا ہون حق الیقین وغیرہ مین ہے کہ حضرت امام مہدی صاحب الزمان جس وقت کہ اوس غار سے جو سر من رائے کے نام سے مشہور ہے جس مین وہ شیعون کے نزدیک دشمنون کے خوف سے اب تک چھپے بیٹھے ہین خروج فرمائین گے تو اوس وقت پہلے زمانہ کے سب مومن و کافر زندہ کئے جاوینگے سب سے اول امام صاحب کے ہاتھ پر پیغمبر صاحب بیعت کرینگے بعد کو اور آدمی اور آپ کے لشکر کا سردار رستم پہلوان ہوگا واقعی سپہ سالار تو نہایت ہی مناسب ہے جس سے بڑھ کر بلکہ اوس کی برابر بھی اس کام کے لئے ملنا دشوار ہی جناب امیر چالیس ہزار برس اور حضرت امام حسین اسی ہزار برس تک اس عالم دنیا مین دوبارہ آکر بڑے زور شور کے ساتھ بادشاہت کرینگے یہان تک کہ امام حسینؑ کی بھنوین لٹک کر آپ کی پلکون سے نیچے آ پڑینگی امام مہدی صاحب اپنے دادا صاحب یعنی جناب امیرؓ کی دنیاوی سلطنت کے چھیننے والون کو اون کی قبرون سے نکلوا کر خوب ہی دل کھول کر سزائین دینگے کہ خرما کے درخت پر پھانسی دلوا کر تمام فسق و فجور کا اون کو بانی مبانی قرار دے کر سب گناہون کی گٹھری باندھ کر اون کے سر پر رکھدینگے پھر آگ مین جلوا کر اون کی خاک دریا مین بہائینگے اور ہر روز برابر ستر مرتبہ یہی عذاب اون کو دیتے رہا کرینگے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات خیر یہ آواگون کا مسئلہ تو بھلا جیسا تھا ویسا تھا ہی جو خاص مذہب ہنود کے اصول دین مین سے ہے جس سے دین اسلام ہزار زبان سے انکار کر رہا ہے لیکن تعجب یہ ہی کہ باوجود اس کے تذکرۃ الائمہ مین یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدی صاحب کی بادشاہت بالفعل موجود ہے آپ کے دو صاحبزادہ ہین ایک کا قاسم دوسرے کا طاہر نام ہے یہ دونون بڑے بڑے دو شہرون کے حاکم ہین جن مین سے ایک شہر کا طول تو ایک مہینہ کی مسافت کا اور دوسرے کا دو مہینہ کے راستہ کا ہے قطع نظر اس کے کہ یہ قصہ مضحکۂ اطفال ہو خصوصًا اس زمانہ مین کہ مدارس کے اونے اونے لڑکے بھی جغرافیہ عالم سے واقف ہین اون مین کہین ان خیالی شہرون کا پتہ اور نشان نہین ملتا اونہین یہ کیسی قباحت لازم آتی ہے کہ امام

صاحب کا غار مین چھپا رہنا اور پھر اس ہی حالت مین بادشاہت کرنا اور صاحب اولاد ہونا جو ایسے بڑے شہرون کے حاکم ہون بھلا کیونکر جمع ہوسکتا ہے علاوہ اس امر کے جب اونکو بالفعل اس قدر قوت و شوکت سلطنت و عظمت حاصل ہے تو پھر اس صورت مین اپنے شیعون کو ناحق کیون اس دنیاوی و دینی مصیبت مین ڈال رکھا ہے کہ بیچارے تقیہ کی آڑ مین پڑے بسر کر رہے ہین قرآن شریف تک بھی اون کے پاس نہین مجبوراً وہ اہل سنت ہی کا قرآن مستعار لے کر اوسکو نماز و تلاوت مین پڑھتے رہتے ہین خدا کے لئے ذرا اون شہرون سے جن کا طول مہینہ اور دو مہینہ کا ہے نکل کر اپنی اور اپنے صاحبزادون کی فوج اور حشم و خدم ہم رکاب لے کر ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ تشریف لائین اور دین مخفی کے اظہار اور اوس کے پھیلانے کی طرف توجہ فرمائین پھر دیکھین کہ آپ کے شیعان مخلصین علم ہاتھون مین لیکر یا امام یا امام کا نعرہ بلند کرتے ہوئے کیسے دل و جان سے آپ کے شریک ہوتے ہین مین سچ کہتا ہون کہ جس وقت امام مہدی آخرالزمان خروج فرمائین گے شیعہ صاحبون مین سے ایک شخص بھی آپ کو نہ مانے گا کیونکہ جب دیکھین گے کہ آپ تمام شرک و بدعات تعزیہ پرستی و نوحہ و مرثیہ خوانی وغیرہ خلاف شرع امور سے بہ تشدد منع کرتے ہین اور اتباع سنت سیدالانام و صحابہ کرام کی طرف خلق اللہ کو ہدایت فرماتے ہین اور اہل سنت و جماعت ہی کا قرآن شریف بھی آپ کے پاس موجود ہے اوسی ہی کی آپ تلادت کرتے ہین اور پیشوایان اہل سنت یعنی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر دل و جان سے قربان ہین تو سب شیعہ بالاتفاق یہ ہی کہین گے کہ یہ ہرگز ہمارے امام نہین بلکہ یقیناً کوئی متعصب سنی ہے بس امامون کے اس قسم کے حالات سے کسی اہل عقل کو اس امر مین کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہوسکتا کہ ایسے شخصون کا وجود محض فرضی و خیالی ہے جس کا تحقق عالم مین عقلاً ممکن نہین اس لئے کہ اجتماع ضدین تمام عقلاء انام کے نزدیک عقلاً محال ہے اس کو تو عقلاء شیعہ ہی نے تجویز کر رکھا ہے کہ امامون کی ذات مین مختلف قسم کی صفات متضادہ

ثابت کی ہین کہ اون مین خدا اور رسول کی صفات بہی مانتے ہین یعنی علم غیب[1] اور موت وزیست کا[2] اون کو اختیار اور اشیاء کا حلال وحرام کرنا[3] اور صاحب معجزات[4] وآیات بینات ہونا بہی حاصل تھا اور پہر اونکو نائب رسول بہی جانتے ہین وہ دین کے پیشوا بہی تھے اور بے دینی کو بہی ظاہر کیا کرتے تہے لوگون کے ڈر یا اون کی خوشامد کی وجہ سے وہ جہوٹ بولا کرتے تہے جو کسی مذہب مین اچھا نہین سمجہا گیا یہ جانے کہ ایسا اچھا کہ جس مین تقیہ نہو اوس کا دین ہی نہین گویا دین کے لیے ایسا ضروری ہوا جیسے ریل کے لیے تار برقی ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ حضرات امام جب دین کے پیشوا ٹھہرے جنکا کام خاص اشاعت دین ہی تھا اور اون کو معجزات بہی عطا کیے گئے تھے کہ بمقابلہ مخالفین کے وقت مین کام آئین اور موت وزیست کا بہی اونکو اختیار تھا پہر اون مین کیا

---

[1] اَیُّ اِمَامٍ لَا یَعْلَمُ مَا یُصِیْبُهٗ وَاِلٰی مَا یَصِیْرُ فَلَیْسَ ذٰلِکَ بِحُجَّةِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ یعنی جو امام یہ نہ جانے کہ آیندہ کیا پیش آنیوالا ہی تو وہ مخلوق پر اللہ کی حجت نہین اصول کافی کلینی باب ان الائمة یعلمون متی یموتون صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۳۰۲ھ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا فِی الْجَنَّةِ وَاَعْلَمُ مَا فِی النَّارِ وَاَعْلَمُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ابو عبد اللہ کہتے ہین کہ مین زمین وآسمان کی خبرون کو جانتا ہون اور جنت ودوزخ کے احوال کی خبر ہی اور اسکو بہی جانتا ہون کہ جو کچھ ہو گذرا اور جو آیندہ ہونیوالا ہے اصول کافی باب اَنَّ الْاَئِمَّةَ یَعْلَمُوْنَ عِلْمَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ صفحہ ۱۶۰ نولکشور مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ھ اور لطف یہ ہی کہ ان کے ائمہ جیسے ابو عبد اللہ خود دوسرے موقع پر علم غیب ہونے سے انکار کرتے ہین عبارت یہ ہی عَنْ سُدَیْرٍ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَصِیْرٍ وَیَحْیَی الْبَزَّازُ وَدَاؤُدُ بْنُ کَثِیْرٍ فِیْ مَجْلِسِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اِذْ خَرَجَ اِلَیْنَا وَهُوَ مُغْضَبٌ فَلَمَّا اَخَذَ مَجْلِسَهٗ قَالَ یَا عَجَبًا لِاَقْوَامٍ یَزْعُمُوْنَ اَنَّا نَعْلَمُ الْغَیْبَ وَمَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ الخ سدیر کہتے ہین کہ مین اور ابو بصیر اور یحیی ابن البزاز اور داود ابن کثیر مجلس ابو عبد اللہ مین حاضر تھے کہ ناگاہ ابو عبد اللہ غصہ کی حالت مین تشریف لائے اور بیٹھکر فرمایا کہ اون لوگون پر تعجب ہی کہ جو یہ گمان کرتے ہین کہ ہم علم غیب جانتے ہین حالانکہ علم غیب سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا چنانچہ مین نے ایک باندی کے مارنیکا ارادہ کیا تہا تو وہ بوجہ خوف کے بہاگ گئی مجکو معلوم نہین کہ وہ کہان ہی اصول کافی باب نادر فیہ ذکر الغیب صفحہ ۱۶۱ نولکشور مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ھ [2] ثُمَّ حُیِّرَ اَلْحُرَّ اَیُّ نَعْلَمُ مَا اَمَدَّ اللّٰهُ الخ اصول کافی باب ان الائمة یعلمون متی یموتون الخ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ھ اور موت وزیست کے اختیار ہونے کے متعلق خاص ایک باب ہی منعقد کیا ہے [3] قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ هٰذَا الْحَلَالُ وَهٰذَا الْحَرَامُ اَعْلَمُهٗ اَنَّکَ صَاحِبُهٗ لَہٗ یعنی آپ ای ابو عبد اللہ حرام وحلال کے مالک ہین [4] عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَتْ عَصَا مُوْسٰی لِاٰدَمَ فَصَارَتْ اِلٰی شُعَیْبٍ ثُمَّ صَارَتْ اِلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ وَاِنَّهَا لَعِنْدَنَا الخ امام ابو جعفر کہتے ہین کہ عصای موسیٰ آدم کے پاس تھا اور اونسے شعیب کو پہنچا اور اونسے موسیٰ کو اور وہ ہمارے پاس ہی اس کے متعلق اور بہی خرافات مذکور ہین بطور نمونہ بیان

خاص وہ امام جن پر تقیہ حرام تھا اور جنکو کمالات باطنی کے سوا کمالات ظاہری جیسے قوت وشجاعت وغیرہ بھی بدرجہ کمال حاصل تھے اور خلافت یعنی حکومت ظاہری بھی آخر مین مل گئے تہے اون کا دین کو چھپانا اور لوگون کے ڈر کے مارے ذرا ذرا بات مین تقیہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے کوئی صاحب اپنی جودت طبع کو دخل دے کر اس نکتہ کو حل تو فرمائین یا تو وہ کمال کہ کسی کے مقابلہ مین کمان کا اڑ دیا بنادین اور کسی کا عمود چھین کر اوس کا طوق بنا کر اوس کے گلے مین ڈالدین یا یہ حال کہ وہ ہی دونون اون کی گردن مین رسی ڈالکر کھینچے کھینچے پہرین خدا کی پناہ ایسے خلاف عقل مضمونون کا کہین ٹھکانا بھی ہے پہر ایسے امامون کے وجود سے دین کو کیا نفع پہنچا نفع تو درکنار بلکہ فائدہ کی جگہ اور نقصان ہو گیا قطع نظر اسکے کہ یہ امور عقل کے نزدیک ایسے خلاف ہین کہ ادنی سا ادنی عقل والا بھی انکو تسلیم نہین کر سکتا اگر اہل سنت یون کہین کہ جو مضمون امام ہماری موافق بیان کیا کرتے تہے وہ تو صحیح ہوتے تہے اسلئے کہ وہ عقل ونقل دونون کے موافق تھے اور جو مضامین شیعہ صاحبون کے سامنے بیان فرمایا کرتے تہے چونکہ وہ عقل ونقل کے بالکل مخالف تھے وہ غلط تھے پس تقیہ اون ہی مین ہوتا تھا اور مخالف اسلام یہ کہین کہ ایسے شخصون کے قول وفعل کا کچھہ اعتبار نہ تھا تو مین شیعہ صاحبون کو امام ضامن کی قسم دے کر پوچھتا ہون کہ وہ اس لاجواب باتکا کیا جواب دین گے اب مین ایک عقلی دلیل جس قسم کی الہیات ورسالت کے متعلق مین نے بیان کی ہے بحث امامت کے متعلق بیان کرتا ہون جس سے امامت کا سارا مضمون ہی باد ہوا ہو جائے وہ یہ ہے کہ امام دو حال سے خالی نہین یا تو وہ دنیادار تھے یا دیندار اگر اول صورت ہے تو اول تو وہ دونون فریق کے خلاف ہے کہ فریقین مین سے کوئی فرقہ اون کو دنیادار نہین سمجھتا بلکہ اعلی درجہ کا دیندار جانتا ہے دوسرے اس حالت مین اون کی محبت وعداوت اور ماننے نہ ماننے کو دین سے کچھہ تعلق نہ رہے گا بلکہ خارجیون کے عقیدۂ باطلہ کے موافق معاذ اللہ اون کے ساتھ عداوت رکھنی ضروری ماننی پڑے گی اور اگر دوسری صورت ہے تو اس حالت مین اون حضرات پاک مین دینداری کی صفات کا ہونا ضرور ہوگا اور وہ صفات یہ ہین جنمین کسی اہل عقل کو کلام نہین ہو سکتا کہ وہ کبھی جھوٹ نہ بولے اور کسی کی

رعایت و مروت یا کسی کے خوف کے سبب سے حق بات کو کبھی نہ چھپائے اور نہ باطل کو اختیار کر کر
دین کو ہمیشہ دنیا پر ترجیح دے حالانکہ اصول شیعہ کی بنا پر اماموں مین ان صفات مین سے ایک
صفت بہی نہ تھی بلکہ ایک ایک صفت کی پوری ضد موجود تھی چنانچہ مین اس امر کو بھی بخوبی
تمام ثابت کر چکا جب دونون صورتون مین سے ایک صورت بہی کسی صورت سے نہین بن پڑتی
تو اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اصول شیعہ کی موافق امامون کا وجود عنقا کی مانند محض فرضی
وخیالی ہے جس کا عالم مین نام کے سوا کہین نشان نہین مل سکتا حاصل یہ ہے کہ شیعون کے
اصول مذہب کی بنا پر دین محمدی کسی طرح پر ثابت نہین ہو سکتا نہ تو خدا مین شان خدائی
باقی رہتی ہے نہ رسول مین صفت رسالت اور نہ امامون مین منصب امامت پہر اس پر تعجب
یہ ہے کہ اپنے سوا دنیا بہر مین کسی کو مومن نہین سمجھتے کسی کو محب اہل بیت نہین جانتے اہل سنت
کو معاذ اللہ کافر اور دشمن اہل بیت بلکہ یہود و نصاریٰ سے بہی بدتر سمجھتے ہین جن کی کتابین
فضائل اہلبیت سے بہری ہوئی ہین اور اپنی زبان قلم اور قلم زبان سے کمبخت خارجیون کا جو
دشمن اہلبیت ہین مقابلہ کرتے رہتے ہین کسی شیعہ صاحب کو اگر آزمایش کا شوق ہو تو کسی پکے اور
سچے اور اہل سنت کے مکان پر کسی روز خارجی بنکر شوق سے تشریف لائین پہر دیکھین کہ وہ
اونکی کیسی مہمان نوازی کرتے ہین تمام اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو تمام انبیاء کرام کے سردار ہین اون کے صحابۂ اخیار و اہلبیت اطہار انبیاء کرام کے بعد تمام
عالم سے افضل ہین اور ہمارے دین کے پیشوا اور ظاہراً اور باطناً اوس کے شائع کرنیوالے ہین
کسی کے خوف یا رعایت و مروت کے سبب سے کبھی جھوٹ نہین بولتے تہے نہ حق امر کو چھپاتے
تھے شرق سے غرب تک جو دین محمدی پھیلا ہوا ہے وہ ان ہی اکابر دین کا طفیل ہے اہل سنت
کا بڑا گروہ جو فرقۂ حنفیہ کے لقب سے ملقب ہے اوس کے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت
امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان خاص مین سے ہین اور اعلیٰ درجہ کا فرقہ جو صوفیۂ
کرام کے نام نامی سے مشرف ہے جسکے وجود کو اسلام کا خلاصہ سمجھنا چاہئے جسمین ہزارہا بڑے بڑے

درجہ کے اولیاء عظام غوث و قطب اور ابدال وادتا و اس وقت تک گذرے ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہوتے رہین گے اونمین سے اکثر کا سلسلۂ ولایت خاتم الخلفاء سید الاولیاء امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک تک منتہی ہوتا ہے حاصل یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کا علم ظاہری و باطنی تمام صحابۂ اخیار و اہلبیت اطہار سید الابرار کا فیضان ہے یہی وجہ ہے کہ سب ان جملہ حضرات کے نام پر دل وجان سے نثار ہین اور اون کی محبت کو جزو ایمان جانتے ہین اسی بناء پر جیساکہ شیعونکو مخالف اسلام سمجھتے ہین ویسا ہی خارجیون کو بھی مگر باوجود اس درجہ کی محبت وعقیدت کے امنین سے کسی کو معصوم نہین جانتے نہ اون کی ذات مین کوئی ایسی صفت جو انبیاء کرام کا خاصہ ہو ثابت کرتے ہین جیساکہ خدا اور رسول کے مرتبہ مین فرق ہے ویسا ہی رسول اور امامون کے مراتب مین ہے فرق مراتب نہ کرنا اور ایک کو دوسرے کے مرتبہ مین شریک قرار دینا زندیق کا کام ہے پھر اس صورت مین کیسی عقل کے ساتھ دشمنی ہے کہ اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے تو دشمن اہلبیت قرار دئے جائین اور جو اونکی نسبت یہ عقیدہ رکھین کہ معاذ اللہ وہ ہمیشہ مخالفین کے ڈر کے مارے جھوٹ بولا کرتے تھے حق بات کو چھپاتے اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے کافرون کے پیچھے نماز اور اون ہی کا بگاڑا ہوا قرآن پڑھا کرتے تھے تمام عمر یہانتک کہ اپنے عہد حکومت مین بھی اون کے ہی مذہب کے موافق مسائل کا اظہار اور اونہین کے سے عقائد و اعمال کا برتاؤ کیا کرتے تھے وہ محب اہل بیت سمجھے جائین جس کسی کو شبہہ ہو فریقین کی کتابین موجود ہین دیکھلے کہ ہمارے اس سچے بیان کی تصدیق ہو جائے اصل یہ ہے کہ شیعہ صاحب بھی اس امر کو اپنے دل مین خوب سمجھے ہوئے ہین اگرچہ تعصب بیجا کی وجہ سے صاف طور پر اس امر کا اپنی زبان سے اقرار نہ کرین کہ اون کی کتابین ائمہ اہلبیت کی توہین و فضائل رذیلہ اور ہماری کتابین اون اکابر دین کی تعظیم و فضائل جمیلہ سے بھری ہوئی ہین اول کا ثبوت تو یہ ہے کہ یہ حضرات اپنی کتابون کو عیب کیطرح چھپایا کرتے ہین کہ ایسا نہو کہ کوئی دیکھکر الزام ان پر قایم کرے لیکن حضرت سنی صاحب بھی عجب

جویندہ و یابندہ ہین کہ کسی نہ کسی ڈھب سے اون چھپی چھپائی کتابون کی دیکھ بھال کر ہی بیٹھتے ہین اور اس زمانہ مین تو چھاپہ خانہ کی بدولت خدا اسکا بھلا کرے اس مذہب کی برائی کسی اہل علم صاحب فہم پر مخفی نہین رہی کوئی کیسی ہی چھپی ہوئی کتاب ہو جہان چھپی شایقین نے روپیہ برباد کیا اور جھٹ اوسکو خرید لیا اس حالت مین بھی چھپانے کی کوشش کرنے سے یہ حضرات باز نہین رہتے بعض کتابون کے شروع مین یہ لکھدیتے ہین کہ اس کتاب کو کوئی سنی صاحب نہ دیکھین مین نے جب اسکا تجربہ کیا تو معلوم ہوا کہ جس کتاب کے سرے پر یہ لفظ لکھا ہوتا ہے اوس مین بہ نسبت اور کتابون کے اہلبیت کی توہین زیادہ پائی جاتی ہے دوسرے امر کا ثبوت یہ ہے کہ شیعہ صاحبون نے جب دیکھا کہ اہل سنت وجماعت کی تقریر و تحریر عقائد و اعمال سے آفتاب کی طرح محبت اہلبیت روشن ہو رہی ہے جس کا انکار کرنا بعینہ مشاہدات کا انکار ہے اور اپنے مذہب کی بالتخصیص خوبی ثابت کرنے کے لئے کہ ہمارے مذہب کے سوا اور کسی مذہب مین محبت اہلبیت ہو ہی نہین سکتی اوسکا تسلیم کرنا بھی نہین بن پڑتا غرض کہ گویم مشکل نگویم مشکل کا معاملہ ہے تو مجبور ہو کر یہ قاعدہ تصنیف کیا کہ تولا بے تبرا کے معتبر ہی نہین جس سے یہ امر صاف ثابت ہو گیا کہ اہل سنت کا اہل بیت کے ساتھ تولا تو مسلم ہے مگر چونکہ اس پاک اور خوشبودار تولا جیسی شے مین ناپاک اور بدبودار تبرا جیسی چیز شامل نہین اور ہو ہی نہین سکتی اسلئے ان عالی دماغون کا دماغ خاص جو بدبو فطرت سے اس کا عادی بنا ہوا ہے اوسکی مہکتی ہوئی تیز خوشبو کے سونگھنے کا متحمل نہین ہو سکتا ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اہلبیت کی محبت اوسوقت تک معتبر نہین ہو سکتی جب تک کہ نعوذ باللہ پیغمبر صاحب کے صحابہ کرام اور آپ کی ازواج مطہرات کو انتہا درجہ کا برا نہ کہین کہ یہ ان کے نزدیک معاذ اللہ کافر اور دشمن اہلبیت تھے کیونکہ ان کے گمان مین صحابہ کرام نے خلافت اور باغ فدک کو جناب امیر و جناب سیدہ سے چھین لیا تھا اور ازواج مطہرات انکی اولاد دین سے تھین اور یہ اس امر پر مبنی ہے کہ دوست کا دشمن اپنا دشمن ہوتا ہے ان عقلمندون سے کوئی یہ کہے کہ یہ امر اوسوقت کیقدر درست ہو سکتا تھا کہ اہل سنت

ازواج اصحاب کرام

کے نزدیک صحابہ و اہلبیت مین دشمنی ثابت ہوتی اون کے نزدیک تو دونون مین غایت درجہ کی محبت ثابت ہے اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک مین جو سنیون کا دین وایمان ہے خود ہی صاف ارشاد فرمادیا ہے کہ پیغمبر صاحب کے صحابہ کافرون پر تو سخت ہین مگر آپس مین ایک دوسرے پر مہربان ہین اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اوسکی عبادت کرتے ہین اگر اہل سنت بہی اوس ہی قاعدۂ مقررہ کی موافق کہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے یون کہین کہ صحابہ اور اہلبیت مین جب دوستی ثابت ہوئی تو شیعہ چونکہ صحابہ کے دشمن ہین جو اہلبیت کے دوست تھے اسوجہ سے اہلبیت کے دشمن ہوگئے تو ایسی صورت مین شیعہ صاحب جو جواب دینگے وہی اہل سنت کی طرف سے قبول فرمائین افسوس کہ پیغمبر صاحب کے اصحاب جو رات دن آپ کی صحبت مین رہکر جس سے بڑہ کر تو کیا اوس کی برابر ہی دین کے متعلق کوئی مرتبہ نہین ہوسکتا جنہون نے اپنی انکھون سے صدہا معجزے دیکھے جن کے سامنے قرآن شریف نازل ہوا وہ تو کافر ومنافق ٹھہرائے جائین اور جن لوگون نے نبوت کی کسی علامت کو انکھون سے دیکھنے کا تو کیا ذکر ہے اپنے کانون سے بہی نہین سنا یہان تک کہ قرآن شریف تک بھی اونکو نہین ملا - وہ صرف چند فرضی وخیالی امامون کے قصے سنکر مومن قرار دے جائین چونکہ اس مقام پر صحابہ کرام کے کفر واسلام اور اون کے اہلبیت کے ساتھ عداوت ومحبت کا ذکر آگیا اور درحقیقت فرقہ شیعہ واہل سنت کے درمیان مین نزاع وخلاف کا بڑا مقام بھی یہی ہے اسی خانہ خراب کی بدولت بیشمار خاندان ودین وایمان مخلوق خدا وامت سید الانس والجان کے اب تک برباد ہوچکے اور ہورہے ہین اس لئے ہم اس بحث کو خوب اچھی طرح پر وانکشاف بیان کرتے ہین اور طالبین حق پر کماحقہ اس کی حقیقت حال کھولے دیتے ہین اور یقینی طور پر اس امر کو ثابت کئے دیتے ہین کہ صحابہ کرام سید الانام اعلی درجہ کے مسلمان باایمان وعرفان اور خیرخواہ اسلام تھے اور اہلبیت اطہار سید الابرار کے ساتھ اونکو انتہا درجہ کی قلبی محبت تھی اصل یہ ہے کہ صحابۂ کرام خصوصاً خلفائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معاملہ مین فریقین کی کتابین

غایت درجہ باہم مختلف ہین اہل سنت وجماعت کی کتابون سے تو قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے
کہ وہ اعلیٰ مرتبہ کے مومن کامل ودیندار اور باعث ترقی اسلام اور محب اہل بیت پاک تھے اور شیعہ
صاحبون کی کتابون سے یقینی طور پر یہ امر پایا جاتا ہے کہ وہ معاذ اللہ اعلیٰ درجہ کے کافر
منافق اور دین محمدی کے برباد کرنے والے اور دشمن اہلبیت تھے غرضکہ دونون مذہبونکی
کتابین ایک دوسرے کی بالکل ضد ہین اس صورت مین ظاہر ہے کہ دونون تو صحیح ہو نہین سکتین
البتہ دونون مین سے صرف ایک مذہب کی صحیح ہو سکتی ہین حالانکہ ہر مذہب والا اپنے اپنے مذہب
کی کتابون کو صحیح اور دوسرے کو غلط قرار دیتا ہے اسلیئے ہم حق وباطل کی شناخت کے واسطے
چند قواعد عقلیہ مقرر کیئے دیتے ہین جنکو تمام اہل عقل منصف مزاج تسلیم کرین اول قاعدہ یہ ہے
کہ اختلاف کی حالت مین یون ہونا چاہئے کہ دونون مذہبونکی کتابون کو چھوڑکر صرف کلام اللہ
پر نظر کی جائے اوس سے جو کچھ بھی محاورہ عرب کے موافق ثابت ہو اول اوسکو پھر اون کتابون
کو جو اوسکے مطابق ہون بلاحجت تسلیم کرنا چاہئے ورنہ کلام اللہ کے انکار کی حالتمین یا اوسکے
ایسے معنی بیان کرنے کی صورت مین جو خلاف محاورہ ہونے کے سبب سے بمنزل انکار ہون
یا اون کتابون کے انکار کرنے مین جو اوس کی مطابق ہون دعوے اسلام سے دست بردار
ہونا چاہئے جب یہ امر مسلم ہو چکا تو قرآن شریف کو جو دیکھا جاتا ہے تو صحابہ کرام کی تعریف سے
بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے اس کے متعلق تمام آیات کو نقل کرنا باعث طول سمجھکر صرف دو مقام کی آیتونکی
کے مضمون پر اکتفا کرتا ہون اول یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک مین چھبیسوین پارہ کے
بارہوین رکوع مین ارشاد فرمایا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہین اور اون کے ساتھی یعنی
صحابہ کافرون پر سخت اور آپس مین ایک دوسرے پر مہربان ہین رکوع وسجدہ خاص اللہ
تعالےٰ کے فضل اور اوس کی خوشنودی طلب کرنے کی غرض خاص سے کرتے ہین سجدہ
کرتے کرتے اون کی پیشانیون مین گھٹے پڑ گئے ہین اون کی مثال توریت وانجیل مین
بیان ہوئی ہے پھر اس بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صحابہ کا یہ ذکر اس لیئے کیا

گیا کہ انکو سنکر کافر غصہ ہون حقیقت مین بس فقط ایک ہی رکوع مذہب اہل سنت کے پورے ثبوت اور شیعہ کی کافی تردید کے لیے نہایت کافی ووافی ہے اس لئے کہ اسمین صحابہ کرام کے خاص وہی اوصاف بیان کئے گئے ہین جنکا اہل سنت اثبات اور شیعہ انکار کرتے ہین یہانتک کہ منکرین صحابہ کرام اور اُنکے برا کہنے والونکے کفرو اسلام کا معاملہ بھی اُس جلشانہ نے طے کر دیا علماء شیعہ نے جو کچھہ اسکے معنی بیان کئے ہین اون کا بیان کرنا بھی ضرور ہے تاکہ اہل فہم دونون فریق کے معنی کا موازنہ کر کے حق و باطل مین تمیز کرین وہ معنی یہ ہین کہ پیغمبر صاحب کے ساتھیون سے جناب امیر مراد ہین اور جمع کا لفظ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم کے سبب سے فرما دیا ہے یا بارہ امام اور اون کا پیغمبر صاحب کے ساتھ ہونا تعلق باطنی کے اعتبار سے ہے سبحان اللہ یا تو صحابہ کرام کے بغض کی وجہ سے پورے کلام اللہ کا انکار ہو اور یا اوسکی تفسیر ہو تو ایسی ہو جس شخص کو دین کے متعلق کچھہ بھی عقل عطا ہوئی ہے وہ صاف سمجھہ سکتا ہے کہ یہ معنی کئی وجہ سے بالکل خلاف واقع ہین اول تو اسوجہ سے کہ اللہ جل شانہ کو کسی کی تعظیم کرنے کی کیا ضرورت ہے جس کی وجہ سے اپنے کلام پاک مین جس کو خاص ہدایت خلایق کی غرض سے نازل کیا ہے ایسا لفظ بولے جسکو سنکر سننے والے خواہ مخواہ دہوکہ مین پڑجائین دوسرے جب اوس نے اپنے حبیب پاک ہی کے حق مین جن کو تمام عالم کا سردار بنایا ہے تعظیم کے سبب سے جمع کا لفظ نہین بولا تو جناب امیر کے حق مین کیسے شایان ہو سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس آیتہ مین لفظ رحماء بینہم جس کے معنی یہ ہین کہ وہ آپس مین ایک دوسرے پر مہربان ہین خود جمع کو ثابت کر رہا ہے کیونکہ یہ صفت متعدد شخصون ہی مین ہو سکتی ہے ایک شخص مین ہرگز نہین ہو سکتی چوتھے یہ ہے کہ اگر ان سب باتون کو جانے بھی دو تب بھی یہ بات ضرور ہے کہ شیعون کے اصول مذہب کی بنا پر یہ آیت جناب امیر اور امامون کی شان مین کسی طرح پر ہو ہی نہین سکتی اس لئے کہ اسمین صحابہ کا سب سے پہلا وصف یہ بیان ہوا ہے کہ وہ کافرون پر سخت ہین حالانکہ شیعون کے نزدیک کافرون پر اماموں کی برابر کوئی نرم ہی نہین ہوا کہ اُنھون نے کافرون کے خلاف منشاد کوئی فعل

کیا ہی نہین یہانتک کہ نماز ہی جو اعلی درجہ کا رکن اسلام ہے اون ہی کے پیچھے تقیہ کر کے پڑہ لیا کرتے تہے اور اگر کفار و منافقین مین سے کوئی مر جاتا تھا اور اماموں مین سے کیسکو اوس کی نماز پڑہ نے کیواسطے کوئی بلاتا تھا تو وہ بے تامل جا کر اوس کے جنازہ کی نماز پڑہ آیا کرتے تھے مگر چپکے چپکے دل ہی دل مین اوس کے لئے کہڑی بد دعا کیا کرتے تہے شاید شیعون کے نزدیک کافر دن پر سخت ہونے کے یہ ہی معنی ہون حاصل یہ ہے کہ کلام الہی کے ایسے معنی مراد لینے جو محاورہ عرب کے مطابق بن ہی نہ سکیں درحقیقت اوسکا انکار ہی کرنا ہے دوسرا مقام اٹھائیسوین پارہ کا چوتھا رکوع ہے اوسمین اللہ تعالی نے جملہ سلمانون کی صرف تین قسمین اس خوبی کے ساتھ بیان فرمائی ہین کہ قیامت تک جسقدر ہی سلمان ہو سکین اونسے خارج نہین ہو سکتے اول مہاجرین جنکی تعریف یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے گہر بار اور مال سے جدا کئے گئے ہین اور وہ خدا کا فضل اور اوس کی خوشنودی چاہتے ہین اور اوسکے رسول کی مدد کرتے ہین دوسری قسم انصار اور ان کا یہ حال بیان فرمایا کہ وہ مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی ایمان لے آئے تھے اور مدینہ منورہ مین اپنے مکان و ایمان تیار کئے ہوئے مہاجرین کے آنے کا انتظار کر رہے تہے اون کے آنیکے بعد اون کو وہان ٹھہرایا اور اپنی جان سے زیادہ اونکو سمجھا تیسری قسم کے سلمان وہ بیان فرمائے جو مہاجرین و انصار کے بعد وجود مین آئے اون کی صفت یہ بیان کی کہ وہ سلمان وہ ہین جو یون کہتے ہین کہ الہی ہمکو اور ہمارے اون بھائیون کو بخش جو ہم سے پہلے سلمان ہو چکے ہین اور ہمارے دلون مین اونکی طرف سے بغض مت رکھ اس بیان سے جیسا کہ مہاجرین و انصار کا اعلی درجہ کا مومن و سلمان ہونا ثابت ہو ویسا ہی اونسے عداوت رکہنے والون کا اسلام سے خارج ہونا بھی ثابت ہو گیا ان آیتون مین بھی علماء شیعہ نے مہاجرین و انصار اور مومنین سے وہ ہی جناب امیر اور بارہ امام مراد لئے ہین واقعی امر یہ ہے کہ جس شخص کو عربی عبارت کے سمجھنے کا اونے ابہی سلیقہ ہو گا وہ صاف سمجھ جائیگا کہ اللہ تعالے نے ان دونون رکوع مین صحابہ و اہلبیت کے ساتھ عداوت رکہنے والون کو جو شیعہ و خوارج ہین صاف

طور پر اسلام سے خارج کر دیا ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اسلام کے مختلف فرقون مین سے اہل سنت کے سوا کوئی فرقہ اللہ تعالے کے نزدیک مسلمان نہین ہو سکتا دوسرا قاعدہ مذہب کے حق و باطل اور اوس کی کتابون کے سچے اور جہوٹے معلوم کرنے کا یہ ہو کہ جس مذہب مین جہوٹ بولنا نادرست و مذموم نہ سمجہا جائے بلکہ ایسا عمدہ اور ضروریات دین سے قرار دیا جائے کہ بغیر اوسکے دین معتبر ہی نہ ہو اوس مذہب اور اوسکی کتابون کو جہوٹا جاننا چاہئے اور جس مذہب مین جہوٹ بولنا قطعاً حرام اور منافق کی اول علامت ہو وہ مذہب بلاشک حق اور اوس کی کتابین بلاشبہہ سچی سمجھی جا نہین اب انصاف سے دیکھیے کہ شیعہ اور اہل سنت کے مذہب مین سے کس مذہب مین جہوٹ بولنا رکن دین اور کس مذہب مین حرام و علامت نفاق قرار دیا گیا ہی دونون مذہبون کی کتابین موجود ہین موافقین و مخالفین مین سے جسکا جی چاہے اونکو دیکھ لے اور اسکو بہلا کون شخص نہین جانتا کہ شیعون کے مذہب کا دارمدار ہی جہوٹ پر ہے ان کے نزدیک کوئی امام اس سے نہین بچا یہ دوسری بات ہے کہ جہوٹ کا نام اونھون نے تقیہ رکھہ لیا ہے اہل عقل کے نزدیک کسی شے کے نام بدل جانے سے اوس کی حقیقت نہین بدل جاتی بلکہ سچ یہ ہے کہ تقیہ جہوٹ سے بہی بدرجہا بڑہا ہوا ہے اسلئے کہ جہوٹ تو صرف قول ہی مین ہوتا ہے اور تقیہ قول و فعل دونون مین پایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس صورت مین اس مذہب کی کتابین ہرگز قابل اعتبار نہین ہو سکتین یہی وجہ ہے کہ عیسائیون کے محققین مورخین نے فتوحات صحابہ کرام کے بارہ مین صرف اہل سنت ہی کی کتابون سے حالات اخذ کئے ہین اور شیعون کی کتابون کو محض ناقابل اعتبار جان کر اون کی طرف مطلق توجہ نہین کی تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جس مضمون مین خدا یا اوس کے رسولون کی توہین یا تکذیب نکلتی ہو اوس کو یقیناً بالکل غلط سمجہنا چاہئے اب بغور دیکھیے کہ صحابہ کرام کے برا کہنے اور یہ جانتے ہین کہ وہ نعوذ باللہ کافر و منافق تھے اونھون نے دین محمدی کو یہان تک کہ قرآن شریف کو بہی بدل دیا اور اہلبیت اطہار کو تکلیفین پہنچائین خدا و رسول مقبول

دونون کی توہین بلکہ تکذیب لازم آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب تو ظاہر ہی ہے
کہ جب آپ پر صرف دو چار شخصون کے سوا اور غیر شخص ایمان ہی نہ لائے اور اب تک صحیح اور
پورا قرآن شریف بھی آپ کی امت کو نہین پہنچا تو ایسے رسول کے ہونے ہی سے بھلا کیا فائدہ ہوا
اور خدا کی اسوجہ سے کہ اوس نے اپنے پیغمبر برحق کو اون کے کفر و نفاق کی اطلاع کیون نہ دی
اور کیون اون پر جہاد کرنے کا حکم ندیا اون کے حال کا یا تو معاذ اللہ اوسکو علم نہ تھا اور یا جان
کر قصداً اپنے رسول سے اوسکو چھپایا دونون صورت مین اوس کی تکذیب لازم آگئی۔
چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ ہر شے کے نتیجہ کو دیکھنا چاہئے اگر وہ درحقیقت صحیح ہے تو وہ شے بھی صحیح ہے
اور اگر غلط ہے تو غلط ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے بُرا سمجھنے مین دو نتیجہ پیدا ہوتے ہین ایک تو خدا
اور رسول کی تکذیب نکلتی ہے جس کا کیقدر ثبوت اس مقام پر اور زیادہ تر الوہیت و رسالت
کی بحث مین ہو چکا دوسرا نتیجہ اسکا یہ ہے کہ صحابۂ اخیار اگر بالفرض ایسے ہوتے جیسا کہ شیعہ
صاحبون کا گمان ہے تو اس حالت مین یہ ضرور ہونا چاہئے تھا کہ وہ دین محمدی کے مٹانے اور
اپنے باپ دادا اون کے مذہب شرک اور بت پرستی کے پھیلانے کی کوشش کرتے دنیا کے متعلق
جسقدر بھی عیش اون سے بن پڑتا اوس مین کسر باقی نہ رکھتے حالانکہ واقعات کے دیکھنے
سے جو آفتاب عالمتاب کی طرح عالم مین روشن ہو رہے ہین یہ نتیجہ بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔
بلکہ یقیناً اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ موافقین و مخالفین پر یہ امر بخوبی روشن
ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین
ہادی المسلمین حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جنکے رافضی انتہا درجہ کے
دشمن ہین اور اونکو معاذ اللہ اعلی درجہ کا کافر اور دشمن اہلبیت قرار دیتے ہین خدا و رسول
کی راہ مین جان و مال صرف کرنے سے دریغ نہین کیا دین محمدی کے پھیلانے اور شرک کی مٹانی
مین انتہا درجہ کی کوشش کی کفار پر جہاد کیا ایسی بے سروسامانی کی حالت مین کہ نہ وہ صاحب فوج
تھے نہ مالک خزانہ بڑے بڑے سلاطین باتمکین و بادشاہان عالیشان سے جن کی فوج و خزانہ

کی سور مثل ملخ و ریگ بیابان کی طرح کچھ شمار ہی نہ تھی مقابلہ کیا بڑے بڑے عظیم الشان ملک روم
و شام و مصر وغیرہ یہان تک کہ سلطنت ایران بھی جو خاص شیعون کا دار الخلافہ تھے بہ امداد ربانی
فتح کئے جو اسوقت تک برابر اپنی زبان حال سے اپنے فتح کرنے والون کا نام پکار رہے ہین اور اپنی
صورت عظمت و جلال سے اونکا حامی دین اسلام ہونا کامل طور پر جتلا رہے ہین جنکے دیکھنے اور سننے
کے لئے آنکھ اور کان درکار ہین جن پر تعصب بیجا و نا انصافی کا پردہ نہ پڑا ہو وہان کے رہنے
والون کو مسلمان کیا وہان صدہا مسجدین بنوائین نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ جملہ عبادات و
معاملات کے مسائل قرآن و حدیث شریف کی اون کو تعلیم دی اپنے تمام قلمرو مین حدود شرعیہ
اسدرجہ عمومیت کے ساتھ جاری کین کہ اپنے اور بیگانہ مین بال برابر بھی فرق نکیا حتی کہ اگر
خاص اپنے بیٹے سے بھی کوئی امر خلاف شرع سرزد ہوا تو اوسکو بھی بعینہ وہی سزا دی جو غیر
کو ہونی چاہئے تھی پھر اسپر یہ کمال تھا کہ جس حالت مین کہ عرب و عجم پر اون کا سکہ بیٹھ چکا
تھا بڑے بڑے شاہان عالیشان جو عالم مین کسی کو اپنا ہمسر نہین سمجھتے تھے اون کے باجگذار
بنے ہوئے تھے ان بزرگوارون کی یہ حالت تھی کہ فقیرون کی طرح بسر اوقات کرتے تھے چھوٹے
چھوٹے کچے مکانون مین جن کے دروازون پر آنے جانے والون کے لئے کچھ روک ٹوک
نہ تھی رہا کرتے تھے موٹے اور پھٹے پرانے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے جو کی روٹی
کھاتے تھے دن کو گلی کوچون مین اکیلے پھرا کرتے تھے بازار سے اپنا اور غیرون لاوارث
اور بیوا اون کا سودا سلف خود خرید لایا کرتے تھے رات کو پاسبانی خلائق کی غرض سے چوکیدار
کی طرح تنہا پیدل گشت کیا کرتے تھے اسپر تعجب یہ ہے کہ ایسی حالت مین اون کا رعب جسے
ہیبت حق کہنا چاہئے اسقدر تھا کہ بڑے بڑے بہادر رستم دل اون کی صورت کو دیکھ
دم بخود رہ جاتے تھے کہ گفتگو تک کی بھی اونکے سامنے مجال ہوتی تھی یہ اون کے کمال باطن
کی کھلی ہوئی دلیل ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی ظاہری بادشاہ ایسا برتاو کرے تو ایکدن
بھی اوسکی بادشاہت کا نبھنا مشکل پڑے حقیقت مین یہ خلافت کیا تھی ایک مصیبت تھی جس

تکلیف کو اُنھون نے محض دین کے سبب اپنے اوپر اٹھا رکھا تھا ہمیشہ یہ آرزو کیا کرتے تھے کہ کاش
کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہمارے اس بھاری بوجہ کو اٹھا لیتا اور ہمکو اس سے سبکدوش کر دیتا کیا کرین
مجبوری ہے کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص ایسا نہین معلوم ہوتا کہ پورے طور سے اس کام کو انجام
دے سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان بزرگوان کے بعد کسی سے ایسا انتظام نہو سکا جسکا انجام یہ
ہوا کہ اسلامی سلطنت روز بروز جیسے ترقی کرتی جاتی تہی ویسے ہی تنزل کرنے لگی افسوس یہ
ہے کہ شیعہ صاحب بہی ان حالات کا انکار نہین کر سکتے لیکن اپنے مذہب کی ناحق پچ کے سبب
سے کہ اوس کی بنا ہی ان پیشوایان دین کے بُرا کہنے پر قایم ہوئی ہے اقرار ہی نہین کر سکتے
اس لیے مجبور ہو کر نہایت بیباکی کے ساتھ چاند پر خاک ڈالتے ہین اور اپنی زبان تبرا فشان
سے یون بیان کرتے ہین کہ صحابہ نے جو کچھہ یہ کر رکھا تھا وہ صرف ظاہری طور پر تھا حقیقت مین
نعوذ باللہ وہ کافر تھے ظاہر مین منافقانہ مسلمان بنے ہوئے تہے - اس کے جواب مین اگرچہ
صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ قول بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی یون کہے کہ شاہ ایران سنی ہین
مگر دنیادی مصلحت کے سبب سے بظاہر شیعہ بنے ہوئے ہین اور سلطان روم شیعہ ہین لیکن
مصلحت کی وجہ سے آپ کو اہل سنت بنائے ہوئے ہین لیکن مین صرف اسپر اکتفا نہین کرتا
بلکہ اسکو دلیل عقلی سے باطل کرتا ہون کہ یہ خیال باطل کئی وجہ سے خلاف عقل ہے اول تو
اس وجہ سے کہ کسی شخص کے کفر یا اسلام یا برائی بھلائی کا ثبوت صرف اوس کے برتاو اور
اعمال ظاہری سے ہوتا ہے دل کا حال سوائے خدائے عالم الغیب کے اور کوئی نہین جانتا
اس ہی بنا پر اہل سنت شیعہ اور خارجیون کے مقابلہ مین صحابۂ اخیار اور اہلبیت اطہار کا
مومن کامل ہونا ثابت کرتے ہین جس حالت مین کہ صحابۂ کرام کا ظاہری حال کامل طور سے
دین محمدی کی پابندی کا ثبوت دے رہا ہے اونکو معاذ اللہ کافر و منافق سمجھنا اور اونکے
اون اعمال کو جو خیر خواہی اسلام پر صاف طور سے دلالت کر رہے ہین ریا و نفاق پر محمول کرنا
کیسی عقل و دین کے خلاف بات ہے خیر اسمین ہمارا اور صحابۂ کرام کا تو کچھہ حرج نہین اس لئے

کہ ہمارے مذہب مین تو یہ بات ثابت ہی ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے گا وہ کفر اوس کہنے
والے ہی پر لوٹ آئے گا البتہ اس صورت مین شیعہ صاحبون کو یہ بڑی دقت پیش آئے گی
کہ خارجیون کے مقابلہ مین جناب امیر کا ایمان کسی صورت سے ثابت نہین کر سکنے کے کیونکہ صحابہ
اور اہلبیت کے ایمان ثابت کرنے کا ایک ہی قاعدہ ہے جسکو ہم نے بیان کیا غرض خارجیون
کے مقابلہ مین سوا اسکے کہ سنیون کے مذہب کی طرف رجوع کرین اور کچھہ نہ بن پڑے گا
دوسرے اس وجہ سے یہ امر عقل کے خلاف ہے کہ کسی کافر یا برے شخص کا اپنے کو مسلمان یا
بھلا ظاہر کرنا صرف دو وجہ سے ہوا کرتا ہے یا تو کسی کے خوف کے سبب سے یا طمع کے باعث
سے صحابہ مین خصوصاً اونمین جو خلیفۂ وقت تھے جنکا عرب وعجم ماتحت تھا یہ دونون وجہ
ہرگز نہین ہو سکتین رہا یہ کہنا کہ شاید حضرت علی کے خوف کے سبب سے اُنھون نے ایسا کر رکھا
ہو یہ بالکل ہی بیہودہ قول ہے ایسا کہنا کسی باحیا شخص کا تو کام ہی نہین اس لئے کہ جنھون
نے شیعون کے نزدیک جناب امیر کی خلافت اور باغ فدک کو چھین لیا تھا اور دروغ بر
گردن راوی اونکی گردن مین رسی باندھ کر کھینچ لائے تھے اور جناب امیر مدت العمر اون کے
خوف سے اپنا دین چھپاتے رہے بھلا وہ ایسے شخص سے کاہے کو ڈرنے والے تھے باقی اور جس
قدر تھے وہ سب اون کے مددگار تھے اگر خارجی لوگ شیعون سے یہ بات سنکر اس کو جناب
امیر کی شان مین کہہ بیٹھین گے تو شیعون کو اونسے پیچھا چھڑانا دشوار ہو جاوے گا اور ہو کیا
جائے گا ہو ہی رہا ہے جس طرح پر رافضی صحابۂ اخیار کا کفر و نفاق ثابت کرتے ہین اوس ہی طرح
پر خارجی اہلبیت اطہار کا حقیقت مین ان دونون مذہبون کی بناپر دین محمدی خیالی پلاؤ سے
زیادہ وقعت نہین رکھتا اس لئے کہ مخالف اسلام صاف طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ جب مسلمانون مین
ایک فرقہ اپنے پیغمبر صاحب کے صحابہ کو کافر بتاتا ہے اور قرآن کا بھی منکر ہے اور دوسرا فرقہ اہلبیت
کو ایسا ہی سمجھتا ہے تو اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے پیغمبر پر کوئی شخص اپنے اور بیگانون مین سے ایمان
نہین لایا تھا اور نہ کوئی کتاب اونپر نازل ہوئی تھی اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ معاذ اللہ آپ

نبی نہین تھے واقعی یہ ہے کہ جب تک پیغمبر صاحب کے صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کا مومن ہونا اور اونکے مخالفین کا قطعًا برخلاف ہونا ثابت نہ کیا جائے اوسوقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہرگز ثابت نہین ہوسکتی جب ہم صحابہ اور اہلبیت کا اعلی درجہ کا مومن ہونا ثابت کر چکے تو اِن بزرگوارون کا آپس مین بغض رکھنا جیسا کہ شیعہ کہتے ہین بالکل باطل ہوگیا اس واسطے کہ حب اور بغض کی دو قسمین ہوتی ہین ایک دنیاوی دوسری دینی دنیادارون کے حب و بغض کی بنا تو دنیاوی امور پر اور دیندارون کے بغض و حب کی بنا دین کے امور پر ہوتی ہے جب ان اکابر دین کا دیندار ہونا ثابت ہو چکا تو اون کا آپس مین دین کے واسطے محبت رکھنا بھی ضروری ثابت ہوگیا لیکن اس کے لئے یہ ضرور نہین کہ اِن بزرگوارون سے کبھی کسی قسم کی خطا جو مقتضاء بشریت ہے یا آپسمین کسی وقت کسی نوع کا خلاف ممکن ہی نہو کیونکہ انبیاء سے کسی شخص کا معصوم اور لوازمات بشری سے مبرا و منزہ ہونا عقلاً و نقلاً ثابت نہین ہوسکتا قطع نظر اس کے کسی سے کسی وقت خطا یا آپس مین کسی قسم کا خلاف ہونا درحقیقت معصومیت کے خلاف بھی نہین چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مقدمہ فیصل کرنے مین ایک مرتبہ خطا کا واقع ہونا اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے آپس مین مخالفت کا وقوع مین آنا خود کلام اللہ ہی مین مذکور ہے جو باتفاق فریقین معصوم تھے اور جناب سیدہ کا جناب خلافت مآب کے ساتھ خلاف کرنا اور شہید کربلا کا امام حسن سے مخالفت کرنا تو کتب شیعہ مین مین اسقدر شد و مد کے ساتھ مذکور ہے کہ اون کلمات گستاخانہ کے ذکر کرنے سے ہی شرم آتی ہے جسکا جی چاہے اِن کی کتابون مین دیکھ لے حالانکہ شیعون کے نزدیک انکا معصوم ہونا مسلمات سے ہی پھر کیسی تعجب کی بات ہے کہ صحابہ کرام مین سے اگر کسی اہل بیت کے ساتھ بالفرض کسی قسم کا خلاف ثابت ہو جائے باوجود اسکے کہ اوس کی معقول وجہ بھی ہو جس سے اونکی معذوریت پائی جاوے اوس کا ایسا بر کا کو اپنایا جائے کہ اوس کے متعلق صدہا فرضی قصے گھڑ گھڑ کر کھڑے کر دیے جائین اور اونکی تمام بزرگیون اور خدا اور رسول کی راہ مین اونکی

جان و مال صرف کرنے کو بالکل نیست و نابود کر کے کھڑے ورلی طرف اونکو ٹہرایا ہی نہ جائے
اگرچہ اس ضمن مین خدا اور رسول و اہل بیت پاک کی بھی تکذیب یا توہین لازم آجائے تو آجائے
لیکن جیسے کہ کسی نے برائے بدشگنی کے لیے اپنی ناک کاٹ ڈالی تھی اون اکابر دین محبوب
رب العالمین کو جن کے بار احسان سے امت محمدی قیامت تک سبکدوش نہین ہو سکتی خواہ
مخواہ کافر ٹھہرایا جائے واقعی یہ ہے کہ اگر کسی مخالف اسلام کے سامنے جو فی الجملہ بھی
عقل و انصاف رکھتا ہو یہ مضمون بیان کیا جائے کہ مسلمانون مین تین فرقے ہین ایک فرقہ
تو پیغمبر صاحب کے صحاب کو برا کہتا ہے اور ہمیشہ اون کے عیب نکالنے مین رہتا ہے اور دوسرا
اہل بیت کے ساتھ یہی برتاؤ رکھتا ہے۔ تیسرا فرقہ دونون کو اچھا سمجھتا اور اون کی خوبیون
کے بیان کرنے مین رہتا ہے عقل کے نزدیک پہلا ان مین سے کون فرقہ حق پر معلوم ہوتا ہے
وہ سنتے ہی یقیناً یہ کہدے گا کہ اگر اسلام کو سچا مانا جائے تو بیشک یہ ہی اخیر کا فرقہ حق پر
معلوم ہوتا ہے ورنہ اس کے خلاف کی صورت مین مذہب اسلام کے حق ہونے کی کوئی
صورت نہین معلوم ہوتی اور واقع مین ہو ہی نہین سکتی اگرچہ اعلی درجہ اہل عقل اور
انصاف کے نزدیک تو اس مقام پر ہماری اتنی ہی تحقیق کافی و وافی ہے لیکن چونکہ ناانصافی
و کم فہمی کا اس زمانہ مین بازار گرم ہو رہا ہے۔ اسلئے ہم اون چند مضامین کی تحقیق بھی
مناسب جانتے ہین جنکو شیعہ صاحب بطور دستاویز قرار دے کر ہمیشہ اہل سنت کے ساتھ
الجھا کرتے ہین ہرچند کہ ہمارے علماء سیکڑون برس سے ان امور ناصواب کے جواب باصواب
دیتے چلے آئے ہین لیکن یہ حضرات ایسی باتون کو کاہیکو سننے اور ماننے والے ہین بلکہ بدستور
سابق وہی مرغے کی ایک ہی ٹانگ گائے جاتے ہین تو آج ہم بھی حضرت علی شیر خدا
مظہر کمالات سرور اصفیا کے فیض باطنی کی برکت سے جس کے پرتو خاص سے خاص اہل سنت
و جماعت کے قلوب منور ہین اور انشاء اللہ تعالے تا قیامت رہین گے اس مختصر تقریر مین ان
تمام جھگڑون قصونکو اس خوبی کے ساتھ طے کئے دیتے ہین کہ کسی ادنے سے ادنے اہل فہم

وانصاف کو بھی ان معاملات مین چون وچرا کرنے کا انشا اللہ تعالیٰ موقع رہے گا جہانتک
غور کیا جاتا ہے اِن تمام اختلافات فرضیہ کے اصول پر صرف چار معلوم ہوتے ہین ۔خلافت
باغ فدک ۔جنگ جمل جنگ صفین باقی اِن کے سوا جسقدر بھی اختلافات صحابہ و اہلبیت کے
معاملہ مین قصے اُنھون نے اپنی کتابون مین بنا رکھے ہین اون سب کی عمارت بے بنیاد فقط
اِن ہی چار ستونون پر قایم ہے سبسے پہلے مین خلافت کا قصہ بیان کرتا ہون جسکو اُنھون
نے سب سے بڑا اختلاف کا منشا ٹھہرا رکھا ہے اس ہی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابۂ کبار کو جو بہترین امت ہین جنھون نے خدا اور رسول کی راہ مین اپنے جان و مال
کو نثار کیا اور اپنی قوت ظاہری و باطنی سے دین محمدی کو شرق سے غرب تک پھیلا دیا
جنکو اللہ جل شانہ نے اپنی رضا کا شرف عطا فرمایا اور جناب رسالت مآب نے اون کو قطعاً
جنتی ہونے کی بشارت دی اور آپ کی ازواج مطہرات کو جنکو خدا نے اپنے کلام پاک مین
امہات المومنین کا لقب مبارک عطا فرمایا اور اون کی شان مین آیت تطہیر نازل فرمائی
معاذ اللہ کافر وناری اور بدترین عالم قرار دیتے ہین اور اون پر لعنت کرنیکو بنائے اصول دین
بلکہ عین ایمان سمجھتے ہین اِس ہی سبب سے پورے قرآن شریف کا جو ان حضرات عالی
درجات کی تعریفون سے بھرا ہوا ہے جبپر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہین ہوسکتا
انکار ہے اور اس لحاظ سے کہ حضرت عثمان غنی کی خلافت راشدہ مین آپ کی کوشش
سے قراءت غیر مشہورہ کو اوس سے علیحدہ کرکے صرف ایک قراءت مشہور پر اجلہ صحابہ کے
اتفاق سے ترتیب دے کر شہرت کیا گیا ہے اوسکا نام تغیر و تبدل ہو رکھ چھوڑا ہے اِس
ہی وجہ سے اہلبیت اطہار کی توہین مین جن کی محبت کے بظاہر مدعی ہین غرضی فرضی بنا
بنا کر محبت کی آڑ مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا چنانچہ اس ہی خلافت کے متعلق انکی
معتبر کتابون مین جو کچھہ حال لکھا ہے اوسمین اگرچہ بظاہر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت
عمر فاروق اور اون کے اعوان و انصار کی ذات عالی صفات پر اتہام لگانا مقصود ہے

لیکن نی الحقیقت اوس فرضی اتہام مین حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما اور اونکی اولاد پاک کی اسقدر کہلی ہوئی توہین ہے کہ خارجیون کے مذہب ناپاک مین بہی جو اہلبیت کے کہلے ہوئے دشمن ہین ہرگز اتنی نہین اسِ لئے مجہے غیرت اسلام اس شرمناک قصہ کے بجنسہ نقل کرنے کی اجازت نہین دیتی صرف بقدر ضرورت اوسکے حاصل پر اکتفا کرتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت جناب امیر کو ملنی چاہئے تہی چنانچہ آپ نے اپنی زندگی ہی مین اون کو اپنا ولیعہد بنا کر اپنے اجلہ صحابہ سے اون کے ہاتھ پر بیعت کرا دی تہی حضرت کی وفات کے بعد ابوبکرؓ خلافت غضب کر کے خلیفہ بن بیٹھے تمام صحابہ چار شخصون کے سوا اون کے طرفدار و مطیع و فرمان بردار بن گئے اور سب نے اون کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جناب امیر کے گھر کو آگ لگا کر او گردن مین رسی باندہ کر مکان سے طلب کر کے جبراً اون سے بیعت لے لی جناب امیر نے کہا کہ اگر پیغمبر صاحب مجکو صبر کرنے کی وصیت نہ کرتے تو آج تمکو معلوم ہو جاتا کہ کس کے مددگار زیادہ ہین پہر اوس ہی روز شام کے وقت اور ایسے ہی اوس کے اگلے دن غرض کہ دو روز تک اپنے اہل و عیال کو ساتھ لئے ہوئے ایک ایک مہاجر و انصار کے گہر گہر مدد طلب کرتے ہوئے پہرے کہ دیکھو مجکو پیغمبر صاحب نے اپنا خلیفہ بنا دیا تھا انہون نے میری خلافت چہین لی تم میرا حق مجکو ہی دلوا دو مگر چار شخصون کے سوا کسی نے مدد کرنے کا اقرار نہ کیا ناچار ہو کر آپ نے یہ کہا کہ تم چار شخصون سے بہلا کیا ہو گا جس کسی کو اس قصہ کا اصلی آب و تاب کے ساتھ دیکھنا منظور ہو حق الیقین و تذکرۃ الائمہ مین دیکھ لے اب مین اس قصہ کے فرضی و بے اصل ہونے کو عقلی طور سے ثابت کئے دیتا ہون سب سے پہلے اس کی بنا ہی مین کلام کرتا ہون کہ شروع سے اسکی بسم اللہ ہی غلط ہے اسواسطے کہ ہر اہل عقل یون کہہ سکتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ خلافت جناب امیر کو ہی ملنی چاہئے تہی اگر داماد ہونے کی وجہ قرار دی جائے تو اول تو اس پر دلیل لانی چاہئے کہ دامادی کو خلافت سے کیا علاقہ اور انِ دونون مین کس قسم کی

نسبت ہے دوسرے اگر اسکو فرض بھی کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ سب سے زیادہ
اسلئے مستحق ہوتے کہ وہ پیغمبر صاحب کے دوہرے داماد تھے جس کے سبب سے ذوالنورین کے
لقب خاص سے اسلام کے گروہ عظیم الشان میں مشہور ہوئے اگرچہ حضرات شیعہ اپنے تعصب ہی
کی وجہ سے آپ کے اس لقب کو اپنی زبان پر نہ لا سکیں لیکن اسمیں شک نہیں کہ اس کے
منشا صحیح کا جو واقعی امر ہے انکار نہیں کر سکتے خیر اس سبب سے اگر آپ کا استحقاق خلافت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہ نسبت زیادہ بھی نہ مانا جائے تو کم سے کم برابر تو ضرور ہی ماننا
پڑے گا رہا یہ امر کہ حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین کی دونوں بیبیوں کا جو ایک دوسرے
کے انتقال کے بعد آپ کے عقد میں آئیں تھی پیغمبر صاحب کے سامنے ہی انتقال ہو چکا تھا
تو یہ امر استحقاق خلافت کو زائل نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس سبب سے جو شرف خاص
اون کو حاصل ہوا تھا وہ صرف نکاح ہونے سے ثابت ہو چکا تھا بی بی کے زندہ رہنے
نہ رہنے کو اس میں کچھ دخل نہیں باقی رہ گیا شیعوں کا یہ قرار دینا کہ یہ دونوں صاحبزادیاں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تھیں بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کے پہلے شوہر
سے پیدا ہوئی تھیں تو یاد رہے کہ اس قسم کا دھوکا اکثر پہلے زمانہ میں کسی قدر چل سکتا
تھا کہ ان کی کتابیں صندوقوں اور الماریوں میں چھپی رہتی تھیں بڑی دقت اور طرح
طرح کی تدبیروں سے بیچارے سنیوں کو جو اون کی تاک جھانک میں لگے رہتے تھے
اون کی زیارت نصیب ہو جایا کرتی تھی لیکن اس وقت میں کہ چھپی ہوئی علانیہ بازار دین
کیلئے خزانہ بکتی پھر رہی ہیں کسی اہل عقل و صاحب علم کو یہ صاحب کسی قسم کا فریب نہیں
دے سکتے چنانچہ کلینی شریف مطبوعہ لکھنؤ میں صاف لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت فاطمہؑ

۱؎ وَتَزَوَّجَ خَدِیْجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً فَوُلِدَ لَہٗ مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہِ الْقَاسِمُ وَرُقَیَّۃُ وَزَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَوُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاھِرُ وَالْفَاطِمَۃُ۔ اصول کافی صفحہ ۲۷۸ باب مولد النبی صلعم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ

ترجمہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس سال سے زیادہ عمر میں خدیجہ سے نکاح کیا قبل بعثت اونکے بطن سے قاسم اور رقیہ اور زینب و ام کلثوم اور بعد بعثت طیب و طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

ورقیہ وام کلثوم تینون صاحبزادیان خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلب مبارک سے
پیدا ہوئی تھین جنمین سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدایش بعد بعثت اور رقیہ وام کلثوم
رضی اللہ عنہما کی قبل بعثت تھی سو ظاہر ہے کہ اس تقدم وتاخر کو خلافت مین کچھہ دخل نہین
حاصل کلام یہ ہے کہ صرف داماد ہونا خلافت کے حق مین کافی نہین ہو سکتا یہہ بھی نہین
کہہ سکتے کہ جناب امیر شجاعت وقوت ظاہری وباطنی مین یکتائے زمانہ تھے اون کے ہوتے
ہوئے کسی شخص کو استحقاق خلافت حاصل نہ تھا کیونکہ اس کا جواب ظاہر ہے کہ جب یہ
امر تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ نے خلافت کو جس کی پگڑی ہزارون صحابہ کے مجمع مین
بندہ چکی تھی اون لوگون کے ہاتھون سے چھنوا بیٹھے جو تمہارے نزدیک معاذ اللہ
بالکل بیدین اور نامرد تھے غرض اس خلاف تحقیق قصہ کی بسم اللہ تو ایسی غلط ہے جس کو
سنکر بیساختہ اعوذ باللہ پڑہنے کو جی چاہتا ہے اب آگے اصل مطلب کی بات سنئے اوسکی
بھی ہم قلعی کہولے دیتے ہین کہ جبوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جناب امیر
کی خلافت قرار پا چکی تھی تو پھر اسکی کیا وجہ ہوئی کہ اون سے سب پھر گئے اور اون کو
اس منصب جلیل القدر سے معزول کر کے حضرت ابو بکر صدیق رض کو اون کی جگہ خلیفۂ وقت
بنا دیا یا تو معاذ اللہ جناب امیر کی ذات مین کوئی بری صفت تھی جس کی وجہ سے دو چار
شخصون کے سوا سب اون سے متنفر ہو گئے یا حضرت صدیق اکبر مین کوئی ایسا بڑا وصف
تھا جس کے باعث سے تمام اون کی طرف گرویدہ ہو گئے حالانکہ یہ دونون امر مذہب
شیعہ کے خلاف ہین اب مین پوچھتا ہون کہ جسوقت حضرت صدیق اکبر نے جناب امیر
سے خلافت چھینی تھی دو حال سے خالی نہین کہ یا تو اوسوقت جناب امیر غالب تھے
اور حضرت ابو بکر صدیق مغلوب یا جناب امیر مغلوب اور وہ غالب اگر اول صورت
تھی تو غلبہ کی صورت مین مغلوب سے کس طرح خلافت کا خلعت فاخرہ چھنوا بیٹھے اور
اگر دوسری صورت تھی تو پھر آپ کو غَالِبٌ عَلیٰ کُلِّ غَالِبٍ کہنے کے کیا معنی یا تو اسقدر قوت

ظاہری کا اظہار کہ ذوالفقار آبدار سے ہزارون جنات کے سر قلم کر دیئے اور ایسی قوت باطنی وکرامات کا اقرار کہ تمام انبیاء کرام کے معجزات عظام کو بالائے طاق رکھدیا یا اسقدر کمزوری کا اثبات کہ ایک بوڑھے شخص کی دہمکی مین آکر جس کے پاس نہ فوج تہی اور نہ خزانہ تھا تخت خلافت چہوڑ کر علیحدہ ہو گئے ایک وقت مین تو یہ قوت باطنی کہ خلیفہ وقت صاحب سطوت وجلال کے مقابلہ مین جس کی شمشیر عالمگیر برق خاطف کی طرح ایک آن مین شرق سے غرب تک جا چمکی معجزہ سے اپنی کمان کا اژدہا بنا دیا اور اوس کے ایک سپہ سالار کے سامنے جس نے فقط ساٹھ ساٹھ آدمیون کے ساتھ ساٹھ ساٹھ ہزار فوج جرار کو شکست دے کر ایک دم سے روم وشام مین اسلام کا جہنڈا گاڑ دیا اوس کا عمود آہنی اوس سے چہین کر اوس کے گلے مین طوق بنا کر ڈال دیا پہر دوسرے زمانہ مین یہ ضعف ظاہری کہ وہ ہی دونون شخص بروغ بر گردن راوی آپ کی گردن مین رسی باندہ کر کہینچے کہینچے پہرے خدا کی پناہ کیا ٹھکانا ہے اس طوفان و اختلاف بیان کا ان حالات کو سنکر ہر اہل عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ یا تو جناب امیر مین ان کمالات وآیات بینات کا ہونا صحیح نہین اور یا صحابہ کرام کا آپ سے خلافت کا چہین لینا غلط ہی حضرات شیعہ کو اس بات کے کہنے کا بھی موقع نہ رہا کہ چونکہ پیغمبر صاحب نے اس معاملہ مین صبر کرنے کی آپ کو وصیت کر دی تھی اس لئے مجبوراً آپ نے صبر کیا اور شیخین کے ظلم سہنے گوارا کئے ورنہ اگر آپ کی طرف کوئی اون مین سے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا تو آپ جہٹ ذوالفقار حیدری میان سے کہینچکر قیامت قایم کر دکہلاتے اسواسطے کہ اس قصہ کے بنانے والے نے اوسمین یہ بہی ملا دیا ہے کہ دو روز تک برابر آپ اپنے اہل وعیال و اطفال خردسال کا ہاتھ پکڑے ایک ایک مہاجر و انصار کے مکان پر پہرے مگر چار شخصون کے سوا کسی نے مدد کرنے کا اقرار نہ کیا جس سے اس معاملہ مین آپ کا صبر نہ کرنا صاف ظاہر ہو گیا اور مددگارون کی بھی بخوبی حقیقت کہل گئی اس مضمون کی جب اس مقام تک نوبت پہنچی تو ہم ہی اوسکو بے دہڑک پہنچا دی

دین مین اور آپس مین خدا کی طرف سے ایسا اتحاد واقع ہوا ہے کہ کسی کے جدا کرنے سے جدا نہین ہوسکتے اس لئے اگرچہ حضرات شیعہ نے ہرچند اس امر کی کوشش کی کہ ان چارون بزرگان دین مین دین کے اعتبار سے تفریق ثابت کرین اور ان مین سے تین کو مخالف اسلام اور فقط ایک کو موافق ظاہر کرد کھلائین لیکن عجب شان ایزدی اور اعجاز دین مرتضوی ہے کہ ہرگز نہ بن پڑا بلکہ جو صفت تینون مین ثابت کی وہ ہی چوتھے مین بھی مجبوراً ماننی پڑی غرض ان کے نزدیک ہی چارون ایک ہی جلسہ مین شامل رہے افسوس ہے کہ حضرت علی جیسے بہادر و خدا پرست دنیا سے آزاد شخص کو مدعیان محبت نے اپنے گمان وخیال مین حکومت خلافت کا شائق قرار دے کر کیسا بزدلا و خلاف شرع اور انتہا درجہ کا دنیادار ثابت کیا ہے پھر اسپر اونکی محبت کا ادعا اور اپنے مومن ہونے کا دعویٰ اہل فہم پر ظاہر ہے کہ اس قصۂ خلافت مین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی توہین تو خیر جیسی ہے ویسی ہے لیکن اس قصۂ خاص کے تسلیم کرنے کی صورت مین دین اسلام کی بیخ و بنیاد ہی سرے سے بالکل اوکھڑی جاتی ہے اس لئے کہ مخالف اسلام اسکو سنکر صاف یہ کہہ سکتا ہے کہ دین محمدی کی کچھ بھی حقیقت نہین اوسکا تمام حاصل صرف خلافت ہی خلافت ہے نعوذ باللہ پیغمبر صاحب نے دین کے پردہ مین دنیا حاصل کی تھی اور آپ کے جانشینون نے بھی بعد کو ایسا ہی کیا کہ دنیا کے مقابلہ مین دین کی ذرہ برابر بھی حقیقت نہ سمجھی یہ ہے شیعہ صاحبون کے نزدیک قصۂ خلافت کا حاصل جس کے مصنوعی اور غلط ہونے مین کسی اہل عقل کو شبہہ نہین ہوسکتا اب مین اسکا نہایت سچا اور واقعی حال اہل سنت و جماعت کے سچے مذہب کی موافق بیان کرتا ہون جسکو سنکر ہر شخص جو ذرا بھی عقل و انصاف رکھتا ہے صاف کہدیگا کہ بیشک یہی سچ ہے اور واقعی ہونا بھی ایسا ہی چاہیے تھا اصل یہ ہے کہ خلافت اصول دین مین سے نہین دین محمدی صرف توحید و اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت ہے ہان خلافت فروعات دین مین سے ضرور ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہی

کہ پیغمبر صاحب کے بعد صحابہ مین سے کوئی شخص جو اعلی درجہ کا دیندار ہو صحابۂ کرام کے
مشورہ سے آپ کے قایم مقام بنکر اپنی قوت و ہمت ظاہری و باطنی کو صرف دین کی پھیلانے
مین کوشش کرے سلاطین کفار سے مقابلہ و مقاتلہ کرکے اونکو مسلمان بنائے یا اون پر
جزیہ قایم کرے بغیر کسی کے خوف و رعایت و مروت کے حدود شرعیہ جاری کرے رعایا
مین عدل و انصاف کے ساتھ امن قایم رکھے خلافت کی جب یہ حقیقت ٹہری تو ہر ذی شعور
یہ سمجھہ سکتا ہے کہ اسمین پیغمبر صاحب کا رشتہ دار و غیر رشتہ دار ہونا سب برابر ہے آپ
کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہون یا حضرت علی حضرت عمر ہون یا حضرت
عثمان غنی مطلب ایک ہی ہے آپ کی خلافت کچہہ ریاست و سلطنت دنیاوی تو نہی نہین
جسمین آپ کے عزیز و اقارب کے واسطے وراثت جاری ہوتی بلکہ اوسکو تو بلاتشبیہ ایک فقیر
کی گدی سمجھنی چاہئے کہ جو بہی مسلمان باایمان و عرفان ہو اوس پر بیٹھکر آپ کا دین
جاری کرے یہی وجہ تہی کہ آپ نے اپنے سامنے اپنے صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم
مین سے کسی کو صراحتًا اپنا خلیفہ مقرر نہین کیا تھا اون مین سے کسی کی نسبت صاف و صریح
طور پر یہ نہین فرمایا تھا کہ میرے بعد خاص اس ہی شخص کو میرا جانشین و قایم مقام
بنانا چاہئے خاصکر اپنے کسی اہل بیت بالتخصیص داماد کی نسبت تو کسی طرح پر بہی آپ ایسا
نہین فرما سکتے تہے ورنہ اس امر کو منصب نبوت کے خلاف جانکر منافقین و کفار آپ
پر بظاہر یہ الزام قایم کر سکتے تہے کہ آپ نے معاذ اللہ دین کے پردہ مین دنیاوی
سلطنت حاصل کی تھی دیکھو مرتے وقت اپنے فلان عزیز یا داماد کو دیگئے دوسری مصلحت
اس مین یہ بہی ہے کہ اگر کسی شخص کو آپ صاف طور پر صراحتہً اپنا خلیفہ مقرر فرماجاتے
تو پہر اوس شخص کے بعد اسلامی سلطنت و حکومت کے قایم ہونے کا کوئی قاعدہ ہی
مقرر نہ رہتا اس لئے کہ ہر شخص یون کہہ سکتا تھا کہ پہلا شخص جو خلیفہ وقت و حاکم قرار
دیا گیا تھا وہ پیغمبر صاحب کے حکم سے ہوا تھا لیکن اس کے بعد یہ دوسرا شخص جو حاکم

وقت مقرر کیا جاتا ہے اس کے واسطے خدا اور رسول کا کوئی حکم تو ہے نہین پھر اس کو کس
بنا پر حاکم وقت بنایا جائے غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خاص شخص کو
خلیفہ نہ بنانے مین کسی کے اعتراض کا بھی موقع نہ رہا اور اس معاملہ مین مسلمانون
کے لیے ایک مفید دستور العمل بھی مقرر ہو گیا کہ جو خلیفہ وقت قرار دیا جائے وہ مسلمانون
کے مشورہ سے ہونا چاہیے اوسمین کسی کی رشتہ داری بیٹے پوتے خسر داماد ہونے کو کچھہ
دخل نہین چنانچہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر سے لے کر خاتم الخلفاء بلکہ امام حسن مجتبیٰ
تک یہی قاعدہ جاری رہا اس کے بعد جس زمانہ سے اس کام مین جس کی بنا خاص دین
پر واقع ہوئی تھی ولیعہدی اور وراثت دنیاوی داخل ہوئی خلافت سرور انبیاء
سلطنت ارباب دنیا کے ساتھ بدل گئی اسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا وہ مخفی نہین غرض محققین
اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص شخص کو صراحتہ اپنا
خلیفہ نہین بنایا ہان عام طور پر اتنا فرما دیا تھا کہ امام قریش مین سے ہونا چاہیے آپ
کے اس ارشاد مین عقل کے نزدیک جو کچھہ مصلحت اس معاملہ خاص کے حق مین معلوم
ہوتی ہے یہ ہے کہ بادشاہ و رعیت مین اس قسم کا تعلق ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک کا بقا
دوسرے کی ذات پر موقوف ہوتا ہے بادشاہ کا استحکام سلطنت رعایا کی اطاعت
اور رعیت کا امن و عافیت بادشاہ کے عدل پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رعایا مین خواص
کی بہ نسبت عوام زیادہ ہوتے ہین اور عوام کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کوئی شخص کیسا
ہی علم و فضل اور کمالات ظاہری و باطنی رکھتا ہو مگر ہو کم قوم تو اوس کی عظمت جیسی
کہ چاہیے اون کے دل مین نہین ہوتی اب فرض کیجیے کہ سلطان جو ظل اللہ ہوتا ہے
خاصکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام سلاطین سے بڑھ کر اور اوس کی
اطاعت بمنزل اطاعت پیغمبر ہے اگر قوم مین ادنے درجہ کا ہو تو ایسی حالت مین بعض
کے دین و دنیا مین فتور واقع ہوگا دنیا مین تو ظاہر ہی ہے کہ جب رعایا کے دل پر

اوس کی پوری پوری عظمت ہی نہو گی تو پورے طورسے اوسکی اطاعت نہ کرین گے بلکہ بعید نہین کہ سرکشی وقوع مین آئے جس کی وجہ سے بادشاہ کو اون کے سزا دینے اور اونکی جان و مال تلف کرنے کی نوبت پہنچے اور دین کا نقصان اس سبب سے ہے کہ اوس کی عظمت نہونے کی حالت مین جو کچھہ احکام شرعیہ وہ جاری کرے گا دلسے اوس کی تعمیل نہو سکے گی اگرچہ خوف کے سبب سے بظاہر کچھہ کی جائے اور تعمیل احکام کے بظاہر خوف کی وجہ سے اور سچے دل سے ہونے بین زمین و آسمان کا فرق ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو سمجھہ لینا چاہیے کہ تمام قبائل عرب سے قبیلۂ قریش اعلیٰ و افضل ہے اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ امام قریش مین سے ہونا چاہئے عقل کے نزدیک نہایت ہی مناسب ہے باقی قریش مین سے کسی خاص شخص کا امام مقرر کرنا وہ صحابہ کرام کے مشورہ پر موقوف رکھا گیا جو خواص امت و راز دان نبوی تھے جن کو دین کے معاملہ مین کسی کی رعایت و مروت اور ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ تھا مگر چونکہ اون سے بہ تقاضائے بشریت بھول چوک کا ہونا ممکن تھا یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ غیر افضل کو امام بنا دین اگرچہ یہ امر ناجائز نہین لیکن خلاف اولے ضرور ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کے ساتھ خصوصاً قریب وفات ایسا برتاؤ کیا جس سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ آپ کے بعد خلیفہ بننے کے یہی لائق ہین۔ چنانچہ آپ نے وفات کے قریب حضرت ابو بکر صدیق کو اپنی جگہ امام بننے کا حکم دیا اگرچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اون کی طرف سے اس معاملہ مین معافی چاہی اور یہ عرض کیا کہ میرے باپ نرم دل ہین آپ کی جگہ کھڑے ہونے کے متحمل نہین ہو سکین گے لیکن آپنے ہرگز اسکو تسلیم نہ کیا بلکہ تشدد کے ساتھ فرمایا کہ ابو بکر کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائین بعض روایت سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو قت حضرت بلالؓ اس حکم کے پہنچانے کے لئے مسجد نبوی مین آئے تو اوسوقت حضرت صدیق اکبرؓ اتفاق سے وہان موجود نہ تھے

اس حالت مین حاضرین مسجد نے حضرت عمر رض کو امام بنا دیا جس سے یہ بھی
ثابت ہو گیا کہ صحابہ کے ذہن مین حضرت ابوبکر رض کے بعد حضرت عمر رض ہی کا
کا مرتبہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تکبیر کی آواز سنی تو یہ
فرمایا کہ نہین نہین جس قوم مین ابوبکر رض موجود ہون اور کسی کو امام بننا
لایق نہین غرض صدیق اکبرؓ بحکم نبوی جو معاملہ دین مین بعینہ وحی
تھا امام بنائے گئے اور کئی روز تک برابر جب تک کہ پیغمبر صاحب اس عالم مین تشریف
رکھتے رہے آپ کے نائب وقایم مقام بنکر نماز پڑھاتے رہے اس درمیان مین بعض
مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جب حضرت کو شدت مرض سے کچھہ افاقہ ہوا تو آپ نے مسجد مین
تشریف لا کر حضرت صدیق کے پیچھے اقتدا کیا حاصل کلام یہ ہے کہ اس ہی بنا پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد صدیق اکبر آپ کے خلیفہ برحق باتفاق
صحابہ قرار دئے گئے اگرچہ ابتدا مین بعض نے اس امر مین اختلاف کیا لیکن آخر مین
جب حقیقت حال اور افضلیت حضرت صدیق اکبرؓ بخوبی منکشف ہو گئی تو سب آپ کی
خلافت پر بدل وجان راضی ہو گئے اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ نے
بھی بخوشی خاطر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اب رہی یہ بات کہ آپنے اس ہی وقت بیعت کی
یا توقف کے بعد اس مین روایات مختلف ہین اول روایت جو مشہور ہے وہ یہ ہے کہ آپ
نے چھہ مہینے کے بعد بیعت کی اور توقف کا یہ عذر بیان کیا کہ مجکو آپ سے یہ شکایت
ہوئی کہ اس مشورہ مین مجکو شریک نہین کیا حالانکہ مین آپ کی فضیلت کا منکر نہین انکے
جواب مین حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق نے جو واقعی عذر تھا ارشاد کیا کہ وہ وقت ایسا
تنگ تھا کہ صلاح ومشورہ کی گنجایش نہین تھی اوس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد منافقین وکفار مدینہ نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ کیسا
نبی تھا جس نے وفات پائی جس سے غدر اور شور وشر کا احتمال قوی تھا اس حالت مین

یہ مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر جلد ہوسکے کوئی حاکم وقت مقرر کیا جائے جو حامی اسلام وخلیفہ خیر الانام ہو جس کی ہیبت سے کفار و منافقین سر نہ او ٹھاسکین اس ہی سبب سے صحابہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے وہ ایک مکان تھا جو ہر قسم کی صلاح و شورہ کے لئے پہلے سے چلا آتا تھا اِس امر مین صحابہ مین اختلاف واقع ہوا کہ کون شخص خلیفۂ وقت مقرر ہو بعض کی یہ رائے ہوئی کہ مہاجرین مین سے ہو بعض نے انصار مین سے ہونا مناسب سمجھا بعض نے یہ کہا کہ نہین بلکہ ایک مہاجرین مین سے اور دوسرا انصار مین سے ہونا چاہئے حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما اس خبر کو سنکر وہان پہنچے اور مہاجرین کی فضیلت بیان کرکے یہ فرمایا کہ خلیفہ رسول بقول مہاجرین مین سے ہونا چاہئے مہاجرین وانصار دونون مین سے ہونا ہرگز مناسب نہین کیونکہ دو تلوارین ایک میان مین نہین سماسکتین ہان یون مناسب ہے کہ مہاجرین مین سے امیر اور انصار مین سے جو ہمیشہ مہاجرین کی معاون ومددگار رہے ہین وزیر ہو اِس امر پسندیدہ کو سب نے تسلیم کیا پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین کیا تم مین سے کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت ابوبکر صدیق یار غار سید الابرار پر فوقیت وفضیلت چاہے سب نے بالاتفاق کہا کہ معاذ اللہ ہرگز نہین اس کے بعد اول آپ نے پھر بعد کو اور صحابۂ کرام نے بخوشی خاطر حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کی جب یہ امر خلافت تمام ہوگیا تو پھر کسی کو مخالفین مین سے سر اوٹھانیکی جراءت نہوئی پھر سب ملکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین مین شریک ہوئے جائے دفن مین اختلاف رائے ہوا مگر آخر کار حضرت صدیق اکبر کے اِس بیان سے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جس مکان مین نبی کی وفات ہوئی ہے وہی مکان اوسکے دفن کی جگہ ہوتی ہے آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک مین جہان آپ نے انتقال فرمایا تھا دفن کئے گئے اب اس واقعی بیان سے کسی اہل فہم وانصاف کو اس امر مین کسی قسم کا شک وشبہہ باقی نہین رہ سکتا کہ خلافت کا یہ کام ایسا ہی امر مہم

تھا کہ تجہیز و تکفین پر اسکا مقدم ہی ہونا ضرور تھا ورنہ خدا معلوم مخالفین اسلام اوسوقت کیا غدر و فتنہ و فساد برپا کرتے اور اسلام کی کیا کچھہ توہین ہوتی چنانچہ اسوقت تک عالم مین یہی قاعدہ جاری چلا آتا ہے کہ بادشاہ وقت کے انتقال ہوتے ہی سب کامون سے پہلے کوئی اوس کا جانشین مقرر ہو جاتا ہے اس کے بعد اوس کی تجہیز و تکفین کیجاتی ہے عام ہے کہ بادشاہ اور اوس کے جانشین دین دار ہون یا دنیا دار یہان تک کہ شیعون کے یہان بھی اگر کسی کو کسی وقت کچھہ حکومت مل جاتی ہے تو اون کو بھی یہ ہی قاعدہ صدیقی و عمری بہ مجبوری ضروری جاری کرنا پڑتا ہے کیونکہ مصلحت ملکی کا تقاضا ہی یون ہے اس تحقیق کے بعد یہ سمجھنا چاہئے کہ اس روایت سے اگرچہ حضرت علی رضہ کی بیعت صدیق اکبر رضہ مین تاخیر پائی جاتی ہے لیکن جبکہ آخر مین برضا و رغبت آپ کا بیعت کرنا یقیناً ثابت ہے تو اس حالت مین کسی اہل عقل و انصاف کو اسمین چون و چرا کرنے کی کچھہ گنجایش نہین اور باقی اس امر کو صاحب ذوالفقار حیدر کرار غیر فرار کے تقیہ پر محمول کرنا خاص حضرات شیعہ ہی کو جرأت ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک آپ کا دامن پاک اس ناپاک دھبہ سے پاک ہے اور آپ کی بلکہ آپ کے غلامون کی بھی شان عالی اس نفاق وریا کے اختیار کرنے سے اعلی اور ارفع ہے یہ تو اس معاملہ مین روایت مشہورہ کا بیان تھا اب اس کے متعلق دوسری روایت سنئے جو نہایت صحیح و مطابق عقل ہے اور تاریخی واقعات بھی جو مسلمہ فریقین ہین اوس کے سچے ہونے پر کامل شہادت دے رہے ہین جس کو صاحب تمہید فی بیان التوحید ابو شکور سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت وثوق کے ساتھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاص اوس ہی جلسہ مین موجود تھے اور سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق کے ہاتھ پر بیعت کی اوس کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت علیؓ کی طرف خطاب کر کے یہ فرمایا

کہ یا علی تم امیر ہو یہ سنکر آپ نے یہ جواب دیا کہ نہین بلکہ آپ امیر ہین یا خلیفہ رسول اللہ جبکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا تو پہر کون موخر کر سکتا ہے یہ کہہ کر جہٹ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پہر اس کے بعد تین روز تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آدمیون کو جمع کر کے یہ فرماتے تہے کہ تم میری بیعت کو توڑ دو حضرت علی تمہارے درمیان مین موجود ہین تم اون کو اپنا امیر بنا لو سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے تہے کہ قسم ہے خدا کی ہم آپ کی بیعت کو ہرگز نہین توڑین گے آپ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا تو پہر کس کی مجال ہے کہ موخر کرے اس روایت کے بیان کرنے کے بعد صاحب تمہید نے یہ بہی صاف کہدیا کہ جن روایتون سے بیعت صدیق مین حضرت علی کا توقف ثابت ہوتا ہے وہ کل شیعون کی روایتین ہین خدا اونکو ہدایت کرے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پانچوین صدی تک جس زمانہ مین کہ صاحب تمہید موجود تھے اہل سنت کی کتابون مین اس قسم کی روایات کا وجود نہ تھا ورنہ وہ ضرور ان روایات سے تعرض کر کے اون کے جواب کی طرف توجہ کرتے کیا تعجب ہے کہ بعد کو حضرات شیعہ نے اپنی عادت قدیمی کے موافق الحاق کر دیا ہو چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین تحریر فرمایا ہے کہ شاہی زمانہ مین کوئی شخص ایران سے صحیح بخاریان قلمی لایا تھا جو نہایت خوشخط لکہی ہوئی تہین اور بہ ارزان قیمت اون کو فروخت کرتا تھا چونکہ اوس زمانہ مین یہ کتاب کم دستیاب ہوتی ہتی اکثر طالب علمون نے اوسکو خرید لیا جب دیکھا گیا تو بعض بعض مقامات مین مذہب شیعہ کی روایتین الحاق کی ہوئین پائین علماء نے حتی الامکان اونکو جمع کر کے جمنا مین ڈلوا دیا ایسی ہی اور کتابون مین بہی اس قسم کا تجربہ ہوا ہے ان حضرات کی اس طرح کی چالاکیان اپنے مذاہب کے رواج دینے کی خاطر سے قدیم سے چلی آئی ہین کچھہ نئی بات نہین خیر جو کچھہ ہی ہو مین اس مقام پر اس معاملہ مین دو وجہ سے زیادہ زور دینا نہین چاہتا

اول تو اس قسم کی روایات کے الحاق ہونے کے باب مین ہمارے علماء مین سے کسی کی
تصریح نہین پائی جاتی اس لحاظ سے مین ان روایات کے قطعاً الحاقی قرار دینے پر جرأت
نہین کرسکتا دوسرے یہ ہے کہ مخالفین خصوصاً شیعان مجادلین کے مقابلہ مین اس قسم کا
جواب فی الجملہ ضعف سے بھی خالی نہین اس لئے مین اس معاملہ مین تحقیقی طور پر ایک
مضمون معقول جو قابل قبول ارباب عقول ہو بیان کرتا ہون اور ان مختلف روایتون
کے وجود کو اپنے مذہب کی معتبر کتابون مین مسلم قرار دے کر ایک کی دوسری پر ترجیح
دینے کا ایک کلیہ قاعدہ بیان کئے دیتا ہون جسکو ہر شخص جس کی طبیعت مین ادنی مادہ
بھی فہم و انصاف کا اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا ہے انشاء اللہ ضرور تسلیم کرے گا وہ یہ ہی
کہ جب دو قسم کی مختلف روائتین موجود ہون تو یون مناسب ہے کہ دونون سے قطع نظر
کرکے اون واقعات کی طرف نظر کی جائے جو فریقین کے نزدیک مسلم ہون پھر عقل
سے کام لینا چاہئے جو حق و باطل کی تمیز کرنیکے لئے عطا ہوئی ہے اوس سے جو کچھہ بھی
ثابت ہو اوسکو بلا تامل تسلیم کیا جائے اب اس مقام مین بغور دیکھہ لیجئے کہ جہان تک
واقعات مسلمہ فریقین پر نظر غور ڈالی جاتی ہے تو اوس سے صاف طور پر یہ امر ظاہر ہوتا ہی
کہ حضرت صدیق اکبر کی ابتداء خلافت سے لیکر انتہا تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ شل اور
صحابہ کے بلکہ اورون سے زیادہ تمام امور مہمہ مین اون کے شریک حال رہے مخالفین اسلام
سے جسقدر لڑائیان اون کے زمانہ خلافت مین ہوئین اون مین آپ کی رائے و صلاح
و مشورہ پر فتوحات و مال غنیمت مین سے اپنا حصہ خاطر خواہ لینا قطعاً ثابت ہوتا ہے نماز
پنجگانہ اون کے پیچھے ادا کرنے اور مسائل دینیہ مین اکثر اون کے ہمصفیر بنے رہنے مین
بھی فریقین مین سے کسی اہل علم کو ہرگز شک و شبہہ نہین اسکا کہین ثبوت نہین کہ چھہ
مہینے تک آپ نے یہ امور موقوف کر رکھے تھے یہ واقعات صحیح صاف اس امر کی شہادت
کامل دے رہے ہین کہ جیسے آپ نے خلیفہ دوم و خلیفہ سوم حضرت عمر فاروق و حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی بیعت اور خلافت کے تسلیم کرنے مین ابتدا ہی سے کچھ توقف نہین کیا
ایسے ہی خلیفۂ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی آپ نے اوّل ہی روز سے
بلا تامل تسلیم کر لی علاوہ برین عقل سلیم اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے ہوتے ہی اہل اسلام مین یہ اختلاف اور اس قسم کے نزاع اور باہمی جھگڑے
قصے پیدا ہو جاتے تو حضرت صدیق اکبر کے اسقدر کم زمانۂ خلافت مین جو پورا اڑھائی برس
کا بھی نہ تھا اس قدر کثرت سے فتوحات جو اس مدت قلیل کے مقابلہ مین زیادہ اور بہت تعجب
خیز معلوم ہوتی ہین ہرگز نہ ہوتین بلکہ یہ ہونا کچھ بعید نہ تھا کہ جو مقام رسول مقبول کے زمانہ
مبارک مین فتح ہوئے تھے ایسی حالت مین وہ بھی مسلمانون کے قبضہ و تصرف سے نکل جاتے
حقیقت مین خلیفۂ اوّل کی خلافت کا ابتدائی زمانہ ایسا نازک تھا اور اس قسم کے پیچیدہ
معاملات اوس مین واقع ہوئے تھے جن کا سلجھانا اور عوام و خواص کو اپنا مطیع و فرمانبردار
بنانا اور خدا و رسول کی سیدھی راہ پر اونکو چلانا خلیفۂ اوّل ہی جیسے تجربہ کار و ہوشیار اور حلیم
باوقار و اعلیٰ درجہ کے دیندار کا خاص کام تھا واقعی بات یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ کی
بہ نسبت جس مین رعب و داب حکومت قایم اور سامان حرب و ضرب فراہم ہو چکا تھا اس
نازک وقت مین تالیف قلوب اور اتحاد و اتفاق اہل اسلام کی نہایت سخت ضرورت تھی
جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ خاتم النبیین محبوب رب العالمین نے اپنے آخر وقت مین
ملک شام کی جانب لشکر بھیجنے کا مصمم ارادہ کیا اور اسامہ کو سردار لشکر مقرر کرکے اپنے دست
مبارک سے اوس کے لئے علم تیار کیا اور اوس کے کوچ کرنے کی تاکید شدید فرمائی چنانچہ
حضرت اسامہ نے مع اپنے لشکر کے آپ کے فرمان کی بموجب فوراً مدینہ طیبہ سے کوچ
کرکے شہر کے باہر قیام کیا اور فوج کے فراہم کرنے مین مشغول ہوئے ابھی تک پورا لشکر
فراہم ہونے پایا تھا کہ محبوب رب العالمین سرور اولین و آخرین پر حالت نزع طاری
ہو گئی اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی حضرت اسامہ اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر جھٹ مدینہ

منورہ مین داخل ہوئے اور مسجد نبوی مین علم نصب کرکے آپ کی صحت کے منتظر رہے مگر چونکہ اللہ جل شانہ کو آپ کی ذات رحمۃ للعالمین سے جو تکمیل دین اور اپنے بندون پر اتمام نعمت مقصود تھا آپ اوس کو کماحقہ انجام دے چکے تھے اس لئے مصلحت الہیٰ اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس دار فانی کو چھوڑکر آپ عالم جاودانی کی طرف تشریف لیجائین اور آپ کے دین کی بقا و اشاعت آپ کے نائبون اور خلفاء برحق کے واسطے سے ہوتی رہے غرض اس حادثہ الیم و انقلاب عظیم کے سبب سے حضرت اسامہ کا ملک شام کی طرف کوچ کرنا ملتوی ہوگیا ادہر وفات سرور کائنات کے ہوتے ہی مدینہ طیبہ کے نومسلم مرتد ہوگئے زکوٰۃ کے ادا کرنے سے انکار کیا ادہر مسیلمہ کذاب نے مدعی نبوت بنکر ملک عرب مین شور و شغب برپا کردیا ہزارہا آدمیون کا لشکر اوس کے ساتھ جمع ہوگیا ایسی سخت مصیبت کے وقت مین خلیفہ برحق افضل الناس بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر صدیق کے استقلال بیمثال کو دیکھنا چاہئے کہ آپ نے سند خلافت پر بیٹھتے ہی اول یہ حکم صادر فرمایا کہ اسامہ اپنے لشکر کو لیکر نہایت عجلت کے ساتھ بلاد شام کی طرف روانہ ہون صحابہ کرام نے بارگاہ خلافت مین عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ پہلے گھر کا انتظام یعنی مانعین زکوٰۃ کے فتنہ و فساد کا رفع کرنا مناسب ہے پھر بعد کو باہر لشکر بھیجنا چاہئے آپ نے یہ جواب دیا کہ اگر بالفرض مدینہ طیبہ مین کوئی شخص بھی باقی نرہے یہان تک کہ ازواج مطہرات کی حفاظت بھی نہو سکے تب بھی مین اوس لشکر کو نہین روک سکتا جسکا جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مرتب کیا ہے اسامہ کو حکم دو کہ جلد روانہ ہون چنانچہ فرمان عالی کے صادر ہوتے ہی اونھون نے شام کی طرف کوچ کیا پھر آپ نے مرتدین یعنی مانعین زکوٰۃ پر جہاد کا حکم دیا اس مین بھی بڑے بڑے صحابہ یہان تک کہ حضرت عمرؓ نے بھی جو سب سے زیادہ دین کے معاملہ مین سخت تھے کلام کیا کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہین اون پر باوجود اہل قبلہ ہونے کے کیونکر جہاد کیا جائے حضرت خلیفہ برحق

نے فرمایا کہ اے عمرؓ جاہلیت کے زمانہ مین تو تو بڑا بہادر تھا اب اسلام کی حالت مین کیا ایسا نامرد بن گیا قسم ہے خدا کی جو شخص کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اونٹ کے پاؤن باندہنے کی فقط رسی ہی دیا کرتا تھا اور اب وہ اوس سے انکار کرے گا تو مین اوس پر بہی جہاد کرونگا یہان تک کہ اگر کوئی شخص بھی اس معاملہ مین میرا ساتھ نہ دے گا تو مین اکیلا ہی اس مہم کو سرانجام دونگا یہ کہکر آپ سوار ہو گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی سواری کی باگ پکڑلی اور فرمایا کہ یا خلیفہٗ رسول اللہ آپ تنہا اس امر کا قصد نہ فرمائین اگر خدانخواستہ آپ کی جان کو کچھہ نقصان پہنچا تو پہر تا قیامت ترقی اسلام مسدود ہو جائے گی ہم سب آپ کی تعمیل حکم کے لیے موجود ہین القصہ آپ کے حکم عالی سے زکوٰۃ کے منع کرنے والون کو قرار واقعی گوشمالی دیکر اون کو راہ راست پر لایا گیا اور ایسے ہی ایک لشکر جرار مسیلمہ کذاب کی قتال کے لیے بہیجکر اوس کو واصل جہنم کیا اوس طرف اسامہؓ نے بلاد شام مین پہنچتے ہی ایک تہلکہ ڈالدیا کفار کو شکست پر شکست دے کر فتوحات بے شمار حاصل کر کے دار الخلافہ مین روانہ کین حالات سنکر کسی شخص کو شبہ نہین رہ سکتا کہ یہ سب اتفاق کی خوبی تھی ورنہ ایسے نازک وقت مین مسلمانون مین نا اتفاقی کے پیدا ہو جانے سے کون نہین جان سکتا کہ کیا کیا برے نتیجہ پیدا ہو جاتے واقعی بات یہ ہے کہ تینون خلافتون مین اسلام کی اسقدر ترقی ہونے کا باعث خلفاء ثلثہ کی ذات بابرکات کا کمال تو تھا ہی لیکن بڑا سبب اسکا اتفاق باہمی ہی تھا ورنہ وہ کیا کمال تھا جو خلیفہٗ چہارم اسد اللہ الغالب کی ذات عالی صفات مین موجود نہ تھا آپ کے زمانہٗ خلافت مین اگر نقصان تہا تو صرف یہی تھا کہ عبد اللہ ابن سبا کی فتنہ پردازی نے آپس مین نا اتفاقی پہیلا دی تہی جسکا نتیجہ سب موافقین ومخالفین پر ظاہر ہے کہ ترقی اسلام جو روز بروز اپنا عروج دکھلا رہی تہی سب یک قلم مسدود ہو گئی مگر چونکہ خاتم الخلفاءؓ کا زمانہٗ خلافت ہی مخبر صادق کے فرمائے کے بموجب کہ میرے بعد تیس برس تک اور بعض روایات مین پینتیس برس تک خلافت رہے گی پہر بادشاہت بن جائے گی خلافت راشدہ

کا زمانہ تھا اسقدر اثر ضرور باقی رہا کہ باوجود ظاہری ترقی نہونے کے مسلمانون نے آپ کے
زمانہ کرامت نشانہ مین باطنی ترقی کی آپ کے فیضان باطنی سے اہل ایمان کے قلوب نور
عرفان سے منور ہو گئے جس کا پرتوہ ابد الآباد تک انشاء اللہ عالم مین باقی رہے گا بلکہ حق
یہ ہے کہ ترقی باطنی کی اشاعت خاتم الخلفاء کے وقت مین بہ نسبت زمانہ خلفاء سابقین کے زیادہ
ہوئی تھی اس وجہ سے نہین کہ وہ مراتب باطنی مین آپ سے کچھ کم درجہ رکھتے تھے جیسا کہ بعض
ناواقفونکو اس کا دہوکہ ہوا ہے بلکہ اس سبب سے کہ اون حضرات کا زمانہ جہاد فی سبیل اللہ
اور کفار کے مسلمان بنانے اور اسلام کے پہیلانے مین صرف ہوا جس کی اوسوقت مین زیادہ ضرورت
تہی بلکہ نیابت نبوت کا جزو اعظم ہی یہ ہی تھا آپ کے زمانہ مین فسادات باہمی کی وجہ سے چونکہ یہ امر
موقوف ہو گیا تھا اس لئے مصلحت الہٰی اس ہی کو مقتضی ہوئی کہ پہلے جو مسلمان ہو چکے ہین
اون کو باطنی ترقی دی جائے حاصل یہ ہے کہ خلفاء اربعہ آپس مین مانند شیر و شکر اور ایک
دوسرے کے مونس و غمگسار اور دین محمدی کے حامی و مددگار رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے بعد جسقدر بہی دین کی ترقی ہوئی وہ ان ہی چار یارون اور اون کے انصارون
کا طفیل سمجھئے یہ ہے خلافت کے معاملہ مین اہل سنت کی تحقیق اب اس کو اوس قصۂ فرضی
کے ساتھ جو ہم نے مذہب شیعہ کی بناپر اوپر ذکر کیا ہی مقابلہ کر کے دیکھ لیجئے کہ حق و باطل کہلا ہوا نظر
آرہا ہے اور ایک کی اصلیت اور دوسرے کی بناوٹ صاف معلوم ہو رہی ہی مضمون خلافت کی آخر مین قصۂ قرطاس
کا ذکر بہی مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو علماء شیعہ نے تتمہ خلافت قرار دے رکہا ہے اور اوسکو
کاغذی گھوڑا بناکر ایسا دوڑایا ہے جو نابالغان حقیقت الامر کو کسی قدر خوش نما معلوم ہوتا
ہے لیکن ارباب عقل جنکو درجۂ حقیقت پر مرتبہ بلوغ حاصل ہے اون کے نزدیک تو وہ
لعبۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہین رکھتا اوس کی کیفیت یہ ہے کہ سرور کائنات نے وفات
سے چار روز پہلے پنجشنبہ کے روز شدت مرض کی حالت مین جسوقت صحابہ آپ کے پاس جمع
تھے اونکی طرف خطاب کر کے یہ فرمایا کہ تم مجکو کاغذ دے دو تا کہ مین کچھ لکھ دون کہ تم میرے

قصۂ قرطاس

بعد نہ بھٹکو یہ سنکر بعض نے تو یہ کہا کہ دیدینا چاہئے بعض کی یہ رائے ہوئی کہ نہین آپ شدت مرض کی حالت مین خدا معلوم کیا فرمارہے ہین بعض نے کہا کہ دوبارہ پھر آپ سے دریافت کر لو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بھلا ایسے وقت مین کیون آپ کو تکلیف دیتے ہو اللہ تعالیٰ کا کلام تو موجود ہی ہے وہ ہدایت کے لئے کافی ہے اِس گفت وشنود مین جب شور وشغب برپا ہوا آپ نے فرمایا کہ جاؤ نبی کے پاس شور کرنا مناسب نہین تو قصہ تو فقط اتنا ہی تھا شیعہ صاحبون کے کان مین جو اس کی بھنک پہنچی تو پھر کیا کہنا تھا لگے شور مچانے اونھون نے اوس مثل مشہور کے بموجب کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتے ہوئے اونے کہا چار روٹیان یہ من گھڑت گھڑلی کہ او ہو یہ تو جناب امیر کی خلافت لکہنے کا آپ کا ارادہ تھا عمرؓ نے اوس سے روک دیا لگے حضرت عمرؓ کو بے نقط سنانے ان بھلے مانسون سے کوئی پوچھے کہ بھلا تمکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ خلافت ہی لکہنے کو تھے اس قصہ مین اسکا کہین ذکر فکر بھی ہے دوسرے اگر اسکو تسلیم بھی کیا جائے تو پھر اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ جناب امیرؓ کی ہی خلافت تھی تسنی یہ سنکر یون نہ کہدین گے کہ یہ حضرت صدیق اکبر کے ہی خلیفہ بنانے کا قصد تھا اور اون کا یہ کہنا کچھ بیجا بھی نہو گا اِس لئے کہ اون کی بعض کتابون سے یہ ثابت ہے کہ اس سے پہلے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ مین اونکے لئے کچھ لکھوا دون تاکہ کوئی آرزو کرنے والا پھر آرزو نکرے اور یون نہ کہے کہ مین اِس کام کے واسطے اولیٰ ہون پھر آپ نے فرمایا کہ کچھ ضرورت نہین اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور مومنون کو ابوبکرؓ کے سوا اور کسی کا خلیفہ بنانا منظور نہو گا۔ تیسرے یہ ہے کہ اگر بالفرض تمہارے نزدیک یہ جناب امیرؓ کی خلافت کا ہی معاملہ تھا تو اونہین کو اس کام کے سرانجام مین سب سے زیادہ کوشش چاہئے تھی وہ تو وہان موجود تھے ہی جھٹ سے کاغذ اور داوات وقلم آپ کے سامنے جار کھا ہوتا اگر حضرت عمرؓ منع کرتے تو آپ ذوالفقار حیدری کھینچکر اون کے سر پر کھڑی

ہوگئے ہوتے جس نے ہزار دن جنات کے سر قلم کر دئے تھے یا اپنی کمان ہی پھینکدی ہوتی کہ وہ اژدہا بنکر اون کے دشمنون کے کہانے کے لیے دوڑ پڑتی ۔ چوتھے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رسول برحق تھے اور خاص ہدایت خلائق کے لیے ہی بہیجے گئے تہے اور اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی کے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ تم احکام خداوندی کے پہنچانے مین کوتاہی مت کرو اور نہ کسی سے ڈرو کہ اللہ تعالی تمکو آدمیون سے بچانے والا ہے تو پہر آپ صرف ایک حضرت عمرؓ یا اون کے چند ہمراہیون کے منع کرنے سے ایسی بڑی مہم اور عظیم الشان کام مین کیون رک گئے اور اگر کسی مصلحت سے اوس وقت اپنا ارادہ ملتوی ہی کر دیا تھا تو بعد کو پورا کر دیا ہوتا کیونکہ اس معاملہ کے بعد تو آپ کئی روز تک اس عالم مین تشریف فرما رہے اور اس مدت مین بعض مرتبہ شدت مرض کو افاقہ بہی ہو گیا تھا حالانکہ اس کے بعد آپ نے کچھہ وصیتین فرمایئن جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اوسوقت بھی آپ کو صرف ان ہی وصیتون کا فرمانا مقصود تھا قضۂ خلافت کا کہین شان وگمان بھی نہ تھا اور واقعی یہ ہے کہ ہونا بھی نہین چاہیے تھا نہ سنیون کے مذہب حق کے موافق اور نہ شیعون کے اصول موضوعہ کی بنا پر اسلیے کہ اہل سنت کے مذہب مین تو ظاہر ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری مین نہ کسی کو اپنا خلیفہ بنایا نہ کسی کا بنانا چاہا بلکہ اوسکو محض خدا اور مومنین کی مرضی پر چھوڑ دیا وفات کے قریب اوس سے انحراف کرنا شان نبوت کے بالکل خلاف ہی تھا رہا حضرات شیعہ کے اصول مفروضہ کی بنا پر وہ اسوجہ سے کہ اس سے پہلے موضع خم غدیر مین شیعون کے نزدیک جناب امیر مجمع عام صحابۂ کرام مین خلیفہ بنائے گئے تہے اور سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کو امیر المومنین کہنے لگے تھے ۔ چنانچہ اس ہی بنا پر شیعہ صاحب اس خوشی کے دن کو عید غدیر کے ساتھ موسوم کر کے اوس روز وہ وہ خوشیان مناتے ہین جسکا لطف ارباب نشاط جو اس جلسۂ سرور مین شریک ہوتے ہین سال بہر تک نہین بھولتے

تعجب یہ ہے کہ جب ان کے مذہب کے موافق خوشی کا منشا ہی باقی نہ رہا بلکہ الٹا غم کیا تھا
بدل گیا تو پھر اوسکو عید کا دن قرار دینا ان ہی حضرات عالی حوصلون کا کام ہے خیر ہمکو اس سے
کیا بحث ہے یہ جانین ان کا کام ان کے اور بہی تمام کام کب ہمارے نزدیک عقل کے
مطابق ہین اس مقام پر صرف ہماری اتنی غرض ہے کہ اس معاملہ کے مکمل ہونے کے بعد
جبکہ اسکا عملدرآمد پورے طور پر ہو چکا تھا اس کے لئے کاغذ لکھے جانے کی کیا ایسی ضرورت
تھی اگر یہ خیال تھا کہ شاید بیعت کرنے والے پھر جائین تو جو لوگ مجمع عام کے معاملہ سے
جو ہزارون آدمیون کے روبرو قرار پا چکا تھا انکار کر جائین ظاہر ہے کہ اس خفیہ کارروائی
سے جو مکان محفوظ مین اشخاص معدود کے سامنے کی جائے جس کو بقول شخصے کلہیا کا گڑ
کہنا چاہئے اون کا منحرف ہو جانا کیا بڑی بات ہے غرض اس قصہ خلافت کے متعلق اس
فرقہ نے جسقدر بہی خیالات بندیان کی ہین وہ خدا کے فضل سے سب اس ہی قسم کی ہین کہ
گہر دن مین اپنے ہمجولیون کے ساتھ بیٹھکر کبھی کبھی اپنا دل خوش اور غم غلط کر لیا کرین لیکن
ان مین سے ایک بات بہی ایسی نہین جو کسی مدمقابل کے سامنے کبھی بھول کر بھی زبان سے
نکالی جائے یہ قصہ تو سن چکے اب حضرات ناظرین ذرا باغ فدک کی بھی سیر کیجئے جس مین

قصہ باغ فدک

انھون نے اپنی طبیعت جدت پسند سے عجیب عجیب قسم اور نئے نئے رنگ کے پھل پھول لگا کر
اوسکو قیصر باغ بلکہ رشک گلزار فرخار بنا رکھا ہے اوس کی نقط اتنی حقیقت تھی کہ خیبر کے
متعلق وہ ایک نہایت مختصر کھجورون کا باغ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ طریق
صلح نہ لطور مال غنیمت حاصل ہوا تھا آپ نے اپنی حیات مین اوس کا یہ مصرف قرار دے
رکہا تھا کہ اوس مین سے سال بھر کا اپنے اہل وعیال کو نفقہ بقدر قوت لایموت دے دیا
کرتے تھے باقی اوس مین سے جو کچھ بچتا تھا اوسکو فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیتے تھے آپ کی
وفات کے بعد جب حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی جگہ آپ کے خلیفہ و جانشین مقرر ہوئے تو اوسوقت
حضرت فاطمہ نے اس امر کی درخواست کی کہ مجکو وراثت مین یہ باغ دے دیا جاوے آپ نے

یہ جواب دیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ
ہم انبیاء کا نہ کوئی وارث ہوتا ہے نہ ہم کسی کے وارث ہوا ہین جو کچھہ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ
ہوتا ہے اسکے متعلق اصل حدیث شریف مین ایسا لفظ واقع ہے جس کے ایک معنی تو یہ ہین کہ
حضرت فاطمہؓ یہ سنکر نادم یا غمگین ہوئین پہر آخر تک کلام نہین کیا دوسرے یہ معنی ہوسکتے
ہین کہ غصہ ہوگیئن لیکن بعد کے راویون نے اوس لفظ کے صرف غصہ کے ہی معنی سمجھکر اسکو
غصہ کے لفظ سے تعبیر کردیا ہے غرض وجدت کی جگہ غضبت کا لفظ بیان کیا ہے بہرصورت
آپ کے اخیر تک کلام نہ کرنے کے یہ معنی نہین کہ بالکل سلام وکلام ترک کردیا بلکہ مراد یہ ہے
کہ اس معاملہ خاص مین پھر کبھی گفتگو نہین کی اسلیے کہ تین دن سے زیادہ بغض رکھنا
شرعًا ناجائز ہے اس کے سوا حضرت صدیقؓ حضرت فاطمہؓ کے محرم نہ تھے جن کے ساتھ ہمیشہ
آپ کو کلام کا اتفاق ہوتا ہو اور پہر اس معاملہ کے بعد ترک کر دیا گیا ہو کیونکہ غیر محرم
سے بلا ضرورت کلام کرنا درست نہین اور اگر بالفرض شیعون کی خاطر سے اس امر کو تسلیم
بہی کر لیا جائے کہ فی الواقع جناب سیدہ نے غصہ ہوکر سلام وکلام بالکل ترک ہی کردیا
تہا تب بہی سنیون کے مذہب پر اس سے کچھہ الزام قائم نہین ہوسکتا اس واسطے کہ نہ تو وہ
حضرت صدیق اکبر کو جہوٹا سمجھتے ہین کہ یہ احتمال ہو کہ شاید یہ حدیث اوتھون نے اپنی طرف
سے بنائی ہو اور نہ حضرت فاطمہؓ کو معصوم جانتے ہین کہ اون کا اس معاملہ مین غصہ ہوجانا
جو مقتضائے بشریت وتقاضائے صاحبزادگی ہے خلاف عصمت سمجھا جائے ہان مذہب شیعہ
کی بنا پر چونکہ وہ اون کو معصوم قرار دیتے ہین اون کی ذات پاک پر سخت الزام قایم ہوتا ہے
جسکا رفع ہونا کسی صورت سے ممکن نہین کیا معنی کہ معصوم اور دنیا سے آزاد کو خصوصًا ایسے
وقت مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پدر بزرگوار سرور عالم کا صدمہ جانکاہ پیش
آرہا ہو دنیا کی ایک حقیر ٹے کا قصہ چھیڑنا اور اوس کو اسقدر طول دینا کہ اپنے باپ کے
خسر اور اون کے جانشین سے سلام وکلام تک ترک کردینا کسقدر شان عصمت کے خلاف

ہے لیکن حضرات شیعہ جناب سیدہ پر ایسے ایسے الزامون کی کیا پرواہ رکھتے ہین اُنھون نے تو اس سے بھی کہین زیادہ آپ کے خلاف شان باتین بیان کی ہین چنانچہ اسی ہی معاملہ خاص کے متعلق حق الیقین مین لکھا ہے کہ جناب سیدہ نے جناب امیر سے کہا کہ تو ایسا بیٹھا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ مین بچہ بیٹھا ہوتا ہے دشمن تو غلبہ کر رہے ہین اور تو خائنون کی طرح گھر پر بھاگ آیا ہے اصول کافی کلینی[1] مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عمرؓ کا گریبان پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لیا ظاہر ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ کے دامن پاک پر ان گستاخانہ مضمونون سے کیسا ناپاک دھبہ لگتا ہے جسکا اہل سنت کے نزدیک اون کے خادمون کی نسبت بھی خیال کرنا انتہا درجہ کی بے ادبی ہے۔ اب رہا حضرت صدیق اکبرؓ پر شیعون کا یہ الزام لگانا کہ معاذ اللہ اُنھون نے جھوٹی حدیث بنا کر جناب سیدہ کا حق ناحق غصب کر لیا تو یہ خوب یاد رہے کہ جیسے اون حضرت کی ذات عالی درجات مذہب حق اہل سنت کے موافق اس ناپاک الزام سے پاک ہے ایسے ہی شیعون کے مذہب کی بنا پر بھی ہے جس سے عوام ہرگز واقف نہین اس لئے کہ اوس ہی اصول کلینی[2] باب العلم مین صاف موجود ہے کہ انبیا کسی کو درہم و دینار کا وارث نہین بنایا کرتے بلکہ علم کا وارث بنایا کرتے ہین جس نے اوسکو لیا گویا اوس نے بڑا حصہ حاصل کر لیا اب مین علماء شیعہ سے باغ فدک کی سچی میٹھی اور لانبی لانبی کھجورون کی قسم دے کر پوچھتا ہون جو والتین والزیتون کی قسم سے بھی کہین بڑھ چڑھ کر ہے کہ خدا کے لئے ذرا انصاف سے فرمائین کہ آپ کی اس حدیث کلینی اور ہماری اس حدیث صحیح مسلم و صحیح بخاری مین جو

---

[1] اَخَذَتْ بِتَلَابِيْبِ عُمَرَ فَجَذَبَتْهُ اِلَيْهَا اصول کافی باب مولد فاطمہؓ صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ء

ترجمہ حضرت فاطمہؓ نے گریبان حضرت عمرؓ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

[2] عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَذَاکَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ الخ اصول کافی باب فرض العلم صفحہ ۱۷ مطبوعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ء ترجمہ ابی عبد اللہ نے فرمایا کہ علماء دین وارث انبیا ہین اور انبیاء دراہم و دنانیر کا وارث نہین بناتے بلکہ احادیث کا وارث بناتے ہین۔

حضرت صدیق اکبر سے مروی ہی کیا فرق ہی کیون حضرات جب آپ کی کلینی شریف کی اس حدیث سے جناب رسالتمآب
کی وراثت قطعاً باطل ہوگئی تو پہر اس سے رتبین کیون حضرت صدیقؓ یار غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقین ناحق طعنان
بندی کی درین کو خیر باد کہی جاتی ہی؟ حضرت فاطمہؓ کے راضی و ناراض ہونے کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ جب وقت
فریقین کی معتبر کتابون سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سچا اور حق پر ہونا ثابت ہوگیا تو جناب
زہرا کا اون سے ناراض ہونا جو محض تقاضائے بشریت ہے اونکے حق مین کچھ مضر نہین
ہوسکتا مگر الحمد للہ کہ اس رنج کے قصہ کو بھی جس کو شیعہ صاحب نہایت خوشی کے ساتھ ذکر
کیا کرتے ہین ان ہی کی کتابون مجاج السالکین وغیرہ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بہ
خوبی طے کردیا کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب کہ جناب سیدہ کا رنجیدہ ہونا اور باغ فدک کے معاملہ
مین پہر کچھ کلام نہ کرنا معلوم ہوا تو یہ امر اون پر نہایت شاق گذرا اور آپ کے راضی کرنے
کے لئے آپ کے مکان پر آئے اور عذر و معذرت کے بعد یہ بیان کیا کہ جس طرح پر تمھارے
باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین باغ فدک کی آمدنی صرف کی جایا کرتی ہتی
کہ تم اہلبیت کا نان ونفقہ نکال کر باقی جو کچھ بچتا تھا اوس کو فقرا ومساکین پر آپ صرف
کردیتے تھے مین بھی ویسا ہی کرون گا۔ چنانچہ اس بات پر حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا
راضی ہوگئین کیا تماشے کی بات ہے کہ حق والے تو حضرت صدیقؓ سے راضی ہوگئے مگر
ناحق والے ہین کہ اون سے ایسے روٹھے ہین کہ تمام جہان کے منائے سے بھی نہین منتے
خیر جن سے خدا اور رسول اور اہلبیت راضی ہون تو جنکا وجود کسی مین بھی شمار نہین
اون کے راضی یا ناراض ہونے سے کیا غرض اور قطع نظر روایات فریقین کے اس معاملہ مین
عقل سلیم صاف بتلا رہی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کو بالفرض
تسلیم بھی کرلیا جائے تو ظاہر ہے کہ اوس کا بڑا حصہ آپ کے چچا حضرت عباس اور آپ کی
ازواج مطہرات کو ملنا چاہئے تھا جنمین سے ایک تو امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین کی صاحبزادی
اور دوسرے اون کے وزیر باتدبیر حضرت عمر رضی اللہ کی بیٹی تہین حالانکہ انمین سے

کسی کو بھی میراث کا دینا فریقین مین سے کسی کے نزدیک ثابت نہین نہ کوئی آج تک اس امر کا
قائل ہوا ہے اگر اون کو خدانخواستہ جناب سیدہؑ کے ساتھ جیسا کہ شیعون کا گمان خلاف واقع
ہے کچھہ پرخاش ہوتی تو اپنے اور متعلقین خاص کو جنکے ساتھ خصوصیت خاصہ عوام وخواص
شیعہ کے نزدیک مسلم ہے اوس سے کیون محروم رکھا جاتا بلکہ حق تو یہ ہے کہ ایسی حالت مین
اون کی پرشوکت خلافت کے زمانہ مین اہلبیت کا نام ونشان ہی کیون باقی رہتا کیونکہ
اس امر کے شیعہ خود قائل ہین اور قائل بھی کیسے کہ اس ہی پر اون کے مذہب کا مدار ہے
کہ سوا دو چار شخصون کے سب اون کے مطیع فرمان بردار اور تمام نعوذ باللہ مرتد اور اہلبیت
کے قطعاً دشمن تھے اور اون کے سامنے جناب امیر اور اون کے دو چار مددگارون کی
کچھہ حقیقت نہ تھی اس ہی لئے مجبوراً سب تقیہ کی آڑ مین بسر کرتے تھے پھر خیال کرنے کی بات
ہے کہ باغ فدک کے غصب کرنے سے خلیفہ وقت کی غرض ہی کیا تھی اوس سے اون کی
کاربراری ہی کیا ہوتی کوئی ہمکو اس کا تو جواب دے کہ انھون نے اوسکو بیچ کر یا اوس
کی آمدنی سے اپنا کچھہ شاہانہ تجمل بڑھایا یا اوسکے پھلون سے اُنھون نے خود یا اونکی اولاد
نے مزہ اوٹھایا یا اوس کی لکڑی سے کسی قسم کا سامان آرائش وآسائش مہیا کیا یا اونھون
نے اپنی اولاد کے نام اوس کا بیعنامہ یا ہبہ نامہ لکھدیا یا اون کے بعد وہ کسی کو وراثت
مین پہنچ گیا نہین کچھہ بھی نہین ہوا بلکہ وہ تو خلافت کے قاعدہ کے موافق مسلمانون کے شورہ
پر موقوف رہا جو شخص اہل اسلام کے شورے سے خلیفہ رسول مقبول قرار دیا گیا وہی اوس پر
قابض ومتصرف بنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق منشا اوسکو مصارف شرعیہ مین
جیسے کہ آپکے حین حیات مین تھا صرف کرتا رہا یہان تک کہ جبوقت جناب خلافت مآب
اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے بھی اوسکو
بہ قاعدہ مستمرہ خلفاء سابقین بدستور قدیم جاری رکھا اور کسی قسم کے اپنے ذاتی تصرف کو
اوس مین کچھہ دخل ندیا۔ اب اے عقلمندو ان سب باتون مین سے ہماری ایک بات کا تو معقول

جواب دیدو جسکو کوئی عقلمند خواہ وہ کسی مذہب کا ہی کیون ہو تسلیم کرے یا تم سے صرف اتنا
ہی کہنا آتا ہے کہ خلیفون نے اہلبیت کا حق چھین لیا باغ فدک کو غصب کر لیا یہ کہنا تو کچھ
مشکل بات نہین اوس مین تو فقط تمھاری دھیلا بھر زبان ہی ہلتی ہے جس کو بے سوچ سمجھے
ہر شخص ہلا سکتا ہے ہان ہمارے ان اعتراضات کے آبدار ہتھیارون کے سخت حملون کو روکنا
بڑے دل گردہ والون کا کام ہے البتہ ان تمام باتون مین سے صرف ایک اخیر کی بات
کے جواب مین بعض شیعہ جو نہایت درجہ کے باحیا ہوتے ہین نیچی نگاہ کرکے دبی زبان
سے کبھی کبھی یہ کہہ بیٹھا کرتے ہین کہ چونکہ باغ فدک غصب ہو چکا تھا اس لئے غصب شدہ
شئے مین جناب امیر علیہ السلام نے تصرف کرنا مناسب نہ سمجھا مگر اہل سنت ایسے بھولے بھالے
کاہے کو ہین کہ ایسی بے سرو پا بات سے جو ادنے سے ادنے عقل والے کے سامنے بھی پانو
نہین چل سکتی دھوکہ مین پڑ جائین وہ اس امر ناصواب کے جواب باصواب مین بیباکانہ
یہ کہدیتے ہین کہ حضرت ذرا سر اوٹھا کر یارون سے نگاہ ملائے اور اس کا جواب عطا فرمائے
کہ جیسے آپ کے نزدیک باغ فدک غصب ہو چکا تھا ویسے ہی خلافت بھی تو غصب ہو چکی
تھی پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے جناب امیر نے ایک چھوٹی ادنے درجہ کی بغیا کو
تو غصب شدہ جان کر چھوڑ دیا جسکا چھوڑنا چندان دشوار کام نہ تھا جس کو معمولی درجہ
کا آدمی بھی گوارا کر سکتا ہے اور خلافت جیسی کار آمد شئے کو جس کے پیٹ مین ایسے ایسے
ہزارہا باغ بلکہ اس سے بھی بدرجہا زیادہ بارونق و پربہار بیشمار گلزار بھرے پڑے تھے
اور غصب فدک پر قدرت پانے کا اصلی سبب بھی خاص یہی امر خلافت ہو سکتا ہے نہایت
لطف کی چیز جانکر جھٹ سنگوا لیا اس پر قبضہ کرنے مین اس کے غصب شدہ ہونے کا
کچھ بھی خیال نہ کیا اس لاجواب بات کے جواب مین مدعیان غصب فدک سے اس کے
سوا اور کیا بن پڑتا ہے کہ اوس بیچارے نیک بخت سنی کو جس کی زبان سے یہ منھ بند
کرنیوالا جواب سنا ہے اپنے دل ہی دل مین کوستے اور کلیجہ مسوستے ہوتے یا چپکے چپکے اوسپر

لعنت کی بوچھار کرتے ہوئے اپنے گھر چلے جائیں اور قطع نظر ان تمام امور کے فریقین بلکہ مخالفین اسلام تک کی بھی کتب تواریخ موجود ہیں جن میں واقعات سے بحث کی جاتی ہے جن کے بیان میں مورخ قید مذہبی کا بھی چندان پابند نہیں رہتا اون میں انکھوں سے تعصب بیجا کا پردہ اوٹھا کر بہ نظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ خلفاء کرام کا اہلبیت عظام کے ساتھ اونکی زندگی بھر کیا برتاؤ رہا وہ اپنی ذات خاص سے تو طرح طرح کی بیحد تکلیفیں اوٹھاتے تھے نہ تو نہایت خوش ذائقہ ولطیف کھانا کھاتے تھے اور نہ عمارہ اور بیش قیمت لباسِ فاخرہ زیب تن فرماتے تھے نہ شاہانہ مکانات وسواریاں رکھتے تھے شب وروز اپنی حوائج ضروریہ دنیویہ ومشاغل معمولہ دینیہ کے فارغ ہونے کے بعد جسقدر بھی قلیل وکثیر اون کو فرصت و مہلت میسر آتی تھی اوس کو تمام انتظام امور خلافت ورفاہ خلایق وملک گیری وجہانبانی مین صرف کرتے تھے رات بھر محض آسایش رعیت کی غرض سے چوکیدار بنکر خود بہ نفس نفیس گشت کیا کرتے تھے اور اہلبیت تھے کہ اون کے عہد عافیت مہد مین بہ آرام تمام مزہ سے پانون پھیلائے سویا کرتے تھے اون کی داد ودہش کا یہ حال تھا کہ ایک ایک مرتبہ اہلبیت اطہار کو ساٹھ ساٹھ۔ اسی اسی ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ درہم ودینار دے دیا کرتے تھے اگر تینون خلیفون کے اہلبیت کے دینے کو شمار کیا جائے تو غالبًا اون کے مدعیان غصب حق مین سے اگرچہ کوئی کتنا ہی بڑا محاسب ہو اوسکا شمار کرتے کرتے تھک جائیگا خیر اور دفعہ کے اون کے دینے دلانے کی ذکر خیر کو تو بھلا جانے دو فقط اون کے ایک ہی مرتبہ کے عطیۂ سلیمانہ کی شمار کر دیکھو کہ جبوقت حضرت شہربانو شاہزادی ایران خلیفہ برحق کے زمانۂ خلافت سراپا شوکت وعظمت مین مقید ہو کر آئیں تو امیر المومنین و خلیفۂ رسول رب العالمین نے حضرت علی وحسنین رضی اللہ عنہم کو معمولی حصہ غنیمت دینے کے بعد تینون کو بتیس ہزار درہم اور اوس کے علاوہ خاص امام حسینؓ کو حضرت شہربانو مع اون کے زیور جواہرات کے عطا فرمائی بھلا محاسبین شیعہ شمار کر کے بتلائیں تو کہ اوس

زیور مین کسقدر جواہرات جڑے ہوئے تھے اور ایک ایک اون مین سے کس کس قیمت کا
تھا افسوس صد افسوس کہ ایسی صورت مین اون کی طرف یہ گمان فاسد کہنا کہ اونھون نے
باغ فدک چھین لیا تھا کیسا بامنیا نہ خیال ہے جو کسی انسان کے دل مین جسکو کسی قدر بھی
انصاف طبیعت عطا کیا گیا ہو کبھی بھول کر بھی نہین گذر سکتا اسکی شال ایسی سمجھنی چاہئے کہ مثلاً
کسی شخص سے کوئی یون بیان کرے کہ فلان شخص نے کل فلان شخص کا ایک پیسہ چھین لیا
تھا اور آج اوس نے اوسکو ایک ہزار روپیہ دے دیا اس لئے اوسکو برا کہنا چاہئے
کہ وہ غاصب حق ہے تو مین مدعیان غصب فدک کو حضرت شہر بانو کے زیور مرصع کی ہی قسم
دے کر پوچھتا ہون جس کے ایک جواہرات کے بدلے ہزار باغ فدک جیسے خرید کئے جاسکتے
ہین کہ بھلا وہ سننے والا اوسکے جواب مین اسکے سوا اور کیا کہے گا کہ اے انصاف کے
دشمن جب تو خود اس امر کا قائل ہے کہ اوس نے ایک پیسہ چھین نے کے بعد ایک ہزار
روپیہ دے دیا تو کیا اوسکا برا کہنا مناسب ہے یا ایسی صورت مین حد درجہ کی اوسکی
شکر گذاری لازم ہے اور اے نادان اول تو یہ ہو ہی کب سکتا ہے کہ جو شخص ایک ایک ہزار
کی رقم دے وہ کسی کا ایک پیسہ چھین لے حاصل یہ ہے کہ ایسے امور کا قائل ہونا کہ ایک
دوسرے کے صاف خلاف اور صراحتہً اوس کی تردید کر رہا ہو تمام مذہبون مین سے مذہب
شیعہ ہی کا خاصہ ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا بھر کے جملہ مذاہب سے ممتاز ہے قطع نظر تمام
امور کے اس مقام پر اگر غور سے دیکھا جائے اور فراست مومن سے جس کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نور اللہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے کام لیا جائے تو نہایت صاف طور
سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نازک اور پیچیدہ معاملہ مین حضرت صدیق اکبرؓ نے جو کچھ برتاؤ
کیا وہ نہایت مشکل کام اور نفس کے غایت درجہ خلاف تھا جس کا اختیار کرنا ارباب
دنیا کا تو کیا ذکر ہے ایسے ویسے دیندار کا بھی کام نہ تھا ادہر تو حضرت بتول جگر گوشہ
رسول مقبول کے ملال کا خیال اور اودہر اون کے باپ جناب رسالت مآب کی حدیث پر عمل

نہ کرنے سے جو بلا واسطہ اُنھوں نے اپنے کانوں سے سنی تھی مواخذۂ اُخروی اور آپکی ناراضی کا احتمال
ایسی صورت سراپا حیرت میں بس نفس تو اسی بات کو چاہتا تھا کہ جسطرح ہو اس معاملہ میں جناب سیدہ کی ہرگز
خلاف منشا نہ کیا جائے کیونکہ باغ فدک جیسی ادنیٰ چیز کے دینے میں خاتون جنت کی بھی دلداری ہو جاتی اور عوام الناس میں
عام طور پر نیک نامی بھی شہرت پاتے مگر واہ رے صدیق اکبرؓ آخر تھے تو صدیق ہی اور
صدیق بھی کیسے جنکو خطاب صدیقیت خاص بارگاہ رسالت پناہ سے عطا ہوا تھا کہ آپ نے
ذرا بھی کسی امر کا خیال نکیا اور اس باغ دنیا میں نفسانیت کی کچھ بھی ہوا نہ لگنے دی اس معاملہ
مین وہی کیا جو خاص خدا اور رسول کا منشا تھا ادہر سے ادہر ہو جائے کوئی بھلا کہے
یا برا مانے مگر کیا جائے وہی جس مین خدا اور خدا کا حبیب راضی ہو چنانچہ آپ نے ایسا ہی
کیا جو آپ کی شان صدیقیت کے شایان تھا دوسرے اسمین ایک اور نکتہ مخفی بھی تھا
جو اوس ہی فراست قلبی کی روشنی سے جو نور الٰہی کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے ظاہر ہوا ہے وہ
یہ ہے کہ اگر اوس وقت ترکۂ نبوی مین وراثت جاری کردی جاتی اور آپ کی اوس حدیث
پر جس سے اوسکا انکار ثابت ہے عمل نہ کیا جاتا تو اس صورت مین دو قباحتیں صریح لازم
آتین جو قیامت تک رفع نہو سکتین ایک تو یہ ہے کہ عام طور پر یہ امر شہرت پا جاتا اور عوام خلائق
کے دلنشین ہو جاتا کہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکو مہاجرین و انصار نے
سب سے افضل جان کر آپ کا خلیفہ قرار دیا اونھوں نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی حدیث نبوی
کے خلاف کرنا شروع کیا اور دینی معاملات مین رعایت و مروت کو دخل دے کر دنیا
کی نیکنامی کا خیال مقدم رکھا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ خلیفۂ رسول مقبول کی بجائے عظمت کے
حقارت دلمین آتی اور لوگون کے دلون مین سنت نبوی کے خلاف کرنے کا بھی
حوصلہ بڑھتا اور خلیفۂ وقت کو اس وجہ سے نہ تو کسی کی دار و گیر پہنچسکتی نہ اون کے
ذاتی فعل پر لحاظ کر کے اونکی گرفت کا پورا اثر مرتب ہوتا۔ دوسرے یہ ہے کہ اس کے بعد
پھر قیامت تک اس حدیث پر عمل کرنے کا موقع ہی ہاتھ آتا اسلئے کہ یہ حدیث خاص ترکہ

جنگ جمل و صفین

بنوی کے ہی بارہ مین وارد ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ اسیر عملدرآمد کا وقت خاص حیات النبی
کی وفات ظاہری کا ہی وقت تھا جسکا اعادہ پھر ممکن ہی نہین تو حضرات شیعہ اب تو ہم
تمکو بخوبی دکہلا دیا کہ یہ تھے وہ اسرار مخفیہ جن کے سبب سے باغ فدک کے ندینے اور ترکہ نبوی
مین وراثت نہ جاری کرنے سے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین ابو بکر الصدیق
کو اونکی شان صدیقیت نے روکا حقیقت مین یہ منصب جلیل پروردگار حقیقی نے خاص آپ
کی ہی ذات خاص کو عطا فرمایا تھا جس مین کسی کو اون کے اقران و اشال مین سے
شرکت حاصل نہ تھی ہماری اسقدر تحقیق کے بعد بھی جو نہ سمجھے تو اوس کو خدا سمجھے ناظرین
باتمکین باغ فدک کی ایک ایک روش پر پھر کر اوس کی تو خوب سیر ہو کر سیر کر چکے تو آؤ
ہم تمکو ایک بلند مقام پر کھڑا کر کے جنگ جمل و صفین کا تماشا بھی اس صنعت و صفت خوبی
کے ساتھ دکہلا دین کہ محاربین کے اندر جنگ کے علاوہ اون کی قلبی کیفیات کا صحیح نقشہ
بھی تمہاری چشم بصیرت کے سامنے بخوبی تمام کھچ جائے کہ اگر پھر کوئی شخص عیار یا ناواقف
کار اوسکا کوئی اور دوسرا رنگ بدل کر تمھاری نگاہ کے سامنے اوسکا غلط نقشہ جمانا
چاہے تو ہرگز تم اوس کے دھوکہ مین نہ آؤ بلکہ اپنے ذاتی مشاہدہ کے مقابلہ مین یقیناً اوسکو
خلاف جان کر خاطر مین نہ لاؤ ان دونون لڑائیون کی اجمالی کیفیت جو انکشاف حقیقت
واقعی مین تفصیل پر بھی سبقت لیجائے یہ ہے کہ جنگ جمل حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین
اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کی لڑائی کا نام ہے جو امیر المومنین حضرت
علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ پیش آئی تھی جنمین یہ تمام حضرات عالیمقام حسب فرمودہ سید الانام
قطعی جنتی تھے جمل عربی زبان مین اونٹ کو کہتے ہین چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا اوس زمانہ مین اداء حج کے واسطے مکہ معظمہ مین تشریف لے گئین تھین اوسوقت وہ
اور اون کے اکثر ہمراہی اونٹون پر سوار تھے اسلئے وہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور
ہوئی اور جنگ صفین امیر معاویہ اور اون کے لشکریون کی جنگ بغاوت سے عبارت

ہے جو خلیفہ برحق علی مرتضیٰ شیر خدا کے ساتھ وقوع مین آئی صفین ایک مقام کا نام ہے
جہان پر وہ لڑائی واقع ہوئی تھی اسواسطے اوس کے نام سے موسوم ہوئی ان دونون
لڑائیون کے تفصیلی حالات بیان کرنے کے لئے تو ایک مطول کتاب درکار ہے یہان صرف
بقدر ضرورت مختصر طور پر بیان کرتا ہون - اصل یہ ہے کہ اس مقام پر تو ان دونون لڑائیون
کا صرف منشا ظاہر کرنا ہے جس سے ناظرین کو اس معاملہ مین طرفین کی معذوریت ثابت
ہوجائے اور شیعہ و خوارج کی طرح فریقین مین سے ایک دوسرے کو خدنگ لعن وطعن
کا نشانہ بنا کر دین و دنیا مین اپنے آپ کو رسوا نہ کرین ان لڑائیون کا اصلی منشا اور سبب
واقعی جو تاریخی واقعات پر محققانہ نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ خلیفہ سوم حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت مین مصر کی رعایا وہان کے صوبہ سے ناراض
ہوکر دار الخلافت مین بارادہ بغاوت داخل ہوئی امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ نے جو فطرتی طور پر نیک طینت واقع ہوئے تھے اس بغاوت سراپا شقاوت کے فرو
کرنے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشورۂ نیک سے صوبہ مصر کو جسکا نام
عبداللہ ابن ابی سرح تھا معزول کرکے محمد ابن ابی بکر رض کو اوسکے قایم مقام بنا کر جانب
مصر روانہ کیا اور وہان کی حکومت کا پروانہ اون کے نام لکھدیا اثناء راہ مین انھون
نے یہ دیکھا کہ ایک سانڈنی سوار راستے سے کتراتا ہوا الگ الگ چلا جارہا ہے ان کو
اس انداز پر اوس سوار کج رفتار کو جاتے ہوئے دیکھ کر شبہہ پیدا ہوا جھٹ گرفتار
کرکے اوس کی تلاشی جو لی تو اوس کے پاس امیر المومنین کا پروانہ والی مصر قدیم عبداللہ
ابن ابی سرح کے نام اس مضمون کا لکھا ہوا نکلا کہ محمد ابن ابی بکر رض کو وہان پہنچتے ہی قتل
کردینا اس مضمون حیرت مشحون کا دیکھنا تھا کہ دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر رض آگ بگولا ہوگئے اور
جھٹ راستے سے لوٹکر مدینہ منورہ مین آداخل ہوئے اور حضرت علی کی خدمت مین جنکی [illegible]
انکو بارگاہ خلافت سے پروانہ حکومت مصر عطا ہوا تھا حاضر ہوکر سب ماجرا بیان کیا

سپہ سالار فارسان میدان جناب حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو تاب تحمل نہ رہی اور انکو
چار و ناچار ہنگامہ کارزار گرم کرنا پڑا جسمین اوس روز طرفین کے ہزار دن آدمیون
کا کشت و خون ہو گیا مگر پھر بھی یہ خیر ہو گئی کہ آخر کار طرفین مین سے ہر ایک کو دوسرے کا
عذر واقعی بخوبی کھل گیا جسکا انجام خیر یہ ہوا کہ جانبین مین عذر و معذرت کے بعد صلح
و صفائی ہو گئی اور پھر وہی برتاؤ بدستور سابق جو شایان شان اسلام تھا جاری ہو گیا
اب غور کرنے کا مقام ہے کہ علماء شیعہ جب تاریخی واقعات کی رو سے اس معاملہ ناگزیر مین
حضرت عائشہ صدیقہ پر کوئی معقول الزام قایم نہ کر سکے تو مجبوراً از راہ تعصب یہ نامعقول
الزام اونپر دھرنا چاہا کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین پیغمبر صاحب کی ازواج مطہرات
کو اپنے گھرون مین بیٹھنے اور اون مین سے کسی کو زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلنے کا حکم
کیا ہے حالانکہ حضرت عائشہ اس لڑائی مین باہر نکلین جو صریح حکم خداوندی کے مخالف
ہے مین سچ کہتا ہون کہ میرے نزدیک یہ اعتراض ایسا لغو اور بیہودہ ہے کہ اس کا جواب
دینا تو درکنار مجکو سرے سے اس کے نقل کرنے ہی سے شرم آتی ہے مگر کیا کرون
ایسے مجادل شخصون سے واسطہ پڑا ہے کہ گویم مشکل نہ گویم مشکل کا مقام ہے اس لئے چار
و ناچار اس امر ناصواب کے جواب باصواب کی طرف کچھ اشارہ کرنا پڑا اصل یہ ہے کہ
یہ اعتراض اپنے جواب کی طرف خود اشارہ کر رہا ہے اسواسطے کہ تاریخی واقعہ صاف
اس امر کو تبلا رہا ہے کہ حضرت عائشہ کا اپنے مکان سے نکلنا محض ادا حج کی نیت خیر سے
تھا جو ارکان دین مین سے اعلی درجہ کا رکن ہے نہ جنگ و جدال کے ارادہ سے - البتہ
درمیان مین اتفاق سے یہ معاملہ ناگزیر بھی پیش آگیا تھا جسکا آپ کے دل صافی مین
وہم و گمان بھی نہ تھا اور اگر بالفرض آپ اس قصد سے بھی اپنے گھر سے باہر تشریف لیجاتین
تب بھی چونکہ اس سے آپ کا اصلی مقصود مسلمانون کی اصلاح خاص امام برحق کا قصاص
لینا تھا ظاہر ہے کہ اسوجہ سے نیت بخیر ہونے کے سبب سے اس معاملہ کا بھی دین ہی کے

معاملات مین شمار ہوتا ہے غرض جو شخص محاورۂ کلام کو جانتا اور اوس کے مقصود کو پہچانتا ہے وہ اس امر کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ کا اصل مقصود اس کلام پاک سے یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنے مکانون سے باہر نہ نکلو اور اسمین شک نہین کہ امور ضروریہ ہمیشہ امور منہیہ سے مستثنیٰ ہوا کرتے ہین مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے یون کہے کہ خبردار گھر سے کہین باہر قدم نہ رکھنا ورنہ مین تجکو طلاق دیدونگا اور وہ عورت اتفاقیہ کسی شے سے ڈرکر دروازہ سے باہر نکل کھڑی ہو تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ وہ شوہر کی نافرمان نہین شمار کی جائیگی اور نہ اوس کے شوہر کو اسوجہ سے اوس کے طلاق دینے کا منصب حاصل ہوگا خصوصاً اللہ پاک کے کلام پاک مین اوس نکلنے کو زمانۂ جاہلیت کے نکلنے کے ساتھ تشبیہ دینا صاف طور سے ہمارے مطلب کو ثابت کررہا ہے ورنہ اوسکے کلام معجز نظام مین اس جملہ کے بڑھانے کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرات شیعہ کے اس انصاف پر کس قدر افسوس ہے کہ اگر اون کی بیبیون کی نسبت کوئی شخص ذرا بھی برا کلمہ کہے اگرچہ وہ حقیقت مین سچ ہی کیون نہو تو لڑنے مرنے کو تیار ہوجائین اور رسول پاک کی ازواج مطہرات کی شان مین جن کی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی خصوصاً اوس زوجۂ مطہرہ کی شان عالی مین جو سب سے زیادہ آپ کی محبوبہ تھین جن کے مکان مین خاصکر آپ پر بارہا وحی نازل ہوئی اور وفات بھی آپ نے اوس ہی مکان مین پائی اس طرز پر کہ آپ کا سر اقدس اون کی آغوش مبارک مین تھا اور اون کے ہی حجرۂ شریف مین آپ دفن ہوئے طرح طرح کی گستاخیان کرنی اور اونپر بیہودہ بیہودہ الزامات لگانے جو بالکل خلاف واقع ہون اور پھر اسپر اپنے کو مسلمان بلکہ مومن کامل سمجھنا اور رسول مقبول کی شفاعت کا امیدوار ہونا کیسا تعجب خیز امر ہے جسکو سنکر اہل دین و صاحب غیرت کو ہنسی بلکہ رونا آتا ہے جنگ جمل کا تماشہ تو دیکھ چکے اب ذرا دوسری طرف منہ پھیر کر جنگ صفین کی صف آرائیان

بھی ملاحظہ کر لیجئے اِس جنگ کا مختصر حال جسقدر اِس مقام کے مناسب ہے یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی اور ملک شام
کے صوبہ عظیم الشان تھے جن کا تقرر اِس عہدہ جلیلہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے
عہد خلافت سے برابر چلا آتا تھا اور حضرت عثمان شہید مظلوم کے رشتہ دار بھی تھے جس وقت
اون کی شہادت کا واقعہ ہائلہ اور قصہ پر غصہ سنا عالم اون کی نگاہون مین تنگ و تاریک
ہوگیا اور ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ ایک تو اون کو بُعد مسافت کے سبب سے اس معاملہ
کے اصلی حال سے پوری آگاہی نہ تھی دوسرے اپنی ذاتی شوکت پر جو اون کو ملک
شام مین حاصل ہتی بڑا ناز تھا کہ اون کے لشکر مین ہزارون مردانِ جنگ آرا اور صد ہا
پہلوانان نبرد آزما موجود تھے جن مین ہر ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار تھا وہ اپنی
اس قوت و شوکت کے مقابلہ مین باغیان معدودے چندے قصاص کا لینا اپنے نزدیک
کچھہ بڑا کام نہ سمجھتے تھے اِس لئے اون کے دل مین یہ بات بس گئی ہتی جو بمقتضائے بشریت
کچھہ مستبعد نہ تھی کہ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ کے خلاف منشا نہین شہید کئے گئے ورنہ آپ
اون کے قصاص لینے کے باب مین تساہل نکرتے خصوصاً جس وقت امیر المومنین علی مرتضیٰ
خلیفہ وقت کی طرف سے اونکو اس بات کی ایک ڈانٹ بتلائی گئی کہ تمکو اس امر مین
کیا دخل ہے بلکہ بعض روایات کی موافق اون کو اس بنا پر معزول کرنے کی بھی دھمکی
دی گئی تو اِس نے اون کی بدگمانی کو آپ کی جانب سے اور بھی پختہ کر دیا جس کا لازمی
نتیجہ یہ ہوا کہ امام برحق سے بغاوت اختیار کر کے آپ کے ساتھ جدال و قتال پر آمادہ
ہوگئے طرفین مین چند مرتبہ جنگ عظیم واقع ہوئی جس مین جانبین کے ہزار ہا مسلمانون
کے خون بہ گئے جسکا ایک ایک قطرہ خلفاء سابقین اولین کی نہایت عرق ریزی سے
پیدا ہوا تھا اول اول کی لڑائیون مین تو خلیفہ برحق کو فتح نمایان اور والی شام کو
شکست فاش نصیب ہوئی لیکن آخر مین شامیون کی حکمت عملی اور امیر المومنین کے لشکریون

کی بدنظمیون اور بدعہدیون کے باعث سے اور اصل یہ ہے کہ امور تقدیریہ کے سبب سے معاملہ برعکس ہوگیا جسکا انجام کار یہ ہوا کہ ممالک مقبوضہ روز بروز خلیفۃ المسلمین کے تحت تصرف سے نکلنے اور صوبۂ شام کے قبضہ مین داخل ہونے شروع ہوگئے یہانتک نوبت پہنچی کہ صرف کوفہ و نواحی کوفہ خلیفہ وقت کے قبضہ و اقتدار مین باقی رہ گیا چنانچہ امیر المومنین نے مدینہ منورہ کو چھوڑکر خاص کوفہ ہی کو اپنا دار الامارہ بنا لیا افسوس صد افسوس یا تو ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمانون کے اتفاق باہمی نے بڑے بڑے سلاطین عرب و عجم کو رولا رکھا تھا یا اسوقت مین یہ حالت ہوگئی تھی کہ اہل اسلام کے نفاق و عناد کو دیکھکر ادنے مخالف اسلام بھی ہنستا تھا یا تو خلیفۂ وقت کا وہ دور دورا تھا کہ اس کے اقبال سے روز بروز خزانہ معمور اور ملک ترقی پذیر ہوتا جاتا تھا سطوت و جلال کا یہ حال تھا کہ جہان کسی صوبہ کی طرف سے ذرا بھی بدگمانی دل مین گذری صرف ایک شخص کو حکم دیا کہ جس حالت مین وہ ہو اوسکو فوراً پکڑ لاؤ وہ کشان کشان بجبر چلا آیا اس کے بعد یا تو اوسکو معزول کردیا یا اوسکا قصور معاف کرکے پھر اوس ہی عہدۂ سابق پر بدستور بحال کردیا یا اب مسلمانون کی بداقبالی اس حد تک پہنچگئی تھی کہ بیت المال روز بروز خالی اور ملک مقبوضہ ہردم تنزل پذیر ہوتا جاتا تھا صوبہ کو خلیفۂ عہد کے ساتھ دعوے ہمسری بلکہ برتری تھا امیر المومنین یعسوب المسلمین شیر خدا علی رضی اللہ عنہ سے اوسوقت کے لوگون نے جو اس کی وجہ دریافت کی تو آپنے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ بھائیو پہلے خلیفون کے وقت مین اون کا مشیر با تدبیر مین تھا اب میرے عہد مین میرے صلاح کار نا ہنجار تم ہو حقیقت مین یہ اوس ہی خلاف کا ثمرہ تھا جس کا بیج کچھہ دنون پیشتر عبد اللہ ابن سبا یہودی نے اپنے منحوس ہاتھون سے بویا تھا باغ دنیا مین اس لہراتے ہوئے درخت کا ثمر حقیقی عاقبت مین اوسکو اور اوسکے پیرو کارون کو انشاء اللہ ملنے والا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس اختلاف و نفاق

باہمی اور فتنہ و فساد کے زمانہ مین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ چار برس اور چند مہینہ مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر عبد اللہ ابن ملجم بے دین کے سفاک ہاتھون سے شہید ہوگئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اہل حل وعقد کے مشورہ سے خلیفۂ وقت مقرر کیئے گئے آپ کے زمانہ خلافت مین جو صرف چھ مہینے کی مدت قلیل اور خلافت راشدہ کی انتہا تھی امیر شام کی طرف سے اوس ہی خلش و کدورت سابق کی بنا پر پھر بدستور مذکور فوج کشی کی نوبت پہنچی مگر چونکہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ کی طبیعت بد فطرت سے نہایت پاک طینت وصلح پسند اور دنیا ومافیہا سے بالکلیہ آزاد واقع ہوئی تھی آپ نے اپنے لشکریون سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھسے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ جس کے ساتھ مین لڑون تم اوس کے ساتھ لڑو اور جس سے مین صلح کرون تم بھی اوس سے صلح کرلو تو اسوقت تم سنلو کہ مین مسلمانون کی ناحق خونریزی کو ہرگز پسند نہین کرتا پس مین نے امیر معاویہ کو اپنی طرف سے خلافت دے دی تم بھی اس امر پر راضی ہوجاؤ اور اون کے ہاتھ پر بیعت کرلو یہ فرماکر آپ مسند خلافت سے علحدہ ہوگئے اور جملہ اہل اسلام کے تمام دینی اور دنیاوی کامون کے سرانجام کی باگ امیر شام کے ہاتھ مین حوالہ کردی لیکن اس معاملۂ مصالحت سے جو اصلاح بین المسلمین تھی اون شخصون کو جو آپ کو شیعان علی کے نام سے بدنام کرتے تھے نہایت قلق ہوا یہان تک کہ امام ہمام کی شان عالی مین یہ گستاخانہ کلمہ کہا کہ تم نے اس معاملہ کی وجہ سے مومنین کے منھ کو کالا کردیا حقیقت مین اون کا یہ کہنا اون کے گمان فاسد کی بنا پر حق بجانب تھا کیونکہ اون کے نزدیک تو مومنین کے منھ کا اجالا آپس کی لڑائیون مین خون سرخ سے رنگا جاتا تھا خیر کسی کا منھ کالا ہو یا سرخ اسمین شبہہ نہین کہ امام برگزیدۂ انام کے اس عمل خیر سے جو محض نیک نیتی اور خاص ہمدردی اسلام پر مبنی تھا عام اہل اسلام کے حق مین اوس وقت خاص مین یہ نفع ضرور ہوا کہ آپس

کی ناحق خونریزی اور فتنہ وفساد باہمی سے سبکو نجات ملگئی اور تمام مین اتفاق عام
پیدا ہوگیا اس ہی بنا پر وہ سال عام الجماعۃ کے نام سے موسوم ہوا سمجھئے یہ خلاصہ ہے
دونون لڑائیون جنگ جمل وجنگ صفین کا جسکا نقشہ ہم نے دو صفحون مین نہایت
خوش اسلوبی سے کھینچکر ناظرین طالب حق کے سامنے پیش کر دیا جس مین حضرات شیعہ
اور اون کے کاسہ لیس جورکابیہ مذہب کہلاتے ہین طرح طرح کی رنگ آمیز بیان
کرکے بھولے بھلے عام سنیون کو دہوکا دینا چاہا کرتے ہین گویا تیغ چوبین کی صورت
اون کے نازک ہاتھون مین یہ دو دہوکے کے ہتہیار ہین کہ سنیون مین سے جس کسی
کو اپنے گمان ضعیف مین ضعیف گمان کرتے ہین دکہلاکر بچون کی طرح اون کو ڈرایا
کرتے ہین لیکن محققین اہل سنت وجماعۃ جو امتہ مرحومہ اور علماء امتی کانبیاء بنی
اسرائیل کا سچا مصداق ہین ایسے ایسے لعبۂ اطفال کو کب خیال مین لاتے ہین کیونکہ
وہ تو اپنے زبردست ہاتھون مین بڑے بڑے دلائل عقلیہ و نقلیہ کے آبدار ہتہیار
رکہتے ہین جن کی چمک کو دیکھکر بڑے بڑے بہادران میدان مناظرہ اون اسد اللہیون
سے لمحہ بہر کے لئے بہی آنکھ نہین ملا سکتے۔ اب ہم اس امر کا فیصلہ انصاف پسند
ابیقیون پر منحصر رکہتے ہین ہر منصف مزاج ادنے غور سے اس امر کو سمجھ سکتا ہے
کہ ان واقعات مین فریقین معذور اور بیشک حق پر تھے کسی جانب مین بدنیتی
ونفسانیت کا ثبوت کافی نہین مل سکتا کیونکہ کسی کی نیت باطنی کی حقیقت جو کیفیات
قلبیہ مین سے ہے سوا علام الغیوب یا اوس کے رسول محبوب کے جسکو اپنے فضل
وکرم سے اپنے امر غیب خاص پر مطلع کردے اور کسی پر کہل نہین سکتی ہان حضرات
شیعہ کے قلوب پر اون کی صفائی باطنی کے سبب سے جو اصحاب سرور کائنات اور
آپ کے ازواج مطہرات کی طرف سے بدظنی وکدورت اور اون کے ساتھ بغض و
عداوت رکہنے کے سبب سے حاصل ہوئی ہو شاید منکشف ہوگئی ہو تو ظاہر ہے کہ

وہ اپنے اس خیالی امر سے کسی مخالف پر حجت نہین لا سکتے میدان مناظرہ مین کسی مدمقابل کے مقابلہ مین صرف دو ہتیارون دلیل عقلی ونقلی کے ذریعہ سے غلبہ حاصل ہوسکتا ہے جو خداوند کریم کے فضل وکرم سے اہل سنت وجماعت کے حصہ مین وراثتاً اپنے بزرگون سے برابر پہونچتے چلے آئے ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نسلاً بعد نسلٍ ان کے قبضہ مین رہین گے اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لئے شیعہ صاحبون کی خاطر سے اس امر کو تسلیم بہی کر لیا جائے کہ ان لڑائیون مین محاربان حیدر کرار سے کسی قدر نفسانیت بھی وقوع مین آئی ہو جو مقتضاء بشریت ہے جس سے بروے انصاف حضرت علی مرتضیٰ کی ذات جامع الحسنات بھی خالی نہین ہوسکتی تب بھی انکو کفر وشرک سے کسی قسم کا علاقہ نہین ہوسکتا اس لئے کہ کفر تو فقط اس ہی سے عبارت ہے کہ خدا اور رسول کی ذات یا صفات واقعیہ یا اصول دین ونصوص قطعیہ کا قطعاً انکار کیا جائے اور شرک صرف اس سے مراد ہے کہ خدا ورسول کی ذات یا صفات خاصہ مین کسی کو شریک قرار دیا جائے ظاہر ہے کہ اون جملہ حضرات سے ان امور مین سے ایک امر بھی کبھی صادر نہین ہوا اگر کسی کو دعویٰ ہو تو اس امر کو ثابت کر دکھلائے بس اس سے زیادہ اس معاملہ مین اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ انھون نے امام برحق سے بغاوت کی جو کسی طرح پر بھی کفر وشرک کے درجہ تک نہین پہنچ سکتی اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین خود ہی اس کا فیصلہ کر دیا ہے چھبیسون پارہ سورۂ حجرات کے پہلے رکوع مین صاف ارشاد فرما دیا ہے کہ اگر مؤمنین کے دو گروہ آپس مین لڑین تو تم اون کے درمیان مین صلح کرا دو اگر اون مین سے ایک دوسرے پر بغاوت اختیار کرے تو بغاوت کرنیوالے کے ساتھ تم مقاتلہ کرو یہان تک کہ وہ خدا کے امر کی طرف رجوع کر جائے پہر اس حالت مین اون مین باہم صلح کرا دو اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف والون کو دوست رکھتا ہے مومنین آپس مین بیشک بھائی ہین تم اپنے

[1] وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا الخ۔ مطلب کتاب مین درج ہے۔

بھائیون مین صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم رحم کیے جاؤ کلام اللہ پر ایمان لانے والون کے لئے تو فقط اتنا ہی کافی ہے اون کے نزدیک کلام ربانی سے بڑہ کر دین کے معاملہ مین اور کوئی حجت نہین ہوسکتی لیکن چونکہ اس مقام مین میرے مخاطب اس قسم خاص کے اشخاص ہین جن کے نزدیک معاذ اللہ کلام الٰہی محض غیر معتبر قرار دیا گیا ہے وہ اپنے پیشواون کی کتابون کے مقابلہ مین اوس کی ذرہ برابر بھی حقیقت نہین سمجھتے اس لئے مین صرف اسپر اکتفا نہین کرتا بلکہ خاص نہج البلاغۃ کی عبارت کا مضمون جو ان کے نزدیک اصح الکتب ہے نقل کرتا ہون جس شخص کو عربی عبارت کے سمجھنے کی لیاقت ہو وہ ہمارے اس ترجمہ کو نہج البلاغۃ کی اصل عبارت کے ساتھ مطابق کر دیکھے وہ مضمون یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے شہرون مین رہنے والون کو نامہ لکھا اور اوسمین اوس قصہ کو بیان کیا جو آپ کو اہل صفین کے ساتھ پیش آیا تھا کہ ہمارے معاملہ کی ابتدا یون ہوئی کہ ہمارا اور شامیون کی قوم کا مقابلہ ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہم سب کا پروردگار اور نبی ایک ہی ہے اور ہم سب کا اسلام مین دعوی بھی ایک ہی ہے ہم اون سے ایمان اور رسول کی تصدیق مین کچھہ زیادتی نہین چاہتے اور نہ وہ ہم سے زیادتی چاہتے ہین بس سب معاملہ ایک ہی ہے ہان فقط حضرت عثمان کے خون کے معاملہ مین ہم مین خلاف پڑا ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ ہم اوس سے بری ہین تو شیعو اس سے زیادہ ہم سے اس معاملہ مین اور کیا سند چاہتے ہو پہر امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ کو خلافت سپرد کرنے اور تمام مسلمانون کے دنیاوی و دینی کامون کی باگ اون کے ہاتھ مین دینے سے اون کے مومن کامل ہونے کا کامل ثبوت ہو گیا افسوس کا

وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ الخ مطلب کتاب ہذا مین درج ہے۔ نہج البلاغۃ مطبوعہ بیروت مطبع ادبیہ جلد سوم

مقام ہے کہ کلام اللہ سے اور پہلے ما تسوتم اوسکو بھی جانے دو تو کلام جناب امیر علیہ
اور فعل امام حسن عالی مقام سے جن کا مومن و دیندار ہونا صاف طور پر ثابت ہو چکا
اونکو معاذ اللہ کافر کہنا کسقدر شوخ چشمی اور تعجب خیز امر ہے حقیقت میں جیسے کہ خود
اصحاب واحباب رسول خدا کے برا کہنے والے خدا اور رسول کے سامنے زرد رو بے
ہی اون کے مقابلہ مین خارجیون نے داماد مصطفیٰ و اہل بیت باصفا کی شان پاک
گستاخ بنکر دونون جہان مین اپنا منھ کالا کیا البتہ خدا اور رسول و مومنین کے روبرو
سرخرو بنے رہے تو اہل سنت ہی بنے ہے کہ اونھون نے دونون گروہون اصحاب
و اہلبیت مصطفیٰ کو اچھا سمجھا اور اپنا پیشوائے دین قرار دیا اور اون کے آپس
کسی قسم کے نزاع کی جو بہ تقاضائے بشریت یا کسی خاص وجہ سے بعضون مین بعض اوقات
پیش آئے توجیہ و تاویل صحیح کر کے جو قابل قبول ارباب باصفا ہو دائرہ حق مین داخل
رکھا چنانچہ اس معاملہ خاص مین ہی نظر انصاف سے دیکھ لیا جائے کہ کسی طالب حق
اسمین کیا اس قسم کا کچھہ کلام ہوسکتا ہے کہ باغیان ظالم سے امام مظلوم و خلیفہ برحق کی قصاص کا طالب ہونا جو
ظلماً اون کے سفاک ہاتھون سے شہید کئے گئے تھے ناحق امر تھا یا کسی معقول پسند شخص
اس امر مین کبھی اسطرح کا کچھہ شبہ پیش آسکتا ہے کہ خاتم الخلفاء امام الاولیاء علی مرتضیٰ
کا صرف اس مصلحت سے کہ باغیون کی جماعت کثیر ہے جنھون نے سالہا سال کی
بنائی مستحکم خلافت کو جس کا عرب و عجم لوہا مانے ہوئے تھا ایک چشم زدن مین درہم برہم
کر دیا خصوصاً ایسی حالت مین کہ کوئی خاص قاتل بھی اوسوقت تک یقینی طور پر متعین
و مشخص نہ تھا بلکہ ایک بلوائے عام کی شکل تھی اور پھر باوجود اس کے ابھی تک خاتم الخلفاء
کی خلافت جدید العہد کا قرار واقعی پورا استحکام بھی ہونے پایا تھا قصاص لینے سے
باز رہنا بیجا کام تھا نہین ہرگز نہین ان نفوس قدسیہ کو نفوس خبیثہ پر قیاس کر
اون کی طرف ایسا گمان فاسد کرنا کسی اہل عقل و دین کا ہرگز کام نہین ہوسکتا ہے

اس سے زیادہ اس قسم کے معاملات مین اون کے واقعی حالات پر نظر کر کے اور کچھہ نہین
کہہ سکتے کہ مخالفان علی مرتضی کرم اللہ وجہ امام برحق واجب الاطاعت کے بغاوت کے
سبب سے بظاہر خطا پر تھے جسکا ادنے درجہ خطای اجتہادی ہے لیکن ابھی اوپر یہہ امر بخوبی
ثابت ہو چکا ہے کہ خطا و بغاوت یا بالفرض نفسانیت بتقاضای بشریت کو کفر سے کچھہ
تعلق نہین رہا یہ شبہہ کہ سنیون کی بعض کتابون مین یہ حدیث موجود ہے کہ رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے لشکر مین تھے اور لشکریان
امیر شام کے ہاتھون سے قتل کیے گئے یہ فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغیہ قتل کرے گی کہ تم
اونکو جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تمکو نار کی طرف بلائے گی اس سے اوس گروہ کا ناری
ہونا ثابت ہوتا ہے ہر چند کہ اسکا جواب ظاہر ہے کہ یہان جنت و نار کے حقیقی معنی مراد
نہین بلکہ حق و باطل سے عبارت ہے اور امام برحق کی بغاوت کے حق مین تشدد و
تہدید کے طور پر نار کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ تارک صلوٰۃ عمداً کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے
یا جیسا کہ دوسری حدیث مین آپس مین لڑنیوالون مسلمانون پر جو ایک دوسرے
کو قتل کرین کفار کا اطلاق آیا ہے حالانکہ ایسی صورت مین فریقین کے نزدیک مقاتلہ
کرنیوالون مین سے طرفین کے شخص کافر نہین ہو سکتے لیکن اس جواب کو وہ شخص
تسلیم کر سکتا ہے جس کے دل مین صحابہ کرام کی کچھہ بھی وقعت ہو بخلاف ایسے طریقہ والے
شخصون کے جو اصحاب کبار رسول مختار کے ایمان کی ہر دم تاک مین لگے ہوئے
ہین اور غریب امیر معاویہ اور اون کے احزاب کے ایمان چھیننے کے لیے تو بقول شخصے
ادہار کہائے پہر رہے ہین ایسے شخصون کو اس قسم کے مضمون کا ہاتھ لگجانا بعینہ ایسا ہی
جیسا کسی تین دن کے بہوکے نے راستے مین خمیری روٹی پڑی پائی یا ہفتہ بھر کے پیاسے
کے محرم مین علمون کے روز سبیل پر شربت کا بہرا ہوا کوزہ ہاتھ لگ گیا اب حضرات شیعہ
ہمسے اس حدیث کا مطلب سنین کہ انشاء اللہ تعالی پھر کبھی بھول کر بھی اسکا نام نہ لین جسکو

اللہ پاک نے محبت صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار کی برکت سے ہمارے قلب صافی پر منکشف
کیا ہے اصل یہ ہے کہ اس حدیث میں جو لفظ نار واقع ہے ہمارے نزدیک اوس کے حقیقی
معنی ہی مراد ہین اسلئے کہ مجازی معنی کی طرف عدول کرنا اوس حالت مین مناسب
ہوتا ہے کہ جب لفظ کے حقیقی معنی کسی مقام پر بن نہ پڑین اس مقام پر چونکہ حقیقی
معنی بخوبی درست ہوسکتے ہین مجازی معنی مراد لینے کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی
اب یہان غور کرلینا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کی نسبت یون
ارشاد فرمایا کہ تجکو گروہ باغیہ قتل کرے گی جو تجکو نار کی طرف بلائے گی اور یون
نہین فرمایا کہ تجکو گروہ باغیہ ناریہ قتل کرے گی ظاہر ہے کہ آپ کا اپنے کلام معجز نظام
مین ایک لفظ کی جگہ پورا جملہ لانا بلا وجہ نہین ہوسکتا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ محاورہ کے اعتبار سے ناری ہونے اور نار کی طرف بلانے مین فرق ضرور ہے اور
حقیقت جو شخص محاورۂ زبان سے واقف ہے وہ ان دونون مضمونون مین غور
کے بعد ضرور فرق پاتا ہے چنانچہ ہم اس فرق کے ثابت کرنے کے لئے ایک قاعدہ
ایک مثال کے ضمن مین بیان کئے دیتے ہین جس مین کسی اہل عقل کو دم مارنے کی
گنجایش نہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص ایسا فعل کرے کہ جس کے
کرنے سے وہ شخص گنہگار و مستحق نار نہو لیکن دوسرا شخص جسکو وہ اوس فعل کی
طرف بلائے اوس کی تعمیل کرنے سے وہ نار کا مستحق ہوجائے مثلاً ایک جگہ پر ناپاک
پانی موجود ہے اور ایک شخص اوسکو پاک سمجھکر استعمال مین لانا چاہتا ہے اور کسی دوسرے
شخص کو بھی اوس کے استعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر وہ دوسرا شخص چونکہ اوس
ناپاک ہونیکا علم رکھتا ہے اوسکا استعمال نہین کرتا بلکہ اس وجہ سے اسکو بھی اوس سے
روکتا ہے لیکن اس شخص نے اپنے علم پر اعتماد کرکے اوس منع کرنے والے کا کہنا
نہ مانا اور اوس پانی کو پاک جانکر استعمال مین لے آیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین

یہ شخص کسی صورت سے گنہگار نہیں قرار دیا جا سکتا ہاں وہ شخص جو اوس پانی کو اپنے علم ذاتی مین یقیناً ناپاک سمجھتا ہے اوس کے استعمال سے بیشک گنہگار ہو سکتا ہے جب یہ قاعدہ ذہن نشین ہو چکا تو اب اس معاملۂ خاص مین یون سمجھنا چاہئے کہ امیر معاویہ اور اون کے معاونین امام برحق حضرت عثمان غنی شہید رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرتے تھے اور امام وقت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی اس معاملہ مین حقیقت معذوریت اون پر منکشف نہ تھی اس لئے وہ آپ کو قاتلان حضرت عثمان شہید مظلوم کا مددگار جانکر آپ سے باغی ہو گئے تھے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اپنی نیت خیر کی صورت مین اول تو ثواب ہی کے مستحق ہین اور کم سے کم یہ ہے کہ وہ اس بنا پر کسی طرح بر عذاب کے مستحق نہین ہو سکتے ہان حضرت عمار جو اس معاملۂ خاص کی حقیقت سے کماحقہ واقف تھے اور حضرت علی کو امام برحق جان کر آپ کے طرفدار بنے ہوئے تھے اگر اون کے کہنے سے آپ سے بغاوت اختیار کرتے تو بیشک مستحق نار ہو جاتے یہی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جوامع الکلم عطا کئے گئے تھے اپنے کلام پاک مین جسکا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت کا دفتر ہے جس کی خوبی آپ کی متبعان سنت کے سوا اور کسی پر بخوبی منکشف نہین ہو سکتی یہ ارشاد فرمایا کہ اے عمار تجکو وہ گروہ باغیہ قتل کرے گی جو تجکو نار کی طرف بلائے گی نہ یہ کہ وہ خود ناری ہو گی باقی رہا حضرت عمار کا اوس گروہ کو جنت کی طرف بلانا وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس مین تاویل و توجیہہ کی کچھ ضرورت ہی نہین اسلئے کہ امام برحق کی اطاعت کے حق ہونے اور قبول حق کے لئے استحقاق جنت مین موافقین و مخالفین مین سے کسی کو کلام نہین اور اگر بالفرض اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نار کی کیطرف بلانے کو بلانیوالے کا ناری ہونا لازم ہے تب بھی یہ حدیث شیعون کے مفید مطلب نہین ہو سکتی اسواسطے کہ ناری ہونے کے یا تو یہ معنی لئے جاینگے کہ وہ

کچھہ مدت تک نار مین رہ کر عفو تقصور کے بعد پہر جنت مین داخل ہو جائین گے یا یہ کہ ہمیشہ
تک وہ دوزخ مین ہی رہین گے یقین ہے کہ اول معنی کو تو شیعہ صاحب ہرگز پسند نہ
فرمائین گے کیونکہ اون کے دل کے پھپولے تو جب ہی پھوٹ سکتے ہین کہ اون کے
مخالفین ابد الآباد تک دوزخ مین پڑے جلا بھنا کرین اس سبب سے کہ وہ اون
کے نزدیک قطعًا کافر و یقینًا عدو اہل بیت ہین اگر ان حضرات کو یہ امر ثابت ہو جائے
کہ ان کے دشمنون پر ارحم الراحمین رحم فرما کر اون کو جنت مین داخل کر دے گا
تو یقین جانو کہ یہ حضرات طیش و غضب مین اگر جھٹ لاٹھی ہاتھ مین لے اور
استر بستر بغل مین دبا کر اوسکے ملک غیر محدود و لازوال سے فورًا نکل جانے کے لئے تیار
ہو جائین اور اگر دوسرے معنی لئے جائین تو اول تو وہ اس حدیث کے الفاظ سے
کسی طرح پر نکل نہین سکتے دوسرے کلام الٰہی کے بھی بالکل خلاف ہین تمام کلام اللہ
اس قسم کے مضمونون سے بھرا ہوا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اونھون نے اعمال
صالحہ کئے وہ ہمیشہ کے لئے جنت مین رہین گے یہ استثنا کہین نہین آیا کہ مگر جبکہ وہ
بغاوت کرین بلکہ دوسرے مقام مین باغیون کو قطعًا مومن فرمایا ہے ادہر حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے اون کو اپنا بھائی اور مومن قرار دینے اور حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ کے اون کو تمام مسلمانون کے دین و دنیا کے کام سپرد کرنے نے اون
کے ایمان کو چودہوین رات کے چاند کی طرح ایسا روشن کر دیا کہ دشمنون کے
خاک ڈالنے سے ہرگز چھپ نہین سکتا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کو مدعائے شیعہ
سے کچھہ تعلق نہین خواہ اس کے کچھہ ہی معنی لئے جائین بلکہ ہر پہلو پر یہ مطلب
مخالفین کے مخالف ہی ہے اب ہم اس مقام پر ایک اور حدیث کو اون کے اصول
اعتراضات ختم کرنے کی غرض سے بیان کرتے ہین جسکو کتب اہل سنت سے نعوذ باللہ
تمام صحابہ کے کفر پر سند لایا کرتے ہین کہ آئندہ کو اعتراض کرنے سے ان صاحبون

تمام حوصلے ہی پست ہو جائین وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت
مین میری امت کے کچھ آدمی لائے جائینگے کہ اون کو دوزخ کی طرف لے جانے کا
حکم ہوگا مین یہ عرض کرونگا کہ اے رب یہ تو میرے اصحاب ہین وہان سے یہ ارشاد
ہوگا کہ تم نہین جانتے کہ انھون نے تمھارے بعد کیا کیا مین اس کے جواب مین اپنے
بھائی عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان کرونگا کہ اے رب اگر تو انکو عذاب دے تو یہ تیرے
بندے ہین اور اگر تو بخشے تو بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے اس سے پہلے کہ مین اس
حدیث کا مطلب بیان کرون علمار شیعہ سے بادب یہ امر دریافت کرتا ہون کہ آپ
صاحبون کے نزدیک اس سے تمام صحابہ مراد ہین یا بعض اگر سب مراد ہین تو اون
دو چار صحابہ کو جنکو تم اپنے نزدیک مومن سمجھتے ہو اس حدیث سے کس طرح پر مستثنیٰ کروگے
جس قاعدہ سے دو چار مستثنیٰ ہونگے اوس ہی سے دو چار ہزار بلکہ بیشمار بھی ہو سکتے ہین
اور اگر اوس سے بعض صحابہ مراد لیے جاوینگے تو اوس سے تمہاری مطلب براری کسی طرح
پر ممکن نہوگی کیونکہ اس مین کسی خاص شخص یا اشخاص کی خصوصیت نہین اب ہم سے اس
حدیث کا صحیح اور واقعی مطلب سنئے کہ اول تو اسمین اصحاب کا لفظ نہین بلکہ اُصَیحَابی
ہے جس کے معنی صرف تھوڑی دیر تک ساتھ رہنے والون کے ہین دوسرے اوسمین کسی
کا نام نہین کسی کی خصوصیت نہین فقط اسقدر ذکر ہے کہ چند اشخاص اس قسم کے ہونگے
جنکو مرتدین کے ساتھ تعبیر کرسکین تو اوس کی شناخت کا طریقہ اس کے سوا اور کوئی
نہین کہ واقعات کو دیکھ لینا چاہیے کہ وفات سرور کائنات کے بعد اس حدیث کے مصداق
کون لوگ ہوئے ہین اسمین شبہہ نہین کہ چند آدمی قبیلۂ بنی تمیم و بنی حنیف کے جو آخر زمانہ
نبی کریم مین ایلچی بنکر حاضر خدمت ہوئے تھے اور انھون نے بظاہر قبول اسلام کرلیا تھا
وہ آپ کی وفات کے بعد بیشک مرتد ہوگئے تھے اور اس ہی قسم مین وہ لوگ بھی داخل ہین
جنھون نے عہد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا

اعداء پر آپ نے جہاد کرنے کا حکم دیا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دین کے متعلق ادنے درجہ کی بھی عقل عطا فرمائی ہے وہ ادنے تامل سے سمجھہ سکتا ہے کہ حدیث نبوی کا مصداق اس قسم کے اشخاص ہین نہ معاذ اللہ وہ حامیان دین متین محبوب رب العالمین جنہون نے مرتدین ومنافقین وکفار عرب وعجم کے ساتھ خاص اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے مقاتلہ کیا اور شرق سے غرب تک دین محمدی کو پہیلایا اور اس حدیث ہی پر کیا موقوف ہے اس کے سوا اور بہت احادیث بلکہ آیات بینات کلام پاک مین کفار ومنافقین ومرتدین کی شان ناپاک مین وارد ہین افسوس کا مقام ہے کہ علماء شیعہ نے صحابۂ کرام سید الانام کے بغض ناحق کو جزو ایمان جانکر یہ عجیب شیوہ اختیار کیا ہے کہ جہان اہلسنت کی کتب حدیث یا خاص اون کے قرآن شریف مین جن کے جامعین خاص اون کے بزرگان دین ہین کوئی حدیث یا آیت مرتدین ومنافقین یا کفار کے بارہ مین نظر پڑی جہٹ سے وہ صحابۂ کرام خصوصًا خلفاء عظام کی شان پاک مین اوتار دی معاذ اللہ کیا ٹھکانا ہے اس بغض وعداوت اور تعصب وتعاندت کا بدگمانی بھی عجب بری بلا ہے کہ جہان کسی کی طرف سے دل مین بسی ایک جہان بہی اگر دلمین سے اوسکا نکالنا چاہئے تب بہی اوسکا نکلنا دشوار ہے پہر جس کی جانب سے بدگمانی دلمین سماجاتی ہے اگر وہ بالفرض کسی سے اس شخص کی تعریف بہی کررہا ہو تو یہ بدگمان اوسکو دیکھکر یون سمجھتا ہے کہ ضرور یہ میری برائی ہی کررہا ہے حقیقت مین وہم وخیال بہی ایسا اخلاق ہے کہ ان ہوئی چیز کو ہوئی کر دکہلاتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ کسی مکان کی نسبت یہ مشہور ہوگیا تھا کہ اس مین کوئی جن رہتا ہے ڈر کے مارے کوئی شخص اوس مین نجاسکتا تھا ایک روز شب کے وقت کسی جگہ یاران جلسہ مین اوس کا ذکر آگیا کہنے لگے کہ بہائیو ہم تو بڑا بہادر اوسکو جانتے ہین جو اس وقت وہان جاکر اکیلا اوسمین کہونٹی ٹھوک آئے یہ سنکر ادن مین سے ایک شیخی باز یارون مین اپنی بہادری جتلانے کے لئے کہونٹی اور ہتہوڑی ہاتہ مین لیکر جہٹ اوٹھ

کھڑے ہوئے اور ایک دم سے اوس مکان مین جا در آمد ہوئے خیر جانے کو تو جا پہنچے مگر ڈر کے مارے ہاتھ پانون بھول گئے جس کے سبب سے میان خان بہادر صاحب سب شیخی بھول گئے آخر کار اپنے دل مضطر کو قابو مین کرکے کھونٹی ٹھوک ہی دی گھبراہٹ کی حالت مین اون حضرت شجاعت خان کا دامن اوسین آگیا جو کھونٹی کے ساتھ وہ بھی گنج قارون کی طرح زمین مین جا گھسا جب خدا خدا کرکے وہان سے اوٹھنے لگے تو دامن کے اٹکنے سے اونکے دل مین یہ گمان ہوا کہ جن نے میرا دامن پکڑ لیا جھٹ چیخ مارکر زمین پر گر پڑے اور فنا فی الجن ہو گئے ایسے ہی حضرت شیعون کے دلون کے دیوانخانون مین صحابہ کا خیالی کفر و نفاق اتفاق سے ایسا بسا ہوا ہے جس نے وہمی جن کی صورت بنکر ان کا دامن عقل پکڑ رکھا ہے جس کی مرنے کے بعد انشا اللہ اوسوقت حقیقت کھلے گی کہ جس وقت اوس خیال کے وبال سے دامن چھڑانا محال ہوگا علماء شیعہ کی خدمت سراپا برکت مین بہ نظر خیر خواہی ہمارا یہ التماس ہے کہ ہمارے احادیث و کلام اللہ کی طرف ہم پر حجت لانے کے لئے سعت مین اپنا وقت عزیز غارت کرکے اپنے دامن تقدس پر کیون ناحق بدنامی کا دھبہ لگایا کرتے ہین اسکو کون نہین جانتا یہانتک کہ آپ صاحب بھی خود اس کے قائل ہین کہ ہماری احادیث صحیحہ و کلام اللہ عالم مین اون ہی صحابۂ کرام کے واسطہ سے پہنچے ہین جو ہمارے پیشوائے دین ہمارے موافق ملت اور آپ صاحبون کے مخالف مذہب تھے پھر اس صورت مین بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان مین کوئی حدیث یا آیت ہمارے اور اون کے خلاف موجود ہو بلکہ آپ تو اپنے اوس ہی چھپے ہوئے قرآن عجیب الشان کو جسکو آپ کے امام عالی مقام اپنی بغل مین لیکر غار مین جا چھپے ہین اگر کسی ڈھب سے ہاتھ لگ سکے اپنے واسطے حجت لایا کیجئے خیر وہ تو بھلا کاہے کو ملنے لگا ہے نہ اب تک کہین اوسکا پتہ لگا نہ انشا اللہ آگے کو لگے بلکہ یہی سنیون کے پیشواؤن کا جمع کیا ہوا کلام اللہ جس کی حفاظت کا خود محافظ حقیقی ضامن ہو چکا ہے بلا کم و کاست بعینہ اب تک

موجود ہے اور قیامت تک انشاء اللہ العزیز بدستور موجود رہے گا تو پھر اس حالت مین آپ
صاحب اپنی استبصار و کلینی شریفین سے ہی دل بہلا لیا کیجیے دیکھئے تو ان مین کیسی کیسی عجیب
و غریب لطف مزہ کی حدیثین موجود ہین جنکی مثل نہ کسی مذہب والے کی آنکھون نے دیکھی
نہ کسی ملت والے کے کانون نے سنی افسوس تو یہ ہے کہ آپ اونکو بھی تو نظر غور سے نہین
دیکھتے اگر کبھی کوئی عالم اہل سنت ان کتابون کی کوئی حدیث آپ صاحبون کے سامنے پیش کر کے
طالب جواب ہوتا ہے تو صاف انکار ہی کر دیتے ہو کہ ہماری کتابون مین ہرگز یہ حدیث موجود نہین
جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو آپ صاحب اونکو دیکھتے نہین یا اپنے دلمین خوب سمجھے ہوئے ہین کہ یہ مضامین
عقلاً و نقلاً کیطرح مد مقابل کے سامنے ثابت نہین ہو سکتے اسلیے مجبوراً انکار کے سوا اور کچھ چارہ نہین بن پڑتا
اور یہ تو گستاخانہ ہم عرض نہین کر سکتے کہ آپ حضرات عالی درجات دیکھتے تو ہین لیکن اونکو سمجھتے نہین
بہر صورت یہ سب صورتین شان علم کے بالکل خلاف و سراسر منافی ہین جب ہم شیعون کے اصول
اعتراضات کی معقول طور سے تردید کر چکے تو اون کے فروعات کے رد کرنیکی کوئی ضرورت باقی نہین
رہی اس لئے کہ جسقدر بھی فروع ہین وہ سب ان اصولون ہی کے پیٹ مین پڑے ہوئے
اور ان ہی امہات مزخرفات سے تولد ہوئے ہین البتہ مجمل طور پر زیادت بصیرت کی غرض
سے اسقدر اشارہ کئے دیتے ہین کہ ان کے فروعات اعتراضات صرف دو قسم کے ہین ایک
تو وہ کہ جو بالکل فرضی اور مصنوعی محض خلاف عقل ہین جن کے مضامین باطلہ خود اونکی
بناوٹ اور من گھڑت ہونے کو ثابت کر رہے ہین جیسے کہ حضرت عمرؓ کا حضرت علی شیر خدا
کے گھر کو آگ لگا کر معاذ اللہ اون کی گردن مین رسی باندھ کر حضرت ابو بکر کے پاس
جبراً قہراً کھینچ لانا اور حضرت ابو بکرؓ کا حضرت خالدؓ کو اون کے قتل کے واسطے مقرر کرنا اور
ہمیشہ اون کا اس ہی فکر مین رہنا علی ہذا القیاس اسی ہی قبیل کی اور خرافات قصے ہین
سو اس قسم کے مصنوعی قصون کی تردید مین بالاجمال صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اول
ان فرضی قصون مین جن کی بنا ر فاسد محض صحابہ کرامؓ کی برائی پر قایم کی گئی ہے حضرت

علی مرتضیٰ داماد مصطفیٰ حیدر کرار غیر فرار کی جن کا شیر خدا لقب ہے اور اون کی شجاعت اور کرامت آفتاب نصف النہار کی طرح عالم مین مشہور ہے کسقدر توہین و تذلیل اور بزدلی و عاجزی ثابت ہوتی ہے جس کو کوئی مومن و دیندار توکیا کوئی عقلمند دنیادار بھی ایک لمحہ کے واسطے ہرگز تسلیم نہین کرسکتا فقط صحابہ کرام کی برائی ثابت کرنے کی غرض سے اون برگزیدہ انام کی اسقدر توہین گوارا کرنے کی بعینہ وہی مثل ہے کہ جیسے کسی نے پرائی بدشگنی کی غرض سے اپنی ناک کاٹ ڈالی تھی دوسرے ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو اوس زمانہ مین اہلبیت کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہتا اس لئے کہ اوس وقت خلفاء عظام کے حکم کا کوئی روکنے والا نہ تھا جسقدر بھی تھے وہ سب اون کے مطیع و فرمانبردار اور دل سے جان نثار تھے رہے دو چار شخص جنکو شیعہ اپنے گمان خلاف واقع مین اون کا مخالف سمجھتے ہین وہ بھی ان ہی کے قول کے موافق اون کے ڈر کے مارے تقیہ کے تہ خانون مین چھپے پڑے تھے غرض سب کے سب محبت کی وجہ سے سمجھئے یا ڈر کے سبب سے کہیئے تھے اون کے تابع حکم ہی اب فرمائے کہ انھون نے ایسی حالت مین دشمنی و تنگ دلی کا دقیقہ پھر کس وقت کے لئے اوٹھا رکھا تھا اور مال غنیمت مین سے ہزارون بلکہ لاکھون درہم و دینار اہلبیت اطہار کی کیون نذر کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شیعون کے مولوی صاحب نے مجھے اس کے جواب مین یہ ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت اگر وہ دیتے تھے تو تعجب ہی کیا تھا اون کا حق ہی تھا مین نے کہا کہ حضرت بس اب حق پر آپ آگئے کہ آپ نے اون کے حق دینے کو تسلیم کر لیا ایجناب وہ تو آپ کے نزدیک حق کے چھیننے والے تھے پھر حق کا دینا کیسا یہ سنتے ہی وہ حضرت اپنا سا منھ لیکر رہ گئے بس اہل فہم و انصاف کے لئے اس قسم کے اعتراضات کے جواب مین بالاجمال اتنا ہی کافی ہے دوسری قسم کے اعتراضات وہ ہین جن کے مضامین حقیقت مین صحابہ کی مدح پر دلالت کرتے ہین لیکن دشمنون نے تعصب و نفسانیت اور بغض و عداوت کے سبب

ے اون کو اون اکابر دین کی مذمت وہجو پر محمول کیا ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا
فرمانا کہ میرے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے اگر کوئی خلاف شرع حکم مجھ سے صادر ہو تو تم ہ
اوسکو نہ ماننا بلکہ اوسپر مجکو متنبہ کر دینا یا جیسا حضرت عمر کا یہ ارشاد کہ عمر سے تو سب
آدمی یہانتک کہ پردہ نشین عورتین بہی زیادہ فقیہہ ہین اور ایک موقع پر کہ جب
آپنے ایک حاملہ عورت کو جس سے زنا سرزد ہوا تھا سنگسار کرنے کا حکم دیا مگر حضرت علی کر
وجہ نے یہ فرمایا کہ یا امیر المومنین یہ عورت حاملہ ہے قابل سنگساری نہین یہ فرمایا کہ علیؓ نہ ہو
عمرؓ ہلاک ہو جاتا یعنی اگر علیؓ کے واسطے سے اس عورت کا حاملہ ہونا مجکو معلوم نہوتا تو ناحق سنگسار ہو جاتی اسلیے مو
آخرت کے ڈر سے آپ نے یہ فرمایا کہ گویا مین ہلاک ہو جاتا آپ کا یہ فرمانا آپ کے نہایت
اتقا اور غایت احتیاط پر مبنی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ غلطی کی صورت مین مواخذہ اخرو
نہین ہوتا یا جیسا کہ آپ کا ایک مرتبہ اپنے پیارے بیٹے نوجوان پر حد زنا مین سو کو
لگوانا اور بعض روایت ضعیف کے موافق دس کوڑے جو باقی رہ گئے تہے مرنے کے
پورے کرانا ظاہر ہے کہ یہ تمام امور ان بزرگوارون کا اعلی درجہ کا دیندار اور نفسانی
سے پاک اور دنیاوی تعلقات سے بالکلیہ آزاد ہونا صاف وصریح طور پر ثابت کر رہے ہ
لیکن مجتہدان شیعہ یہ اجتہاد فرماتے ہین کہ ابوبکر کے ساتھ شیطان رہتا تھا چنانچہ
خود ہی کہا کرتے تہے اور عمر اپنے قول کے موافق عورتون سے بہی زیادہ جاہل تہے ا
جناب امیر کے سہارے سے اون کی زندگی تہی اور حدود شرعیہ سے اسقدر ناواقف
کہ مردہ پر کوڑے لگوائے واہ رے علماء شیعہ قربان جائیے تمہارے اس فہم وانصاف
طبیعت کی خدا کی پناہ کیا ٹھکانا ہے تمہارے اس بغض وعداوت کا اس کے جواب مین
اور کچھ کہنا نہین چاہتے صرف اس شعر پر جو سعدی علیہ الرحمۃ کے شعر کا ترجمہ ہے اکتفا
کافی ہے ؎

آنکھ مین دشمن کی کہ وہ پہوٹ جائے — عیب نظر آئے بجائے ہنر

یہ تو اس فرقہ کے وہ اعتراضات تھے جو صحابہ کرام کی ذات پاک کی طرف بے اصل منسوب کیئے گئے ہین جن کے اصول نامعقول کی با تفصیل اور اون کے فروعات خرافات کی بالاجمال ہم تردید کر چکے اب ان کے دو اعتراضات اور باقی رہ گئے جن مین خاص اہل سنت کی ذات جامع الحسنات پر بے باکانہ نہایت ہی بیجا حملہ کیا گیا ہے جو عوام سینون کے دہوکا دینے کے لئے عوام شیعون کی نوک زبان پر گردش کرتے پہرا کرتے ہین حقیقت مین یہ محض دہوکے کا جال پہیلا کر ان کے ذریعہ سے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا کرتے ہین تو آج ہم بہی اس دہوکے کی ٹٹی کو صرف ایک پھونک سے جو باد تند کا کام دے ایک چشم زدن مین اڑا کر اوس خیالی جال کا جنجال ہی مٹائے دیتے ہین تاکہ آئندہ کو کوئی ضعیف الخیال اوسکے وبال مین پہنسنے نہ پائے اول اعتراض یہ ہے کہ سینون کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ اہلبیت سے افضل ہین حالانکہ یہ بالکل خلاف نقل وعقل ہے نقل کے تو اسوجہ سے کہ درود شریف مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اوس مین صرف آل کا لفظ ہے اصحاب کا اوس مین کہین ذکر نہین اور عقل کے اسوجہ سے مخالف ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ ہر شخص کو جیسی محبت کہ اپنی اولاد سے ہوتی ہے خواہ وہ کیسی ہی ہو غیرون کے ساتھ خواہ وہ کسی درجہ کی کیون نہون ہرگز ویسی نہین ہوتی پس دونون دلیلون نقلی وعقلی سے ثابت ہو گیا کہ پیغمبر صاحب کے اہل بیت آپ کے تمام صحابہ سے افضل ہین اس ابلہ فریب مضمون کو سنکر وہ بہولے بہالے سنی جو بزرگون کی دیکھا دیکھی اور باپ دادا کی سنی سنائی سنی بن گئے ہین لیکن درحقیقت مذہب اہل سنت وجماعت کی حقیقت سے محض ناواقف ہین عجب حیرت مین پڑجاتے ہین جسکا ادنے اثر یہ ہوتا ہے کہ اور کچھہ نہین تو کم سے کم اکثر تفضیلیہ تو ضرور ہی بنجاتے ہین خصوصًا ہمارے زمانہ کے وہ حضرات جو سادات کے لقب سے مشہور ہین اس دہوکہ مین پڑکر کہ ہم اپنے دادا پر غیرون کو کیون فضیلت دین اکثر تو کہلے ہوئے رافضی بنے ہوئے ہین اور جو کچھہ سنی المذہب بہی ہین اون مین

سے اکثر تفضیل کے قائل ہین میرا قیاس تو یہ ہے کہ سادات مین سے پکا اور سچا راسخ الاعتقاد
اہل سنت وہ شخص ہو سکتا ہے جو پورا عالم و فاضل ہو یا ولی کامل یا جسکو ان دونون
مقدس گروہ کی صحبت کامل میسر آئے یا وہ ابتداء خلقت سے ہی سلیم الطبع پیدا ہوا ہو کہ
حق و باطل مین پوری تمیز کر سکے ورنہ اس مضمون نخوت مشحون کا ذہن سے نکلنا سخت
دشوار ہے جو اکثر مدعیان کمال خصوصاً مدعیان شرافت نسبی کے عام طور پر ذہن نشین ہو رہا ہے
کہ جہان تک ہو سکے اپنے بزرگون کی عالم پر فضیلت ظاہر کی جائے جسکا اصلی منشا یہ ہوتا ہے
کہ اوس کے ضمن مین اپنی فضیلت حاصل ہو جائے جسکا نفس ہر دم خواہشمند رہتا ہے لیکن
اس شرم و حیا کے سبب سے بظاہر اوس کو زبان پر نہین لا سکتے کہ سننے والے اوس کا
مذاق اوڑائین گے کہ دیکھو فلان شخص اپنے منہ سے میان مٹھو بن رہا ہے اس لئے سب
سے بہتر طریقہ یہی سمجھ رکھا ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی فضیلت ثابت کی جائے جس سے اپنی
فضیلت خود بخود لازم آجائے اسوقت مجکو اس کی ایک مثال یاد آئی جو فی الجملہ مذاق
کی بھی ہے کہ ایک مرتبہ ایک ملا ولایتی نے مجھسے بیان کیا کہ ہمارے ہان ایک طالب علم
نے ہدایۃ النحو تمام کرنے کے بعد کافیہ کو چھوڑ کر شرح ملا شروع کر دی طالب علمون نے
جو اوس سے اوس کی وجہ دریافت کی تو اوس نے یہ جواب دیا کہ بھائی جب ہم نے
مرغی پکڑ لی تو اوس کے بچے آپ اوس کے پیچھے پیچھے دوڑے چلے آئین گے یعنی شرح
ملا پڑھنے کے بعد کافیہ آپ سمجھ مین آجائے گا ایسے ہی طالبان فخر نے اپنے باپ
دادا کی بزرگی کو سمجھ رکھا ہے کہ جہان اوسکو پکڑا اون کی بڑائی پیچھے پیچھے دوڑتی
ہوئی چلی آتی حالانکہ ایسا سمجھنا محض جہالت اور نادانی ہے کیونکہ اول تو بزرگون
کی بڑائی خوردون کی بزرگی کے حق مین تاوقتیکہ اونمین ذاتی کمال موجود نہو کافی
نہین ہو سکتی ورنہ تمام آدمیون کے حق مین حضرت آدم علیہ السلام کا فخر کیا کچھ کم
ہے دوسرے بعض کی بعض پر فضیلت جو محض عطاء ایزدی ہے کسی کے اختیار مین نہین

کہ اس کے بڑھانے سے بڑے یا اوس کے گھٹانے سے گھٹ جائے بلکہ جیسا اوس کا گھٹانا برا ہے ویسا ہی اوسکا بڑھانا ناروا ہے اس لئے کہ خلاف واقع ہونے مین دونون برابر ہین جس شخص کو اللہ جل شانہ نے فہم سلیم اور طبع مستقیم عطا فرمائی ہے وہ خلاف واقع مضمون کو اگرچہ اوس مین اوس کی یا اوس کے بزرگون کی کیسی ہی فضیلت پائی جاتی ہو ہرگز پسند نہین کر سکتا مثلاً میرے سامنے کوئی شخص میرے والد مولانا محمد علیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جو اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ مین یکتائے زمانہ تہے یہ بیان کرے کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے افضل تھے اگر مین اسکو سنکر خوش ہو جاؤن تو میری نہایت نادانی ہے نہین بلکہ مین ایسے نامعقول قول سے کبھی خوش نہین ہو سکتا کیونکہ وہ کسی مرتبہ کے کیون نہون لیکن کہان وہ اور کہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن کے اجتہاد کا سکہ چار دانگ عالم کے دلون مین بیٹھا ہوا ہے اور اون کے فیضان علم ظاہری و باطنی کا علم عالم مین تاقیام قیامت انشاء اللہ بلند رہے گا بیچ یہ وہ دہوکا ہے جس کی بلا مین ہمارے زمانہ کے اکثر سادات مبتلا ہین غرض عوام سنی جنکا مذہب محض تقلید آبا و اجداد اور ذاتی تحقیق سے عاری اس تفضیل کے پیچدار راستے کی بھول بھلیون مین پڑ کر سیدہے راستے سے بہت دور جا پڑے ہین مگر الحمد للہ کہ محققین اہل سنت کبھی اس راہ ناہموار مین ٹھوکرین نہین کہاتے کیونکہ وہ شمع تحقیق کی روشنی اور عصائے توفیق کی اعانت سے اوسکے نشیب و فراز طے کر کے راہ مستقیم حق پر جا نکلتے ہین پہر وہان سے سیدہے بے کھٹکے منزل مقصود پر جا پہنچتے ہین جو توحید و اتباع سنت سے عبارت ہے جس کے باعث سے دنیا مزرع الآخرۃ ہے اس تقریر دل پذیر کے بعد ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین اول دلیل نقلی مضمون اعتراض کی حقیقت اصول شریعت سے جو در حقیقت اصول حقیقت ہین کماحقہ منکشف کئے دیتے ہین پہر بعد کو اوس کی دلیل عقلی کی

دلائل قاطعہ عقلیہ سے دھجیان اوڑ جائین گے۔ دلیل نقلی کا حاصل لاحاصل یہ ہے کہ
درود صرف آل کے حق مین وارد ہوا ہے نہ اصحاب کے اس سے اہلبیت کی صحابہ پر
فضیلت ثابت ہوتی ہے اہل حق پر مخفی نہین کہ اس مضمون مین تین غلطیان پوشیدہ
ہین ایک تو لفظ آل کو فقط اولاد کے معنی مین سمجھنا دوسرے اولاد خاص اہلبیت
سے مراد لینا تیسرے اہلبیت کا صرف دوازدہ ائمہ اطہار پر اقتصار کرنا حالانکہ یہ تینون
امر شرعاً محض باطل ہین اسلئے کہ لفظ آل کے لغت مین دو معنی ہین ایک اہل وعیال
کے جس مین اولاد بہی شامل ہے دوسرے تابعین و پیرو کار کے چنانچہ قرآن شریف
مین بہی اس لفظ کا ان ہی دو معنون مین استعمال وارد ہوا ہے آل داودؑ سے
حضرت داودؑ علیہ السلام کی اہل وعیال مقصود ہے اور آل فرعون سے کہین اوسکی
قوم اور کہین اوسکے پیرو کار مراد ہین جیسا کہ ماہرین کلام الہی پر ظاہر ہے اس ہی بنا پر
آیت میراث مین آل کی جگہ اولاد کا لفظ آیا ہے تاکہ کسی کو یہ شبہہ نہو کہ میت کے
ترکہ مین سے یہ حصہ اوس کے تمام اہالی موالی و پیرو کارون کا ہے جو اس آیت
مین ہرگز مقصود نہین ایسے ہی اہلبیت صرف اولاد سے عبارت نہین بلکہ تمام اہل و
عیال و ازواج اس مین شامل ہین خصوصاً آیت تطہیر۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا مین خاص ازواج مطہرات
سرور کائنات کی طرف اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ مین زوجہ مطہرہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی جانب خطاب ہے علی ہذا القیاس اولاد کو سمجھ لینا چاہیے کہ
وہ بہی اہل بیت کی طرح خاص شخصون مین منحصر نہین ہو سکتی قیامت تک جس قدر
آپ کی ذریات طیبات وجود مین آئین گی وہ سب اولاد ہی مین شامل ہونگی
جیسے کہ اولاد آدم تمام بنی آدم کا نام ہے یہ نہین کہ حضرت آدم علیہ السلام
کے دس بارہ بیٹون کے سوا اور اون کی اولاد سے خارج ہین غرض آل کو اولاد

اور اولاد کو اہلبیت اور اہلبیت کو فقط بارہ اماموں مین منحصر کرنا قطعاً باطل ہے جب یہ تحقیق
معلوم ہو چکی تو یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ درود شریف مین جو آل کا لفظ واقع ہوا ہے اوس کے
معنی صرف اولاد کے نہین بلکہ تابعین سید العالمین مراد ہین جن مین آپ کی اولاد و
اہلبیت پاک بھی جو آپ کے غایت درجہ کے متبع ہین بدرجہ اولی شامل ہین وجہ اس کی
یہ ہے کہ درود شریف مین صلوۃ کے معنی رحمت کے ہین جس کے ورود کا استحقاق تمام
متبعین رسول مقبول کو حاصل ہے اسکو خاص اہلبیت کے ساتھ مخصوص کرنا کہ اون کے سوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کتنا ہی متبع ہو وہ رحمت خداوندی کا مستحق نہین ہو سکتا
مقصود نبوت کے بالکل خلاف ہے اور اس صورت مین رسول الثقلین کی بعثت جو رحمۃ
للعالمین ہے محض عبث ٹہرتی ہے اس ہی وجہ وجیہہ کی بناپر جو درود اہل بیت اطہار محرم
سید الابرار سے منقول ہین جن کو اوس درود شریف کی جو خاص رسول مقبول سے مروی
ہے حقیقۃ تفسیر سمجھنی چاہیے اون مین تمام آل و اصحاب و ازواج مطہرات سید الکائنات
بلکہ جملہ تابعین سید العالمین کا ذکر ہے جسکو شک ہو صحیفۂ کاملہ حضرت امام زین العابدین
رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے جسکو حضرات شیعہ صحیفۂ آسمانی سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہین اوس
سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اہلبیت پاک کے نزدیک درود شریف کی صرف اون کی ذات
خاص کے ساتھ کچھہ تخصیص نہ تھی ورنہ وہ باوجود غایت اتباع اور محرم اسرار ہونے کے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منشا ہرگز تعمیم کو گوارا نفرماتے خیر اس مقام پر اور درودون
کا تو کیا ذکر کرون صرف صحیفۂ کاملہ کے ایک درود پر اکتفا کرتا ہون جسنے مذہب شیعہ کو
بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر اوس کا دہوان اوڑا دیا حضرت امام سجاد زین العباد رضی اللہ
عنہ صحیفۂ کاملہ مین ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ تعالی درود بہیج پیغمبر صاحب پر اور آپ
کے آل و ازواج اور اصحاب پر جنھون نے اپنے گہرون اور اہل و عیال کو چھوڑ کر آپ کے
ساتھ ہجرت کی اور خدا کی راہ مین اپنے جان و مال کو قربان کیا اور اون پر جنھون نے

اپنے جان و مال و اہل عیال سے آپ کی مدد کی اور اون پر جو مہاجرین و انصار کے بعد آئے
جو یہ کہتے رہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ بخش ہمکو اور ہمارے اون بھائیون کو جو اسلام مین ہم پر
سبقت لے گئے ہین اور ہمارے دلون مین اون کی طرف سے بغض و عداوت مت رکھ
تو بھائیو بس اس معاملہ مین ہم سے اور کیا تم زیادہ ثبوت چاہتے ہو اسپر بھی اگر کوئی نہ سمجھے
تو اوسکو خدا سمجھے حاصل یہ ہے کہ اس دلیل سے جو نقلی و عقلی دونون پہلو رکھتی ہے بخوبی
تمام یہ امر ثابت ہو گیا کہ درود شریف مین آل کے لفظ سے جملہ تابعین سید العالمین مراد
ہین اس مقام پر پہنچکر شاید کسی کو یہ شبہہ پیش آئے کہ جب درود شریف عام مومنین کے
حق مین بھی ہو سکتا ہے تو پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے اسم مبارک کے ساتھ صلی
علیہ وسلم کہتے ہین اور کسی کے نام کے ساتھ نہین کہتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اہل شرع نے
محض امتیاز مراتب کی غرض سے یہ اصطلاح مقرر کر لی ہے کہ پیغمبر صاحب کی ذات پاک کے
حق مین صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء کرام کے واسطے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ
اخیار و اہلبیت اطہار کے واسطے رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام و علماء عظام کے لئے قدس سرہ
و رحمۃ اللہ علیہ اور باقی عام مومنین کے واسطے مرحوم و مغفور وغیرہ الفاظ استعمال کرتے
ہین تاکہ اطلاق کے وقت یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص فلان طبقہ مین داخل ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا استعمال رحمت کاملہ کے موقع پر کیا جاتا ہے جسکا فیضان اللہ تعالیٰ
کی جانب سے خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی درجات پر بلا واسطہ اور
باقی مومنین امت پر آپ کے واسطے ہوتا ہے اس لئے کسی پر خواہ وہ کسی مرتبہ کا ہو
علیحدہ طور پر درود بھیجنا غیر مناسب خیال کیا جاتا ہے اور ایک قسم کی بے ادبی بھی جانی
ہے ہان آپ کے ساتھ آپ کے خواص امت کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے تاکہ اس ام
کی طرف اشارہ ہو جائے کہ ان بزرگون پر جو رحمت کاملہ نازل ہوتی ہے وہ محض آپ
کے واسطے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کی تمام امت مرحومہ کو آپ

پر درود شریف بھیجنے کا اپنے کلام پاک مین حکم فرمایا ہے غالباً شیعہ صاحبون کو بھی ہماری
اس تحقیق کے تسلیم کئے بغیر کچھہ چارہ نہ بن پڑے گا اس لئے کہ ان کی کسی معتبر کتاب کی
بارہ امامون مین سے کسی امام کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ ثابت نہین ہوتا البتہ
ہر ایک امام کے نام پر علیہ السلام کا لفظ ان کے کلام مین لا کلام موجود ہے جو ہمارے
نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے مخصوص قرار دیا گیا ہے وجہ
اس کی یہ ہے کہ ہر چند کہ ان کے اصول مذہب سے امامون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی برابر بلکہ آپ سے بدرجہا بڑھ کر ہونا صاف طور پر ثابت ہوتا ہے چنانچہ ان کی
معتبر تاریخ حملہ حیدری مین صریح لکھا ہوا ہے کہ شب معراج مین پیغمبر صاحب نے جو کچھہ کہ
کہ آسمانون پر پہنچکر دیکھا وہ جناب امیر نے زمین پر ہی سے دیکھ لیا یا جیسا کہ حق الیقین
وغیرہ مین ہے کہ جسوقت حضرت امام مہدی صاحب خروج فرماوینگے تو سب سے پہلے
اون کے ہاتھ پر پیغمبر صاحب بیعت کرین گے لیکن اسکو کسی خاص مصلحت سے جسکو ہم خوب
سمجھتے ہین صاف طور پر نہین کہہ سکتے البتہ چونکہ اون کو تمام انبیاء سابقین کے ہمسر بلکہ
اون سے برتر قرار دینے مین یہ حضرات بے باک کسی حالت مین نہین چوکتے اس لئے علیہ السلام
کا لفظ تمام ائمہ اثناعشر کے نام پر ضرور ہی لگا دیتے ہین اب بھی اگر یہ صاحبان عجیب شان
ہماری اس تحقیق واجب التسلیم مین کسی قسم کی کچھہ چون وچرا فرماوین اور اس کے تسلیم
کرنے مین کچھہ پس وپیش کرین تو لیجئے ہم بھی ایک عجیب وغریب دلیل کے احاطہ مین انکو
محصور کئے دیتے ہین جس مین سے نکلنے کے لئے یہ کتنی ہی چالاکی کو کام مین لاوین مگر کسی
صورت سے ہرگز نکل ہی نہ سکین وہ یہ ہے کہ درود شریف مین آل کے لفظ سے یا تو اولاد
مراد ہوگی یا اہلبیت یا جملہ تابعین وپیروکار سید الابرار مقصود ہون گے یہ تینون
صورتین مذہب شیعہ اثناعشریہ کے بالکل مخالف ہین اس لئے کہ اگر اولاد مراد لی
جائے گی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اوس سے خارج

ہو جائینگے اور اگر اہلبیت سے عبارت ہوگی تو تمام ازواج مطہرات سید الکائنات
اوسمین داخل ہو جاینگی اور اگر تابعین مقصود ہونگے تو تمام صحابۂ کرام سید الانام بلکہ
جملہ تابعین سید المرسلین الی یوم الدین درود شریف مین شامل ہو جائینگے ظاہر ہے کہ
جسقدر حضرت علی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کا درود سے خارج ہونا شیعہ صاحبون
کو ناگوار ہوگا اوس سے ہزار درجہ زیادہ ازواج مطہرات رسول مقبول کا اوسمین داخل
ہونا اون پر حقیقۃً نہایت شاق گذرے گا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اوس مین شامل ہو جانے سے
تو قیامت ہی کا سامنا ہوگا اس صورت مین اونکو درود شریف کا اصل سے انکار یا صرف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص پر اوسکا اقتصار کرنا لازم آئیگا لیکن مشکل
تو یہ ہے کہ یہ بھی نہ بن پڑے گا اب مدعیان محبت اہلبیت ارشاد فرمائین کہ اس معاملہ
مین اون کی کیا رائے ہے - حاصل کلام یہ ہے کہ اگر درود شریف سے صحابہ کرام خیرالانام
خارج کئے جائینگے تو اکثر اہلبیت خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوس سے خارج
ہونا ماننا پڑے گا اور اگر اون کا داخل ہونا مانا جائے گا تو صحابۂ کرام کا بھی اوس
مین شامل ہونا تسلیم کرنا پڑے گا یہان تک مضمون تفضیل اہل بیت کی دلیل نقلی
کا بیان تھا اب دلیل عقلی کا حال سراپا اختلال سنئے جس کا خلاصہ یہ
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت صحابہ سے اس وجہ سے
افضل ہین کہ ہر شخص کو جیسی محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے ویسی اور کسی سے نہین ہوتی
اس دلیل عقلی نامعقول مین تین مغالطہ ہین اول تو انبیاء کرام کے نفوس قدسیہ کو
اپنے نفوس خبیثہ پر قیاس کرنا دوسرے محبت کی تمام قسمون کا جنمین سے ہر ایک کا علیحدہ
علیحدہ حکم ہے ایک حکم سمجھ لینا تیسرے محبت کے لئے افضلیت کو لازم قرار دینا چوتھے صحابہ
اور اہلبیت کی حقیقت سے کماحقہ واقف نہونا یہ مغالطے کیا ہین حقیقت مین ایک قسم کے

ظلمات ہین جو غول بیابانی کی صورت بنکر راہ مستقیم حق مین سد راہ بنے ہوئے ہین جنکی صورت خیالی کو ضعیف العقل اشخاص حقیقت واقعی خیال کرکے ڈر کر اوس پر چلنے سے باز رہتے ہین تو ہم بھی اسوقت اپنی تیغ قلم معجز رقم سے ہر ایک غول سرکش کا سر قلم کئے دیتے ہین کہ آئندہ کو ہر کسی کے لئے اس راستے مین کسی قسم کی روک ٹوک ہی باقی نرہے مغالطہ اول کی حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام محض ہدایت انام کے واسطے بھیجے گئے تھے خصوصاً ہمارے پیغمبر خاتم الانبیاء وسید الاصفیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جن کا وجود پاک رحمۃ للعالمین ہے خاص ہدایت عامہ جن وانس کی غرض سے خلعت نبوت خاصہ پہناکر اس عالم مین مبعوث فرمائے گئے آپ کا فرض منصبی جسکو آپ نے منشاء الٰہی کے موافق خوب انجام دیا یہ تھا کہ مخلوق کو ضلالت شرک کی ظلمت سے بچاکر توحید کے روشن راستہ کی طرف ہدایت کی جائے تاکہ اوس کے سبب سے غضب الٰہی سے نجات پاکر اوس کی رضاء دائمی کی مستحق ہو جب یہ امر مسلم ہو چکا جسکا تسلیم کرنا تمام مدعیان اسلام کو ضروری ہے تو اس کے ساتھ ہی اس امر کا تسلیم کرنا بھی لازم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت خلائق کے حق مین کوشش کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور بلا تفریق یگانہ و بیگانہ کے ہر شخص طالب حق کے قلب مین اوس کی استعداد و حوصلہ کی موافق نور توحید کو چمکا دیا اور کسی شخص کے حق مین بہبودی دین و دنیا کے معاملہ مین اپنے اور بیگانہ ہونے کا ہرگز فرق نہین کیا آپ کا یہ فرق نہ کرنا حقیقت مین ایک بہت بڑا فرق ہے منصب رسالت و مرتبہ امت کے درمیان مین جو زمین و آسمان کے فرق سے تعبیر کیا جا سکتا ہی غرض انبیاء مقربین خصوصاً سید المرسلین کے نفوس پاک کو اپنے نفوس ناپاک پر قیاس کرنا کہ جیسے ہم اپنون کے حق مین بہتری چاہا کرتے ہین اور غیرون کے حق مین ویسی نہین چاہتے ایسے ہی معاذ اللہ وہ بھی تھے اساس نبوت کو بالکلیہ منہدم کر دینا ہے دوسرے مغالطہ کی کیفیت یہ ہے کہ محبت کئی قسم کی

ہوتی ہے ایک محبت طبعی جو کم وبیش ہر انسان کی اصل فطرت مین رکھی گئی ہے یہ ادن شخصون
کے ساتھ ہوتی ہے جن کے ساتھ اصل خلقت مین ایک قسم کا تعلق خاص پیدا کیا گیا ہے
جسکو گوشت و پوست اور خون کے لگاؤ کے ساتھ تعبیر کیا کرتے ہین اس قسم کی محبت مین
کل انسان قریب قریب یکسان شمار کئے جاتے ہین دوسری محبت نفسانی جس کی بنیاد
لذت نفس پر قائم کی گئی ہے جیسے کہ محب کو اپنے محبوب سے محبت یا کسی کو کسی قسم کی اشیاء
مرغوبہ کی طرف رغبت پہر بعض موقع پر اس قسم کی محبت نفس سے روح کی طرف ترقی
کر جاتی ہے کہ نفس کی جگہ روح کو لذت حاصل ہونے لگتی ہے یہ صورت مجاز سے حقیقت
کی طرف منتقل ہونے کی حالت مین پیش آتی ہے تیسری قسم محبت قلبی ہے جس مین خواہش
نفسانی کے مغلوب ہونے کے سبب سے اول سے ہی اوسکا تعلق قلب کے ساتھ ہوتا ہے
جیساکہ خواص بندگان الہی کو عام مخلوقات مین سے کسی خاص مخلوق کے ساتھ اوسمین
پرتو خالق جلوہ گر دیکھکر تعشق ہو جاتا ہے یہ دونون محبتین نفسانی و قلبی محبت
طبعی سے فوقیت رکھتی ہین یہی وجہ ہے کہ بعض اشخاص بعض اوقات مین رضائے
محبوب یا حصول مطلوب کی غرض سے اپنے اہل و عیال بلکہ جان و مال کے تلف ہونے کو
بخوشی خاطر گوارا کر لیتے ہین چوتھی قسم محبت عقلی ہے جس کی بنا منفعت پر ہوتی ہے
چونکہ منفعت کی دو قسمین ہوتی ہین ایک دنیاوی دوسری دینی اس لئے اس لحاظ
سے اوس کی بہی دو قسمین ہو جاتی ہین ایک محبت عقلی دنیاوی جس کی علت منفعت
دنیاوی ہوتی ہے دوسری محبت عقلی دینی جسکا منشاء منافع اخروی ہوتے ہین یہ
محبت اگرچہ ناقص العقلون کے نزدیک سب محبتون سے ناقص معلوم ہوتی ہے لیکن اس
مین شک نہین کہ کامل العقل اشخاص کے نزدیک اس کا مرتبہ تمام محبتون کی بہ نسبت
اعلی درجہ رکہتا ہے اس لئے کہ اول تو سب محبتون مین عقل مغلوب ہو جاتی ہے بہ خلاف
عقلی محبت کے کہ اوس مین تمام قوی پردہ غایب رہتی ہے دوسرے جبکہ خود عقل کو

طبیعت و نفس اور قلب پر ترجیح حاصل ہے تو اس محبت کو بھی جسکا منشا خاص عقل واقع ہوئی ہے اون محبتون پر جن کی علت نفس یا قلب ہے رجحان ہونا لازم ہے خصوصًا اوس کی قسم اخیر جو منافع اخروی کے ساتھ مربوط ہے اس بنا پر کہ دین کو دنیا پر فوقیت ہے تمام اقسام محبت پر فوقیت رکھتی ہے انبیاء مرسلین و جملہ مقربان بارگاہ رب العالمین کی محبت اس ہی خاص قسم مین داخل ہے جس کے مقابلہ مین کسی قسم کی محبت ذرہ برابر بھی وقعت نہین رکھتی ہی تو محبت تھی جس کے اُنس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ و السلام کو اپنے باپ آزر کی جدائی پر مجبور کیا اس ہی کے ذوق و شوق نے اپنے عزیز بیٹے کے ذبح کرنے پر مستعد بنا دیا اس ہی محبت کے نور نے نار مین اون کو گلزار کی بہار دکہا دی ہی تو وہ محبت تھی کہ جس کے استغراق مین حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے غرق ہونے پر بخوشی خاطر صبر کرنا پڑا اس ہی محبت کی تو لذت تھی جس کی مدہوشی مین حضرت صدیق اکبرؓ کو سانپ کے کاٹنے کی خبر تک نہوئی یہی محبت تو تہی جسکے جلال بحید نے حضرت عمر خطاب برگزیدہ اصحاب رسالت مآب کو اسقدر مغلوب کیا کہ اپنے پیارے نوجوان حافظ قرآن خوش الحان بیٹے کو حد شرعی جاری کرنے مین کوڑے مارتے مارتے بے دم بنا دیا جس نے رسول مقبولؐ کی زبان الہام ترجمان سے پیشین گوئی کے طور پر اَشَدُّهُمْ فِي اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُؓ کا خطاب دلوا چھوڑا جس شدت کی ہیبت سے جو حقیقت مین ہیبت حق ہے اب تک مخالفین ناحق شناس بید لرزان کی طرح کانپ رہے ہین جب محبت کی تمام اقسام کا علم اجمالی ہو چکا تو اب جان لینا چاہئے کہ یہ نامعقول قول کہ جیسے ہر شخص کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے دوسرون کے ساتھ نہین ہوتی اون ناقص العقل شخصون کا قول ہے جو اپنے ذہن ناقص مین بڑی محبت صرف اوس محبت طبعی ہی کو سمجھتے ہین جو ناقصات العقل والدین کو اپنے بال بچون کے ساتھ ہوتی ہے یہ بے خبر حقیقت مین حقیقت محبت سے بالکل بے خبر ہین تیسرے مغالطہ کا حال سراپا اختلال یہ ہے کہ محبت

کو افضلیت لازم نہین یہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو کسی سے کسی قسم کی محبت ہو اور وہ اوسکو دوسری سے افضل جانے مثلاً فرض کیجیے کہ کسی شیعہ تبرائی یا تفضیلیہ صاحب کے فرزند دل پسند ہون جن کی محبت کا ہر دم وہ دم بھر رہے ہون اور ایک کوئی غیر شخص ہو جو ان کے فرزند عزیز القدر سے علم و فضل مین اسقدر بڑھ کر ہو کہ اوسکے فضل و کمال و جاہ و جلال کا سکہ موافقین و مخالفین کے دلون پر بیٹھا ہوا ہو اور کوئی شخص اون سے یہ دریافت کرے کہ جناب آپ اپنے اس فرزند دلبند کی جان شیرین کی قسم کھا کر انصاف سے سچ سچ بیان فرما دیجیے ذرا تلخ مزاجی کو کام نہ فرمائیے کہ آپ کو ان دونون مین سے محبت کس کے ساتھ ہے اور آپ کے نزدیک ان مین سے افضل کون شخص ہے تو اگر وہ اپنے پسر مرغوب کی محبت کا بڑے کڑاکے کی آواز کے ساتھ دم بھرین گے تو ضرور ہے کہ کسی قدر دبے لہجہ سے اوس عالم کامل کے افضل ہونیکا بھی چار و ناچار اقرار کرین گے کیونکہ واقعات کا انکار کچھ آسان کام نہین کسی کے واقعی فضل و کمال کا چھپانا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے جو اپنے ہی منھ پر لوٹ کر آپڑتی ہے کہ اوس خاک ڈالنے والے کو مضحکۂ اطفال بنا دیتی ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسے اشخاص جو ہر وقت دنیائے دنی کی محبت سراپا مذلت مین غلطان و پیچان بنے رہتے ہین خود تو ایسے منصف مزاج و حق پسند بنین کہ غیر شخص کو محض اوسکے علم و فضل کے لحاظ سے اپنے فرزند لخت جگر سے افضل قرار دین اور انبیاء کرام خصوصاً سرور انبیاء و سید الانام کو جنکا قلب اطہر تمام آلائش نفسانی و اغراض دنیاوی سے پاک و صاف اور نور حقیقت و معرفت الہی سے معمور ہو ایسا خیال کرین کہ اون کو اپنی اولاد و اہلبیت کی اسقدر محبت تھی کہ تمام عالم سے اونکو افضل سمجھتے تھے اور اپنے کسی صحابی کو اگرچہ وہ کسی درجہ و مرتبہ کا کیون نہو گیا ہی وہ خدا و رسول کے راستے اور دین کی اشاعت مین اپنی جان و مال کو مٹا دے اون سے بڑھ کر تو کیا اون کی برابر بھی نہین سمجھتے تھے ایسا بیہودہ خیال اون لوگون کا ہو سکتا ہے جو حقیقت نبوت سے بالکل

نا واقف محض ہین اور اگر بالفرض کوئی شخص غلبہ محبت کے سبب سے کسی شخص کو اوس کے
زیادہ مرتبہ والے کی بہ نسبت افضل ہی سمجھنے لگے تب بھی اوسکا حقیقت مین افضل ہونا
لازم نہین آتا کیونکہ کسی شخص کا کسی سے کسی وصف مین افضل ہونا اس امر پر موقوف ہے
کہ وہ وصف حقیقت مین اوس شخص کی ذات مین موجود ہو خواہ کوئی سمجھے یا نہ سمجھے غرض
فضیلت کسی کے اختیار مین نہین اور نہ وہ کسی انسان کے چاہنے یا نہ چاہنے پر موقوف
ہے بلکہ وہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے یہ ہی فضیلت خداداد تو تھی جس
کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا کوئی قول وفعل دین کے معاملہ مین
بدون وحی کے ہنوتا تھا اپنے اخیر وقت مین جب کہ آپ شدت مرض کے سبب سے نماز پڑھا
نے کے لئے مسجد شریف مین تشریف نہ لا سکے تمام صحابہ یہان تک کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہم اجمعین کے موجود ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے قائم مقام
بنا کر نماز پڑھانے کا حکم دیا حقیقت مین یہ وہ فضیلت کلی ہے جس مین تمام صحابہ کرام اور
اہلبیت عظام مین سے کوئی شخص آپ کا شریک نہین ہو سکتا اس مقام پر پہنچکر ہم کو تفضیلیون
کے اوس شبہہ کا رفع کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اون کے دل مین اس آیتہ شریف

جواب شبہ تفضیلیان

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ سے بعض مفسرین کے قول ضعیف کی بنا
پر متمکن ہو گیا ہے کہ پیغمبر صاحب کو اللہ تعالٰی نے یہ حکم دیا کہ یون کہدو کہ مین تم سے تبلیغ
رسالت پر کچھہ اجر نہین چاہتا مگر میرے رشتہ دارون کے ساتھ تم دوستی رکھو صحابہ نے
آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے وہ رشتہ دار کون ہین جن کی دوستی ہم پر واجب
کی گئی ہے آپ نے فرمایا کہ علیؓ اور فاطمہؓ اور اون کے دونون بیٹے اس سے ان بھولے
بھالون کو یہہ دہوکا ہو گیا کہ اس مضمون سے اہلبیت کی صحابہ پر فضیلت ثابت ہو گئی
اور حضرات شیعہ کے اس قول کی بنا پر اپنے خیال وگمان مین اہلبیت کے استحقاق خلافت
بلافصل کا اچھا مضمون ہاتھ لگا حالانکہ یہ محض خیال باطل ہے اسلئے کہ ہر چند کہ بعض کتب

تفاسیر مین بعض مفسرین کا یہ قول ضعیف نقل کیا گیا ہے جیساکہ اکثر مفسرین کی عادت ہو
ہے کہ قوی وضعیف ہر قسم کے اقوال نقل کردیتے ہین مگر محققین کے نزدیک یہ قول معتبر نہین
اسوجہ سے کہ اس مین کئی وجہ ضعف کی محقق ہین اول تو یہ ہے کہ یہ مضمون شان نبو
کے خلاف ہے کیونکہ اور انبیاء کرام کی طرف سے کلام اللہ مین یہ مقولہ بیان کیا گیا
کہ ہم تم سے تبلیغ رسالت پر کچھہ اجر نہین چاہتے بلکہ ہمارا اجر اللہ تعالی پر ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کرام کے سردار ہین یون فرماوین کہ میرا اجر یہ ہے کہ تم میرے
عزیز واقارب کے ساتھ دوستی ومحبت رکھو دوسرے یہ ہے کہ یہ آیت اوس دوسری آیت
کے مخالف ہوجائے گی جس مین رسول مقبول کی طرف خطاب کرکے یون ارشاد ہوا ہے
کہ تم یہ کہدو کہ مین تبلیغ رسالت پر اس کے سوا اور کچھہ اجر نہین چاہتا کہ تم مین سے جو چاہے
وہ خدا کا راستہ اختیار کرے تیسرے یہ ہے کہ جو شخص کلام اللہ کا ماہر ہے اوسپر یہ امر خوب ظاہر
ہے کہ اوس مین جسقدر اس قسم کے اقوال انبیاء کرام کی طرف سے بیان ہوئے ہین اون
مین خاص کفار ہی کی طرف خطاب ہے تو اس صورت مین یہ قباحت لازم آتی ہے کہ کفار
جبکہ خاص پیغمبر صاحب ہی سے دشمنی رکھتے تھے تو پھر اس حالت مین آپ کس بنا پر اون سے
کہہ سکتے تھے کہ تم میرے رشتہ دارون کے ساتھ دوستی ومحبت رکھو چوتھے یہ ہے کہ اس
آیت مین قربیٰ کا لفظ واقع ہوا ہے جو رشتہ داری کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے نہ ذوی
القربیٰ یا اقارب کا لفظ جو رشتہ دارون کے معنی مین آتا ہے - پانچوین یہ ہے کہ اگر بالفرض
اسمین کچھہ تاویل کرکے اس سے ذوی القربیٰ ہی مراد لے لین تو اس مین ایمان وکفر
کی کچھہ تخصیص نہین اس حالت مین یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کے تمام رشتہ دارون کے
ساتھ محبت رکھنی چاہیے حالانکہ مدعیان اسلام مین سے کوئی اسکا مدعی نہین چھٹے یہ ہے
کہ اگر اسکو مومنین ہی کے ساتھ خاص کرلین تب بھی صرف ان چار شخصون کی خصوصیت
کوئی وجہ وجیہہ معلوم نہین ہوتی کیونکہ جب ان کے سوا اور شخص بھی آپ کے رشتہ دار

سے مومن تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اون کی محبت کے لئے حکم ہوا ساتوین یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی خاص وجہ سے ان چار شخصون ہی کی خصوصیت کر لی جائے تو یہ بھی نہین بن پڑتا اس لئے کہ یہ آیت بلکہ اس کی تمام سورۃ مکی ہے ظاہر ہے کہ اس کے وقت نزول تک نہ حسنین رضی اللہ عنہما کی پیدایش ظہور مین آئی تھی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو شرف دامادی رسول مقبول میسر آیا تھا کیونکہ یہ امور بعد ہجرت کے واقعات مین سے ہین آٹھوین یہ ہے کہ اس حدیث کا راوی رافضی ہے جس کے ظاہر حال سے جو تقیہ کے لباس سراپا حسن وجمال سے آراستہ وپیراستہ بنا ہوا تھا بعض محدثین نے دہوکا کہا کر اوس کی حدیث پر اعتماد کر لیا لیکن جب محققین کو تحقیق کامل کے بعد چہپے سے اوس کا سارا معاملہ واقعی طور پر کہل گیا اوس کی وقعت اون کے دل سے جاتی رہی غرض یہ تفسیر ضعیف ان قباحتون کے سبب یقیناً پایۂ تحقیق سے گری ہوئی ہے محققین کے نزدیک اس کی تحقیق یہ ہے کہ یہ آیۃ شریفہ مکہ معظمہ مین کفار قریش کے حق مین نازل ہوئی ہے جو ہر دم رسول مقبول اور آپ پر ایمان لانے والون کے باوجود قرابت قریبہ کے سخت دشمن بنے ہوئے ہمیشہ ایذا رسانی کے درپے رہتے تھے بس اس کا سیدھا اور صاف مطلب یہ ہے کہ اے محمد تم کفار قریش سے یہ کہدو کہ مین تبلیغ رسالت پر تم سے کچھ اجر نہین چاہتا مگر صرف وہ دوستی جو قرابت کے متعلق ہوتی ہے ظاہر ہے کہ قبائل قریش مین باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعلق قرابت تھا اور وہ صلۂ رحم یعنی حق قرابت کے ادا کرنے پر دوسرے قبیلون کی بہ نسبت فخر بھی کیا کرتے تھے اس بنا پر یہ آیۃ اون کی مخالفت حال بقال کی تردید کے لئے نازل ہوئی ہے اب اہل فہم انصاف کر سکتے ہین کہ ان دونون معنون مین کتنا فرق ہے اور یہ اخیر کی تفسیر اول کی بہ نسبت کسقدر کلام الٰہی کے شایان اور شان نبوی کے مناسب حال ہے اور اون سب قباحتون مین سے جو اوس مین لازم آتی ہین اسمین ایک بھی نہین پائی جاتی اور باوجود اس کے اوس آیۃ پاک کے بھی

زیادہ مطابق ہے جو اونیسوین پارہ کے چوتھے رکوع مین وارد ہوئی ہے کہ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا یعنی لے محمد تم ان سے یہ کہدو کہ مین تبلیغ رسالت
پر اس کے سوا اور کچھہ اجر نہین چاہتا کہ تم مین سے جو شخص خدا کی طرف کا سیدھا راستہ اختیار
کرنا چاہے وہ اوسکو اختیار کرے باقی رہا یہ شبہہ کہ جب میہ پہلی تفسیر ان وجوہات سے معتبر اور
پہلی غیر معتبر ٹھہری تو اس صورت مین محبت اہل بیت کلام اللہ کی کس آیۃ سے ثابت کی
جائے گی تو اسکا واقعی وتحقیقی جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ضرور نہین کہ دین کے متعلق
جملہ امور صرف کلام اللہ ہی سے ثابت ہون بلکہ بہت امور ایسے بھی ہین جو احادیث صحیحہ
رسول مقبول سے ثابت ہوتے ہین جنکا بموجب اخبار الٰہی درحقیقت وحی ہی مین شمار ہے
چنانچہ اس مقام مین بھی پہلی تفسیر کی بنا پر چار شخصون کی محبت جو ثابت ہوئی وہ بھی
حدیث ہی سے ہوئی اگرچہ وہ حدیث ضعیف ہی کیون نہو ورنہ ظاہر ہے کہ آیتہ مین تو
کسی کا اون مین سے نام ہے اور نہ کسی کا کوئی ایسا وصف مذکور ہے جس سے اوس کے نام
کا پتہ لگجائے۔ دوسرے قرآن شریف کے متعدد مقامات سے مومنین کا آپس مین محبت رکھنا
صاف وصریح طور پر ثابت ہے پھر جبکہ عام مومنین کے ساتھ محبت رکھنی ثابت ہوئی تو
اہل بیت نبوی کیساتھ جو بیشک مومن کامل تھے محبت رکھنی بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگئی اور
اون کے مومن کامل ہونیکا ثبوت بھی خود کلام اللہ ہی سے نکلتا ہے جیسے آیت تطہیر جو
خاص اہلبیت اطہار کی شان پاک مین نازل ہوئی ہے صریح دلالت کر رہی ہے اور اگر ہم ان
بعض علما کی طرح پر جنھون نے اس معاملہ مین زیادہ غور کو کام نہین فرمایا اوس پہلی تفسیر
ضعیف کو تسلیم بھی کرین تب بھی اوس سے تفضیل اہلبیت ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ اس
صورت مین فقط محبت اہلبیت ثابت ہوتی ہے جسکا کسی اہلسنت کو انکار نہین بلکہ اوس کے
اقرار پر عین اون کے دین کا مدار ہے لیکن اوس سے افضلیت لازم نہین آتی جیسا کہ
ہم اوپر اس مضمون کو عمدہ طور پر ثابت کر چکے کہ کسی شخص کی محبت کے واسطے اوسکا تمام

شخصون سے افضل ہونا ضرور نہین حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیت کے کوئی ہی معنی مراد لئے جائین کسی صورت مین اس سے تفضیل اہلبیت اطہار صحابۂ اخیار پر لازم نہین آتی جیسا کہ تفضیلیہ صاحبون کا مقصود مطلوب ہے اور نہ خلافت بلافصل بے اصل کی کچھ اصل ثابت ہوتی ہے جو حضرات شیعہ کو حلوائے بے دود کی طرح مرغوب ہے چوتھے مغالطہ کا بیان یہ ہے کہ جن شخصون کو صحابۂ کرام و اہلبیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مراتب عالیہ مین کسی قسم کا تردد رہتا ہے اور وہ آخر کو اول سے افضل سمجھا کرتے ہین تو وہ درحقیقت مرتبہ صحابیت وحقیقت اہلبیت پر کما حقہ اطلاع نہین رکھتے عوام الناس نے اپنے خیال مین اہلبیت تو اس سے عبارت رکھچھوڑی ہے کہ وہ پیغمبر صاحب کے خاص خاص عزیز واقارب سے مراد ہے جن کے ساتھ آپ کو غایت درجہ کی الفت ومحبت تھی کہ اتنی اور کسی کے ساتھ نہ تھی چنانچہ اس ہی بنا پر ان کے وہم وخیال مین یہ سمایا ہوا ہے کہ پیغمبر صاحب اون کی تعلیم و تربیت اور اون کے حق مین دین و دنیا کی بہبودی کے متعلق خاص قسم کی کوشش و توجہ فرماتے رہتے تھے جس مین اور کوئی اون کا ہرگز شریک نہ تھا اور صحابہؓ صرف اون اجنبی وغیر شخصون کا نام ہے جو آپ پر ایمان لائے تھے لیکن آپ کو اون کے ساتھ اپنے خاص اہلبیت کی سی محبت وخصوصیت نہ تھی اس ہی سبب سے دین کے متعلق اون کی تعلیم وتربیت اہلبیت کی برابر تکمیل کو نہین پہنچی اس مضمون باطل کے بہت بڑے جز یعنی اس کے تین حصون کو تو ہم تین مغالطون کے ضمن بتحقیق مین کامل طور پر باطل کرچکے اوسکا اعادہ اس مقام مین فضول ہے اب ہم اسکے چوتھے حصہ کو اس چوتھے مغالطہ کے بیان مین رد کرتے ہین تحقیق اس مقام مزلۃ اقدام العوام کی یہ ہے کہ اول تو تمام صحابہ کا اجنبی رسول مقبول ہونا اور آپ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق قرابت قریبہ نرکھنا محض غلط ہے کیونکہ انہین سے بعض اجلہ صحابہ جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تو آپ کے خسر بھی

اور حضرت عثمان ذو النورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ کے داماد تھے باقی اور بعض
بعض صحابہ کو آپ کے ساتھ خاص خاص قسم کا تعلق قرابت حاصل تھا دوسری مرتبہ صحابیت
کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف عطا فرمایا ہے جسکو قرابت وغیرہ کسی قسم کے فخر کی ضرورت نہین
اس لئے کہ صحابی اوس شخص کو کہتے ہین جو بلا واسطہ رسول رب العالمین پر اوسکو نبی
برحق جانکر خاص خدا کے واسطے سچے دل سے ایمان لائے اور آخر وقت حیات تک
اوسپر قایم رہے اور اہلبیت گھر کے خاص اون آدمیون کو کہتے ہین جو اہل و عیال سے
عبارت ہوتے ہین دین کے معاملہ مین اہلبیت کا مرتبہ جب ہی معتبر ہوسکتا ہے کہ اون کو
صحابیت کا رتبہ حاصل ہو ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو اون مین صحابیت
کا رتبہ عظمیٰ متحقق نہونے کے سبب سے اون کے اہلبیت ہونے نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور
ہمارے رسول محبوب رب العالمین کے اہلبیت پاک کا جسقدر بھی مرتبہ ہے وہ خاص
اس ہی وجہ سے ہے کہ وہ حضرات عالی درجات زمرۂ صحابہؓ کاملین مین داخل ہین غرض
کہ مرتبۂ صحابیت کو جو اعلیٰ رتبہ ہے درجہ اہلبیت کی ضرورت نہین مگر درجہ اہلبیت کو
مرتبۂ صحابیت کی طرف ضرور احتیاج ہے کہ بغیر اس کے دین مین ہرگز معتبر ہی نہین یہی
وجہ ہے کہ جن خاص بندون پر اللہ جل شانہ نے دین محمدی کی حقیقت منکشف کر دی ہے
اون کے دل مین رتبۂ صحابیت کی اسقدر عظمت ہے کہ امت محمدیہ مین سے کوئی شخص خواہ
کسی درجہ تک پہنچ جائے مگر وہ ادنی صحابی کے بھی مرتبۂ عظمیٰ کو نہین پاسکتا کیونکہ صحابہؓ
کرام کے سوا کسی شخص کو بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مرتبہ
میسر نہین آسکتا اور آپ کے جمال مبارک پر جو تجلی گاہ پرتو الٰہی تھا محبت قلبی سے نظر کرنا
یا آپ کے فیضان صحبت سے جو گنجینۂ معرفت ایزدی تھی خلوص باطنی کے ساتھ مشرف ہونا
یہ تو خاص وہ مرتبۂ عالی تھا کہ جن کی قسمت مین روز ازل سے قسام ازل نے لکھدیا تھا

ہیں اون کو ہی مل چکا اور کسی کو نصیب نہین ہو سکتا ہماری اس تقریر دلپذیر سے ہر شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم وفہم مستقیم عطا فرمائی ہے یہ صحیح وواقعی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ نہ تو تمام صحابہ کو کل اہلبیت سے افضل ہونا لازم ہے اور نہ کل اہلبیت کو تمام صحابہ سے برتر ہونا ضرور ہے بلکہ بعض صحابہ بعض اہلبیت سے اور بعض اہلبیت بعض صحابہ سے افضل ہو سکتے ہین اور فی الحقیقت یہ ہی نسبت ان دونون قسمون مین آپس مین متحقق ہے جیسا کہ واقفین حال صحابہ اور ماہرین احوال اہلبیت پر یہ امر بخوبی ظاہر ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین نباکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم جن وانس کی ہدایت عامہ کے واسطے بھیجے گئے تہے آپ کا فرض منصبی یہ تھا کہ بلا تفریق وتخصیص سبکو عام طور پر ہدایت کرین جسکو آپ نے اپنی تمام عمر بہر تک کامل طور پر انجام دیا آپ یہ ہرگز نہین چاہتے تہے کہ کسی شخص کو ہدایت ومعرفت الٰہی کم حاصل ہو اور کسی کو زیادہ اور کسی کو خدا کی طرف سے زیادہ ثواب ملے اور کسی کو کم بلکہ آپ کا خاص منشار قلبی یہی تھا کہ تمام امت مرحومہ مرتبہ کمال کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائے لیکن چونکہ اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت بالغہ سے جس کی مصلحت کو وہ خود ہی خوب جانتا ہے بنی آدم مین مختلف الاستعداد اشخاص پیدا کئے ہین اس لئے ہر شخص اپنی استعداد مادہ کی موافق جو اوس کی فطرت مین رکھی ہوئی ہے صورت فیضان قبول کر سکتا ہے اس ہی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اخیار واہلبیت اطہار نے باوجود آپ کے فیضان عام ہونے کے اپنی اپنی استعداد کی موافق اثر صحبت رسول مقبول قبول کیا اور کسی دلیل عقلی ونقلی سے یہ امر ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ آپ کے اہلبیت مین بہ نسبت آپ کے صحابہ کے قبولیت فیضان کی استعداد بدرخلقت سے زیادہ پیدا کی گئی ہتی جس کی وجہ سے صحابہ مین سے کوئی شخص اگرچہ وہ کتنی ہی کوشش کرے خدا اور رسول کے راستہ مین کیسا ہی اپنے جان ومال کو صرف کرے کسی اہلبیت سے برتر یا اوس کے ہمسر نہین ہو سکتا

جب یہ مضمون ذہن نشین ہو چکا تو اب دوسرے مضمون کو جو اس تمام مضمون کا خلاصہ ولب لباب ہے بغور سمجھنا چاہیے کہ صحابہ کی دو قسمیں ہیں ایک عام جو پیغمبر آخر الزمان پر صدق دل سے بلا واسطہ ایمان لائے اور ایمان ہی پر اون کا خاتمہ ہوا۔ لیکن آپ کی صحبت اون کو کم میسر آئی جیسے کہ وہ اشخاص جو سفر دور دراز اختیار کرکے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہو کر پھر اپنے اپنے وطن کو لوٹ گئے یا جیسے کہ گرد نواح حرمین شریفین کے رہنے والے آدمی جو مشرف بہ اسلام تو ہو گئے تھے لیکن اونکو اپنے کثرت مشاغل ضروریہ اور محنت ومشقت مین مبتلا رہنے کے سبب سے حاضری کا اتفاق کم ہوتا تھا دوسرے خاص جو آپ کے شرف صحبت سے بہ کثرت مشرف ہوتے سفر وحضر مین آپ کے ہمرکاب وشریک حال اور جلوت وخلوت مین آپ کے ہمدم وہمراز رہتے تھے جیسے کہ مہاجرین باوقار اور انصار باعتبار پھر اون مین سے بعض اپنی لیاقت واستعداد ذاتی کے سبب سے جو اللہ تعالی نے اون کی اصل خلقت مین پیدا کی تھی اور اون کی وفاداری اور خدا ورسول کی راہ مین جان نثاری کی وجہ سے خصوصیت خاصہ مین سب سے سبقت لے گئے تھے جن مین سے بعضون کی لڑکیون کو آپنے اپنی ازواج مطہرات مین داخل فرماکر اون کا رتبہ بڑھایا اور بعضون کے ساتھ خود اپنی صاحبزادیان خاتونان جنت کا نکاح کرکے اون کو شرف دامادی سے مشرف فرمایا اب ہم اس تمہید سراپا تحقیق کے بعد اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین کہ تفضیل صحابہ کرام واہلبیت عظام مین محققین اہل سنت وجماعت کا مذہب محقق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت اطہار تمام عام صحابہ بلکہ قریب قریب کل خاص سے بھی افضل ہین کیونکہ یہ حضرات پاک مرتبہ صحابیت ورتبہ اہلبیت دونون کے جامع ہین البتہ صرف چار صحابہ عالی مقامات جو شمس وقمر وعطارد ومشتری کی مانند تمام نجوم صحابہ وکواکب اہلبیت سے ممتاز ہین صرف اپنی اوس خصوصیت

خاصہ کے سبب سے جو اون کے حق مین محض عطاے ایزدی تھی اور اوس فضیلت خداداد
کے باعث سے مقرب بارگاہ خداوندی کے مقرب بارگاہ بنے ہوئے تھے بلاشک وشبہہ کل
سے افضل ہین یہ چارون برگزیدہ امت محمدیہ گویا مکان دین کی چار دیوارین اور جسم
اسلام کے چار عناصر ہین رسول رب العالمین کا فیضان ظاہری و باطنی عالم مین زیادہ تر
ان ہی خدارسیدون کے واسطہ سے پہنچا دین محمدی کی اعلی درجہ کی ترقی کا باعث بھی چارون
خلیفہ برحق ہوئے جنہون نے درجہ بدرجہ مسند خلافت رسالت پر بیٹھکر اوسکو کامل طور پر
انجام دیا جو موافقین و مخالفین سب پر روشن ہے اور ان چارون کے مراتب کی آپس
مین تفریق اور ایک کی دوسرے پر فضیلت ترتیب خلافت کے طریق پر ہے اس قسم کی
ترتیب تفضیل کو اہلبیت کے حق مین توہین وتحقیر قرار دینا اون لوگون کا کام ہے جن
کے عقل سلیم کبھی پاس ہوکر بھی نہین بھٹکی نہ انصاف کی اون کی طبیعت کو کبھی ہوا
لگی ہے کیونکہ اول تو ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے یہ مطلب نہین کہ اونکے مرتبون
مین زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ ان حضرات عالی درجات کے مراتب عالیہ مین
صرف انیس بیس کا سا فرق قرار دیا جاتا ہے باقی پیشواے دین ہونے مین سب برابر
شمار کئے جاتے ہین اس ہی بنا پر جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق خسر سید الاصفیا
رضی اللہ عنہما کی قول وفعل کی دین مین سند ہے ویسے ہی حضرت عثمان غنی ذو النورین وحضرت علی داماد
مصطفی رضی اللہ عنہما کا فعل بھی مستند ہے دوسرے جب ہم نے حضرت علی اور باقی جملہ اہلبیت پاک کو خلفاءِ ثلثہ کے بعد تمام امت
محمدیہ سے جو قیامت تک ہونے والی ہے جس مین بے شمار علما و اولیا غوث و قطب
شامل ہین افضل قرار دیا تو انصاف کا مقام ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا اون کا
مرتبہ ہوگا فضیلت کی کچھہ یہی حقیقت نہین کہ تمام عالم سے ہی افضل قرار دیا جاے فرض
کیجئے کہ کسی مجتہد صاحب کی نسبت کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ وہ صاحب کلینی و استبصار
وفقہ من لایحضرہ الفقیہ کے بعد سب مجتہدون سے افضل ہے تو کیا کوئی اہل عقل

یہ کہہ سکتا ہے کہ اس مین مجتہد صاحب کی شان عالی کچھہ گھٹ گئی کیا وہ تینون سے بڑ
سے ہی بڑہتی ہے پہر باوجود اس امر کے یہ مسئلہ تفضیل و ترتیب خلافت ہمارے نزدیک
اس درجہ اصول عقائد مذہبی مین ہی داخل نہین کہ اوسپر کفر و اسلام کا بالکل دارومدار
سمجھا جائے اس ہی بنا پر اگر کوئی شخص ان سب حضرات کو یکسان سمجھے اور پیشوائے دین
دے تو اگرچہ اوس کا یہ عقیدہ بزرگان دین و ائمہ شریعت و طریقت کی تحقیق کے خلاف
لیکن اسوجہ سے ہمکو اوسکو دائرہ اسلام سے خارج نہین سمجھتے بلکہ عوام الناس اشخاص
لئے اس معاملہ مین بس صرف اسقدر اجمالی اعتقاد کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے تمام صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار ہمارے بزرگ اور دین کے پیشوا ہین اللہ و رسول
کا کلام پاک خاص ان ہی بزرگان دین متین کی بدولت ہم تک پہنچا ہے اگر ان
واسطہ کو درمیان سے اٹھا دیا جائے تو پہر ہم تک دین محمدی کے پہنچنے کی کوئی صورت
باقی نہین رہتی باقی رہا اون کے مراتب مین باہم فرق کرنا وہ خاص اون اللہ تعالی
خاص بندون کا کام ہے جنکو اللہ تعالے نے علم کامل عطا فرمایا ہے عوام اہل اسلام کو
تکلیف نہین دیجاتی البتہ اسقدر ضرور ہے کہ اس ترتیب کے خلاف اعتقاد رکہنا اور
علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے مطلقاً افضل قرار دینا بیشک دین کے خلاف ہے اسلئے کہ
ترتیب خاص رسول مختار کے اصحاب اخیار کی ہوئی ہے جو رازدان نبوی و حامیان
دین محمدی تھے جن کی شان مین اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین یہ ارشاد فرمایا
ہے کہ وہ اللہ کے معاملہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہین کرتے اور
خدا کے فضل اور اوسکی خوشنودی کے طلبگار رہتے ہین اس سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ
کرام سید الانام کا یہ فعل اون کے اور افعال کی مانند خدا و رسول کے منشا کی مطابق
اون پاک نفسون کی کوئی نفسانی غرض شامل نہین یہی توجہ ہے کہ جناب خلافت
مآب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے زمانہ خلافت مین عام حکم تہا کہ جو شخص

جکو حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے اوس کے اسی کوڑے مارداو
یہ امر ظاہر ہے کہ اس ترتیب کے خلاف قرار دینے مین اون کی طرف یہ بدگمانی ضرور کرنی پڑے
گی کہ اس معاملہ خلافت مین جسپر دین کے بڑے بڑے معاملات کی بہبودی موقوف تھی دنیاوی
نفع کی غرض سے خلاف حق کیا پھر یہ بدگمانی صرف صحابہ کرام کی ذات خاص تک ہی محدود
رہے گی بلکہ تجاوز کرکے رسول مقبول محبوب رب العالمین کی ذات عالی درجات تک بھی پہنچے
گی اول تو اس وجہ سے کہ آپ کے صحابہ جنھون نے آپ کے کمالات و معجزات اور نزول وحی
کا مشاہدہ کیا اور آپ کو اون کے ساتھ کمال درجہ کی خصوصیت تھی اور شب و روز آپ
اون کی تعلیم و تلقین اور اصلاح باطن مین مصروف اور غایت درجہ کی کوشش فرماتے رہتے
تھے جب اون ہی پر آپ کی اسقدر کوشش و ہدایت کا یہ برا اثر پڑا تو آپ کے اور امتیون
کو جو فقط ناشناسائی خصوصاً اون ہی شخصون کے واسطے سے آپ پر ایمان لائے ہین کیا امید
ہدایت اور توقع اصلاح باطن ہو سکتی ہے دوسرے اس سبب سے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے موجود ہوتے جو سب سے افضل تھے ادنے درجہ کے شخص کو اپنی حین حیات مین
خصوصاً قریب وفات اپنے قایم مقام امام کیون بنایا جو خلافت کے حق مین حجت قوی
قرار دیا گیا یا تو آپ کو اوس کے ادنے ہونے اور حضرت علی کے افضل ہونیکا علم نہ تھا یا کسی
کا خوف یا کسی کی رعایت و مروت اس امر کا باعث ہوا اس اعتقاد بے بنیاد و بیہودہ کا
برا اثر ہوگا کہ نہ تو صحابہ کرام کی احادیث مرویہ قابل اعتبار ہون گی نہ اون کا جمع کیا
ہوا کلام اللہ لائق اعتماد ہوگا اور نہ رسول الثقلین کی رسالت کی امت کے دلون مین کچھ
وقعت باقی رہے گی انجام کار اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دین محمدی کی معاذ اللہ وہ بری گت بنجائی
گی جو حضرات شیعہ کے ہان بنی ہوئی ہے کہ سوائے علی علی کرنے اور صحابہ رسول مقبول کے
برا کہنے اور کلام الٰہی کے غیر معتبر قرار دینے اور محرم مین رونے پیٹنے اور سرون پر خاک
اڑانے کے دین کا خاک ہی اور کچھ حاصل نہ رہے گا واقعی یہ ہے کہ اگر ترتیب تفضیل کا یہ

مسئلہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین ہوتا تو دین محمدی کے دامن خوشنما پر ایسا بدنما
دہبہ بیٹھتا جس کا ہزار تدبیرے بہی چہوٹنا مشکل ہوجاتا کیونکہ اوس شکل مین مخالفین اسلام
کو اس کہنے کا موقع مل سکتا تھا کہ مسلمانون مین تین فرقے ہین ایک کے نزدیک تو پیغمبر صاحب
کے گہر کے آدمیون نے اونکو نہ مانا دوسرے کے نزدیک غیر شخص سچے دل سے اونپر ایمان
نہ لائے تیسرا فرقہ یہ کہتاہے کہ آپ پر اپنے اور بیگانہ دونون ایمان لائے لیکن سب سے
زیادہ مرتبہ آپ کے گہر والون خصوصًا داماد کو حاصل ہوا اس صورت مین دو فرقون
کے عقائد پر نظر کرنے سے تو یہ نتیجہ نکلتاہے کہ معاذ اللہ یا تو آپ نبی ہی نہین تہے یا اگر تہے
تو نبوت کا کچہہ حاصل نہوا اسلیئے کہ جب کوئی ایمان ہی نہ لایا یا بالفرض دو چار سے ہی آئے
تو اوسکا عدم وجود برابر ہوگیا رہا تیسرا فرقہ اوس کے عقائد کی بناپر نعوذ باللہ آپ رسول
الثقلین اور رحمۃ للعالمین نہ تھے بلکہ رسول البیت ورحمۃ لاہل البیت تھے کیونکہ آپ کی
ذات سے سب سے زیادہ نفع آپ کے گہر کے ہی آدمیون کو پہنچا اگرچہ اس ضمن مین برائے
نام کیقدر غیرون کو بہی کچہہ قدرے قلیل فائدہ حاصل ہوگیا ہو مگر اصل مقصود رہے گہر کے ہی
آدمی غرض جس طرح کہلے ہوئے رفض کی صورت نازیبا مین دین کا ثبوت غیر ممکن ہے اسی
ہی طرح پر تفضیل کی حالت ستر یا علالت مین بہی جو چہپا ہوا رفض ہے دین محمدی کی خوبی
اثبات سخت مشکل ہے درحقیقت تفضیل خاتم الخلفاء واہل بیت کو رفض کا دروازہ بلکہ اوس
کی بنیاد سمجہنا چاہیے چنانچہ ابتداءً اس کی بنا تفضیل ہی سے قایم ہوئی ہے جیسا کہ ہم اس رسالہ
کی ابتدا مین بخوبی ثابت کرچکے ہین یہی وجہ ہے کہ ہمارے مذہب کے چارون مجتہدین
شریعت اور ائمہ اربعۂ طریقت نے اس ترتیب تفضیل صحابہ پر اتفاق کیاہے اور ان
پیشوایان دین مین سے کسی نے بہی اس کے خلاف کو روا نہین رکہا بلکہ ہمارے بڑے
بڑے علماء ظاہری وباطنی نے فرقہ تفضیلیہ کو مذبذب العقیدہ اور دو طرفہ سمجہکر ازین سو
راندہ وازان سو درماندہ کا موزون خطاب دیاہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اس فرقہ

اہل سنت وجماعت نے تو اپنے ہان سے نکال ہی رکہا ہے مگر خیر سے یہ شیعون کے یہان بہی بے غورا ہی پڑا رہا ہے دونون فرقون مین اس فرقہ کی بے توقیری کی وجہ ظاہر ہے کہ اہل سنت تو جو خدا کے فضل وکرم سے اپنے عقیدہ مذہب مین پختہ ہین اس قسم کے خام عقیدہ والون کو بہلا کیون ہی اپنے مذہب مین شامل کرنے لگے تہے رہے شیعہ صاحب اگرچہ اونکو ان کی یہ دلربا نہ آن بہاتی ہو مگر اس کے ساتھ ہی غضب یہ ہے کہ اونمین تعصب اس بلا کا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو یا تمام اہلبیت کو کوئی شخص کیسا ہی سارے جہان سے افضل سمجھے لیکن جب تک وہ اپنی زبان سے تمام صحابۂ کرام سید الانام وازواج مطہرات سید الکائنات کو سوائے چند شخصون کے علانیہ اون کے سامنے برا نہ کہے اور وہ اپنے کانون سے اوسکو اچہی طرح نہ سن لین اوسوقت تک اون کا کلیجہ ٹھنڈا نہین ہوتا اس لئے وہ ان سے سینہ صاف ہوکر نہین ملتے اور ان کے کسی قسم کے دعوئ محبت کو قولاً ہو یا فعلاً معتبر نہین سمجھتے کیونکہ اون کے مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ تولا بغیر تبرا کے معتبر نہین ہماری اس تحقیق سے یہ بہی ثابت ہو گیا کہ تفضیلیون کا یہ قول کہ صوفیون کے مذہب مین تفضیل ہے اور یہ ترتیب فضیلت جو اہل سنت کے مذہب مین ہے وہ خلافت کے اعتبار سے ہے۔ لیکن ولایت کے اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہ سب سے افضل ہین محض غلط ہے اس وجہ سے کہ اول تو صوفیہ کرام کا فرقہ جو ہمارے مذہب مین دین کے اعتبار سے اعلی درجہ کا فرقہ ہے ایسا خلاف تحقیق قول کب اختیار کر سکتا ہے جس کی وجہ سے دین محمدی مین ایسی قباحت لازم آئے جسکا رفع کرنا سخت دشوار ہو جسکو ہم ابہی بیان کر چکے دوسرے اہل سنت کی کتب عقائد مین اس مسئلہ ترتیب افضلیت کا اسطرح پر ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہین پہر حضرت عمر پہر حضرت عثمان پہر حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور فضیلت سے مراد ہے کثرت ثواب ظاہر ہے کہ اس بیان سے کوئی اہل فہم یہ مطلب نہین سمجہ سکتا کہ یہ فضیلت خلافت کے اعتبار

سے ہے تیسرے یہ ہے کہ خلافت مین افضل ہونے کا کچھہ حاصل نہین معلوم ہوتا اس لیے کہ کسی شخص کی خلافت مین افضل ہونے سے یا تو یہ معنی مراد ہون گے کہ اسکو علم زیادہ ہو جس کی خلافت کے لیے ضرورت ہے یا اوسمین شان وشوکت ورعب داب اور دنکی بہ نسبت بڑھا ہوا ہو یا اوسکا انتظام ملکی اچھا ہو یہ تمام صفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین اور خلفاء کرام کی بہ نسبت اگر زیادہ ہی نمانی جائین توکم بہی نہ ہتین سوا ان کی شان وشوکت وسطوت وجلال اور انتظام ملکی جسقدر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات عالی درجات مین تھا اور کسی مین ایسا نہ تھا پس اگر اسپر فضیلت موقوف ہوتی تو چاہیے تھا کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے وہ افضل سمجھے جاتے کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات سراپا رحمت مین اسقدر شان جاہ وجلال ہرگز نہ تہی یہی وجہ ہے کہ مخالفین جسقدر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے تہراتے ہین اوسقدر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام سے نہین تہراتے یہان تک کہ مخالفین کی یہ کیفیت سننے مین آئی ہے کہ جب کبہی اون کا کوئی بچہ روتا یا شرارت کرتا ہے تو اوس کے ڈرانے کے لیے یہ کہا کرتے ہین کہ چپ خبردار آیا عمر مار ڈالے گا پہر بچپن کے وقت سے ڈرتے ڈرتے اون کے رگ وپے مین اسقدر اون کا ڈر بیٹھہ جاتا ہے کہ جوان بلکہ بوڑہے ہونے کے بعد بہی جہان حضرت عمر شیر نر کا نام آیا سنتے ہی مخالفین کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور ہوش وحواس پران ہوگئے - چوتھے یہ ہے کہ خلافت مین جو یہ ترتیب واقع ہوئی ہے اوس کی بنا ترتیب افضلیت پر ہی ہے کیا معنی کہ جو شخص جس درجہ مین افضل سمجہا گیا اوس ہی درجہ مین وہ خلیفہ رسول مقبول بنایا گیا تمام سے افضل چونکہ حضرت ابوبکر صدیق تھے اس ہی وجہ سے صحابہ کرام کے اتفاق سے وہ سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کئے گئے پہر آپ کے بعد خلفاء کرام مین سے جو شخص جس درجہ مین افضل سمجہا گیا اوس ہی درجہ مین خلیفہ بنایا گیا حاصل یہ ہے کہ فضیلت خلافت کی دلیل ہے نہ کہ خلافت اولٹی افضلیت کی علت قرار دی جائے - پانچوین یہ ہے کہ صوفیہ

کرام مین جسقدر بزرگوار مسلم الثبوت صاحب تصانیف گذرے ہین اون کی تصنیف کی ہوئی کتابین اسوقت تک بدستور موجود ہین اون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اون حضرات عالی مقامات نے علماء ظاہری کے ہرگز خلاف نہین کیا اور انھون نے کسی مقام پر یہ نہین بیان کیا کہ یہ ترتیب خلافت کے اعتبار سے ہے اور ولایت کے طور پر اس کے خلاف ہے بلکہ علمائے باطنی کے سردار حضرت غوث پاک نے جو امت محمدیہ مین پیران پیر کے لقب سے ممتاز ہین اس مسئلہ تفضیل کو اس تفصیل وخوبی کے ساتھ بیان کیا ہے جس مین اس قسم کی تاویل رکیک کی ہرگز گنجایش ہی نہین ہوسکتی غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کی تمام امت سے افضل ہین اور اون سب مین افضل تین سو تیرہ صحابی ہین جو جنگ بدر مین شریک تھے اور اون تین سو تیرہ مین افضل چالیس صحابہ ہین جن کا چالیسوان عدد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پورا ہوا پھر اون چالیس مین کل سے افضل عشرہ مبشرہ ہین پھر اون مین تمام سے افضل خاص ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ظاہر ہے کہ اس عبارت مین افضل ہونے کا کسی طرح احتمال نہین ہوسکتا اس لئے کہ نہ تو کل تین سو تیرہ خلیفہ ہوئے ہین اور نہ سب چالیس اور نہ تمام عشرۂ مبشرہ تاکہ یون کہنے کی گنجایش ہو کہ یہ ترتیب فضیلت خلافت کے اعتبار سے ہے حقیقت مین حضرت پیران پیر رحمت اللہ علیہ کا یہ بیان فرمانا آپ کی منجملہ کرامات سمجھنا چاہئے کیا بعید ہے کہ آپ کے قلب صافی پر اللہ جل شانہ نے یہ امر منکشف کردیا ہو کہ ایک زمانہ مین کچھ لوگ ایسے پیدا ہون گے جو اس قسم کے قول نامعقول کو صوفیہ کرام کی طرف منسوب کرین گے اسوجہ سے آپنے اس مسئلہ تفضیل کو اس انداز سے بیان فرمادیا جس مین اوس احتمال کی بیخ وبنیاد ہی سرے سے قطع ہوگئی اب مدعیان تفضیل جو صوفیۂ کرام کی طرف اس مسئلہ کو منسوب کرتے ہین کسی ایسے صوفی کا نام بتلامین

جو علم باطنی مین حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ہمرتبہ ہو اور وہ اس امر کا قائل ہو کہ یہ
ترتیب خلافت کے اعتبار سے ہے اور ولایت کے اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہ سب سے
افضل ہین حاصل کلام یہ ہے کہ حضرات صوفیہ عالی مقامات کا یہ مذہب ہرگز نہین جو
اہل تفضیل نے اون کی طرف بلا تحقیق اور بغیر اون کے مذہب پر اطلاع پانے کے صرف
اپنی آڑ پکڑنے کی غرض سے منسوب کر رکھا ہے ہان اس مین کچھ شبہہ نہین کہ ہمارے ان
پیشوایان طریقت کو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ ایک تعلق خاص ہے اور ہونا ہی چاہیے
اس لئے کہ جسقدر ان حضرات عالی درجات کے سلسلہ ہین اونمین سے اکثر آپ کی ذات
منظہر آیات کی طرف منتہی ہوتے ہین لیکن اسکی یہ وجہ نہین کہ اور خلفاء ثلثہ ولایت
مین آپ سے کچھ کم تھے بلکہ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اسلام بڑھانے
اور مسلمان بنانے کی طرف زیادہ توجہ تھی جو نیابت رسول کا مقصود اصلی اور منشا حقیقی
تھا خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت مین چونکہ اختلاف باہمی اور فتنہ وفساد
کے سبب سے ترقی اسلام موقوف ہوگئی او سوقت مین یہ امر مناسب سمجھا گیا کہ مسلمانان
موجودہ کو علم باطنی کی تعلیم کی جائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون
قسم کے فیض ظاہری و باطنی سے آپ کی امت مرحومہ مستفیض ہو یہ ہے مسئلہ تفضیل کی
تفصیل اہلسنت وجماعت کے مذہب لحق کی بناپر خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خاتم الخلفاء
حضرت علی مرتضیٰ اور اہلبیت اطہار صرف دو یا تین صحابہ کرام کے بعد جو خلیفہ برحق
سید العالمین ہین سب امت محمدیہ سے جو قیامت تک ہونیوالی ہے افضل اور ہمارے دین
کے پیشوا اور شریعت وطریقت کے امام ہین اس کے بعد مذہب شیعہ کی بناپر تفضیل اہلبیت
کا حال بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کا حضرات شیعہ بڑے طمطراق کے ساتھ زبانی
دعوی کرتے پھرتے ہین تاکہ ناظرین حق پسند کو حقیقت امر سے بخوبی آگاہی ہوجائے
کہ فضیلت اہل بیت پاک درحقیقت کس مذہب مین ہے اور کس مذہب والون کا محض

زبانی دعوے ہے اصل یہ ہے کہ رسول پاک کے اہلبیت اطہار جو تمام اہل اسلام کے دین کے پیشوا ہین اون کی نسبت اس مذہب والون کے تین قسم کے اعتقاد ہین بعضون کے توسرے سے وجود ہی سے ان کو قطعًا انکار ہے اور بعضون کے وجود کا تو اقرار ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اون مستحقین رحمت کبریائی کی ذات عالی درجات پر لعنت وملامت کی بوچھار ہے اور بعض معدودے چند وہ اشخاص ہین جن کے دعوے محبت پر ان کے مذہب کا بظاہر دار ومدار ہے مگر دعوی محبت کی آڑ مین درحقیقت اون بزرگان دین کی اسقدر توہین کی ہے کہ کوئی دشمن سے دشمن بھی اسقدر نہین کرسکتا اول قسم کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونون صاحبزادیان جنکا حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ ایک کا دوسری کے بعد عقد ہوا تھا قطعًا رسول مقبول کی صاحبزادیان ہونے ہی سے انکار ہی کرتے ہین کہ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے تہین یہ انکار اس بنا پر ہے کہ اس اقرار مین کہین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ داماد مصطفٰے کا مومن کامل ہونا اور اونکی ذات کے واسطے اس شرف خاص کا حاصل ہونا ثابت ہوجائے حالانکہ کلینیؒ سے یہ امر بتصریح ثابت ہے کہ یہ دونون صاحبزادیان خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی صلب مبارک سے پیدا ہوئین تہی لیکن اپنے تعصب وعناد کے سبب سے اپنی اس معتبر کتاب کی روایت کا بہی مطلق اعتبار نہین کرتے ایسے ہی حضرت ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی سے جنکا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیا تھا انکار کرتے ہین اور اس انکار کی وجہ بھی اوس ہی قسم کی ہے جو ابہی بیان ہوچکی اس روایت کے بیان مین ناقلان روایات مذہب شیعہ نے طرح طرح کے رنگ بدلے ہین اور قسم قسم کے بہیس بدل کر عجیب وغریب قسم کے تماشے دکہلائے ہین کہین تو یون ظاہر کیا ہے کہ ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ

اس کے متعلق حاشیہ بیان خلافت مین گذرچکا۔

عنہا کے بطن سے ہی نہیں بلکہ جناب امیر رض نے اسماء بنت عمیس کے ساتھ جو نکاح کیا تھا اون کے ساتھ آئین نہیں کسی مقام پر یہ انوکھا تعجب خیز تماشا

کیا ہے کہ جناب امیر نے اگرچہ تقیہ کے سبب سے حضرت عمرؓ کے ساتھ اون کا عقد کر دیا تھا لیکن رخصتی کے وقت ایک جنیہ کو ام کلثوم کی ہمشکل بناکر حضرت عمر کے پاس بہیجدیا تھا کسی جگہ پر نکاح اور رخصتی دونوں کو تسلیم کرکے یہ نرالی چال چلی ہے کہ اگرچہ نکاح اور رخصتی تو حضرت ام کلثوم ہی کی ہوئی تھی لیکن حضرت عمرؓ عزیز مصر کی طرح پر خاص وقت مین جناب امیر کے تصرف سے اون پر قدرت نہین پاتے تھے پہر اس قصہ نکاح کو اپنے نفس کے مخالف جانکر ایسے فحش و نامہذب الفاظ مین بیان کیا ہے جنکا نقل کرنا ہم اپنے اس مہذب رسالہ مین پسند نہین کرتے غرض اس معاملہ خاص مین ان حضرات کا ایک ایک نرالا ہی بیان ہے جو محض خلاف عقل ہے ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ اول تو جناب امیر اسد اللہ الغالب کو حضرت عمرؓ سے بہلا ایسا کیا خوف تھا یا کس قسم کی ایسی لالچ دامنگیر تھی جس کے سبب سے اپنی صاجزادی معصومہ کا جبراً قہراً اون کے ساتھ نکاح کر دیا دوسرے آپ نے جنیہ خبیثہ کو جو اپنی صاجزادی طیبہ کی ہمشکل بناکر بہیجا کسی جن کو ڈرانی شکل کا بناکر اون کے پاس کیون نہ بہیجدیا جو اون کو ایک دم سے ڈرا مارتا یا اپنی کمان کا اژدہا بناکر اون کے سامنے کیون نہ ڈالدیا جو منہ پہیلا کر کھاؤن کھاؤن کرتا ہوا اون کی طرف دوڑ پڑتا جس سے ڈر کر وہ دہمک جاتے جیسا کہ شیعون کے گمان مین یہ امر ایک مرتبہ وقوع مین آچکا تھا تیسرے یہ کہ جناب امیر نے حضرت عمرؓ پر اسقدر جو تصرف کرامت کیا کہ وہ وقت خاص مین آپ کی صاجزادی پر قوت نہ پاتے تہے پہلے سے اون کے دل ہی پر ایسا تصرف کیون نہ کر دیا کہ وہ نکاح کے ارادہ ہی سے باز رہتے غرض اس قصہ واہیہ کے سب پہلو ایسے نامعقول ہین جنکو ادنی اہل عقل بہی عقلاء شیعہ کے سوا ہرگز تسلیم نہین کرسکتا دوسری قسم وہ ہے کہ جس پر

لعنت ملامت کرنا نعوذ باللہ منہ ان کا خاص شعار بلکہ اون کے نزدیک عین دین وایمان
مین اوسکا شمار ہے جیسے کہ رسول مقبول سید الکائنات کی ازواج مطہرات جن کی شان
مین آیت تطہیر نازل ہوئی مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ و
ام حبیبہ رضی اللہ عنہما ان محترمات کے ساتھ اس فرقہ خاص کی عداوت رکھنے کی خاص
وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تو حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی اور حضرت حفصہ حضرت
عمر فاروقؓ کی بیٹی اور حضرت ام حبیبہ امیر معاویہ کی بہن تہین خصوصاً حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا جو رسول مقبول محبوب رب العالمین کی محبوب ترین ازواج مطہرات تہین
جن کی شان عالی مین بالتخصیص کلام اللہ مین آیات خاصہ برارت کے لئے نازل ہوئی
ہین اون کی طرف سے تو یہ سب سے زیادہ خار کہائے ہوئے ہین اور اون کی شان
پاک مین ایسے ایسے ناپاک الفاظ بیان کرتے ہین کہ العظمۃ للہ جکا سننا تمام مومنین
کو خصوصاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ تیسری قسم
اہلبیت کی وہ ہے جس کی محبت کا ان کو بہ ظاہر اقرار ہے بلکہ اس زبانی دعوی محبت
پر ان کے مذہب کا مدار ہے وہ صرف چند گنے چنے اشخاص ہین بارہ امام اور چند اونکی
عورتین ان بزرگوارون کے ساتھ اس فرقہ والون کا یہ برتاؤ ہے کہ ظاہر مین تو
بڑے دہوم دہڑکے سے ان کی محبت کا دعوی لیکن اون کے حالات اس قدر
توہین وتذلیل کے ساتھ ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین بیان کئے ہین
کہ خارجیان ناپاک کی کتابون مین بہی جو اہل بیت پاک کے کہلے
ہوئے دشمن ہین ہرگز نہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا جو تمام امامون کے سردار اور اون کے اصل الاصول ہین اون کی نسبت حق الیقین
وغیرہ مین عجیب وغریب قصہ لکہا ہے جس سے اون کی انتہا درجہ کی توہین نکلتی ہے کہ پیغمبر
صاحب کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ بہ اتفاق صحابہ خلیفہ وقت قرار دے گئے تو جناب امیر

نے اون سے بیعت نہ کی اور اپنے گہر مین چھپکر بیٹھہ رہے اوسوقت خلیفہ وقت نے اپنے وزیر اور چند مشیران باتدبیر کو اون کے پکڑ نیکے واسطے بہیجا جو وقت یہ اشخاص وہان پہنچے تو جناب امیر نے دروازہ بند کر لیا مخالفین نے اوسکو آگ لگادی یہ کیفیت دیکھکر حضرت فاطمہؓ نے در پر کہڑے ہوکر فریاد کرنی شروع کی مخالفین کے افسر نے دروازہ کو دہکا دیا کہ وہ معاذاللہ اون کے پہلوئے مبارک پر گر پڑا جس سے اونکو سخت صدمہ پہنچا اس صدمہ کو ایسے بیہودہ اور شرمناک لفظون مین بیان کیا ہے جن کی بجنسہ نقل کرنیکو غیرت اسلام ہرگز مقتضی نہین ہوتی اس کے بعد لکہتے ہین کہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما نعوذ باللہ علی شیر خدا کی گردن مین رسی باندہ کر کشان کشان خلیفۂ وقت کے پاس لے چلے اوسوقت جناب امیر نے یہ کہا کہ اگر پیغمبر صاحب مجکو وصیت نہ کرتے تو آج تمکو یہ معلوم ہوجاتا کہ میرے مددگار زیادہ ہین یا تمہارے غرض خلیفہ وقت کی خدمت مین آپنے پہنچکر جبراً قہراً اون سے بیعت کی اس کے بعد شام کے وقت دروغ بر گردن راوی جناب امیر اپنی زوجۂ مطہرہ کو گدہے پر سوار کرکے اور دونون صاحبزادون کا ہاتھ پکڑکر ایک ایک مہاجر و انصار کے گہر یہ کہتے پہرے کہ دیکھو پیغمبر صاحب نے مجکو اپنا خلیفہ بنا دیا تہا انھون نے میری خلافت چہین لی تم کوشش کرکے میرا حق مجکو دلوا دو مگر چار شخصون کے سوا سب نے انکار کر دیا دوسرے روز پہر ایسا ہی کیا پہر بہی صرف اونہین چار شخصون نے مدد دینے کا اقرار کیا آپ نے کہا کہ فقط ہم چار آدمیون سے بہلا کیا ہوگا اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت حق الیقین مین یہ لکہا ہے کہ انھون نے جناب امیر سے یہ کہا کہ دشمنون نے تو غلبہ کر رکہا ہے اور تو خائنون کی طرح گہر کو بہاگ آیا اور اسطرح پر بیٹہ رہا جیسے کہ مان کے پیٹ مین بچہ بیٹہا رہتا ہے کلینیؒ شریف مین لکہا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عمرؓ کا گریبان پکڑکر کہینچ لیا اس قصہ واہیہ مین جو یارون نے خلافت کے متعلق مضمون تراشا ہے باوجود اس امر کے کہ

اس کے متعلق قصہ باغ فدک مین مضمون گذر چکا۔

اسمین جناب مرتضوی اور اہلبیت نبوی کی انتہا درجہ کی توہین لازم آتی ہے کئی وجہ سے یہ عقل کے بہی بالکل خلاف ہے اور صاف بناوٹ کے آثار اِس کے ہر ایک جزو سے ظاہر ہو رہے ہین کیونکہ اول تو حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا صاحب ذوالفقار قاتل الکفار کرار غیر فرار کو کسی کا ایسا کیا ڈر ہوسکتا تہا جس کے سبب سے گہر مین چہپکر بیٹہہ جاتے اون کی شان عالی کے تو یہ شایان نہ تھا کہ ذوالفقار آبدار کہینچکر مجمع عام مین اکہڑے ہوتے اور باواز بلند یہ فرماتے کہ بہلا دیکہین تو کسکی مجال ہے جو ہمارے ہوتے مسند خلافت رسالت پر جلوہ گر ہو بیٹہے دوسرے اگر کسی مصلحت خاص کے سبب سے جسکو خاص شیعہ صاحب ہی خوب جانتے ہونگے یہ کرنا منظور نہ تھا تو اتنا کرنا تو ضرور تھا کہ علانیہ طور پر برملا یون کہدیتے کہ ہم کسی کی بیعت نہین کرتے بہلا دیکہین تو کوئی ہمارا کیا کرسکتا ہے تیسرے یہ ہے کہ اگر اوسوقت بہی خاموشی اختیار کی ہتی تو جوقت مخالفین گہر مین آگہسے اور سرکشی کے ساتھ نہایت گستاخانہ طور پر آپکے ساتھ پیش آئے تو ایسی سخت حالت مین کہ جس مین ادنے سے ادنے شخص کو بھی ضرور جوش آجایا کرتا ہے ضرور اپنی شجاعت وکرامت کے اظہار کا خاص الخاص موقع تھا اور کچہہ زیادہ نہین صرف اتنا ہی کافی ووافی تھا کہ جن دو شخصون نے گردن مین رسی ڈالی ہتی اونمین سے ایک کے سامنے تو اپنی کمان کا اژدہا بنا کر پہینکدیتے کہ وہ منہہ پہیلا کر کہانے کو دوڑ پڑتا جس کے ڈر کے مارے وہ مخالف سہم جاتا اور دوسرے کے گلے مین عمود کا حلقہ بنا کر ڈالدیتے کہ وہ معاند دم بخود رہجاتا چوتھے یہ ہے کہ جب آپ نے یہ کہا کہ اگر پیغمبر جناب اس معاملہ مین مجکو وصیت نہ فرماتے تو آج تمکو معلوم ہوجاتا کہ کس کے معاون ومددگار زیادہ ہین پہر اوس وصیت کے برخلاف کیون آپ گہر گہر مدد طلب کرتے پہرے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وصیت کے برخلاف عمل کرنا بھی پڑا جو آپ کی شان کے نہایت خلاف تھا اور آپ کے مددگارون کا حال بہی بخوبی سبکو ظاہر ہوگیا کہ چار شخصون کے سوا غیر سے ایک مددگار بہی نہ نکلا پانچوین یہ ہے کہ اسقدر جہگڑا قصہ جو آپ نے ناحق پہیلایا اور فرض

بقدر ضرورت تقیہ ہی کیون نہ کر لیا جو اصول شیعہ کی بنا پر ایسا ضروری ہے کہ جو تقیہ نہ کرے اوسکا
دین ہی نہین چھٹے یہ ہے کہ روایات کتب شیعہ کی موافق جناب امیر کو جب آخر کار تقیہ سے
چھٹکارا ہی نہوا تو پہر اول امر سے ہی کیون اوسپر عمل نکیا کہ ابتداے ہی اس قسم کے قضیہ و قصہ
نہ اوٹھنے پاتے چنانچہ ان کی کتابون سے تو یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ آپ تقیہ کر کے تینون
خلیفون کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور مسائل بھی اون ہی کے منشا کی مطابق بیان فرمایا
کرتے تھے اور کلام اللہ بھی اون ہی کا مرتب کیا ہوا پڑھا کرتے تھے یہان تک کہ جو وقت
آپ مستقل طور پر خلیفہ و حاکم وقت تھے اوس وقت بھی آپ کا یہی عملدرآمد تھا نہج البلاغۃ نہایت
فصاحت و وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو ادا کر رہی ہے اور اصول کافی کی شہادت اس
معاملۂ خاص مین کافی ہے غرض ان ہی اصول سے اس قصہ کا موضوع ہونا بخوبی ثابت
ہے رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر کی خدمت مین گستاخانہ پیش آنا اور حضرت
عمر کا گریبان کہینچنا یہ بہی بالکل خلاف عقل ہے کیونکہ اس قسم کا معاملہ عوام اہل اسلام کی عورتون
سے بہی بعید ہے چہ جائے کہ خاص خاتون جنت جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
اور حضرت علی مرتضیٰ داماد مصطفیٰ کی زوجہ مطہرہ ہون وہ تو کیا اون کی باندیون سے بہی
ایسا نامعقول امر سرزد نہین ہوسکتا یہ تو امامون کے سردار اور اون کے والدین شریفین کا حال
تھا اب آگے اور امامون کا حال سنئے جو اون کی اولاد امجاد مین سے ہین کہ دوسرے امام
حسن مجتبےٰ ہین ہر چند کہ یہ حضرات شیعہ اون کے حال سے زیادہ سروکار نہین رکھتے اس
سے کہ اونہون نے امیر معاویہ سے صلح کر کے خلافت اون کو سونپ دی ہتی مگر چونکہ بارہ
امامون مین عدد پورا کرنے کی غرض سے اونکو بہی شمار کرتے ہین اس لئے جسقدر برائے
نام اون سے کام ہے اوس ہی قدر غایت ہی قدر قلیل اون کے شامل حال ہے اور
نسبت یون لکہا ہے کہ چونکہ اونہون نے امیر معاویہ سے صلح کر لی ہتی اسلئے مومنین کا سہ
کر دیا تھا مسلمانون کے درمیان مین صلح کرنے کے سبب سے اور امارت دنیاوی کے ترک کرنے

وجہ سے سرکار شیعہ سے سود وجوہ المومنین کا خطاب عطا ہوا پھر کسی نے اسقدر طرہ اور لگادیا ہے کہ امام حسینؑ نے یون فرمایا کہ اگر میری ناک کاٹ ڈالی جاتی تو اس سے بہتر تھا کہ میرے بھائی نے صلح کر لی ارے بھلے مانسو مسلمانون مین صلح کرادینے اور دنیائے ناپائدار کی امارت بے ثبات کے ترک کر دینے کو بھلا کوئی مسلمان با ایمان بھی برا سمجھتا ہے ؎

ہر شئے مین رائے شیعہ عجب باصواب ہے ؏ جو بات ہے خدا کی قسم لاجواب ہے

تیسرے امام حسینؑ شہید کربلا کے حال مین کلینی سلمٰی مین یون آیا ہے کہ ایک منافق مر گیا تھا اور امام حسینؑ اوسکے جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپ کا غلام راستہ مین ملا آپ نے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے اوسنے کہا کہ مین اوس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے بچیا پھرتا ہون آپ نے فرمایا کہ دیکھ تو میرے داہنی جانب کھڑا ہو جانا اور جو کچھ مین کہون وہی تو بھی کہنا پھر جسوقت جنازہ کے ولی نے تکبیر کہی تو آپ نے کہا اللہ اکبر الٰہی تو اپنے فلان بندے پر ہزار لعنتیں کر جو ٹی ہوئی الگ الگ ہون الٰہی تو اپنے بندے کو اپنے بندون اور شہرون مین رسوا کر اور آگ کی گرمی مین تپا اور اوسکو سخت عذاب چکھا کہ یہ تیرے دشمنون کو دوست رکھتا تھا اور تیرے دوستون کو تکلیف دیتا تھا اور اہل بیت نبی کا دشمن تھا۔ اُن قصہ خوانون کی خدمت مین جن کا اس قسم کے خلاف عقل ونقل قصون پر ایمان ہے یہ عرض ہے کہ اول تو امام حسینؑ جیسے بے روے ریا شخص کو جنھون نے یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے اپنا اور اپنے اہلبیت کا سر کٹوا دیا منافق کی نماز پڑھنی ہی کیا پڑی تھی جس کے سبب سے حاضرین جنازہ دھوکے مین پڑ گئے کہ اوہو یہ شخص تو کوئی بڑا ہی پکا اور سچا مسلمان تھا کہ اس کے جنازہ مین امام حسین جیسے برگزیدہ امام خود بہ نفس نفیس تشریف

لہ عن ابی عبد اللہ ؑ ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی یمشی معہ الخ مطلب کل قصہ کا کتاب ہذا مین درج ہے بوجہ طول کل عبارت نہین لکھی گئی فروع کافی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الناصب صفحہ ۹۹ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۳ھ ہجری۔

لائے اور اوس کے جنازہ کی نماز ادا فرمائی غلام کے سوا کسی اور شخص کو یہ کیا معلوم کہ چپکے چپکے کیا کہہ گئے دعا دے گئے یا اوس کے حق مین بد دعا فرما گئے دوسری یہ کہ نماز جنازہ جو شرعاً وضع کی گئی ہے وہ خاص دعا ہی کی غرض سے کی گئی ہے نہ کہ بد دعا کرنیکے لئے تیسرے یہ ہے کہ اگر شیعہ صاحبون کے نزدیک امام کا کام بد دعا کرنا ہی ہوتا ہے تو اوس کے واسطے جنازہ پر آنا ہی کیا ضرور تھا گھر بیٹھکر ہی جسقدر چاہتے دل کھول کر بد دعا کر لیتے اور اپنے شیعان مخلصین کے دلون کو خوب اچھی طرح خوش کر دیتے کیونکہ امام عالی مقام کی بد دعا تو گھر بیٹھے بھی تیر بہدف تھی چوتھے یہ ہے کہ اوس دعا کا پھر کچھہ اثر بھی نہوا کیونکہ اوس مین یہ بھی تو تھا کہ الٰہی اس شخص کو تو اپنے بندون اور شہرون مین ذلیل و رسوا کر پر اب تک اوسکا کسی کو نام تک بھی معلوم نہین کہ وہ کون تھا اور اوس کے کیسے اعمال تھے اور اوس کی کس کس قسم کی خلق اللہ مین رسوائی ہوئی رہا اوس کی عاقبت کا حال کہ وہ وہان مبتلائے عذاب ہوگا تو اوس کا کسی کو دنیا مین مشاہدہ نہین ہو سکتا جسکے دیکھنے کو دنیاوی امور مین کچھہ عبرت ہو پانچوین یہ کہ اس قصہ کے مصنف نے اس مین یہ بھی صنعت رکھی ہے کہ امام کا غلام امام علیہ السلام سے دین کے معاملہ مین افضل و اعلی تھا کہ وہ اپنی صفائی قلب کے باعث سے منافق کے جنازہ سے بچا پھرتا تھا مگر امام صاحب نے اوس آزاد منش کو ناحق اس بلا مین پھنسایا چوتھے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن شہید کربلا ہین اون کی نسبت صاحب کلینی نے یون تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ یزید حج کے ارادہ سے مدینہ طیبہ مین داخل ہوا اور ایک شخص قریشی سے یہ کہا کہ تو میری خلافت کا اقرار کرتا ہے اوس نے کہا نہین اسلیئے کہ نہ تو مجھے افضل ہے اور نہ تیرے باپ میرے والدین سے افضل تھے یہ سنکر یزید نے اوس کو قتل کرا دیا اگلے روز حضرت امام زین العابدین

---

[1] ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ مَقَالَتِہٖ لِلْقُرَشِیِّ الخ مطلب کل عبارت کا کتاب ہذا مین درج [ہے] فروع کافی جلد ۳ حدیث علی ابن الحسین ع مع یزید صفحہ کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ھ

کو طلب کرکے اوسنے بہی اونسے یہی سوال کیا انہون نے کہا کہ اگر مین اقرار نہ کرون تو کیا میرے ساتھ کل والے آدمی کا سا معاملہ کیا جائے گا اوسنے کہا ہان اوسوقت امام نے فرمایا کہ مین تو آپ کا غلام ہون چاہو بازار مین کہڑا کرکے مجکو بیچ لو ارے بہلے آدمیو ذرا اتنا تو سوچو کہ امام سجاد زین العباد اون ہی امام عالی مقام کے تو فرزند ارجمند ہین کہ جنہون نے صرف بیعت نکرنیکی بنا پر اپنی اور اپنے اہلبیت کی جان قربان کردی اون سے یزید کی غلامی کا اقرار صرف اپنی اکیلی جان کی خاطر کب تصور ہوسکتا تھا اس قصہ مین بھی پہلے قصہ کی طرح بنانے والے نے وہ ہی صنعت رکھی ہے کہ ایک عام قریشی امام خاص سے بڑہ کر نکلا کہ حق بات کہنے کی وجہ سے اپنی جان دینی گوارا کی مگر امام نے جان کو مقدم کیا اور حق الامر کو چھپایا پانچوین اور چھٹے امام حضرت امام باقر اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہما مین ان دونون کے حال پر تو شیعہ صاحبون کی انتہا سے زیادہ عنایت ہے اسلئے کہ انکے مذہب کی روایتین اکثر انہین دونون اماموں خصوصاً امام جعفر صادق کی طرف منسوب ہین ان حضرات عالیدرجات کی توہین و تذلیل کے متعلق جسقدر روایتین حضرات شیعہ امامیہ کی کتابون مین موجود ہین اون سب کی نقل کرنے کے واسطے تو ایک دفتر درکار ہے یہ مختصر رسالہ اسکا تحمل نہین ہوسکتا اسلئے دونون امامون مین سے ہر ایک کے متعلق صرف دو دو چار چار روایات پر بطور مشتے نمونہ از خروارے ان کی معتبر کتابون مثل کلینی و استبصار و فقہ من لا یحضرہ الفقیہ سے نقل کرکے اکتفا کرتا ہون فقہ من لا یحضرہ الفقیہ[1] مین امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین یون بیان ہوا ہے کہ امام صاحب بیت الخلا مین داخل ہوئے تو گوہ مین پڑا ہوا ایک روٹی کا ٹکڑا نظر پڑا جھٹ امام نے اوٹھا کر اوسکو دہویا اور غلام جو پاخانہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا اوس کے حوالہ کردیا اور یہ فرمادیا کہ جب تک مین پاخانہ سے نہ نکلون تب تک تو اسکو لئے رہنا جب نکلے تو اوس سے پوچھا کہ وہ لقمہ کہان

---

[1] دَخَلَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرُ الْخَلَاءَ فَوَجَدَ لُقْمَةَ خُبْزٍ فِي الْقَذَرِ فَاَخَذَهَا وَغَسَلَهَا وَدَفَعَهَا اِلٰى مَمْلُوْكٍ كَانَ مَعَهٗ فَقَالَ تَكُوْنُ مَعَكَ لِاٰكُلَهَا اِذَا خَرَجْتُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لِلْمَمْلُوْكِ اَيْنَ اللُّقْمَةُ قَالَ اَكَلْتُهَا يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

من لا یحضرہ الفقیہ جزء اول باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والاداب فیہ الی الخروج منہ صفحہ ۸ مطبوعہ مطبع جعفریہ لکھنؤ

ہے اوس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ مین نے اوسکو کہا لیا آپ نے کہا کہ جا مین نے تجکو آزا
کیا کیونکہ ہم امام لوگ کسی جنتی سے خدمت نہین لیا کرتے یہ ٹکڑا جس کسی کے پیٹ مین جائیگا اوس
جنت واجب ہو جائے گی اس قصہ بیت الخلاء کا بُرائی مین بہرا ہوا ہونا چند وجوہ سے ظاہر ہے اول
تو امام پہلے ہی سے جنتی تھے اون کو اسکی کون ضرورت تھی کہ گوہ کا بہرا ہوا ٹکڑا کہا کر ہی جنتی بنین
دوسرے اس ٹکڑے مین نہ معلوم یہ صفت کیسے پیدا ہو گئی کیسی تعجب کی بات ہے کہ وہ خود تو نا
اور دوسرے کو بنائے پاک تیسرے اگر جنت صرف گوہ کے بہرے ہوئے ٹکڑے کہانے ہی سے ملتی ہے
تو اوسکا نہایت ہی آسان کام ہے جسوقت جس کسی کا جی چاہے لے اوس لقمہ مخصوص کے
کہانے کے سوا کسی اور خاص عمل کرنیکی ضرورت نہین چوتھے یہ کہ اس قصہ نجاست حصہ سے یہ بھی
ثابت ہوا کہ معاذ اللہ جنت ناپاک شے ہے کہ وہ ناپاک شے کے کہانیسے ملتی ہے پانچوین یہ کہ امام کے
اس قول سے کہ ہم جنتی سے خدمت نہین لیا کرتے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امامون کے خادمون مین سے
کوئی شخص بہی جنتی نہین ہوا کرتا نہ معلوم کہ یہ حضرات شیعہ بخوف وخطر قنبر غلام حیدر شیر نر کی بہ نسبت
کیا اعتقاد رکہتے ہین پانچوین اس قول نامعقول سے یہ امر لازم آتا ہے کہ امامون کا کوئی خادم ہو
ہی نہ سکے اسلیے کہ وہ خادم امام علیہ السلام یا تو جنتی ہوگا یا ناری اگر وہ جنتی ہے تو وہ امامون کی خدمت
لینے کی قابل نہین اور اگر ناری ہے تو امامون کے دامن امامت پر یہ بدنما دہبہ لگتا ہے کہ
ان کی خدمت کرنیسے کسی شخص کو اور کسی قسم کا نفع پہنچا تو درکنار وہ عذاب دوزخ سے بہی نہین
بچ سکتا کلینی[1] کتاب الزی والتجمل مین لکھا ہے کہ امام باقر صاحب نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم
آخرت پر ایمان لائے تو وہ حمام مین بغیر لنگی باندہے نجائے پہر آپ ایک روز حمام مین داخل ہوئے
اور اپنی شرم گاہ کو آپنے چونہ لگایا جب اوسکو لگا چکے تو لنگی کو کہولکر پھینکدیا غلام نے عرض کیا کہ
میرے والدین آپ پر قربان ہو جائین آپ ہمکو تو لنگی باندہنے کی نصیحت کیا کرتے ہین اور خود آپ نے

---

[1] اِنَّ اَبَا جَعْفَرٍ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ الخ تمام عبارت کا
مضمون کتاب ہذا مین ہے فروع کافی جلد ۲ کتاب الزی والتجمل باب الحمام صفحہ ۱۲ مطبعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ھ

اوسکو چھپنکدیا امام صاحب نے اوس کے جواب مین یہ فرمایا کہ کیا تو نہین جانتا کہ چونہ نے شرمگاہ کو چھپالیا ہے پہر اوسی[1] کتاب مذکور مین اس مضمون کی تائید مین ایک حدیث امام ابو الحسن ماضی کی روایت کی ہے کہ شرمگاہین دو ہین ایک اگلی اور دوسری پچھلی لیکن پچھلی تو چوتڑون سے خود ہی چھپی ہوئی ہے رہی اگلی اوسکو فقط ہاتھ سے چھپا لو افسوس ہے کہ کہان تو یہ امامان باحیا اور کہان یہ فعل فضیحت نما اماموں کے تو غلامون سے بہی اس قسم کی حرکت بجا وقوع مین نہین آسکتی کلینی[2] باب المذی مین ہے کہ امام باقر صاحب نے فرمایا کہ اگر نماز کی حالت مین مذی نکل کر رانون تک بہہ جائے تو اس سبب سے نماز کا قطع کرنا اور رانون کو دہونا نچاہئے اور اسی ہی باب مین امام جعفر صاحب کا یہ قول منقول ہے کہ اگر ٹخنون تک بہی بہہ جائے تب بہی کچھہ مضائقہ نہین مصلیان شیعہ امامیہ سے کوئی پوچھے کہ مذی کے پاک یا ناپاک ہونے سے بہی اگر قطع نظر کیجائے تب ہی یہ تو ضروری ہے کہ مذی کے نکلنے کی اکثر دو ہی صورتین ہوتی ہین یا تو کوئی حسین شخص نگہ کے سامنے جلوہ گر یا اوسکا خیال دلکے پیش نظر ہو ان دونون صورتون مین بہلا نماز کس طرح ادا ہو سکتی ہے اور امامان عالی مقام نماز کی نسبت جو معراج المومنین ہے کسطرح ایسا مضمون بیان فرما سکتے ہین نماز کیا ہوئی گویا مینا بازار کی سیر ہو گئی اصول[3] کافی کلینی مین زرارہ کا بیان ہے کہ مین نے امام باقر صاحب سے ایک مسئلہ دریافت کیا اونہون نے مجکو جواب دیا پہر ایک اور آدمی آیا اور اوس نے بہی وہی مسئلہ دریافت کیا اوسکو میرے خلاف آپ نے جواب دیا پہر کسی تیسرے شخص نے جو وہی مسئلہ آپ سے پوچھا تو اونکو اور ہی طرح کا جواب عنایت ہوا جس وقت وہ دونون شخص چلے گئے تو مین نے امام صاحب سے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ دونون شخص عراق کے رہنے والے آپ کے قدیمی شیعون مین سے ہین ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرتے تھے آپنے ہر ایک کو دوسرے کے خلاف جواب دیا امام صاحب[نے] ارشاد

---

[1] عن ابی الحسن الماضی قال العورۃ عورتان القبل والدبر فاما الدبر فمستور بالالیتین الخ کل مطلب کتاب ہذا مین درج ہے فروع کافی جلد ۲ کتاب الزی والتجمل باب الحمام صفحہ ۶۰ [2] عن ابی عبد اللہ قال ان سال من ذکرک شئ من مذی او ودی وانت فی الصلوٰۃ فلا تغسلہ ولا تقطع الصلوٰۃ ولا تنقض لہ الوضوء وان بلغ عقبیک فروع کافی باب المذی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۳ [3] عن زرارۃ ابن اعین عن ابی جعفر قال سألتہ عن مسئلۃ فاجابنی الخ مطلب کتاب ہذا مین ہے اصول کافی

فرمایا کہ زرارہ ہمارے حق مین یہ ہی امر بہتر ہے اور اسی مین ہماری اور تمہاری بقا ہے اگر تم سب
ایک طریق پر ہو جاؤ تو آدمیون کو اس امر کی تصدیق ہو جائے گی کہ تم ہمارے گروہ مین سے ہو
پس اس صورت مین ہماری اور تمہاری دونون کی بقا کم ہو جائے گی پھر زرارہ نے کہا کہ مین نے
امام ابو جعفر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے شیعہ ایسے ہین کہ اگر آپ ان کو تیرون اور بھالون
اور آگ مین داخل ہونے کا بھی حکم دین تو یہ اون مین بھی گھس جائین لیکن یہ سب آپ کی خدمت
مین سے مختلف العقیدہ ہنکر نکلے ہین اس کے جواب مین آپ نے بھی وہی کہا جو آپ کے باپ
نے کہا تھا افسوس صد افسوس کہان تو ائمہ پاک اور کہان یہ شان نفاق اب مین کلینی شریف
مین سے ایک ایسا قصہ لطیف چھانٹ کر بیان کرتا ہون جس مین حضرت امام باقر و امام جعفر و امام
موسیٰ کاظم صاحبان یعنی دادا سے لیکر پوتے تک کا عجیب وغریب حال حیرت اشتمال کا ذکر ہے مین
نے اس قصہ لطیفہ کا نام عطر مجموعہ رکھدیا ہے وہ قصہ لطافت حصہ یہ ہے کہ ایک شیعہ صاحب جنکی
روایت شیعون کے نزدیک بڑی مستند و معتبر سمجھی جاتی ہے یون بیان فرماتے ہین کہ مین[1] ایک روز
حضرت امام باقر صاحب کی خدمت مین گیا اوسوقت آپ کے پاس حضرت امام جعفر صاحب کھڑے
تھے مین نے عرض کیا کہ حضرت آپ اپنے ان صاحبزادہ کی کہین شادی نہین کرتے آپ نے فرمایا
کہ میان جسوقت لونڈی غلامونکا بازار لگے گا تو اوسوقت ہم ان کیواسطے ایک لونڈی خرید دینگے غرض جب
پینٹھ کا روز ہوا اور لونڈی غلامونکے بکنے کا وقت آیا تو مین اوسوقت حضرت امام باقر صاحب کی خدمتمین
مین گیا دیکھا تو اُسوقت بھی امام جعفر صاحب آپکے پاس کھڑے ہوئے تھے اور امام باقر صاحب کے سامنے اشرفیونکی ایک تھیلی
سربمہر رکھی ہوئی تھی امام صاحبنے مجھ سے فرمایا کہ لو میان اس تھیلیہ کو بازار مین لیجاؤ اور اونکے لئے ایک لونڈی خریدلاؤ

[1] قال دخل ابن عكاشة ابن محصن الاسدي على ابي جعفر ع فكان ابو عبد الله ع قائما عنده فقدم اليه عنبا فقال حبة حبة يأكله الشيخ الكبير والصبي الصغير وثلثة واربعة يأكله من يظن انه لا يشبع فقال لابي جعفر ع لاي شيء لا تزوج ابا عبد الله فقد ادرك التزويج الخ کل قصہ کتاب ہذا مین درج ہے بوجہ طول تمام عبارت نہین لکھی گئی اصول کافی مولد ابی الحسن موسیٰ ابن جعفر ع صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ نول کشور لکھنو سنہ ۱۳۰۲ھ

مین حسب الحکم بازار مین پہنچا اور ایک ایک باندی لونڈی کو خوب تاڑا مگر کوئی نگاہ پر نہ چڑھی مین نے
سوداگر سے پوچھا کہ کیون بہائی ان کے سوا کوئی اور باندی بہی ہے اوس نے کہا ہان دو اور
ہین اور اون دونون مین سے ایک بہت خوبصورت ہے مین نے اونکو بہی دیکھا اور اونکی
قیمت کو پوچھا اوس نے کہا کہ ایک ہزار اشرفیان اس ایک کی قیمت ہے مین نے کہا کہ یار ہمارے پاس
تو ایک صرہ دینار سربستہ ہے اس مین جسقدر بہی ہون تو سہی لے اور اس باندی کو دیدے اوسنے
جواب دیا کہ مجکو ہزار سے کم مین دینی منظور نہین ایک بوڑہا شخص وہان بیٹہا ہوا تہا اوس نے مجہ سے
کہا کہ ذرا تم ان اشرفیون کو تہیلیہ کہول کر گنو تو سوداگر نے کہا کہ کیون ناحق تکلیف کرتے ہو اگر ہزار
مین سے ایک اشرفی بہی کم ہوگی تو مین ہرگز نہ لونگا اوس بوڑہے آدمی نے کہا کہ میان بہلا
گنو تو سہی مین نے گنا تو پوری ایک ہزار نکلین نہ ایک کم نہ ایک زیادہ القصہ مین اون کی عوض
مین اوس باندی کو خرید کر لایا یہان آکر دیکھا تو اوسوقت بہی امام باقر صاحب کے سامنے امام جعفر رض
صاحب کہڑے ہوئے تہے مین نے اوس باندی کو آپ کے سامنے پیش کیا امام باقر صاحب نے پہلے
اوسکا نام پوچھا اوس نے حمیدہ تبلایا آپ نے فرمایا کہ تم دنیا مین تو ہو حمیدہ اور آخرت مین ہو محمودہ
پہر یہ دریافت کیا کہ تم اچہوتی ہو یا کسی مرد کے پاس گئی ہو وہ بولی کہ اچہوتی امام صاحب نے کہا
کہ سوداگرون کا تو یہ قاعدہ نہین ہوتا کہ وہ کسی باندی کو اچہوتی چہوڑ دین تمکو کیونکر چہوڑ دیا اوس نے
جواب دیا کہ سوداگر میرے ساتہ فعل بد کا قصد تو کیا کرتا تہا یہانتک کہ وہ دونون رانون کی
بیچ مین بیٹہ جایا کرتا تہا اوسوقت خاص مین ایک بوڑہا آدمی نمودار ہوتا تہا اور اوس کے سر مین
چپت مارنا شروع کرتا تہا جس کی وجہ سے وہ اس فعل سے باز رہتا تہا یہ قصہ سنکر امام باقر صاحب
نے صاحبزادہ صاحب سے یہ فرمایا کہ لو میان جعفر تم اس باندی کو لیجاؤ اس سے تمہارے ایک لڑکا
موسیٰ کاظم نام پیدا ہوگا پس امام جعفر صاحب نے اوس باندی کو اپنی محلسرا مین داخل کیا
اور مجہسے یہ کہا کہ جسوقت ہمارے لڑکا پیدا ہوگا تو ہماری بی بی کا انتقال ہوجائیگا پہر عقد حمل کے
بعد جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا اور دردزہ شروع ہوا تو مجہ سے امام جعفر صاحب نے کہا کہ جاؤ خبر

تو لاڈ کیا ہوا امین نے جاکر جو دیکھا تو لڑکا پیدا ہو چکا تھا اور خیر سے بی بی صاحب صحیح وسلامت
موجود تہین اور لڑکا اس شان کے ساتھ تھا کہ اپنا سر تو آسمان کی طرف اوٹھائے ہوئے اور
اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین کو قبضائے ہوئے تہا مین نے اگر سارا ماجرا بیان کیا امام صاحب
نے کہا کہ آسمان کی طرف سے غیبی آواز جو آرہی ہے اوس کے سننے کے لئے سر کو اوپر کی طرف
اوٹھا رہا ہے اور زمین کو اس لئے پکڑے ہوئے ہے کہ اوسمین سے علم کو دونوں ہاتھوں سے
کھینچ رہا ہے اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ پیشوایان شیعہ نے اس قصہ مین تینوں اماموں پیشوایان
دین کا دادے سے لیکر پوتے تک کیسا مذاق اوڑایا ہے اور قصوں کی طرح اس قصہ کے ہر ہر
جزو سے بھی اسکا بنا ہوا ہونا اہل فہم کے نزدیک صاف ظاہر ہے اول تو جسوقت یہ شخص امام باقر
صاحب کے پاس گیا تھا اوسوقت تو امام جعفر صاحب امام باقر صاحب کے سامنے کھڑے ہی تھے
لیکن جب لونڈی غلاموں کے بازار لگنے کا زمانہ آیا اور یہ شخص امام صاحب کی خدمت
مین پہنچا تب بھی وہ اپنے والد ماجد کے روبرو کھڑے ہوئے تہے وہ صرہ
دینار بھی سامنے ہی تیار تھی پھر جس وقت یہ شخص باندی خرید کر لایا اوس وقت
بھی وہ پدر بزرگوار کے پاس موجود تھے اگرچہ اتفاق سے ایسا ہونا ممکن ہے لیکن
جب اس قصہ کے تمام اجزا کو غور سے دیکھا جاتا ہے اور باقی سب اجزاء کی
طرح یہ جزو بھی صاف بنا ہوا نظر آتا ہے دوسرے یہ کہ باندی کی جس قدر
قیمت تھی تھیلی مین پہلے ہی سے اوتنی ہی اشرفیاں موجود تہین اگر یوں کہا
جائے کہ امام صاحب کو چونکہ اپنے علم سے اول ہی سے اوس کی قیمت کا حال
معلوم تھا اس لئے آپ نے اوتنی ہی اشرفیاں تھیلیہ مین بھر
رکھی تہین تو اول تو اس خریدنے والے سے آپ کو پہلے ہی سے یہ کہدینا چاہئے تھا کہ اس
تہیلی مین اتنے دینار ہین اور اتنے ہی دیناروں کو باندی ملے گی تاکہ یہ خریدنے والا اسقدر
وقت مین تو نہ پڑتا دوسرے جب آپ کا علم یہان تک وسیع تھا تو اوس باندی کے نام

اور اوس کی اچھوتی اور غیر اچھوتی پوچھنے کی کون ضرورت ہتی کہ غیرون کے سامنے یہ بات اوس سے دریافت کرکے ناحق اوس حیادار کو آپ نے شرمایا تیسرے یہ کہ اپنے صاحبزادہ کے روبرو خاصکر جبکہ غیر شخص بہی اوسوقت موجود ہو ایسی عورت سے جو عنقریب ہی اون کی بی بی بننے والی ہو ایسا شرمناک حال دریافت کرنا عام شخصون کو بھی زیبا نہین اور امام عالی مقام تو خاص اشخاص مین سے تہے اون کی شان عالی کی طرف ایسے ادنے امور کا منسوب کرنا انتہا درجہ کی گستاخی و شوخ چشمی ہے چوتھے یہ کہ امام جعفر صاحب کا اپنی زوجہ مطہرہ کے درد زہ کے وقت کسی کو دریافت حال کے لئے خصوصًا غیر شخص کو بھیجنا کسی صورت سے خیال مین نہین آسکتا پہر اس کی ضرورت ہی ایسی کیا بڑی ہتی کچھہ دیر کے بعد اونکو خود ہی معلوم ہو جاتا کہ لڑکی پیدا ہوئی یا لڑکا پانچوین یہ کہ امام صاحب کا یہ کہنا کہ جب ہمارے لڑکا پیدا ہوگا تو ہماری بی بی کا انتقال ہو جائے گا بالکل غلط نکلا کیونکہ قاصد صاحب نے جسوقت وہان جاکر دیکھا تو بی بی اور لڑکے دونون کو صحیح و سلامت پایا حالانکہ شان امامت کے یہ امر بالکل خلاف ہے کیونکہ شیعون کے نزدیک امام کو علم ماکان و مایکون ہونا چاہئے چھٹے یہ کہ امام صاحب کا اپنے صاحبزادہ کے اوپر دیکھنے اور زمین پر دونون ہاتھ ٹیکنے کی نسبت یہ ارشاد فرمانا کہ یہ آسمان کی جانب سے فرشتہ کی آواز سنتا ہے اور زمین مین سے اپنے دونون ہاتھون سے علم کہینچ رہا ہے کیسا خلاف قیاس امر ہے جو شخص اسکو سنتا ہے اوسکو بیساختہ ہنسی آتی ہے کیونکہ آواز کا سننا کانون کے متعلق ہے آنکھون سے اوسکو کچھہ تعلق نہین اور علم دانون کی طرح زمین پر بکھرا ہوا نہین پڑا ہوتا کہ کوئی اوسکو ہاتھون سے سمیٹ لے آٹھوین امام علی رضا صاحب کی نسبت یون بیان ہوا ہے کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ حضرت اپنی بیبی کی مقعد مین دخول کرنا کیسا ہے انھون نے جواب دیا درست ہے پہر اوس نے دریافت کیا کہ بھلا اسکا کلام اللہ مین بہی کہین ذکر ہے کہا ہان جس جگہ قرآن شریف مین یہ ذکر ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس جسوقت فرشتے امردون کی صورت بنکر آئے اور اونکی قوم جو اغلام کی عادی تہی یہ سنکر دوڑی

تو آپ نے فرمایا کہ میرے مہمانون مین تو تم میری فضیحت نکرو اس کام کے لئے تو میری بیٹیان موجود ہین جو اسکے واسطے مناسب ہین جس کی تمام مفسرین اہل سنت نے یہ تفسیر لکھی ہے کہ یہ عورتین جو میری بیٹیون کی برابر ہین اونکو اللہ تعالےٰ نے اس کام کے لئے پیدا کیا ہے اون سے تم نکاح کر لو ان کے امام نے یہ فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کا یہ مطلب تھا کہ تم ان کی دبر مین دخول کرو نعوذ باللہ من ذالک کہان انبیاء پاک اور کہان یہ فعل ناپاک غرض اسی طرح پر ایک ایک امام کا حال لکھکر امام مہدیؑ صاحب تک نوبت پونہچائی ہے وہ امام حسن عسکری کے بیٹے تھے جو اون کی باندی نرگس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور وہ دشمنون کے خوف سے غار مین جا چھپے اور کلام اللہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے پھران سب امامون کے متعلق نشترک مضامین جو ان کی معتبر کتابون کلینی واستبصار وفقہ من لایحضرہ الفقیہہ سے ثابت ہوتی ہین یہ ہین کہ جس[1] قدر بہی امام گذرے ہین وہ سب کے سب تقیہ کیا کرتے تہے یعنی مخالفین کے خوف اور اون کی رعایت ومروت کے سبب سے دین کے معاملہ مین حق کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے یہان تک کہ قرآن شریف بہی منافقون کا بگاڑا ہوا بلکہ نماز تک بہی اون کے پیچھے پڑہا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تہے کہ تقیہ کرنا ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے اوس کا دین ہی نہین اور جو شخص[2] تقیہ کرکے مخالفین کے پیچھے نماز پڑھے تو ایسا ثواب ہے جیسا کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اول صف مین نماز پڑہی اور مسائل بہی اون ہی کے موافق بیان کیا کرتے تہے مگر چپکے سے اپنے موافقین سے اسکے خلاف کہدیا کرتے تہے بلکہ اصل کلام اللہ بھی اونکو تنہائی مین دکہلا دیا کرتے تہے لیکن اوس کے پڑہنے بلکہ کھول کر دیکھنے تک کی بہی اونکو ممانعت فرما دیا کرتے تھے اہل سنت کے سامنے اون کی اور اون کے پیشوایون کی انتہا درجہ کی تعریف مگر اون کی پیٹھہ پیچھے اونکی غایت

---

[1] بحث امامت مین تقیہ کے متعلق حاشیہ گذر چکا۔ [2] مَنْ صَلّٰی مَعَہُمْ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ کَانَ کَمَنْ صَلّٰی خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔ فقہ من لایحضرہ الفقیہہ باب الجماعۃ وفضلہا صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ مطبع جعفریہ لکھنؤ۔

درجہ کی مذمت بیان کیا کرتے تھے چار شخصون نے اگر امام عالی مقام صادق الکلام سے ایک
مسئلہ دریافت کیا تو چارون کو چار ہی طرح کا جواب دیا حاصل یہ ہے کہ اس ہی قسم کی بیانات
دتوہین آمیز حالات ائمہ دین کی نسبت ان کی معتبر کتابون مین درج ہین جسکا جی چاہے
ملاحظہ کرلے اب اس مقام پر کئی امور غور طلب ہین اول تو یہ کہ امام دین کے ظاہر کرنے کے
واسطے ہوتے ہین یا اوسکے چھپانے کے لئے دوسرے جب کہ اماموں مین جو اعلیٰ درجہ
کے دیندار ہوتے ہین یہ صفتین موجود تہین تو دینداروں اور بیدینون مین کیا فرق ہوا تیسری
یہ کہ جب اعلیٰ درجہ کے دینداروں مین اس قسم کی صفات قرار دی گئین تو ضرور ہے کہ بیدینون
مین اسکے خلاف صفتین ہونی چاہئین اور بیدین شخص اوسکو کہنا چاہیے جو دین کے معاملہ مین
کسی کے خوف یا کسی کی رعایت و مروت کے سبب سے حق کو نہ چھپائے اور اوسکا ظاہر و باطن
یکسان ہو چوتھے یہ کہ کلام اللہ کا نزول اور بعثت رسول مقبول جب خاص ہدایت خلایق
کے واسطے ہوا ہے تو وہ مقصود اخفا کی صورتین کیسے حاصل ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ اس حالت مین دونون
کا عدم موجود برابر ہے ان تمام صور تونمین دین محمدی کی جو ناگفتہ بہ شکل ہوئی جاتی ہے وہ کسی اہل
عقل پر عقلائے شیعہ کے سوا مخفی نہین اب علمائے شیعہ کو مناسب ہے کہ ان چارون اعتراضون کی
جواب مین جنھون نے اونکو چارون طرف سے گھیر رکھا ہے چار وناچار آئمین کیٹیان کرکے اپنے
دین کی چہار دیواری کی حفاظت فرمائین حقیقت مین چار کا عدد ہی اس مذہب والون
کے حق مین اول ہی سے سخت واقع ہوا ہے کہ جہان اسکا نام آیا اور یہ حضرات شش و پنج
مین پڑے واقعی یہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہلبیت سید الانام کی فضیلت خاص اہل سنت
وجماعت کے ہی مذہب مین پائی جاتی ہے حضرات شیعہ کے ہان تو دونون کی مذمت ہی
مذمت بھری پڑی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ صحابہ اخیار کی ہجو و مذمت تو کھلی ہوئی بغض
وعداوت کے ساتھ ہے اور اہلبیت اطہار کی توہین و تذلیل محبت کی آڑ مین ہے۔ چنانچہ
ناظرین رسالہ ہذا پر یہ کیفیت بخوبی منکشف ہوگئی ہے تفضیل کا سید بارہ استہ جو رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر القرون سے اب تک برابر جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت
جاری رہے گا جسپر اس آخری زمانہ مین مخالفین اسلام نے ظلمات غول بیابانی کی صورت
بناکر قایم کردی تہی جس کی وجہ سے ضعیف القلوب اشخاص کو اوسپر چلنا دشوار تھا الحمد للہ کہ ہم
نے اپنی حکیمانہ تدبیر دن سے جو صحابۂ اخیار واہلبیت اطہار سید الابرار کا فیضان ہے اون تمام ظلمات
خیالیہ و اشکال وہمیہ کو بالکلیہ باطل و نیست و نابود کردیا کہ خدا کے فضل و کرم سے اب اس سیدھے
اور سچے راستے پر چلنے کے حق مین کسی قسم کی روک ٹوک باقی نہین رہی ہر شخص اوسکو بے کھٹکے نہایت
آسانی اور فارغ البالی کے ساتھ طے کرکے بفضلہ تعالی منزل مقصود تک کہ اتباع رسول مقبول سے
عبارت ہے پہنچسکتا ہے جو ذریعہ معرفت خداوندی و وسیلہ نجات اخروی ہے اس صراط مستقیم کے
سوا کوئی اور دوسرا طریق منزل مطلوب تک پہنچنے کا نہین اہل اسلام کو چاہئیے کہ اس راہ راست کے سوا
کسی دوسری جانب قدم نہ اوٹھائین اور کسی مخالف مذہب کے مغالطہ دینے سے فریب مین آکر ہرگز
دہوکا نہ کہائین۔ دوسرا اعتراض حضرات شیعہ کا مذہب اہل سنت پر یہ ہے کہ سنیون کے مذہب مین
مختلف مذاہب ہین چار مذہب تو شریعت مین ہین۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اور چار طریقت
ہین۔ چشتی۔ قادری۔ نقشبندی۔ سہروردی پہر ہر ایک مین بہت قسمین ہین اور ہمارے مذہب مین اختلاف
نہین تو جہان کہین اسدرجہ کا اختلاف ہو وہ مذہب حق نہین ہوسکتا ان کا یہ اعتراض
بہی پہلے اعتراض کی طرح عجیب قسم کا مغالطہ ہے جسکو سنکر مذبذب العقیدہ شخصون کے قدم راہ حق
پر چلنے سے رکنے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہین تو اسوقت ہم بہی اپنے پیشوایان شریعت وطریقت
کے اتباع کی برکت سے اس اعتراض ناصواب کے جواب باصواب مین طالبان حق پر حقیقت حال
کما حقہ منکشف کئے دیتے ہین کہ آیندہ حضرات شیعہ کسی ادنے اہل فہم کو بہی اس قسم کے اعتراضات
واہیہ سے انشاء اللہ کبہی مغالطہ مین نہین ڈال سکین گی اب ہم اس اعتراض کا کئی طرح پر جواب
دیتے ہین اہل فہم وانصاف غور سے سنین اول یہ ہے کہ شیعون کے مذہب مین جقدر اختلاف
ہے غالباً روئے زمین کے تمام مذاہب مین سے کسی مذہب مین بہی اسقدر ہوگا جس کی تفصیل یہ ہے

جواب اعتراض شیعہ بر تعدد مذہب اہل سنت

دلیل ہے اس مقام مین اصول کے طور پر بالاجمال بیان کرتا ہون کہ شیعون مین سے ایک فرقہ
تو نعوذ باللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہتا ہے جو نصیریہ کے نام سے مشہور ہے دوسرا
فرقہ آپ کو معاذ اللہ رسول قرار دیتا ہے پہر اوس مین کئی فرقہ ہین ایک کا گمان فاسد تو
یہ ہے کہ وحی حقیقت مین خدا تعالی کی طرف سے جناب امیر پر نازل ہوتی تھی حضرت جبرئیل
علیہ السلام عداوت سے قصداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے جاتے تھے اس ہی بنا پر اس فرقے
والے حضرت جبرئیل پر نعوذ باللہ ان الفاظ سے لعنت کرتے ہین کہ لعنۃ اللہ علی صاحب
الریش دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ عداوت سے نہین بلکہ بھول کر پیغمبر صاحب کو وحی دیجاتی
تھے کہ دونون مین مکھی کی مانند آپس مین شباہت تھی اس فرقہ کا ذبابیہ لقب ہے پہر اِن
مین سے ایک فرقہ جو غرابیہ کے نام سے مشہور ہے وہ کہتا ہے کہ دونون مین غراب یعنی کوے
کی سی شباہت تھی نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات اِن نگس طینت وغراب طبیعتون نے شباہت
بھی تو اپنی ہی شکل پیدا کی ہے تیسرا فرقہ بظاہر خدا اور رسول تو نہین کہتا بلکہ آپ کو خلیفہ رسول
بلافصل قرار دیتا ہے۔لیکن حقیقت مین آپ کی ذات والاصفات مین اس قسم کے اوصاف
قرار دیتا ہے جو خدا اور رسول کے برابر بلکہ اون سے بھی زیادہ ہون جس کی تفصیل کسیقدر
ہم ابتدائے رسالہ مین بیان کر چکے اب اِس فرقہ کے اختلافات باہمی وخرافات لایعنی
کو سنیے ایک تو کہتا ہے کہ محمد ابن حنفیہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تیسرے صاحبزادے تھے
امام مہدی ہین یہ فرقہ بس یہین تک سلسلہ امامت کو ختم کیے دیتا ہے دوسرا فرقہ امام باقر
صاحب اور تیسرا امام جعفر صاحب کو امام مہدی قرار دیتا ہے غرض اسی طرح ہر ایک فرقہ
ترقی کرتے کرتے آخری فرقہ امام حسن عسکری کے صاحبزادے محمد تک پہنچ جاتا ہے جو صغر
سنی مین انتقال فرما گئے تھے اِس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ امام حسن عسکری کے بیٹے محمد نام
جو نرگس باندی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین وہ امام مہدی ہین اور اون کا انتقال
نہین ہوا بلکہ وہ غار سر من رائے مین دشمنون یعنی سنیون کے ڈر کے مارے جا چھپے ہین اور قرآن شریف

کو بھی جو اون کے نانا جان پر نازل ہوا تھا اور اوسوقت تک اوسکا اماموں کے سوا کسی
امتی کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا اپنے ساتھ اوس ہی غار میں لے گئے آخر زمانہ میں جب کچھ گنے
چنے مومن اون کی منشا کے موافق تیار ہو جائینگے تب موقع پاکر غار سے باہر تشریف لائینگے
لیکن صاحب تذکرۃ الائمہ کی یہ تحقیق ہے کہ امام مہدی صاحب بالفعل بادشاہ ہیں اور آپکی دو صاحبزادی بھی ہیں ایک
کا نام قاسم اور دوسری کا طاہر ہی اور یہ دونوں بھی بڑی بڑی شہروں کی حاکم ہیں چنانچہ ایک صاحبزادی تو ایسی بڑی
شہر کی حاکم ہیں جس کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک مہینہ بھر کا راستہ ہے اور دوسری
اس سے بھی بڑے شہر پر قابض ہیں جس کے دونوں دروازوں کا فاصلہ دو مہینے کے راستہ کا
ہے اور وہاں کے ساکنان عنقا آشیان حج کرنے کو بھی آیا کرتے ہیں معلوم نہیں کہ ان بوستان
خیال والوں نے وہ شہر کس مقام پر تجویز کیے ہیں زمین پر تو اسوقت تک اون خیالی شہروں
کا پتہ مل نہیں سکتا شاید آسمان پر کہیں ہوں تو ہوں خیر ہمکو اس سے کیا بحث ہے اس مقام
پر ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ اس عقیدہ والے اشخاص اثنا عشری کے نام سے مشہور ہیں
یعنی بارہ اماموں کے ماننے والے ان سب کا مشترک عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے اپنے سامنے
خم غدیر کے موقع پر مجمع عام میں تمام صحابہ کے روبرو جس کی تعداد غالباً ایک لاکھ چوبیس ہزار
بیان کی گئی ہے اللہ تعالے کے حکم سے جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و ولیعہد مقرر فرمادیا
تھا حتی کہ خلافت کی دستار مبارک بھی سر اقدس پر رکھ دی تھی لیکن رسول مقبول کے
انتقال فرمانے کے بعد ہی سوا دو چار شخصوں کے معاذ اللہ سب مرتد ہو گئے اور جناب امیر
کی خلافت چھین کر خلفائے ثلثہ کو یکے بعد دیگرے دیدی غرض اس بنائے فاسد پر رسول مقبول
کے تمام صحابہ اخیار کو دو چار شخصوں کے سوا برا کہتے ہیں اور صحابۂ کرام سید الکائنات و ازواج
مطہرات سید السادات پر لعنت کرنے کو اپنا جزو ایمان اور افضل الاعمال سمجھتے ہیں اور اسکے
ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جسوقت امام مہدی صاحب خروج فرمائینگے تو اوسوقت پیغمبر
صاحب کے زمانہ کے بلکہ پہلے زمانہ کے بھی تمام کافر و مسلمان زندہ کیے جائینگے اور امام

صاحب کے لشکر کا سپہ سالار رستم ہوگا اور سب سے پہلے امام مہدی صاحب کے ہاتھ پر پیغمبر صاحب بیعت کرین گے پہر امام عالی مقام مدینۂ طیبہ مین تشریف لاکر خلفاء کرام خیر الانام کو اون کی قبر ون سے نکلوا کر پہلے تو سولی دین گے پہر نعوذ باللہ اونکی لاشون کو جلوا کر دریا مین بہا دین گے اور امام صاحب و جناب امیر چالیس چالیس ہزار اور حضرت امام حسینؓ اسی ہزار برس تک دنیا مین بادشاہت کرین گے یہان تک کہ امام حسینؓ کی پلکین سفید ہو جائین گی اور آپ کی بہوین لٹک کر پلکون سے نیچے آپڑین گی معلوم نہین کہ ان حضرات قاسمان سلطنت نے امام حسنؓ کو تخت سلطنت دنیاوی پر رونق افروز ہونے سے کیون باز رکہا کیا بعید ہے کہ چونکہ آپ نے امیر معاویہ سے صلح کر لی تہی اسوجہ سے آپ کو اس نعمت عظمیٰ و دولت کبرےٰ سے اپنے نزدیک محروم رکہا ہو کیونکہ اس صلح کی بنا پر ان پہلے مانسون نے تو آپ کو پہلے ہی مسود وجوہ المومنین یعنی مومنون کے منہ کا کالا کرنیوالے کا خطاب عطا فرمارکہا ہے اس زمانہ خروج امام مہدی موعود کا نام انہون نے زمانہ رجعت رکھ چہوڑا ہے مذہب اثنا عشری والے تمام عقائد مذکورہ مین مشترک العقیدہ ہین پہر ان مین آگے چلکر دو مذہب ہو گئے ہین ایک اصولی دوسرے اخباری اصولی فقہ کے پابندون سے عبارت ہے جو اکثر بدعات سیئۂ مخترعہ و رسومات مروجہ مین مثل تعزیہ داری و نوحہ سازی و مرثیہ و سوز خوانی مین منہمک رہتے ہین اور اخباری اس قسم کی بدعات شنیعہ سے فی الجملہ اپ کو مجتنب رکہتے ہین صرف ایک بڑی بدعت سیئہ ہین جس کے پیٹ مین یہ سب بدعتین بہری ہوئی ہین یعنی اصحاب کرامؓ و ازواج مطہرات خیر الانام پر تبرا و لعنت کرنے کو افضل الطاعات سمجہتے ہین اور اصولیون کے ساتھ شیر و شکر کی طرح ملے ہوئے اور اون کے ہم نوالہ و ہم پیالہ بنے رہتے ہین پہر اس شیعہ اثنا عشریہ کی خواہ اصولی ہون یا اخباری کتب عقائد مین اسقدر اختلافات ہین جن کے دیکھنے سے اہل عقل و فہم کو عجیب قسم کی حیرت ہوتی ہے اور نہایت تعجب ہوتا ہے کہ ان کے علما اس قسم کے اختلافات کو جنکا اجتماع کسی طرح ممکن نہین کیونکر تجویز کرتے ہین اور اس قسم کے مذہب و ملت کو جسکی بنا ایسے امور وہمیہ و فرضیہ پر قرار دی گئی ہے

جو بالکل دائرہ عقل سے یقیناً خارج ہین کیسے حق سمجھے ہین اماموں کے حالات مین عجیب و
غریب قسم کے اختلافات ہین کہین تو اون کو نائب رسول مقبول قرار دیا جاتا ہے اور کہین
اونکی ذات مین اس قسم کے اوصاف قرار دئے جاتے ہین جن کے مقابلہ مین صفات رسول کی
بھی کچھ حقیقت نہین کہ معاذ اللہ اون کو اول سے آخر تک تمام اشیا کا علم حاصل ہے موت
اور زیست بھی اون کے اختیار مین ہے ہر شئے کے حلال و حرام کرنیکا بھی اونکو اختیار حاصل ہے
کہ جس شئے کو چاہین حلال کردین اور جسکو چاہین حرام بنادین جناب امیر کی نسبت کسی مقام
پر تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپنے حضرت عمرؓ خلیفۂ وقت کے سامنے اپنی کمان ڈالدی اور وہ
اژدہا بنکر اون کے نگلنے کو دوڑ پڑی اور اون کے سپہ سالار حضرت خالد کی گردن مین عمود کا
حلقہ بنا کر ڈالدیا پھر کہین یون اولٹا معاملہ ثابت کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت خالدؓ
دونون جناب امیر کی گردن مین رسی باندھ کر حضرت ابو بکرؓ خلیفۂ رسول مقبول کے سامنے
پکڑ لائے کہین تو امامون کی نسبت عجیب و غریب طرز و انداز کے ساتھ تقیہ ثابت کیا جاتا ہے
اور اون کا یہ قول نقل ہوتا ہے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے
اوس کا دین ہی نہین اور جو شخص دین کو چھپائیگا اللہ اوسکو عزت دیگا اور جو اوسکو ظاہر
کرے گا خدا اوسکو ذلیل کرے گا سب سے زیادہ تقیہ کی روایتین امام باقرؑ صاحب اور امام جعفرؑ
صاحب کی طرف منسوب کیگئی ہین پھر دوسرے مقام پر ان دونون حضرات عالیدرجات کی نسبت یہ
امر ثابت کیا گیا ہے کہ ان پر تقیہ حرام تھا خدا کی طرف سے ان دونون پر جو صحیفے نازل ہوے
تھے اون مین یہ لکھا تھا کہ تم خدا کے سوا اور کسی سے مت ڈرو اور اپنے باپ دادا کے دین کو خوب
ظاہر کرو حضرت امام مہدی عالی مقام کے حق مین کسی مقام پر تو یہ قرار دیتے ہین کہ وہ دشمنون
کے ڈر کے مارے غار مین چھپے ہوے ہین اور کہین اس امر کا اقرار ہے کہ وہ صاحب اولاد ہین اور
وہ بڑے بڑے شہرون کے جنکا طول ایک مہینہ بلکہ دو مہینے کے راستہ کا ہے بالفعل حاکم بنے ہوے
ہین اور بڑے زور شور و سطوت و جبروت کے ساتھ بادشاہت کر رہے ہین قرآن شریف کی نسبت

کسی کتاب مین جیسے فقہ من لایحضرہ الفقیہ بڑے زور کے ساتھ اس امر کا اظہار ہے کہ قرآن شریف
مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوا بلکہ وہ بجنسہ موجود ہے لیکن دوسری معتبر کتابون کلینیؒ
وغیرہ مین بڑے شد و مد کے ساتھ یہ امر ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہؓ نے قرآن شریف مین سے
قریب دو ثلث کے نکال ڈالا سترہ ہزار آیتون مین سے صرف چھ ہزار چھ سو چھاسٹھ
آیتین بالفعل موجود ہین منجملہ اون اخراج شدہ کے سورۂ علیؑ و سورۂ فاطمہؑ بھی مشہور ہے چنانچہ
سورۂ علی کو مین نے بھی بچشم خود دیکھا ہے جسکو میرے استاد مرحوم و مغفور حکیم محمد ابراہیم صاحب
لکھنوی نے صرف میرے دکھلانے کی غرض سے بڑی جستجو کر کے کسی خاص جگہ سے سنگوایا تھا
سورۂ فاطمہ اوسوقت دستیاب نہوئی اوس کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ اوسکو بھی کہین سے
منگوا کر تمکو دکھلائینگے لیکن پھر نہ تو اونکو بھی اس لاطائل امر کا خیال رہا اور نہ مین نے ہی
اس فضول و لاحاصل امر کا کچھ ذکر کیا کیونکہ میری طبیعت تو پہلے ہی سے اس عجیب و غریب
سورہ کی صورت نازیبا دیکھکر سیر ہو چکی تھی اب رہین باقی آیتین اون کی یہ کیفیت ہے کہ
اون مین حضرات شیعہ تبدل و تغیر ثابت کرتے ہین چنانچہ صاحب کلینی شریف وغیرہ نے اون
آیات معتبرہ کو بہ تفصیل و تعیین بیان کیا ہے جسکا جی چاہے وہ دیکھلے اور ایک فرقہ ان
ہی مین سے زیدیہ ہے جسکو تفضیلیہ بھی کہتے ہین اوس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق تھے مگر چونکہ آپ نے اپنی خوشی
خاطر سے خلفاء ثلثہ کی خلافت کو تسلیم کر لیا اس لئے وہ تینون خلیفہ برحق رسول مقبول تسلیم کئے
جاتے ہین اس فرقہ کے عقائد و اعمال اصولاً و فروعاً اکثر اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال
کے موافق ہین صرف تفضیل کے مسئلہ مین اہل سنت کے ساتھ اکثر غرفش کرتے رہا کرتے ہین جسکی

عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃَ
عَشَرَ اَلْفَ اٰیَۃٍ ابو عبد اللہ سے مروی ہے اُنھون نے فرمایا کہ جس قرآن کو جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے اوس مین
سترہ ہزار آیات تھین اصول کافی مین کتاب العشرۃ سے پہلے باب النوادر مین یہ مضمون ہے صفحہ ۱۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ

سبب سے محققین اہلسنت وجماعت وقتاً فوقتاً اونکو رد وبدل کرتے رہے ہین باقی اور اکثر عقائد مین
متحد ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات عوام اہل سنت کے دامن عاطفت مین چھپے رہتے ہین لیکن
عشرۂ محرم کے زمانہ پرعشرت مین جو نو بہار سبت وجنون چاک گریبان مدرے کا زمانہ ہوتا ہے
ان بہلے مانسون کو بیٹھے بٹھلائے کچھہ ایسی ترنگ اتارتی ہے کہ اپنے دینی بہائیون کے ہمرنگ
بنے بغیر ان کو کسی صورت سے چین ہی نہین پڑتی اور اون کے دماغ کو کچھہ ایسی غضب کی
چڑھہ جاتی ہے کہ رسیان توڑا کر اپنے بہائی بندون مین جاملتے ہین اور کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ
کا تماشا دکہلا دیتے ہین مگر حضرات شیعہ صاحب ان کی طرف سے کچھہ ایسے بدگمان ہین کہ یہ
باغیرت اون کی مجلسون مین بن بلائے کتنے ہی گھسے گھسے پہرین اور غم شہداے کربلا مین
کتنا ہی بسور بسور کر ڈہاڑین مار مار کر روئین اور روتے روتے کیسی ہی ساون بہادون کا
پوس کی مہوٹون کی طرح جھڑی لگادین اور انکھون کو دامان ورومال سے مل ملکر رنگ
شفق کا سمان دکہلادین لیکن وہ ان کی ان حرکات ناشائستہ کو کبہی وقعت کی نگاہ سے
نہین دیکھتے بلکہ وہ اپنی آن کے پورے اپنی ترچھی نظرون سے جو غیرت مندون کے حق
مین برچھی کا کام دین اون کی طرف ہردم وہر لحظہ گہورتے مٹورتے رہتے ہین اس لئے کہ
جب تک کوئی صحابۂ کرام وازواج مطہرات سید الانام کو کہلم کہلا برا نہ کہے اور لعنت وملامت
نہ کرے تب تک ان کے نزدیک محبت اہلبیت معتبر نہین ہوتی خیر اگر اس رکابیہ فرقہ کو حضرات
شیعہ اپنے مذہب مین داخل نہ کرین جیسا کہ محققین اہل سنت نے اسکو اپنے مذہب مین سے
خارج کر رکہا ہے اور اس بناپر اس اختلاف کو اپنے دین کے اختلاف مین معتبر نہ قرار دین
لیکن اس کے سوا اور اختلافات سابقہ کو خصوصاً ائمہ وقرآن شریف کے متعلق جو صراحۃً
ان کی معتبر کتابون کلینی شریف واستبصار لطیف وغیرہ سے ثابت ہین غیر معتبر قرار نہین
دے سکتے اگر اس کے ماننے مین ذرا بہی ہیچ مچ کرین تو ہم ان کی اون کتابون کو جن
پر ان کے مذہب کا دارومدار ہے اور جن مین ہم نے اون اختلافات کو بچشم خود دیکھا ہے

ہو کر ان کے سامنے ڈالدین اور ہمارے ہر وا کر انشاءاللہ تعالیٰ ان سے منوا کر چھوڑین اور ہمین شبہہ نہین کہ یہ اختلافات اصول مین داخل ہین نہ فروعات مین جنکو ہم نے اس مقام پر صرف نمونہ کے طور پر بیان کر دیا ہے باقی ان کے سوا اور اختلافات خاص کر فروعات کے متعلق تو اسقدر کثرت سے ہین جن کے بیان کرنیکے لئے ایک بڑے مطول دفتر کی ضرورت ہے تو شیعہ صاحب جواب تو خود سُن لئے تمنے اپنے مذہب خاص کے متعلق اختلافات کے مختصر حالات کیون اب بھی کہو گے کہ اہل سنت کے دین مین بہت مذاہب مختلفہ ہین اور ہمارے ہان صرف ایک ہی مذہب ہے تو او اب مذہب حق اہل سنت وجماعت کے اختلافات کا واقعی حال ہی تمہارے سامنے بیان کر دین جسکو سنکر اہل فہم و انصاف کو حق و باطل کے موازنہ کرنیکا ایک معقول دستور العمل ہاتھ آجائے اور آئندہ کسی اہل عقل و دین کو حق کے حق اور باطل کے باطل سمجھنے مین کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہ رہے اصل یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے تمام فرقون مین خواہ وہ ظاہری ہون یا باطنی اصول عقائد کے اعتبار سے ہرگز کسی قسم کا اختلاف نہین کیونکہ کل فرقہاے مختلفہ کے اصول عقائد کا مدار ان امور واقعیہ و یقینیہ پر ہے کہ اللہ جل شانہ وحدہ لاشریک اور اپنے جملہ اقوال و افعال مین بیشک قادر مختار ہے اوس کی ذات و صفات خاصہ ہین اوس کی تمام مخلوقات مین سے کوئی اوسکا شریک نہین اور کوئی شئے قول کے قبیل سے ہو یا فعل کے اوسپر ہرگز واجب یعنی اضطراری وغیر اختیاری نہین وہ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے وہ نکرے جسکو چاہے بخشے جسکو چاہے نہ بخشے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے انبیاے کرام اوس کے خاص و مقرب بندے ہین جو اوسکے احکام پہنچانیکی غرض سے مخلوقات کے حق مین اوس کی جانب سے رسول بنا کر بھیجے گئے اون سب کے سردار نبی آخر الزمان سید الانس والجان خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین آپکے صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار افضل الامم ہین جن کے واسطہ سے آپ کا دین متین شرق سے غرب تک عرب سے لیکر عجم تک پھیلا اور قرآن شریف خاص اللہ جل شانہ کا کلام پاک جو آپ پر نازل ہوا وہ بجنسہ محفوظ ہے اوسمین کسی قسم کا تغیر و تبدل خلاف منشاء خدا و رسول ہرگز واقع نہین ہوا او

بیان اختلافات مذہب حق اہل سنت وجماعت

نہ انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک ہونگے اونکے جمع کرنیوالے اور اونکی اشاعت دینے والے آپ کے صحابہ کرام خصوصًا خلفاء عظام و اہل بیت سید الانام ہین جن کی اطاعت بعینہ خدا اور رسول کی اطاعت ہے اس لئے کہ ہم تک جسقدر احکام الٰہی و دین رسالت پناہی کی تبلیغ ہوئی اونہین حضرات پاک کے واسطہ سے ہوئی قرآن شریف و احادیث صحیحہ مین جو کچھہ بھی وارد ہوا ہے اوسپر ہمارا ایمان ہے اور اون کے معانی وہی معتبر ہین جو قواعد صرف و نحو و معانی و بلاغت و محاورات عرب کے مطابق ہون جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر القرون سے لیکر اب تک علماء ربانی سے منقول ہوتے چلے آئے ہین اس کے مخالف اپنی راے سے کسی آیت و حدیث کے معنی بیان کرنے تحریف مین داخل ہین جسکا انجام کار انکار دین سید الابرار ہے رسول مقبول کی خلافت کا استحقاق کسی خاص شخص کی ذات پر منحصر نہین اور نہ کوئی صحابہ اخیار و اہل بیت اطہار مین سے اس معاملہ خاص کے لئے خدا اور رسول کی جانب سے مخصوص و منصوص ہے بلکہ جس کی ذات عالیدرجات پر اہل حل و عقد صحابہ کرام نے اتفاق کیا اور متفق ہوکر اوسکو خلیفہ رسول مقبول قرار دے دیا پس اوس کی خلافت حقہ کل جمہور مسلمین و تمام کافہ مومنین کے حق مین واجب التسلیم ہے کسی خاص شخص کے تمام صحابہ و اہلبیت مین سے سب سے افضل جاننے پر کوئی مسئلہ دینی موقوف نہین اگر بالفرض کسی کے ذہن مین مدت العمر بھی کسی خاص کی افضلیت کل کی بہ نسبت خطور نکرے تو اس حالت مین اوس کے دین و ایمان مین کسی قسم کا فتور نہین آسکتا ہان اتنی بات ضرور ہے کہ جس ترتیب پر کہ خلافت راشدہ خلفاء کرام سید الانام واقع ہوئی ہے اوس کے خلاف افضلیت قرار دینے مین صحابہ کرام کی شان عالی مین جو خیار امت اور دین کے معاملہ مین کسی کا خوف یا رعایت و مروت کرنیوالے نہ تھے حرف گیری و نکتہ چینی ضرور لازم آتی ہے اور چونکہ ہمارا دین انہی اکابران دین متین محبوب رب العالمین کی بدولت ہم تک پہنچا ہے اس لئے ایسے اعتقاد رکھنے مین ضرور دین مین فساد لازم آتا ہے اسی بناپر ائمہ شریعت و طریقت اہل سنت کا یہی بالاتفاق عقیدہ ہے کہ افضلیت علی ترتیب الخلافۃ ہے یہ ہین اصول عقائد اہل سنت و جماعت جن مین تمام فرق اہل

ظاہری و باطنی متفق ہین اِن کے خلاف جس کسیکا عقیدہ ہو اگرچہ وہ بظاہر سنی ہونیکا اقرار کرے یا ہاتھ باندہ کر نماز پڑہے وہ ہرگز دائرہ مذہب اہل سنت وجماعت مین داخل نہین ہوسکتا بلکہ قطعاً اوس سے خارج ہے اسلیئے کہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ کوئی مذہب کیون نہو اوسمین وہی شخص داخل سمجہا جاتا ہے جو اوس کے اصول کا پابند اور کم سے کم یہ ہے کہ دل سے اوسکا معتقد اور تسلیم کرنیوالا ہو اور جب تسلیم ہی نہو تو وہ بیشک انکار ہے اور انکار کی صورت مین اوس مذہب سے خروج ظاہر ہے جسکا کسی اہل عقل کو انکار نہین ہوسکتا البتہ اگر اصول مذہب کی تسلیم کی حالت مین فروعات مین اختلاف ہو جیساکہ مذہب اہل سنت کے فرقہاے مختلفہ مین واقع ہے تو اِس صورت مین مذہب سے خارج ہونا لازم نہین آتا اور نہ اِس کی وجہ سے مذہب مین تعدد ثابت ہوتا ہے اِس لئے کہ اصول بمنزلہ بیخ درخت اور فروع شاخون کی مانند ہوتے ہین ظاہر ہے کہ کسی درخت کی بہت شاخین ہونیسے اوس درخت مین تعدد نہین ثابت ہوتا البتہ اگر جڑین متعدد ہون تو ضرور ہے کہ وہ درخت بھی متعدد سمجہے جاوین گے جیساکہ شیعون کے مذاہب مختلفہ مین ہے کہ اصول مین باہم اختلاف وافتراق ہے اب رہا یہ امر کہ سنیون کے فروعات مذہب مین کیون اختلاف واقع ہوا تو اِس کا واقعی سبب مین بیان کرتا ہون جسکو ہر اہل عقل وانصاف انشاء اللہ تسلیم کرے گا اصل یہ ہے کہ اہل سنت کے فروعات مسائل مین مختلف ہونے کی چند وجوہات ہین جن کے سبب سے اختلاف کے بغیر چارہ نہین اول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہبی معاملات مین برتاو ابتداے بعثت سے آخر تک ایک طرح پر نہین رہا بلکہ بمقتضاے ورود وحی بعض بعض امور مین تبدل وتغیر واقع ہوا کسی شئے کا ابتدا مین حکم ہوا پھر کسی مصلحت سے باری تعالیٰ نے اوسکو منسوخ کردیا اور چونکہ ہر زمانہ مین آپ کی خدمت مین مختلف مقامات سے سفر دور دراز اختیار کرکے لوگ حاضر ہوتے رہتے تھے اور کچھہ دنون قیام کرکے مشرف باسلام ہوکر پھر اپنے اپنے وطنون کو واپس چلے جاتے تھے تو جو شخص جس حالت پر آپ کا طریقہ دیکھ جاتا تھا اوس ہی کی پابندی کرتا تھا ہان اگر کسی کو دوسرے طریقہ کی کسی طریق سے تحقیق پہنچ گئی تو اوس کو ترک کرکے

حقیقت اختلاف مذاہب اہل سنت

دوسرا اختیار کر لیتا تھا اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اوس زمانہ میں قطع سفر و وصول خبر کے ذریعے نہایت ہی دشوار تھے اس لیے ہر شخص کو اس امر کا میسر ہونا دشوار تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ مبارک میں احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا بلکہ صرف زبانی یاد رکھتے تھے اور اس ہی طرح ایک دوسرے کو پہنچاتے تھے چنانچہ یہ ہی طریقہ عرصہ دراز تک جاری رہا اس امر کا لازمی نتیجہ یہ ہوا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اہمیں مختلف صورتیں پیش آئیں منجملہ یہ کہ جس شخص نے راوی کو صادق القول وقوی الحافظہ اور دینی معاملہ میں دیانت دار اعتقاد کیا اوس کی حدیث کو اوس نے معتبر قرار دیا اور جس کسی نے راوی کے اون امور مذکورہ میں کچھ شبہ کیا اوس نے اوس کی روایت کو چنداں معتبر نہ سمجھا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مضمون حدیث کو راوی کے کسی ذاتی مطلب کے مناسب پایا اس بنا پر اوس کے اوس حدیث نقل کرنیکو اوس کی ذاتی غرض پر محمول کر کے اوسکو غیر معتبر سمجھا چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں بعض لفظ ایسا واقع ہوا کہ اوس کے مختلف معنی متصور ہو سکتے ہیں راوی نے معنی غیر مقصود کو مقصود سمجھکر اوس معنی کے مناسب لفظ وضع کر دیا جیسا کہ حدیث فدک میں وَجَدَتْ کا لفظ تھا جس کے معنی غصہ اور غم و ندامت کو شامل ہیں حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کو میراث میں طلب کیا آپ نے اوس کے جواب میں حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم انبیاء کرام نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے بلکہ جو کچھ مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ میں داخل ہے راوی نے اوس لفظ کو غصہ کے معنی میں سمجھکر وَجَدَتْ کی جگہ غَضِبَتْ کا لفظ ذکر کر دیا جو حضرت سیدہ کی شان کے خلاف ہے کہ حق بات کو سنکر وہ کیوں غصہ میں آئیں پانچویں وجہ یہ ہے کہ چونکہ راویوں کے طبقات متعدد ہیں اسوجہ سے بعض احادیث میں یہ صورت پیش آئی کہ اول طبقہ کے راوی تو قوی تھے لیکن بعد کے طبقات میں ضعف آگیا اس بنا پر جن شخصوں کو

وہ حدیث اول راویون کے واسطے سے پہنچی اوُنھون نے اوس حدیث کو قوی سمجھا اور جن کو وہی حدیث اون طبقات کے راویون سے پہنچی جو ضعیف تھے اونھون نے اوس حدیث کو ضعیف قرار دیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بعض حدیثین جو اور محدثین کے نزدیک ضعیف قرار دی گئی ہین اونکی یہی وجہ ہے کیونکہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چونکہ بہت مقدم تھا اگر تابعین مین سے بھی نہو تو تبع تابعین ہونے مین آپ کے شبہہ نہین اسلئے جن قوی واسطون سے آپکو حدیثین پہنچین اور محدثین کو اون واسطون سے پہنچنا دشوار تھا چھٹی وجہ یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص یا شرائط واسباب خاصہ پر مبنی ہوئے اس صورت مین دو شکلین پیش آئین بعض تابعین نے تو اون احکام کے ظاہری الفاظ پر نظر کرکے اونکو عام ومطلق سمجھا اور بعض اکابران دین نے اون کے علل واسباب و شرائط خاصہ پر غور فرماکر اونکو خاص ومقید اور ایک حد خاص تک محدود قرار دیا اور اسی بناپر اونھون نے راویون کی درایت وفہم کو صرف عدالت ظاہری پر مقدم جانکر اون کی روایتون کو اور اونکی روایات پر جو صفات بالا کے ساتھ موصوف نہ تھین مقدم قرار دیا اور زیادہ تر لایق اعتبار و قابل وثوق سمجھا چنانچہ اہل حدیث اور مجتہدین اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے مذاہب مین خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب محقق مین جو فی الجملہ کچھہ اختلاف ہے اور جسکو ظاہر مین حدیث کے خلاف جانتے ہین وہ اسی قبیل سے ہے جو ماہران فن اصول فقہ پر مخفی نہین ساتوین وجہ ایک یہ بھی ہوسکتی ہے کہ چونکہ کل احادیث نبوی کلام الٰہی کی طرح لکھی ہوئی مدون ومحفوظ نہ تھین اسوجہ سے یہ امر پیش آنا کچھہ مستبعد نہین کہ تمام علمای اسلام ومجتہدین عظام کو سب حدیثین نہ پہنچی ہون جیساکہ قرآن شریف بجنسہ بلاکم وکاست سبکو پہنچگیا ہی اس سبب سے بعض مسائل مین کسی مجتہد سے حدیث شریف کے خلاف ہوجانا ممکن الوقوع ہے مگر چونکہ اون حضرات کی نیت بخیر تھی اسلئے یہ امر اون اکابر دین کے حق مین محل طعن نہین ہوسکتا اون نفوس

پاک مین خصوصًا دین کے معاملات مین شائبہ نفسانیت ہرگز شامل نہ تھا اون کے حالات سے جو کتب معتبرہ مین مندرج ہین یہ بات پایۂ یقین کو پہنچگئی ہے کہ اون بزرگان دین کا اجتہاد اور کلام اللہ وحدیث شریف کی خدمت کرنا محض خالصًا للہ تھا اوسمین کوئی غرض نفسانی وطمع دنیوی مطلقًا شامل نہ تھی حاصل کلام یہ ہے کہ احادیث کے ایک زمانہ دراز تک مدوّن نہونے کی وجہ سے یہ صورتین پیش آئین جنکا وقوع فی الواقع ایک ضروری امر تھا آٹھوین وجہ اہلسنت کے اختلاف فروعات کی یہ ہے کہ قرآن شریف مین بھی احادیث کی طرح پر بعض الفاظ ایسے نازل ہوئے ہین جنکے مختلف معنی ہوسکتے ہین جیسا کہ مثلًا عدت مطلقہ کے بیان مین ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ کا لفظ وارد ہوا ہے جس کے معنی لغت عرب کے موافق طہر اور حیض دونون کے ہوسکتے ہین بعض مجتہدین نے جیسے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوس کے معنی حیض کے قرار دیئے اور بعض نے جیسے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اوس لفظ کو طہر کے معنی مین قرار دیا نوین وجہ یہ ہے کہ کلام اللہ وحدیث شریف مین تمام مسائل صراحۃً موجود نہین اور ہو بھی نہین سکتے کیونکہ روز بروز نئی نئی صورتین پیش آتی رہتی ہین اور قیامت تک اسیطرح پر پیش آتی رہین گی ایسی حالت مین بہ تقاضائے مصلحت الٰہی یہ بات ضرور ہوئی کہ اللہ جل شانہ نے مجتہدین کے دلون مین جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب معنوی تھے اس امر کا الہام کیا کہ وہ حضرات کلام الٰہی واحادیث نبوی کے اصول سے فروعات مسائل کا استنباط کرین چنانچہ اون مقبولان بارگاہ کبریائی نے بہ الہام ربانی اصول کلام الٰہی واحادیث رسالت پناہی سے اجتہاد کرکے جزئیات مسائل فقہیہ کا استنباط کیا اور اونکی یہ کوشش جو خاص خلوص قلب سے خالصًا لوجہ اللہ تھی بارگاہ الٰہی مین ایسی مقبول ہوئی کہ شرق سے غرب تک اون کا فیضان جاری ہوا عالم مین ایسی جگہ کم ہوگی جہان مجتہدین اربعہ علیہم الرحمۃ کے مقلدین موجود نہون سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خاص حرم شریف مین اوس کے چارون طرف مذاہب اربعہ کے چارون مصلی قایم ہوئے جو اون کے

مقبول ہونے کی ایک خاص علامت ہے جس سے یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ان کے سوا کسی اور مخالف
مذہب کی گنجایش نہیں خیر یہ امر آخر ہے یہان صرف اسقدر مقصود ہے کہ جب مجتہدین نے اصول
پر قیاس کر کے فروعات کا استنباط کیا اور قیاس اپنی ایک مستقل رائے ہوتی ہے جس مین ہر شخص
مجبور ہوتا ہے اوسکے لئے یہ ضروری نہین کہ جو ایک شخص کی رائے مین آئے وہی دوسرے کے ذہن
مین بھی واقع ہو اس صورت مین ہر اہل عقل پر ظاہر ہے کہ مسائل اجتہادیہ مین باہم اختلاف ہونا
نہایت قرین قیاس ہے پھر علماے ربانی کا حال یہ ہے کہ دین کے معاملہ مین جو امر اون کے نزدیک
حق ثابت ہو جاتا ہے اوسکو کسی دوسرے کے اتباع کی وجہ سے ترک کرنا یا اوسکے خلاف اعتقاد رکھنا
گوارا نہین کرتے اور کرنا بھی نہین چاہئے کیونکہ ہر عالم کا علم اوسکے لئے حجت ہوتا ہے نہ دوسرون کا
یہان تک کہ امام اعظم جیسے امام ہمام کے شاگردان عالی مقام نے اون کا خلاف کیا اور بعض موقعون
پر علماء دین نے خاص شاگردون کے قول پر فتوے دیا اس قسم کا اختلاف علما بجاے اس کے کہ مذموم
ہو فی نفسہ امر محمود بلکہ داخل رحمت ہے اور چونکہ اجتہاد مجتہدین محض خلوص و خیر خواہی دین
پر مبنی ہے اس بنا پر اگر بالفرض کسی مجتہد کے اجتہاد مین خطا بھی واقع ہو جائے تب بھی وہ ثواب
سے خالی نہین یہان تک تو علماء ظاہری کے مسائل شرعیہ مین اختلاف کا بیان تھا اب ہم مختصر
طور پر علماے باطنی کے مسائل طریقت مین اختلاف کا بیان کرتے ہین اصل یہ ہے کہ علماء طریقت کا اصلی
مقصود یہ ہے کہ انسانون مین جو امراض نفسانی واقع ہو رہے ہین جیسے تکبر و غضب و شہوت بغض
و حسد بخل و طمع ریا و حب جاہ وغیرہ انکو دور کر کے انکے بجاے خلوص و محبت الہٰی قلوب مین حاصل کیجائے
تاکہ سچے دل سے اوسکے احکام کی تعمیل میسر آئے بس ان ہی امراض نفسانیہ کے ازالہ اور محبت الہٰی کے
حصول کے لئے جو بعثت انبیاء کرام کا مقصود اعظم ہے ان اکابر دین یعنی محبوبان رب العالمین
نے مجاہدات و مراقبات کے مختلف طریقے ایجاد کئے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اگرچہ ان طریقون مین
بظاہر اختلاف ہو لیکن چونکہ سب سے مقصود ایک ہی امر ہے اس لئے مآل کار کے اعتبار سے کل ایک
ہی سمجھے جاتے ہین اور جیسا کہ علماے ظاہری کا اختلاف امر محمود قرار دیا گیا ہے ویسا ہی بلکہ اوس

سے بہی زیادہ علماء طریقت کا اختلاف فی نفسہ امر حسن ومحمود سمجہا جاتاہے جسکی خوبی مین کسی اہل عقل
وانصاف کو کسی قسم کا شبہہ نہین ہوسکتا البتہ جو اختلاف کہ نفسانیت یا جہالت پر مبنی ہو وہ
بیشک تمام اہل عقل ودین کے نزدیک سخت مذموم شمار کیا جاتاہے لیکن اس قسم کے اختلاف کی
برائی کا مذہب پر ہرگز کچہہ اثر نہین پڑسکتا بلکہ اوس کی برائی اوس ہی شخص کی ذات جہالت
صفات ونفسانیت سمات تک محدود رہتی ہے اور دین ہی پر کیا موقوف ہے دنیاوی امور ہی
مین دیکہہ لیجیے کہ اگر دو شخص روپیہ کے معاملہ مین یا دو بادشاہ سلطنت کے بارہ مین نفسانیت
کی وجہ سے اختلاف ونزاع کرین تو اوس سے یہ ہرگز نہین ثابت ہوتا کہ دنیا مین مال دنیوی
یا سلطنت مطلقاً بری شے ہے ایسے ہی دین کے معاملہ مین اوس اختلاف کو قیاس کرلینا چاہئے
جو محض نفسانیت وجہالت پر مبنی ہو جیسا کہ اس زمانہ مین عوام کالانعام وجہلاے اہل اسلام نے یا
اون کم علم وکم فہمون نے جو اپنے اصول دین سے کماحقہ واقف نہین طرح طرح کے باہم اختلاف
بیجا پیدا کر رکہے ہین یا جیسے کہ فنون فلسفیہ کے شیدا ومجنون جن کی بنا ہی خاص بیدینی پر
واقع ہوئی ہے علماء دین کے ساتھ ناحق دست بگریبان بنے رہتے ہین غرضکہ اس قسم کے
خرافات وواہیات اختلافات محل بحث نہین ہوسکتے اور کسی اہل عقل وانصاف کے نزدیک
وہ ہرگز کسی شمار مین نہین آسکتے بلکہ لائق بحث وقابل اعتبار فقط وہ ہی اختلافات ہین جنکی
واقعی وجوہات ہم ابہی اوپر بیان کرچکے اور اس کے ساتھ ہی اون کی خوبی کو بہی اچہی طرح ثابت
کر دکہلایا جسکا ادنے فہم والا شخص بہی انکار نہین کرسکتا اس معاملہ مین جب زیادہ غور سے
دیکہا جاتاہے تو ان تمام وجوہات اختلاف کا منشا صرف ایک امر نظر آتاہے وہ کیاہے توجہ قلبی
جسکو بطور قاعدہ کلیہ مین بیان کرتاہون اصل یہ ہے کہ کوئی معاملہ بہی ہو دینی ہو یا دنیادی
اوسمین اختلاف اوس ہی وقت ہوتاہے جبکہ اوسکی جانب توجہ ہوتی ہے اور جس وقت تک کسی
شے کی طرف کسی کی توجہ ہی نہین ہوتی اوسوقت تک اوس کے معاملہ مین کسی کو اختلاف بہی
نہین ہوتا چنانچہ اس امر کو جملہ معاملات مین غور کرکے دیکہہ لیجیے پہلے دنیادی امور ہی مین اسکا

تجربہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ جسقدر امور اوسکے متعلق ہین اون مین وہی شخص آپسمین
ایک دوسرے کا خلاف کرتے ہین جو اون چیزون مین مشغول اور اونکی طرف متوجہ رہتے
ہین جس شخص کو کسی شے کی طرف توجہ نہین ہوتی اوسکو اوس چیز کے معاملہ مین نہ کسی کے
ساتھ خلاف ہوتا ہے نہ نزاع اہل علم کا بھی یہی حال ہے کہ جس شخص کو جس علم کی جانب توجہ
خاص ہوتی ہے اوس ہی علم مین دوسرے اہل علم کے ساتھ خلاف کرتا ہے علماء منقول کا
اختلاف علوم نقلیہ مین اور فضلاء معقول کی مخالفت اکثر مسائل عقلیہ مین ہونا اس ہی
بنا پر ہے جب اس قاعدہ کلیہ سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ کوئی شے علمی ہو یا عملی دینی ہو یا
دنیوی اوس مین اختلاف کا بڑا منشاء اوسکی طرف توجہ ہے تو اس سے یہ امر بھی بخوبی
روشن ہو گیا کہ اہلسنت کے مذہب مین جو اسقدر اختلاف ہے جس کی وجوہات ہم سابق مین
مفصلاً بیان کر آئے ہین اوسکا اصلی منشاء جسکی طرف تمام وجوہات انجام مین رجوع کر جاتے
ہین گویا اوسکو اختلاف کے حق مین علۃ العلل سمجھنا چاہئے وہ صرف دین کی طرف توجہ ہی
پس اختلاف علماء اہل سنت جسکا نتیجہ رحمت ہے اوسکا اصلی منشاء خاص دین کی جانب علماء
ربانی کی توجہ قلبی ہے اگر بالفرض خدانخواستہ یہ نہوتی تو علماء دین کا مسائل دینیہ مین
اسقدر اختلاف ہرگز نہوتا اس لئے کہ امور دینیہ مین اتفاق کے دو سبب ہو سکتے ہین ایک تو
یہ کہ کسی زمانہ مین کوئی ایسا شخص عالم مین موجود ہو جسکا قول فعل اور حکم تمام امور مین خصوصاً
دین کے معاملات مین کل اہل اسلام کے نزدیک ضروری التسلیم و واجب التعمیل ہو جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیر القرون تھا کہ اوس زمانہ مین اگرچہ اور زمانون کی بہ نسبت
مسلمانون کو دین کی طرف توجہ زیادہ تھی اور درحقیقت ہونی بھی چاہئے تھی لیکن آپ
کی ذات بابرکات رحمۃ اللعالمین کی موجودگی کی حالت مین آپ کا حکم واجب التعمیل و اقعی
طور پر معلوم ہونے کے بعد کسی کو آپ پر ایمان لانے والون مین سے اختلاف کا کوئی موقع
ہی نہ تھا ہان یہ دوسری بات ہے کہ کسی شخص کو اگر یقینی طور پر آپ کا حکم نہ پہنچے اور اسوجہ سے

وہ کسی معاملہ مین اختلاف کر بیٹھے جیسا کہ بعض مرتبہ آپ کے زمانہ مین اس قسم کا امر پیش آیا اسکا
منشا بھی وہی دین کی جانب توجہ تھی دوسرے یہ کہ کسی کو دین کی جانب مطلق توجہ ہی نہو چنانچہ
جو شخص اس قسم کے ہین کہ وہ ہمیشہ دنیاء دنی ہی کی طرف متوجہ رہتے ہین اور دین کی طرف
مطلقاً اون کو توجہ نہین ہوتی گویا اون کے نزدیک زندگی کا حاصل صرف یہ ہی ہے کہ جس
طرح پر ہو سکے دنیا کماؤ تو اون مین دین کے معاملات مین باہم اختلاف بھی نہین ہوتا اور
ہو کیونکر اونکو مسائل دینیہ کی ضرورت ہی نہین پڑتی جس کی وجہ سے انمین اختلاف پڑے
اور اسمین شبہہ نہین کہ علماء اہل سنت کو اور مذہب والون کی بہ نسبت اپنے دین کی جانب
توجہ زیادہ ہے چنانچہ وہ کتب دینیہ سے اپنے مذہب کی خود ہی تحقیق کرتے رہتے ہین اور بہر
وعظ و پند کے ذریعہ سے دوسرون کو بھی راہ راست پر لانے کی کوشش مین لگے رہتے ہین باقی
جہلا و کم علم شخصون کا جنکو فی الجملہ دین کی طرف رغبت ہوتی ہے یہ حال ہے کہ وہ اپنے اپنے
معتقد علیہ عالمون سے وقتاً فوقتاً مسائل کی تحقیق کرتے رہتے ہین اور توجہ کی حالت مین وہ
ہی وجوہ اختلاف جن کی سابق مین تشریح ہو چکی پیش آتی ہین علاوہ اون وجوہات عامہ
مذکورۂ بالا کے ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ علماء اہل سنت مین بعض خاص خاص علماء ربانی
اس قسم کے بھی ہوتے ہین جو صرف دوسرون کی تحقیقات پر اکتفا نہین کرتے خواہ وہ کسی درجہ
کے عالم ہون زمانہ مین مقدم ہون یا مؤخر بلکہ امور دینیہ کی تحقیق حق و باطل مین اپنے
ذاتی علم سے جو علام الغیوب نے اپنے فضل و کرم سے اونکو عطا فرمایا ہے کام لیتے ہین اور
امور دینیہ مین وہ کسی عالم کی تحقیق کو بلا غور و فہم کامل اور بدون انکشاف حق و باطل تسلیم
نہین کرتے اور جب تک اوسکو اصول دین کے مطابق نہین پاتے جو کلام اللہ و احادیث
صحیحہ سے ماخوذ ہین قابل تسلیم نہین جانتے حاصل کلام یہ ہے کہ علماء اہل سنت و جماعت مین
توجہ امور دینیہ کی وجہ سے بہت وجوہ اختلاف متحقق ہین جو درحقیقت داخل رحمت ہین
جنکی خوبی کا کوئی اہل عقل و انصاف ہرگز منکر نہین ہو سکتا اور متعصب و نا انصاف کا تو

کچھ علاج ہی نہین اونکو تو مخالف کی خوبی عین برائی ہی نظر آتی ہے یہ تو اہل سنت کے خلاف
کی کیفیت تھی اب رہے حضرات شیعہ اونمین سے جہلاء کا تو بہلا ذکر ہی کیا ہے اون کے خاص
علماء کا جن کے سرون پر اجتہاد کا عمامہ زیبا بندہا ہوتا ہے عموماً یہ حال دیکھنے مین آیا ہے
کہ اونکو امور دینیہ مین حق و باطل کے معلوم کرنے کی طرف مطلقاً توجہ ہی نہین ہوتی وہ اس
کی جانب کبھی غور ہی نہین فرماتے کہ بعثت انبیاء کرام و نزول وحی خالق انام سے کیا مقصود
ہے البتہ اسلاف مین سے جو مذہب مخالف دین محمدی کے موجد و بانی مبانی تھے جنکا پیشوا
و معلم اول عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا اونکو ہمیشہ اس امر کی طرف توجہ قلبی رہتی تھی کہ
جس صورت سے ہو بن پڑے مسلمانون مین مخالفت و منازعت باہمی ڈالی جائے اور
ان کے عقائد حقہ و اعمال صحیحہ مین فساد پیدا کیا جائے اسلیئے وہ اس معاملہ مین طرح
طرح کی صورتین اور قسم قسم کی شکلین سوچ سوچ کر وقتاً فوقتاً پیدا کرتے رہتے تھے یہی وجہ
ہے کہ اس مذہب کے اصول مسلمہ مین فرق عظیم و اختلاف عمیم واقع ہے لیکن جس وقت سے اس
مذہب خاص کا مکان خاص ایک طرز خاص پر بنکر تیار ہو چکا اور اوس کے متعلق کتابین
مدون ہوگئین تو پھر زیادہ اختلاف کی کوئی ضرورت ہی باقی نہ رہی ان کے متاخرین علماء
کی یہ کیفیت ہے کہ وہ بلا تامل و غور و فکر اون کتابون پر ایمان لے آئے یہان تک کہ کتاب اللہ
پر بہی اونکو مقدم قرار دیا اور اس امر پر یہ کبھی غور نہین فرماتے کہ اس قسم کے مضامین جو محض
خلاف عقل و نقل ہین فی نفسہ حق ہین یا باطل دین محمدی کی تائید کرتے ہین یا تردید بلکہ
انھون نے تو تمام دین کا حاصل اور اوس سے مقصود بالذات خاص دنیا ہی قرار دے
رکھا ہے ہر وقت اوس ہی باغ فدک کی اوجڑی ہوی بہار کا سیر و تماشا ہر دم وہ ہی
قصہ قرطاس کے جہگڑے کا فضول چرچا رات دن وہی خم غدیر کے جلسہ دستار بندی جناب
امیر کا فرضی قصہ و افسانہ دن رات وہی طے شدہ امر خلافت کا محض بیسود و عبث شور
مچانا صحابہ کرام و ازواج مطہرات سید الانام پر ہر لحظہ لعنت کی بوچھار محاربین جناب امیر

وحنین پر ہر گہڑی گالی گلوج کی بہرمار ان کے علما جن کا مجتہد وپیش امام نام ہے بس اونکو سدا اسی ہی قسم کے مضامین وقصص کے بیان کرنے سے کام ہے وعظ کہنے کا اول تو اون کے ہان بہت ہی کم دستور ہے اور اگر کہین شاذ ونادر اتفاق ہوا بہی تو اوسمین نہ تو نماز وروزہ کا بیان اور مسائل حج وزکوٰۃ کا اعلان نہ عبادات سے مطلب نہ معاملات سے غرض اور اگر بالفرض کسی مصلحت سے دبی ہوئی زبان سے کوئی مسئلہ اتفاقیہ بیان بہی کیا تو لوٹ پہیر کر پہر وہی خم غدیر کے قصہ پر غصہ کا شکوہ وگلہ آخرمین پہر پہرا کر پہر وہی حالات دشت کربلا ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین اختلاف مذہب ہونا نہایت ہی تعجبات سے ہے۔ لیجئے حضرات شیعہ ہم نے آپکے سامنے اپنے مذہب والون کی وجوہ اختلاف بہی جو واقعی تہین منصفانہ طریق پر بیان کردین اور تمہارے اصول مذاہب کا قدیمی اختلاف بہی بلاکم وکاست ظاہر کردیا اور اب آخرمین جو کچہ اتفاق مذہبی ہے اوس کی اصلی حقیقت بہی کماحقہ کہولدی اب مین تمکو خم غدیر کے جلسہ دستاربندی جناب امیر ہی کی قسم دیکر تم سے پوچہتا ہون کہ تمہارے اس فخریہ اعتراض کا کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین مختلف مذاہب ہین اور ہمارے ہان فقط ایک ہی مذہب ہے جس سے اونکے مذہب کا ناحق اور ہمارے مذہب کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے یہ کیسا تحقیقی وواقعی جواب ہے کہ جس مین کسی اہل عقل وانصاف کو بہی مجال انکار نہین ہوسکتی لو آب اعتراض مذکور کے چند الزامی جواب بہی ذرا اپنے گوش ہوش سے سن لو اول یہ ہے کہ اگر مذہب کا حق وباطل ہونا اتفاق واختلاف اہل مذہب پر موقوف رکہا جائے تو اس صورت مین مذہب اسلام کا قطعاً باطل ہونا لازم آئے گا جس کے الزام سے شیعہ صاحب بہی کبہی نہین بچ سکتے اس لئے کہ اسمین شبہہ نہین کہ مذہب اسلام مین متعدد فرقے ہین خیر اور تمام فرقون کو تو جانے دو صرف ان ظاہری ومشہور فرقون کی ہی شمار کرلو جو مخالفین وموافقین مین نہایت مشہور ہین اہل سنت وجماعت شیعہ خارجی - معتزلہ - جبریہ - قدریہ اور اونکی مختلف قسمون سے قطع نظر کرکے یہ ہی مان لو کہ ان

ب مین ایک ہی ایک فرقہ ہے پھر بھی ان کی متعدد و باہم مختلف ہونے مین کسی کو شبہہ نہین ہو سکتا
ب ظاہر ہے کہ جو شخص مذہب کے حق و ناحق ہونے کا مدار اوس مذہب والون کے اتفاق
و اختلاف پر قرار دے تو اوس شخص کو مذہب اسلام کا باطل و ناحق ماننا ضرور ہے اسلیے کہ مذاہب
مذکورہ کے اہل مذاہب کا باہم مختلف ہونا ایسا ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا دوسرا
لزامی جواب یہ ہے کہ اِس قاعدہ پر بنا کرکے ہر مذہب کا حق و باطل ہونا ماننا پڑے گا اِسوجہ
ے کہ کسی مذہب مین کیسا ہی اتفاق ہو پھر بھی کچھہ سو پچاس دس بیس آدمی اوس مین
یسے ضرور ہوتے ہین کہ اون کے عقائد و اعمال مین اورون کی بہ نسبت کچھہ نہ کچھہ اختلاف
ہوتا ہے ایسے ہی ہر مذہب مین گو اوسمین کسی درجہ کا اختلاف ہو لیکن باوجود اِس امر کے
دس بیس دو چار شخص اِس قسم کے بھی ضرور نکل آتے ہین کہ اون کے مذہب مین باہم ایسا اتفاق
ہوتا ہے کہ کسی قسم کا آپسمین اختلاف ہی نہین ہوتا تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ بہ اعتبار
ان شخصون کے جن کے عقائد و اعمال مین باہم اختلاف ہو اوس قاعدۂ مذکورہ کی بنا پر اوس
مذہب کو ناحق کہہ سکتے ہین اور اون آدمیون کے اعتبار سے جو آپسمین متفق المذہب ہون
اوس مذہب کو حق قرار دے سکتے ہین پس اِس نامعقول تقدیر پر کسی مذہب کے حق و باطل
ہونے کی تخصیص ہی نہین ہو سکتی اور نہ اوس کے لیے کوئی خاص علامت مقرر کر سکتے ہین جس
سے اوسکے حق و ناحق ہونے کی شناخت ہو تو حضرات شیعہ اس کی تحقیق اب ہم سے سنو کہ
اس معاملہ مین حقیت و بطلان مذہب کی ہم ایسی خاص علامت بیان کیے دیتے ہین
کہ کسی ادنے فہم والے شخص کو بھی شناخت مین کسی قسم کا دھوکہ نہ واقع ہو اور آیندہ کو کسی
باطل مذہب والے کو اپنے مذہب کی حقیت کے دعوے بلا دلیل کرنے کی بشرط غیرت جرأت
نہو سکے اس معرکۃ الآرا موقع مین ہم اپنے خامہ آبدار کی تیغ جوہر فشان سے جسمین تیغ
فاروقی کی چمک جلوہ گر ہے جسکا اپنے کار منصبی کے انجام دیے بغیر رکنا سخت دشوار ہے حق
و باطل مین ابھی فیصلہ کیے دیتے ہین اصل یہ ہے کہ دین کے حق و باطل ہونے کی صحیح معیار اور

اوس کی اصلی شناخت جو تمام عقلاء زمانہ کے نزدیک منجملہ مسلمات ہے صرف یہ ہے کہ جس مذہب
کے اصول صحیح ہون وہ حق ہے اور جس کے اصول غلط ہون وہ باطل ہے اور اصول کے صحیح و
غلط ہونے کی جانچ فقط یہ ہے کہ وہ اوس کتاب آسمانی کے مطابق ہون جو اوس دین کے پیغمبر
پر نازل ہوئی ہے اور اوس کتاب کے صحیح و غلط ہونے کی بڑی پوری شناخت یہ ہے کہ وہ
توحید و معرفت الٰہی اور اوس کی عبادت کا سیدہا راستہ بتلائے اور اوس نبی رسول کی
نبوت و رسالت کو جسپر وہ کتاب مقدس نازل ہوئی ہے اور امت کے حق مین اوس کے
متبوع و واجب الاتباع ہونے کو کامل طور پر جتلائے اور بندون کو دنیا سے نفرت اور
دین کی طرف رغبت دلائے بس جو کتاب ان صفات کے ساتھ موصوف ہو وہ منزل من اللہ
و کتاب رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ مؤلف من جانب العباد و کتاب شیطانی ہے
لو یہ ہی مختصر بیان پُر فائدہ و کلیہ قاعدہ مذہب کے حق و باطل معلوم کرنے کا اب اہل سنت
و شیعہ دونون فرقون کے اصول مذہب کو اس قاعدے کے مطابق کر کے نظر انصاف سے
دیکھہ لو کہ اہل سنت و جماعت کے اصول معقول اس قاعدہ کے کسقدر مطابق ہین کہ سرمو فرق
نہین وہ اللہ جل شانہ کو وحدہ لاشریک و علام الغیوب و قادر مطلق و جملہ افعال و اقوال
مین مختار علی الاطلاق جانتے ہین اوس کی صفات خاصہ مین کسی کو نبی و رسول ہو یا ولی
مقبول شریک نہین مانتے اوس معبود حقیقی کے سوا کسی کو مخلوقات مین سے ادنے ہو یا اعلے
معبود نہین گردانتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سرور اصفیا و خاتم الانبیاء ہین اون
کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ بیشک اللہ تعالی کے رسول برحق کافہ خلائق جن و بشر کی ہدایت
عامہ کے لئے مبعوث اور اون سب کے حق مین واجب الاتباع ہین قرآن شریف جو آپ پر نازل
ہوا آپ نے بلا کم و کاست امت کو پہنچایا جو ہمیشہ تک بلا تغیر و تبدل باقی رہے گا احکام الٰہی
مین سے کسی حکم کو کسی کے خوف یا کسی کی رعایت و مروت کے سبب سے آپنے ہرگز نہین
چھپایا نہ اوس مین کچھہ بڑھایا آپکے کمالات ظاہری و باطنی کو دیکھکر بیشمار جن و انس بے

دل سے مشرف باسلام ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے طریقۂ حقہ پر ثابت قدم رہی
آپ کے فیضان صحبت سے خود بھی ہدایت پائی اور اوس راہ مستقیم کی طرف اور ونکو بھی ہدایت
فرمائی اب ان شیعوں کے اصول مذہب کو دیکھیے کہ اس قاعدہ مذکورہ بالا کے کس درجہ
مخالف ہیں اونکی بنا پر نہ توحید ہی قایم رہتی ہے نہ رسالت نہ امامت ہی سلامت توحید
یوں نہیں قایم رہتی کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات خاصہ ہیں وہ اُنھوں نے اپنے اماموں
کو عطا فرمادین چنانچہ اصول کلینی میں اماموں کی نسبت لکھا ہے کہ اونکو علم ما کان وما یکون
کا ہوتا ہے یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ ہی ہونیوالا ہے اوسکو سب امام جانتے ہیں موت وحیات
بھی اون کے اختیار میں ہے اونکو اس امر کا بھی اختیار ہے کہ وہ جس شے کو چاہیں حلال کردیں
اور جس چیز کو چاہیں حرام بنادین ظاہر ہے کہ یہ تمام صفات باری تعالیٰ کی خاص صفتیں
ہیں امام تو امام انبیاء کرام میں بھی نہیں پائی جاتیں اس قسم کا اعتقاد یقیناً الحاد قطعاً
عین شرک ہے جس کے منافی توحید ہونے میں کسی اہل عقل ودیندار شخص کو شبہہ نہیں ہو سکتا
پھر باوجود اس کے ان کے اصول مذہب کی بنا پر باری تعالیٰ کی صفات خاصہ کا انکار بھی
لازم آتا ہے اسلیے کہ تمام صفات باری تعالیٰ شانہ میں سب سے اعلیٰ درجہ کی صفات جو تمام
صفات کمالیہ کے اصول ہیں علم کامل وقدرت مطلقہ ہیں جن پر کل کارخانہ کبریائی کا مدار
ہے ان دونوں صفتوں کا مذہب شیعہ کی بنا پر تحقق نہیں بن پڑتا بلکہ صراحتہً ان دونوں کی
ضد متحقق ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے اصحاب کرام کی تعریف سے جنکو یہ معاذ اللہ
کافر ومنافق قرار دیتے ہیں قرآن شریف بھرا ہوا ہے جسکا انکار بعینہٖ آفتاب کا انکار ہے تو اس
صورت میں دو امروں میں سے ایک امر ضرور لازم آتا ہے کہ یا تو نعوذ باللہ اوس
علام الغیوب کو اون کے قلبی حال کا واقعی طور پر علم نہ تھا اور یا اوس قادر مطلق نے اون
کے خوف سے اون کی تعریف بیان کردی ظاہر ہے کہ اس صورت ثانیہ میں علم وقدرت دونوں
کا انکار ثابت ہوتا ہے ایسے ہی صفت عدل ولطف کو اوس قادر مطلق ومختار علی الاطلاق کے

لہ بحث امامت میں اس کے متعلق مفصل حاشیہ گذر چکا

حق مین واجب قرار دیتے ہین جسکا مآل کار یہ ہے کہ اوسکا خلاف معاذ اللہ اوسکی قدرت واختیار مین نہین یہ تو ان کے مذہب کے موافق خدائی کا حال ہے اب رسالت کا حال سنئے کہ وہ ان کے اصول دین کی بنا پر اس لیے برقرار نہین رہتی کہ بعثت رسول اور اوس پر کتاب آسمانی کے نزول سے خاص یہ ہی مقصود ہوتا ہے کہ وہ احکام الہٰی کو بلاکم وکاست اور بے غیر کسی کے خوف وخطر اور بدون کسی کی رعایت ومروت کے بلا تخصیص یگانہ وبیگانہ عام طور پر امت کو پہنچائے جس کے سبب سے مخلوق شرک وکفر سے نجات پاکر راہ مستقیم توحید وعبادت معبود حقیقی کی طرف ہدایت پائے اب دیکھیے کہ ان کے مذہب خاص کے اصول موضوعہ کی بنا مخصوص پر یہ تمام امور مقصود بالکلیہ مفقود ہین کہ نہ رسول مقبول کا بلا خوف وخطر ورعایت ومروت و بدون تفریق خویش وبیگانہ احکام الہٰی کا سب کو یکسان پہنچانا ثابت ہوتا ہے اور نہ معاذ اللہ آپ کی ذات رحمۃ للعالمین سے امت کو ہدایت پائی جاتی ہے اول کا حال یہ ہے کہ ان کے مذہب مین یہ امر مسلمات سے ہے جس کا کوئی شیعہ انکار نہین کرسکتا کہ رسول مقبول کی توجہ ہمیشہ اس امر کی طرف مبذول رہتی تھی کہ جس طرح بن پڑے کسی نہ کسی طرح میرے بعد میرے داماد جناب امیر خلیفہ ہون مگر صحابہ کرام کے سبب سے اس ناگفتہ بہ بات کو زبان پر نہین لاسکتے تھے حالانکہ اللہ تعالی کو بھی یہی امر مقصود تھا چنانچہ اس کے بارہ مین اوس نے کئی بار حکم بھی نازل فرمایا مگر حضرت نے صحابۂ کرام سے خوف وخطر کا عذر کرکے اوس احکم الحاکمین کے حکم کو ٹالدیا جب آخر مین نہایت غصہ کے ساتھ اوس جبار وقہار نے حکم تہدیدی نازل فرمایا تب آپنے ناچار ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع مین مقام خم غدیر پر خلافت جناب امیر کا حکم سنایا حضرات شیعہ سے یہ بھی سنا ہی کہ حضرتنے جھٹ پٹ جناب امیر کے سر پر عمامہ خلافت یعنی دستار سراپا وقار وبیعہدی کو بھی بندہوادیا اور کہتے ہین کہ تمام حاضرین کی زبان سے جناب امیر کو امیر المومنین کہلادیا مگر باوجود اس شد ومد کے اوس کا اولٹا اثر یہ ظہور مین آیا کہ پیغمبر صاحب کی وفات کے ہوتے ہی آپ سے سب یک قلم پھر گئے اور جناب امیر کی اسدرجہ

حکم خلافت کو جس کے واسطے اسقدر اہتمام بلیغ خدا اور رسول کی جانب سے ہوا تھا سب اپنے
دل میں بیٹھے پھر باوجودیکہ اللہ تعالےٰ نے کفار و منافقین کے حق میں پیغمبر صاحب پر یہ حکم نازل
فرمایا کہ اون کو قتل اور ان پر تشدد کرو کہ انکا ٹھکانا دوزخ ہے لیکن آپ نے اپنے صحابہ کی
بابت جو شیعوں کے اعتقاد میں معاذاللہ قطعاً کافر و منافق تھے اس درجہ کی خصوصیت خاصہ کا
برتاو کیا کہ ہر ادنے و اعلیٰ پر ظاہر ہے اونکو سفر و حضر میں اپنا ہم نوالہ و ہم پیالہ بنایا بڑے بڑے
امور مالی و ملکی دینی و دنیاوی میں اون سے ہمیشہ مشورہ لیا اور اون کے مشورہ کے موافق
عمل فرمایا اون میں سے بعضوں کی لڑکیوں کو اپنی ازواج مطہرات میں داخل کیا اور بعضوں
کو اپنی صاحبزادیوں کے ساتھ عقد کرکے دنیا و آخرت میں اون کا شرف بڑھایا ہمیشہ اون
کی تعریفیں اور اون کے حق میں دعاء خیر اور آخر دم تک اون کے ساتھ اپنی رضاء قلبی و
خوشنودی خاطر کا اظہار فرماتے رہے جو موافقین و مخالفین پر مخفی نہیں یہ تو آپ کی تبلیغ احکام
الٰہی کی کیفیت تھی جس میں شیعوں کے مذہب کی موافق اون میں صحابہ کا خوف و خطر اور ظاہر
میں اون کی انتہا درجہ کی رعایت و مروت اور حد سے زیادہ پاسداری اور باطن میں اپنے
اہلبیت اور اون کے متعلقین کی خیر خواہی مد نظر رکھنا اور خاص اون ہی کے لیے دین و دنیا کی
بہبودی چاہنا صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ جو بالکل منافی شان نبوت و ہادم بنیان رسالت
ہے اب دوسرے امر اعنی امت کی ہدایت پانے کی کیفیت سنیے کہ اصول شیعہ کی بنا پر سرے سے اوسکا
وجود ہی متحقق نہیں ہوسکتا کسی کا مومن کامل و صاحب عرفان ہونا تو یک طرف کسی ایک شخص
کے دل سے ایمان لانا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کسی شخص کے
ایمان و کفر کا حال معلوم ہونے کی صرف چار صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ اوس کے بارہ میں
اللہ تعالےٰ اپنے نبی و رسول برحق پر وحی نازل فرمائے دوسرے یہ کہ انبیاء مرسلین یا اولیاء کاملین
کے قلوب صافی پر یہ امر بطور کشف و الہام منکشف ہوجائے تیسرے یہ کہ کسی شخص سے توحید رسالت
و ایمان کے جملہ متعلقات کی نسبت تسلیم و اقرار لسانی یا عدم تسلیم و انکار زبانی پایا جائے اس

صورت کی اول شق میں مومن اور دوسری میں کافر شمار کیا جائے گا چوتھی صورت خاص ایمان کے معلوم کرنے کی یہ ہے کہ کسی شخص سے تمام احکام شرعیہ یا کم سے کم ادنیٰ سے صرف امور ضروریہ کی تعمیل متحقق ہو اس صورت کی دونوں شقوں میں تاوقتیکہ اوس شخص سے ضروریات دین کا انکار سرزد نہو یا اوس کے کافر ہونے کے معاملہ میں وحی نازل نہو وہ شخص بلا انکار مومن و دیندار سمجھا جائے گا ان چارون طریقوں میں سے اول کے دو طریقے چونکہ باطنی ہیں اور عام طور پر وہ مخالف پر حجت نہیں ہوسکتے اسلئے ہم اون کا مخالفین کے مقابلہ میں حجت لانا خلاف مناظرہ جان کر اون کو فروگذاشت کرتے ہیں اور محل بحث نہیں قرار دیتے بلکہ اس مقام الزام میں صرف اخیر کے دو طریقوں پر اکتفا کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء عظام سید الانام توحید و رسالت اور اون کے تمام متعلقات کا صاف وصریح طور پر اقرار بھی کرتے تھے اور احکام خدا و رسول کی علیٰ وجہ الکمال تعمیل بھی بجا لاتے تھے چنانچہ شیعہ صاحبوں کو بھی اس سے انکار نہیں مگر عداوت باطنی و بغض قلبی کے سبب سے جو اون حامیان دین متین محبوب رب العالمین کی طرف سے ان کے دلوں میں ید و فطرت سے موجود ہے یوں کہتے ہیں کہ اون کا یہ اقرار و احکام خدا و رسول کا بجا لانا محض منافقانہ طور پر تھا اور باطن میں معاذ اللہ وہ قطعاً کافر تھے اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ایمان و اسلام اور اوس کے تعمیل احکام خالق انام کی نسبت مخالف اس ہی قسم کا بیہودہ کلام بے معنی کر سکتا ہے ہماری اس تقریر دل پذیر سے ہر اہل عقل کے نزدیک یہ امر یقیناً ثابت ہو گیا کہ مذہب شیعہ کی بنا پر مخلوق کی ہدایت قطعاً عالم میں متحقق نہیں ہوسکتی اور اس حالت میں بعثت جملہ انبیاء کرام عموماً اور بعثت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً معاذ اللہ محض لغو و بیکار و فعل عبث ثابت ہوتی ہے یہ تو ان کے مذہب کے موافق الوہیت و رسالت کا حال سراپا اختلال تھا اب باقی رہی امامت سراپا کرامت جس کے معاملہ میں ان حضرات دانشمندوں نے قیامت سے پہلے ہی قیامت برپا کر رکھی ہے وہ ان کے اصول موضوعہ کی بناء فرضی پر یوں سلامت نہیں رہتی کہ امام کا بھی وہی کام ہوتا ہے

جو رسول کا وہ کیا وہی ہدایت خلائق ہان ان دونون کے مرتبون مین اسقدر فرق ضرور ہوتا ہی کہ رسول تو خداے تعالے کے نائب ہوتے ہین اور امام عالی مقام رسول مقبول کے مگر ان کی معتبر کتابون مین جن پر ان کے مذہب کا دارمدار ہے جیسی کلینی شریف و استبصار[1] لطیف وغیرہ تمام اماموں کی نسبت اول سے لیکر آخر تک یعنی جناب امیر علیہ السلام سے لیکر امام مہدی مخفی مقام تک بڑے طمطراق و شدومد کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے بلکہ اسی ہی پر اپنے مذہب کا مدار رکھا ہے کہ جملہ ائمہ[2] معصومین تقیہ کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ دادا دُن کا دین ہے جو شخص تقیہ نہ کرے اوس کا دین ہی نہین تقیہ کے سبب سے امر حق کا اخفا اور باطل کا اظہار کیا کرتے تھے اگر چند آدمی اون سے مسائل دریافت کرتے تو جواب مین ایک سے کچھہ اور دوسرے سے کچھہ اور کہدیا کرتے تھے یہان تک کہ نماز اور قرآن شریف بھی مخالفین کے سامنے اون ہی کے طریق پر پڑھا کرتے تھے غرض تمام ارکان دین بظاہر مخالفین ہی کے طور پر اون کے منشاء کے موافق ادا کیا کرتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی امام عالی مقام نے اپنے کار منصبی کا جو ہدایت خلائق سے عبارت ہے کسی وقت مین انجام نہین دیا بلکہ ہدایت کی جگہ مخلوق کو برعکس ضلالت مین ڈالا پھر وجود امام بھلا کس کام آیا بلکہ ایسے نام کے امامون کے وجود سے تو اون کا عدم ہی درجہا بہتر تھا ناظرین منصفین حضرات شیعہ کے یہ عقائد مذکورہ ہین جن پر ان سب کا اتفاق ہے جس کے سبب سے اہل سنت کے مقابلہ مین جن کے عقائد صحیحہ بیشتر مجملاً بیان ہو چکے ان کو بڑا ناز ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر توحید و رسالت و امامت کا ہرگز ثبوت نہین ہو سکتا بلکہ ان کے اصول موضوعہ کے بنا خاص پر دین سرور اصفیا خاتم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم محض فرضی و خیالی شے ہے جو ابتداء بعثت سے

[1] استبصار مین جا بجا یہ کیا ہے کہ جب دو حدیثون مین اختلاف معلوم ہوا تو تقیہ پر محمول کیا ہے جیسا کہ دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے [2] تقیہ کے متعلق بحث امامت مین حاشیہ گذر چکا ہے ۔

بیان اصول اعمال شیعہ

اسوقت تک نہ ثابت ہوا اور نہ قیامت تک ہوسکے یہان تک اصول عقائد شیعہ کی کافی تردید اور اون کے اعتراضات واہیہ کے شافی جوابات کا بیان تھا جس کے تسلیم کرنے مین کسی اہل عقل کو جسکی طبیعت مین ذرہ برابر بھی انصاف کا مادہ رکھا ہوا ہے انشاءاللہ ہرگز تامل نہو گا اب یون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اصول اعمال کا بھی بالاجمال ابطال کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی کم علم و ناواقف سنی المذہب ان کے دہوکے مین نہ آئے اور نہ انمین سے کوئی غیرت مند شخص اہل سنت والجماعت کے ساتھ بحث و مباحثہ مذہبی کا اپنے دل مین کبھی ارادہ کرے ہمارے اس رسالۂ محققہ کے ناظرین منصفین ہمارے اس کلام محقق کو غور فرماکر سنین کہ ہم نے شیعون کے حالات کو جسقدر نظر تحقیق سے دیکھا اور اپنی عقل باریک بین کے ذریعہ سے تدقیق کے ساتھ جتنی اون کی چھان بین کی تو یہ ثابت ہوا کہ ان مدعیان محبت پنجتن کے اصول اعمال جن کے سبب سے ان کو کل مسلمانون سے امتیاز کلی حاصل ہے بظاہر پانچ ہین جو درحقیقت ان کے تمام فروعات اعمال کے اون پر قیاس کرنے کے لئے کافی ہین ۔ ناظرین کو چاہئے کہ ان پانچون اصولون کو خوب اچھی طرح پر اپنے حواس خمسہ مین جماکر ان پر ان کے باقی فروعات اعمال خاصہ کو قیاس فرمائین سبسے پہلا اصول اعمال جسکو فی الواقع اصل الاصول کہنا زیبا ہے جو ان کے عقائد و اعمال دونون کو اپنے دونون آغوش مین لے رہا ہے یہ ہے کہ اعمال کی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہین صرف جناب امیر و ائمہ باتوقیر کی محبت کافی ہے شیعان علی ائمہ عالی کا خالی دم بہرین اور باقی جو چاہین سو کرین بس اس ہی خیالی خیال کی بنا پر نہ انکو نار سقر کا خوف و خطر ہے اور نہ مالک دوزخ کا کچھ ڈر اس مضمون کے متعلق کلینی مین جو ان کے نزدیک اصح الکتب ہے دو حدیثین بیان ہوئی ہین اول حدیث فروع کلینی کتاب الروضہ[1] مین ہے کہ امام باقر صاحب نے فرمایا کہ دین فقط محبت ہے عبارت

[1] فَقَالَ اَبُوْجَعْفَرؑ وَهَلِ الدِّيْنُ اِلَّا الْحُبُّ الخ کل عبارت بوجہ طول نہین لکھی گئی مطلب کتاب ہذا مین درج ہے فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ

ہے اسلئے کہ ایک آدمی پیغمبر صاحب کے پاس آیا اور یہ کہا کہ مین نمازیون اور روزہ دارون کو دوست رکھتا ہون مگر خود نماز و روزہ کے پاس نہین پھٹکتا حضرت نے فرمایا کہ تو جن کے ساتھ محبت رکھتا ہے تیرا حشر اونہی کے ساتھ ہوگا دوسری حدیث اصول کافی کلینی مین عبد اللہ ابن یعفور سے منقول ہے کہ مین نے امام جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین آدمیون سے جو ملتا ہون تو مجکو اس امر کا تعجب معلوم ہوتا ہے کہ جو قومین آپ امام صاحبون کو دوست رکھتی ہین اون مین نہ تو صدق و امانت ہے نہ وفا اور جو قومین کہ آپ صاحبون کو دوست نہین رکھتین بلکہ فلان اور فلان یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو دوست رکھتی ہین اون مین امانت و صدق و وفا سب موجود ہین یہ سنکر امام صاحب جھٹ اوٹھکر بیٹھ گئے اور میری طرف غصہ سے متوجہ ہوکر یہ کہا کہ جو شخص ایسی شخص کو امام مانے جس کی امامت خدا کی طرف سے نہو تو اوس کا کچھ دین ہی نہین اور جو شخص ایسے امام کو مانے جسکی امامت خدا کی جانب سے ہو تو اوسپر کسی قسم کا عتاب نہین بس اس قسم کی حدیثون پر اعتماد کرکے فرقہ امامیہ کو نہ خوف عذاب ہے اور نہ اون کے بے خوف دل مین کچھ بیم حساب نہ اکتساب حلال سے بحث نہ اجتناب حرام سے مطلب حالانکہ اس طرح کے مضامین خلاف عقل و نقل کا باطل محض ہونا اہل عقل پر کئی وجہ سے ظاہر ہے اول یہ کہ اس صورت نازیبا مین بعثت سرور اصفیا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول احکام خالق انام معاذ اللہ محض لغو و بیکار امر ہے اس تقدیر پر تمام احکام کے قایم مقام فقط ایک ہی حکم کا نازل کرنا کافی تھا کہ صرف امامون کے ساتھ محبت رکھو باقی جو چاہو وہ کرو دوسری وجہ یہ ہے کہ شیعون کی کتابون مین جو اقسام اقسام کے احکام ناحق بکثرت بھرے پڑے ہین اس حالت مین اون کی بھی کون ضرورت تھی بلکہ اون سب کی جگہ صرف یہی دو حدیثین بلکہ فقط ایک ہی

عن عبد اللہ ابن ابی یعفور قال قلت لابی عبد اللہ انی اخالط الناس فیکثر عجبی من اقوام لا یتولونکم و یتولون فلانا و فلانا لہم امانۃ و صدق و وفاء و اقوام یتولونکم لیس لہم تلک الامانۃ و لا الوفاء و الصدق الخ مطلب کتاب ہذا مندرج ہے اصول کافی باب فیمن دان اللہ عز و جل بغیر امام من اللہ جل جلالہ صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ھ

ہی حدیث کفایت کرتی تھی کلینی مین جو ایتس ہزار احادیث کا بڑا بھاری انبار لگا ہوا ہے
صرف ایک ہی چھوٹی کلینی کی حدیث کافی تھی مگر اس دوسری وجہ کے شیعہ صاحبون کی
جانب سے ہم خود ہی توجیہہ کئے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ ان حضرات نے جب یہ دیکھا کہ اہل
سنت وجماعت کے مذہب مین دین کے متعلق متعدد قسم کے علوم اور اون کی بہت اس
قسم کی کتابین مدون موجود ہین جن مین عقائد و اعمال اوامر و نواہی حرام وحلال وغیرہ
سے بہ تمام وکمال بحث کی گئی ہے تو ان کو بھی یہی سوجھی کہ ہم بھی ایسا ہی کرین تاکہ ان
سے کسی طرح گمنہی نہ ہین اور ہمارا مذہب بھی کسی صورت سے اسلام مین شمار کیا جائے اس خیال
سے انھون نے بھی علماء اہل سنت کے طرز پر اپنے ہان علم فقہ و تفسیر وحدیث وضع کیا
اور اون علوم مین اوس ہی طریق پر کتابین تصنیف کین اور اون ہی قواعد وطریق پر
اون مین ابواب وفصول قایم کئے یہان تک کہ علم اسماء الرِّجالِ مین بھی سنیون کی دیکھا
بھالی کتابین بنا ڈالین جنمین راویان احادیث کے حالات سے بحث کی جاتی ہے اور
اس بحث کرنے سے محققین اہل سنت وجماعت کا سب سے بڑا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ امر معلوم
ہو جائے کہ فلان راوی ہمیشہ صدق کے ساتھ موصوف رہتا ہے اور فلان راوی کبھی کسی وجہ سے
کذب کیساتھ بھی متصف ہو جاتا ہے یا اوسکا حافظہ قوی ہے کہ جیسا کسی سے سنتا ہے ویسا ہی اوسکو یاد رکھتا ہے
اور اوسکے حافظہ مین ضعف ہے کہ سنی ہوی باتکو کبھی بھول بھی جاتا ہے تاکہ انکے اوصاف کے مناسب اوسکی حدیث کو
قوی یا ضعیف معتبر یا غیر معتبر قرار دیا جائے حالانکہ یہ امر ظاہر ہے کہ شیعہ صاحبون کو
راویون کے حالات سے اس قسم کی بحث کرنی ہرگز نہین پہنچتی کیونکہ جب ان کے
نزدیک دین مین جھوٹ بولنا جسکو یہ حضرات اپنی اصطلاح خاص مین تقیہ بولتے ہین
درست بلکہ اولے وعین دین ٹہرا تو اس صورت مین اگر بالفرض کسی شخص کو قوی
الحافظہ بھی مانا جائے اور اوس کے ساتھ یہ بھی فرض کیا جائے کہ وہ دنیاوی معاملات
مین جھوٹ بھی نہین بولتا مگر جب اوس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی یقین کامل ہے کہ اوسکے

ذہب خاص مین خاص دین کے معاملات مین جھوٹ بولنا افضل بلکہ عین دین ہی
اس حالت مین اوس کی روایت حدیث جس کے دینی ہونے مین شبہہ نہین کیونکر قابل
تبار ولائق اعتماد ہوسکتی ہے اور اوس کا فقط دنیاوی امور مین صادق ہونا دین کے
عاملات مین کیا مفید ہوسکتا ہے پہر اس حالت مین اوس کے صدق وکذب اور قوی
حافظہ یا ضعیف الحافظہ ہونے سے بحث کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ محض لغو وسراسر بیہودہ
کام ہے اور اس معاملہ مین کسقدر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کوئی شخص کتنا
ہی ضعیف الحافظہ اور کیسا ہی کاذب ہو اگر اوس کے مذہب مین کذب درست نہین تو
اوس کی حدیث مین غایت سے غایت کذب کا صرف احتمال ہے نہ یقین بخلاف اوس شخص
کے کہ جس کے نزدیک معاملات دین مین جھوٹ بولنا بہتر سمجھا جائے اور اوس کے خاص
پیشواؤن کا دستور عمل قرار دیا جائے تو وہ اگرچہ کتنا ہی قوی الحافظہ اور دنیاوی امور
مین کیسا ہی صادق القول کیون نہو لیکن دین کے معاملات مین اوس کی روایت کے
جھوٹ اور خلاف واقع ہونے کا ظن غالب بلکہ یقین کامل ہے اس مقام مین یہ تاویل بہی
نہین بن پڑتی کہ تقیہ چونکہ مخالفین کے سامنے ہوتا ہے اپنے مذہب والون کے مقابلہ مین
اوس کی کیا ضرورت ہے اس بنا پر راویان احادیث شیعہ اپنے دین کی روایتون مین
تقیہ کی وجہ سے کیون جھوٹ بولنے لگے تھے اس لئے کہ ان کی معتبر کتابین مثل کافی کلینی
واستبصار فیما اختلف من الاخبار اس قسم کی روایات کثیرہ کے بیشمار انبار سے بہری پڑی
ہین جن مین راویان شیعہ کا خاص اپنے مذہب والون کے ہی مقابلہ مین تقیہ کے سبب
سے جھوٹ بولنا صاف وصریح طور پر ثابت ہوتا ہے حتی کہ ان کے خاص امام عالی
مقام جن تک ان کی روایات منتہی ہوتے ہین اونکا بہی اپنے خاص الخاص شیعون
کے سامنے خاص دینی مسائل مین جھوٹ بولنا بہ کثرت پایا جاتا ہے چنانچہ اس مقام
مین بطور مشتے نمونہ از خروارے استبصار شریف کی ایک روایت لطیف پر اکتفا کرتا ہون

جو ارباب بصیرت کے لطف اٹھانیکے لئے بس کافی و وافی ہے ایک راوی شیعہ روایت کرتے ہین کہ مینے امام جعفر
صاحب سے آہستہ یہ مسئلہ پوچھا کہ حضرت اپنی بی بی کی مقعد مین دخول کرنا کیسا ہے اوسوقت چونکہ اور آدمی
اپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسلئے آپنے باواز بلند فرمایا کہ بھائیو باندی سے اوسکی حیثیت سے زیادہ خدمت لینی نہین
چاہئے اس کی آواز بلند بیان کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اور آدمی جو وہان حاضر تھے وہ یہ سمجھین کہ اس
شخص نے باندی کے متعلق مسئلہ دریافت کیا ہے اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ پھر امام عالی
مقام نے میرے کان مین اپنا منہ جھکا کر چپکے سے یہ فرمایا کہ اس مین کچھ حرج نہین مین نے
عرض کیا کہ حضرت بھلا آپ بھی اپنی بی بی صاحبہ کے ساتھ ایسا فعل کیا کرتے ہین ارشاد
ہوا کہ نہین بعد کو مینے بعینہ یہ ہی مسئلہ حضرت امام علی رضا صاحب سے پوچھا اون حضرت نے
اس فعل ناروا کو قطعاً حرام بتلایا اس کے بعد صاحب استبصار فیما اختلف من الاخبار
ان روایات مختلفہ مین اپنی رائے عالی سے یون تطبیق فرماتے ہین کہ اصل یہ ہے کہ ہمارا
مذہب خاص تو یہ ہی ہے کہ یہ فعل خاص یعنی زوجہ کی مقعد مین دخول کرنا درست ہے لیکن
امام علی رضا علیہ السلام کا اس فعل مخصوص کو حرام فرمانا محض تقیہ کے سبب سے تھا اور امام
جعفر صادق ع کا اپنی صاحبہ کے ساتھ اس فعل سے انکار کرنا بھی خاص تقیہ ہی پر مبنی ہے - اب ناظرین
باانصاف اس روایت صریح فضیح سے صاف جان سکتے ہین کہ جب ان کے امامون
ہی کا یہ حال ہے جنکی طرف مذہب شیعہ کی قریب قریب کل حدیثین منتہی ہوتی ہین تو اور
راوی بیچارے کس شمار مین رہے بقول شخصے کہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اس
صورت مین صاف ظاہر ہے کہ راویون کے صدق وکذب وقوت وضعف حفظ سے بحث

عَنْ حَمَّادِ ابْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَوْ اَخْبَرَنِیْ مَنْ سَأَلَهٗ عَنِ الرَّجُلِ یَأْتِی الْمَرْأَةَ فِیْ
ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ وَفِی الْبَیْتِ جَمَاعَةٌ فَقَالَ لِیْ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
كَلَّفَ مَمْلُوْكَهٗ مَا لَا یُطِیْقُ فَلْیَبِعْهُ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ وُجُوْهِ اَهْلِ الْبَیْتِ ثُمَّ اَصْغٰی اِلَیَّ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ

مطلب کتاب ہذا مین درج ہے استبصار باب اتیان النساء فیما دون الفرج صفحہ ۱۳۰ جلد ثانی مطبع جعفری لکھنو -

ر نی مذہب شیعہ کی بنا پر محض بے اصل ہے بس اس حالت مین اسماء الرجال مین ان کا کتابین
بنانا صرف سنیون کی نقل ہی نقل ہے اس توجیہہ وجیہہ کا حاصل یہ ہے کہ ان کا دین کے
امور مین علوم متعدد نکالنا اور اون علوم مین کتابین بنا کر اون کو اہل سنت کے سانچے
پر ڈھالنا محض اتباع اہل سنت وجماعت ہے ورنہ ان مدعیان محبت اہلبیت کے لیے تو فقط
ایک ہی حدیث کہ دین صرف محبت کا نام ہے کافی ووافی ہے بس صرف امامون کی محبت
کا دعوی کرو اور حرام وحلال اعمال سے مطلقاً غرض ومطلب نہ رکھو خیر بہرصورت جب اس
دوسری وجہ تردید کی ہمنے حضرات شیعہ کی جانب سے خود ہی توجیہہ کر دی تو اس حالت
مین ہم اسکو بخوشی واپس لئے لیتے ہین اور اوس کے بدلے مین تیسری وجہ ان حضرات
عالی درجات کی خدمت مین پیش کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جب دین اسلام صرف خالی
محبت ہی کا نام ٹھہرا اور کسی قسم کے اعمال حرام وحلال سے اوسکا کچھہ تعلق ہی نہ تھا تو ہم
اب شیعان امامیہ سے یہ دریافت کرتے ہین کہ حضرات ائمہ معصومین کا دین کیا تھا آیا وہ
بھی صرف محبت ہی سے عبارت تھا یا اوس مین کچھہ اعمال کو بھی دخل تھا اگر اول صورت تھی
تو پھر وہ اعمال کیون بجالایا کرتے تھے اور احکام خدا ورسول کی تعمیل مین کیون مصروف
رہتے تھے اور اگر دوسری شکل تھی تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ائمہ عالی مقام جن کا مرتبہ
اللہ تعالے کے نزدیک بہت عالی تھا اور وہ مقربان بارگاہ خداوندی تھے اونکو تو جنت مین
داخل ہونا جب میسر آئے کہ وہ اعمال شاقہ کی تکلیف اٹھائین اور اون کے نام لیوا جو
اون کی خاک پا کے بھی برابر نہین ہوسکتے وہ بدون تکلیف اعمال بے کھٹکے کھٹ کھٹ کرتے
دہم سے جھٹ جنت مین جا کودین یہ عجب برعکس معاملہ ہے جسکو شیعہ صاحبون کے سوا کوئی
عقلمند تسلیم نہین کرسکتا چوتھی وجہ اس اصول اعمال کی بطلان کی یہ ہے کہ جب اس کی
بنا پر دین مین امامون کی فقط محبت ہی کافی سمجھی گئی اور اوس کے ہوتے ہوئے کسی عمل خیر وشر
کے اکتساب واجتناب کی ضرورت ہی نہ رہی تو پھر حضرات شیعہ جو بہت قسم کے اعمال بجالاتے

ہین خصوصاً وہ اعمال جنکو اپنے خیال مین حسنہ جانکر اون پر حد سے زیادہ اصرار فرماتے ہین
جیسے کہ تبرا و ماتم شہید کربلا وغیرہ اس حالت مین اون کی کون ضرورت ہے کہ اون کے بجالانے
مین مفت اپنی اوقات کو بھی ضائع فرماتے ہین اور محبین صحابہ و اہلبیت سید العالمین کا
بھی ناحق دل دکھاتے ہین افسوس کہ تمام ارکان دین کے باطل کرنیکو یہ اصول مبطل اعمال نکالا
تھا پھر اوسپر بھی قایم نرہے یہ بھلے مانس بھی عجیب قسم کے پختہ مزاج لوگ ہین کہ کسی ایک بات
پر قایم ہی نہین رہتے خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعون کا یہ اصول باوجود خلاف نقل وعقل
ہونے کے خود اون کے مذہب کے بھی مخالف ہے اس مقام پر پہنچکر ہمکو ایک شبہہ کا رفع کرنا
مناسب معلوم ہوتا ہے جو شاید کسی کم فہم کو پیش آئے کہ سنیون کی بھی کتابون مین اس مضمون کی
حدیث موجود ہے کہ جو شخص جس کے ساتھ محبت رکھے گا وہ اوسی کے ساتھ قیامت مین
اوٹھے گا اس تقدیر پر چاہیے کہ ان کے مذہب مین بھی شیعون کے مذہب کی طرح اعمال کی
کوئی ضرورت نہ بھی جائے اس کا تحقیقی وواقعی جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ ہماری کتب احادیث
مین اس مضمون کی حدیث منقول ہے لیکن اوسمین کوئی لفظ اس قسم کا مذکور نہین جو اعمال
کے غیر ضروری ہونے پر دلالت کرے بلکہ علماء اہل سنت وجماعت جن کو اللہ جل شانہ نے
محبت صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار سید الابرار کی برکت سے حق وباطل کی تمیز وتحقیق کامل
عطا فرمائی ہے جب اس حدیث کے مضمون اور اوس کے اصلی منشاء پر غور کامل فرماتے ہین
تو اوسمین نہایت خوبی ولطافت کے ساتھ تائید اعمال کا اشارہ جلوہ گر پاتے ہین اصل
یہ ہے کہ محبت کی دو قسمین ہین - ایک محبت دنیاوی دوسری دینی دنیاوی محبت مین جو
ان دونون قسمون مین ادنے درجہ کی قسم شمار کی جاتی ہے تعمیل حکم محبوب اوس کی ضروریات
سے سمجھی جاتی ہے اور محبت دینی مین جو اوس کی اعلی قسم ہے تعمیل حکم کے علاوہ یہ امر بھی ضروری
ہے کہ جس کے ساتھ کسی کو دین کی وجہ سے محبت ہو اوس کے تمام عقائد و اعمال کو دل سے
اچھا جانے اور حتی الوسع خود بھی اوسی کے سے اعمال بجا لائے پس اس امر سے صاف

ظاہر ہے کہ جس کسی کے عقائد و اعمال جس شخص کے اعمال و عقائد کے موافق ہون گے تو جو
مقام خواہ جنت ہو یا دوزخ اوس محبوب متبوع کے واسطے اوس کے عقائد و اعمال کے مطابق
حقیقی مین قرار پائے گا وہی مقام اس محب تابع کے لئے بھی قرار دیا جائے گا تو یہ معنی ہین
اس حدیث شریف کے کہ جس کسی کو جس شخص کے ساتھ محبت ہو گی اوسکا حشر بھی اوس ہی کے
ساتھ ہو گا جس کے واقعی وحق ہونے مین کسی اہل عقل کو شبہہ نہین ہو سکتا ظاہر ہے کہ
احادیث شیعہ کے جو کلینی شریف مین منقول ہین یہ معنی نہین ہو سکتے اسلئے کہ اول تو
اون کے الفاظ وضعیہ صراحتًا ابطال اعمال شرعیہ پر دلالت کر رہے ہین جن کا ترجمہ
بنیتر ہم اپنے کلام صداقت التیام مین بیان کر چکے دوسرے ان کی کتابون مین مثل بحور الغمہ وغیرہ
کے صاف وصریح طور پر یہ مضمون موجود ہے کہ اگر کوئی شخص مدت العمر نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ
رکھے اور ہمیشہ شراب خواری وزنا کاری مین مبتلا رہے لیکن اوس کے دل مین جناب
امیر علیہ السلام کی محبت ہو تو وہ بے حساب وکتاب جنت مین داخل ہو جائے گا بلکہ
اوس کے یہ سب گناہ نیکیون سے بدل جائین گے اور ہم نے اس مقام پر اس مضمون
کو اپنی عادت طبعی کے موافق مہذبانہ الفاظ مین بیان کر دیا ہے ورنہ صاحب بحور الغمہ
نے تو مضمون فسق وفجور کو ایسے شرمناک الفاظ مین ادا کیا ہے جنکا ذکر تو در کنار
صرف اوس کے خیال ہی سے ہمارا خامہ مہذب بیان فرط ندامت سے سرنگون بنا ہوا
ہے تیسرے ان کے عوام وخواص کی زبان پر عمومًا یہ خاص امر گردش کرتا رہتا ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام کی محبت کے سامنے کسی قسم کا گناہ ضرر نہین پہنچا سکتا چنانچہ
خاص خاص شیعون سے ہمنے بارہا اس قسم کے مضامین مبطل دین سنے ہین اور اوس ہی
وقت اون مضامین خلاف دین کو دلائل قاطعہ سے اون کے سامنے ہی ہم نے قطع
کر دیا جن کو سنکر اون عقیدون کے معتقدون کو سکوت کے سوا کچھ چارہ نہین بن پڑا
ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی محبت کا یہ اثر ہونا چاہئے

تھا کہ اون سے محبت رکھنے والا فرائض وواجبات کا تارک بنتا تو کیا ادنے مستحب کا بھی تارک نہ بنے اور ارتکاب حرام کا تو کیا ذکر ادنے مکروہ کے بھی ارتکاب سے اجتناب کرے یا بجائے اس کے ایسا اُلٹا اثر ہو کہ فرائض وواجبات کو ترک کر کے محرمات شرعیہ مین مبتلا ہے یہ محبت کا ہیکو ہوئی کہلی ہوئی عداوت ہو گئی بس اس قسم کی محبت جناب امیر علیہ السلام کو تو دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام غرض کہ ان کا یہ اصول جیسا کہ مخالف دین مصطفےٰ ہے ویسا ہی منافی شان مرتضیٰ یہان تک تو اوس اصول اعمال کا حال تھا جس نے شیعان مدعیان محبت آل کے حق مین تمام اقسام حرام کو حلال بنا رکھا ہے اب دوسرے اصول کا حال بالاجمال بیان کرتا ہون جس سے اعمال مخصوصہ شیعہ کی ابتدا شروع ہوتی ہے اور تمام اعمال حسنہ کے حبط کرنے کے لئے صرف ایک یہی کافی ہے وہ کیا ہے تبرّا جس کی صورت نازیبا یہ ہے کہ صحابۂ کرام سید الانام و ازواج مطہرات سید الکائنات پر معاذ اللہ گالی گلوج کی بچھار بہر مار اور فوارہ لعنت بنکر اون حضرات عالیدرجات پر لعنت بیجا کے بیشمار بوچھار کی جائے اس امر ناسزا و فعل ناروا کو انھون نے اپنے خیال وگمان مین اپنے دین کے اعلیٰ درجہ کے ارکان مین سے سمجھ رکھا ہے بلکہ اس امر نامشروع کو افضل العبادات جانکر اپنے مذہب خاص کی خاص علامت اور اوسکی خصوصیات وذاتیات مین داخل کیا ہے جب تک کوئی شخص تبرا نہین کہتا اگرچہ وہ اہلبیت اطہار کا کتنا ہی محب جان نثار کیون نہو لیکن شیعان علی ومحبان حیدر کرار مین شمار نہین ہو سکتا حالانکہ کسی مذہب مین کسی شخص کا بُرا کہنا اگرچہ وہ فی الواقع بُرا ہی فرض کیا جائے بہلا نہین قرار دیا جاتا ہے کہ وہ خاص اشخاص جنکو ایک گروہ اعظم جس کے مقابلہ مین گروہ شیعہ کی کچھ حقیقت ووقعت نہین بزرگ اور دین کا پیشوا مانتے اور اون حضرات کی ذات پاک کو باعث اشاعت اسلام وحامی دین سید الانام جانے یہانتک کہ یہ استثناء شیعہ کفار بہی اس امر کے قائل ہین کہ اسقدر عرصۂ قلیل مین جو مسلمانون کو اسقدر ترقی ہوئی جس کی مثال کا عالم مین

ملنا محال ہے یہ سب پیغمبر صاحب کے صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء عظام کی بجد کوششون کا نتیجہ ہی
اس مقام مین شاید کسی کم فہم و نا عاقبت اندیش کے دلمین یہ شبہہ پیدا ہو کہ صحابۂ اخیار خیر الابرار
ہر چند کہ تمام اہل اسلام کے نزدیک مکرم و معظم ہون اور کافۂ انام اونکو باعث اشاعت دین
و حامی اسلام جانتے مگر شیعون کا اون کو برا کہنا اس بنا پر ہے کہ وہ اپنے نزدیک اونکو
کافر و منافق اور عدو اہلبیت و دشمن دین جانتے ہین کیونکہ اون کے مذہب کی کتابین
اس قسم کے مضامین خاص سے عموماً بہری پڑی ہین یہ امر آخر ہے کہ اون کی بنا دہنی الواقع
واقع و خلاف تحقیق پر واقع ہوئی ہو لیکن چونکہ مدار اعمال نیات پر ہے اور حب للہ و
بعض للہ افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے چنانچہ ان دونون مضمونون کی حدیثین اہل سنت
کی معتبر کتب احادیث مین موجود ہین تو پہر ایسی صورت مین شیعون کا یہ فعل نازیبا
کیونکر مورد ملام ہو سکتا ہے حقیقت مین یہ شبہہ ایسا ہے کہ کم فہم لوگون کے دلون مین
ضرور ایک قسم کا خلجان پیدا کرنے والا ہے جس کے سبب سے اس معاملۂ خاص مین عموماً
شیعون کی معذوریت کا دہوکا ہوتا ہے لیکن جنکو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک اور
اون کے احباب خاص اصحاب باصفا کی برکت سے دین کے معاملہ مین فہم کامل عطا فرمائی
ہے جو تفقہ فی الدین سے عبارت ہے اون کے دل مین اس قسم کا شک و شبہہ کبھی نہین گذر سکتا
اس کے جواب سے پہلے ایک مضمون بطور مقدمہ بیان کرتا ہون اوسکو غور کر کے سمجھہ لینا چاہئے
کہ اللہ تعالے نے جملہ حیوانات کی بہ نسبت انسانون کو اپنے احکام کا مکلف بنانے کے واسطے
منتخب کر کے مخصوص کیا پہر اون مین سے نابالغ و مجنون کو تکالیف احکام سے مستثنیٰ کر دیا
اونکے اس فعل سے جو عین اوسکی حکمت بالغہ کا مقتضی ہے صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے
کہ تکلیف احکام الہیہ کا مدار صرف عقل پر ہے جو خاص حق و باطل مین تمیز کرنے کی غرض
سے عطا کی گئی ہے اور جزا و سزا و اعمال و ثواب و عقاب سب عقل ہی پر مترتب ہوتے ہین اس
بنا پر انسان کو ضرور ہے کہ جملہ امور مین جو مبدء و معاد کے متعلق ہین اپنی عقل سے اوسکو

شوائب نفسانی سے معرا کرکے نہایت غور و تامل سے کام لے جو انسان اشرف المخلوقات کے حق
مین عقل عطا فرمانے سے اوس خالق جل وعلا کا مقصود ہے اس صورت مین ہر اہل عقل اس
امر کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے امر کو جو بداہت عقل کے بالکل مخالف ہو تسلیم کرکے
اوسکی بناء فاسد پر کسی قسم کے قول یا فعل کو مبنی کرے تو وہ عند اللہ و عند الناس ہرگز اس امر
مین معذور نہین قرار دیا جا سکتا نہ اوس کے مواخذۂ دینوی و اخروی سے وہ بری ہو سکتا ہے
مثلاً فرض کیجئے کہ ایک شخص تلوار لیکر بادشاہ کے قتل کرنے کو قلعہ مین جا گہسے اور اگر اوس
سے اس حرکت بیجا کا سبب دریافت کیا جائے تو وہ نامعقول اس امر کی یہ وجہ بیان کرے
کہ میری تحقیق مین یہ امر ثابت ہوا کہ بادشاہ کو تلوار سے کچھ تکلیف نہین پہنچتی بلکہ بجائے تکلیف
اوسکو نہایت راحت ملتی ہے اس لئے مین نے یہ سمجھا کہ مین اس فعل کے سبب سے انعام و اکرام
شاہی کا مستحق ہونگا ظاہر ہے کہ اوسکا یہ عذر جو محض بداہت کے خلاف ہے کسی اہل عقل کے نزدیک قابل قبول نہین
ہو سکتا اور نہ وہ اس عذر بیجا کی باعث سے معذور سمجھکر عتاب شاہی سے بچ سکتا ہے ہان اگر اس قول فضول و فعل نا
معقول کیوجہ سے بادشاہ کے نزدیک وہ فاتر العقل و مجنون قرار پائے تو کیا بعید ہے کہ وہ عتاب سلطانی سے بچ جائے
لیکن پہر بہی اس حالت مین اس امر سے اوسکو چارہ نہین کہ وہ بجائے جیلخانہ پاگل خانہ مین پہنچایا جائے ایسے
ہی دین کے معاملہ مین سمجہنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص بعثت انبیاء کرام یا وجود خالق انام کا منکر ہو تو اوسکا انکار کے
بارہ مین یہ عذر کرنا کہ میرے نزدیک یہ ہی ثابت ہوا اور مین اپنی تحقیق مین مجبور تھا روز محشر اوس مالک یوم الدین کے
سامنے ہرگز معتبر و قابل پذیرائی نہو گا غرض بداہت عقل کے خلاف کسی امر کا اقرار یا انکار نہ عند اللہ ہی معتبر ہے نہ عند الناس
ہی مسلم جب یہ امر ذہن نشین ہو چکا تو اب اس امر کو بہی خوب غور سے سمجہنا چاہئے۔ کہ صحابہ کرام و
سید الانام کا معاذ اللہ کفر و نفاق و عداوت اہلبیت پاک کسی وجہ سے بداہت عقل کے
خلاف ہے اول یہ ہے کہ جو شخص مدعی اسلام ہو اوس کے واسطے یہ امر ضروری ہے کہ کلام
الٰہی کے تمام احکام و جملہ دافعات کو وہ تسلیم کرے ورنہ بغیر اسکے اوسکا دعوی اسلام
ہرگز معتبر نہین ہو سکتا اب یون سمجھئے کہ کسی اہل عقل کو جو قران شریف سمجھ سکتا ہو اس امر

مین شبہہ نہین ہوسکتا کہ اوس مین جابجا بیشمار آیات پاک مین صحابۂ رسول مقبول کا اس طرح پر ذکر ہے کہ پیغمبر صاحب پر جو لوگ ایمان لائے اور اُنھون نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور کفار کے ساتھ مقاتلہ کیا اللہ تعالےٰ اون سے راضی ہوا اور اون کو جنت مین داخل کرے گا اور دنیا مین بھی اونکو مخالفین پر غالب رکھے گا بعض مقام پر اون کی یہ صفات بیان فرمائین کہ پیغمبر صاحب کے صحابہ کفار پر سخت اور آپس مین ایکدوسرے پر مہربان ہین اور وہ اللہ کی عبادت خاص اوس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہین اون کی صفتین توراۃ و انجیل مین بھی بیان ہوئی ہین ان کو سنکر کفار کو غصہ آتا ہے سبحان اللہ اوس علام الغیوب و عالم مافی القلوب نے صحابۂ کرام کی تعریف و مدح کرنے کے ساتھ ہی اون کے بُرا بھلا کہنے والون کے کفر و اسلام کا بھی خوب فیصلہ کر دیا جس کے تسلیم کرنے مین کسی اہل عقل و انصاف کو شک و شبہہ ہی باقی رہا ہر چند کہ کلام پاک رب الانام مین کسی صحابی خاص کا نام نہین تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفاء عظام پر مجموعہ صفات مذکورہ بالا کے منطبق ہونے مین کسی اہل عقل و انصاف کو کلام نہین یہانتک کہ حضرات شیعہ جیسے متعصب مزاج و عداوت امتزاج کو بھی جبراً قہراً امور مذکور کا تسلیم کرنا پڑتا ہے لیکن عداوت قلبی کی وجہ سے مجبور ہوکر یون کہتے ہین کہ صحابہ کے اقوال و افعال بظاہر اگرچہ شرع شریف کے مطابق و موافق تھے مگر باطن مین وہ تمام دو چار شخصون کے سوا معاذ اللہ کافر و منافق تھے اس صورت مین مجبوراً اونکو یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا اونکی تعریفین کرنا اور اپنے کلام پاک مین اون کے کمال ایمان و اعمال صالحہ کا اظہار اور جنت مین داخل کرنے کا ان کے حق مین وعدہ و اقرار دو حال سے خالی نہین یا تو معاذ اللہ اوس علام الغیوب کو اون کی کیفیت واقعی اور اون کے احوال قلبی کا مطلقاً علم نہ تھا یا صحابہ کے ڈر کے مارے اوس قادر مطلق نے اون کی ناحق تعریفین اور جھوٹا وعدہ ادخال جنت کرنا مصلحتاً مناسب سمجھا ظاہر ہے کہ اس قسم کے امور شان خدائی کے بالکل منافی ہین۔ دوسری وجہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرین ومنافقین پر جہاد اور تشدد کرنے کا حکم تھا آپ نے صحابہ
کے معاملہ مین اس حکم کی تعمیل کیون نہ کی بلکہ اس کے برعکس اتحاد واخلاص کا اون کے
ساتھ برتاؤ کیا اس صورت مین بھی شیعہ صاحبون کو دو امر دن مین سے ایک امر کا ضرور
اقرار کرنا پڑے گا کہ پیغمبر صاحب کو یا تو اون کے اصلی حال کا علم نہین دیا گیا تھا یا اون
کا خوف اون کے ساتھ باعث مدارات ہوا تھا یہ امور جیسے کہ منافی شان الوہیت
ہین ویسے ہی مخالف مرتبہ نبوت ورسالت ہین تیسرے یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جو
شیعون کے نزدیک امام مخصوص وخدا اور رسول کی جانب سے منصوص ہین جنہون نے ہزارہا
جنات کو ذوالفقار آبدار سے ایک آن مین قتل کر ڈالا تھا ایسے شخصون کو کہ باوجود دشمن
خدا اور رسول ہونے کے آپ کے بلکہ تمام اہلبیت کے جانی دشمن تھے۔ کیون نہ قتل کیا بلکہ
اس کے برخلاف عمر بھر حتے کہ اپنے زمانہ خلافت مین بھی اون کے مطیع وفرمانبردار
بنے رہے پھر اون کا امام ہونا کس کام مین آیا ان تینون صورتون مین یہ امر صاف ظاہر
ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برا جاننے مین خدائی ورسالت وامامت تینون
مین سے ایک بھی اپنی حالت پر قائم نہین رہ سکتی چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہؓ معاذ اللہ
کافر تھے تو اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے عہد حکومت مین اسلام
کے مٹا دینے اور کفر کے پھیلانے کی کوشش کیون نہ کی بلکہ اولٹا معاملہ یہ کیا کہ حتی الامکان
اسلام کو بڑھایا اور کفر کو گھٹایا اس مقام پر یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ اُنھون نے اپنی رعایا
کے خوف یا اونکی رعایت ومروت کے باعث سے اس قسم کا برتاؤ کر رکھا تھا اسلئے کہ اول
تو عموماً یہ قاعدہ ہے کہ کوئی بادشاہ اپنی رعیت کی وجہ سے ظاہرًا اپنا مذہب ہرگز نہین
بدلتا کیونکہ وہ کتنا ہی ضعیف ہو لیکن آخر ہوتا تو بادشاہ ہی ہے جو خاص اوس
کے غالب ہونے کی دلیل ہے اگر وہ ایسا مغلوب ہو کہ رعایا کے ڈر کے مارے اپنے
مذہبی امور کا برتاؤ بھی نہ کر سکے بلکہ اولٹی اور اوس کی بربادی مین اوسکو رعیت کی جو

ے کوشش کرنی پڑے تو ایسا شخص بادشاہ ہی کب ہو سکتا ہے سلطنت وحکومت تو غلبہ ہی سے
عبارت ہے نہ مغلوبیت سے۔ دوسرے خلفاء عظام کے مذہب مین شیعون کے فرضی امامونکی
طرح تقیہ نہ تھا جس کے سبب سے اونکو اخفاء حق و اظہار باطل کرنا پڑتا تیسرے خلفاء کرام سید
الانام کی تمام رعیت جبراً و قہراً طوعاً و کرہاً اون کی ہر دم فرمان بردار ہتی یہان تک کہ
جناب حیدر کرار غیر فرار صاحب ذوالفقار و عباس علمدار بھی اب حضرات شیعہ فرماتے مین
کہ اس حالت مین اونکو کس کا خوف تھا جس کے سبب سے اونکو منافقانہ برتاو کرنا پڑتا
پانچوین وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہ اخیار در حقیقت دشمن اہلبیت اطہار ہوتے تو صفحہ عالم پر
اون کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑتے دور کیون جاتے ہو فقط یزید ہی کی کیفیت دیکھ لو
کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اس امر پر آزردہ خاطر تھا کہ حضرت نے اوسکی بیعت کیون
نہین کی اوسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ موافقین ومخالفین پر مخفی نہین کہ شہید کربلا جگر گوشہ مرتضے
و اہلبیت مصطفےٰ کو دشت کربلا مین کیسا قیامت کا سامنا ہوا جس کے آثار صفحہ روزگار پر
تا قیام قیامت باقی رہین گے غرض کہ صحابہ اخیار سید الابرار خصوصاً خلفاء کرام سید الانام
کی نسبت بدظنی اور اونکی شان عالی مین بدگفتنی بداہت عقل وصراحت نقل کے محض خلاف
ہے جس کے ارتکاب مین شیعان اعداء صحابۂ کرام نہ عند الناس معذور ہو سکتے ہین
نہ عند اللہ مواخذہ اخروی سے بری اور اگر بالفرض ان امور واقعیہ سے قطع نظر بھی
کی جائے تاہم اسحالت مین کم سے کم عقل کا مقتضا یہ ہے کہ انسان یون سمجھے کہ کسی شخص
کے خاتمہ کا یقینی علم تاوقتیکہ اوس کے معاملہ مین وحی نازل نہو قطعی طور پر نہین ہو سکتا
کہ وہ کفر پر مرا یا اوس کا خاتمہ ایمان پر ہوا اول صورت مین اوسکے قطعاً کافر
نہ سمجھنے اور اوسپر لعنت نہ کرنے مین کوئی حرج نہین نہ بروز حشر اوس کی باز پرس
کا کچھ خوف وخطر ہے دنیا مین بیشمار کفار بھرے پڑے ہین مومنین کس کس شخص پر ایک
ایک کا نام لیکر لعنت بھیجا کرین البتہ اگر دوسرا معاملہ پیش آیا کہ ارحم الراحمین نے اوسکا خاتمہ

ایمان پر کیا تو اس مین شک نہین کہ اس صورت مین ضرور سخت مواخذۂ الٰہی کا اندیشہ ہے خاصکر اون دل ریشون کو جنکا ہمیشہ سے یہ ہی پیشہ ہے اس مواخذۂ عقبی کا ایک ادنی نتیجہ یہ ہوگا کہ لعنتی صاحب سے اگر اتفاقیہ کوئی نیکی بھی کبھی صادر ہو گئی ہوگی تو وہ اوس شخص کو جسپر لعنت بیجا بھیجی گئی ہے اوس کے لغم البدل مین احساناً دی جائے گی اور اگر اوس سے بالفرض خطاءً یا سہواً و عمداً کسی وقت مین کوئی برائی سرزد ہوئی ہوگی تو وہ اون حضرت عجیب الفطرت لعنتی صاحب کو عطا کی جائے گی ظاہر ہے کہ اس حالت سراپا ملامت مین اوس فوارۂ لعنت کی اولٹی آزار گلے مین آپڑے گی یہ ہی تو وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت جو خدا کے فضل وکرم سے دین کے معاملہ مین بڑے محتاط ہین خصوصاً اون کے محققین جو کمال زہد واتقا مین سب پر سبقت لے گئے ہین یزید جیسے شخص کو بھی جسکی حرکات شنیعہ اہل سنت وشیعہ پر مخفی نہین قطعاً کافر قرار دے کر اوسپر لعنت کرنے کو بہتر نہین جانتے اسلئے کہ اوس کے افعال ناشائستہ کی غایت سے غایت فقط یہ ہوسکتی ہے کہ وہ حد کفر تک پہنچ جائین لیکن او سکے خاتمہ کا حال قطعی طور پر کسی کو معلوم نہین خدا معلوم کہ کس طریق پر ہوا اور کفر کی کوئی قسم ایسی نہین جو توبہ سے بھی ہرگز معاف نہو سکے بس اوس کے معاملہ کا حوالہ خدائے علام الغیوب وقادر مطلق پر کرنا مناسب ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعون کا یہ اصول غیر معقول بھی ان کے پہلے اصول غیر مقبول کی طرح محض خلاف نقل وعقل ہے جو کسی اہل عقل ودین کے نزدیک لائق تسلیم وقابل قبول نہین ہوسکتا۔ تیسرا اصول اعمال تقیہ ستور الحال ہے اس کی اصلی کیفیت وواقعی حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کو خوف سے دین کے معاملہ مین امر حق کو چھپائے اور باطل کو ظاہر کرے بلکہ ان کی حدیثون کی معتبر ومستند کتابون مین تقیۂ شریفہ کے بارہ مین جو الفاظ وارد ہوئے ہین وہ عام طور پر مطلقاً اخفاء حق واظہار باطل پر دلالت کر رہے ہین چنانچہ اس کے متعلق کافی کلینی کی صرف چار حدیثون کو کافی جانکر اس مقام مین فقط اون ہی پر اکتفا کرتا ہون

خفین سے دو حدیثین تو اقوال امامان صادق المقال کے حال مین ہین اور دو افعال ائمہ باکمال کے احوال مین حدیث اول اصول کافی کلینی مین سلیمان ابن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اوسکو چھپائے گا اللہ اوسکو عزت دے گا اور جو اوس کو ظاہر کرے گا خدا اوسکو ذلیل کرے گا دوسری حدیث ابو عمیر الجمی سے منقول ہے کہ مجھے امام جعفر علیہ السلام نے یہ کہا کہ اے ابو عمر دین کے دس حصون مین سے نو حصہ دین تقیہ مین ہے اور تقیہ نبیذ اور مسح خفین کے سوا سب چیز ون مین ہی تیسری حدیث زرارہ ابن اعین سے روایت ہے جس کا اخص الخواص شیعون مین شمار ہے اور ان کی کتب احادیث مین اوس کی روایتون کا بہت بڑا انبار ہے کہ مین نے امام باقر صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے مجکو اوس کا جواب دیا پہر ایک اور رجل آیا اور اوس نے ہی بعینہ وہی مسئلہ دریافت کیا آپنے اوسکو میرے خلاف جواب دیا پہر اور ایک شخص آیا اوسنے بہی وہی مسئلہ پوچھا آپ نے اوسکو ہم دونو کے خلاف جواب دیا جب وہ دونون شخص چلے گئے تب مینے امام صاحب سے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ دو آدمی جو آپسے مسئلہ دریافت کرتے تہے عراق کے رہنے والے آپکے قدیمی شیعون مین سے تھے آپنے دونو نکو ایک دوسرے کے خلاف جواب دیا امام عالی مقام نے فرمایا

عن سلیمان ابن خالد قال قال ابو عبد اللہ یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ یعنی تم ایسے دین پر کہ جو شخص اوسکو چھپائے گا اللہ اوسکو عزت دیگا اور جو اوسکو ظاہر کرے گا اللہ اوسکو ذلیل کریگا اصول کافی باب الکتمان صفحہ ۴۸۵ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۲ھ عن ابی عمر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ یا ابا عمر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شیء الا فی النبیذ والمسح علی الخفین مطلب کتاب ہذا مین ہے اصول کافی باب التقیہ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۲ھ عن زرارۃ ابن اعین عن ابی جعفر قال سالتہ عن مسئلۃ فاجابنی ثم جاءہ رجل فسئلہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء آخر فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی الخ مطلب کتاب ہذا مین کل درج ہے اصول کافی کتاب العلم باب اختلاف الحدیث صفحہ ۳۷ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۲ھ۔

کہ اے زرارہ یہ امر ہمارے حق مین بہتر ہے اور یہی ہماری اور تمہاری بقا کا سبب ہے اگر تم سب ایک ہی طریق پر ہوجاؤ تو لوگون کو اس امر کا یقین ہو جائیگا کہ تم سب ہمارے گروہ کے آدمی ہو اس سے ہماری اور تمہاری بقا کم ہو جائیگی پہر زرارہ کہتا ہے کہ مین نے امام جعفر علیہ السلام سے یہ کہا کہ آپ کے شیعہ تو ایسے پکے ہین کہ اگر آپ اونکو بہالون یا آگ مین گہسنے کا بہی حکم فرمائین تو وہ ادمین کچہہ عذر پیش نہ لائین پہر ایسے ادمی آپ کے پاس سے مختلف العقیدہ بنکر نکلتے ہین یہ سنکر اون حضرت نے بہی مجکو بعینہ وہ ہی جواب دیا جو اون کے باپ یعنی امام باقر صاحب نے دیا تھا بس اس حدیث کے مطابق امام صاحب کیا ہوئے شاعر کے اس شعر کا مصداق بن گئے ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

چوتھی حدیث موسیٰ ابن اشیم سے منقول ہے کہ مین امام جعفر صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ اس حالت مین مین نے اون سے ایک آیت کا مطلب دریافت کیا آپ نے مجکو تبلایا اتنے مین ایک اور ادمی آیا اوس نے بہی اوسہی آیت کے متعلق سوال پیش کیا امام صاحب نے اوسکو میرے خلاف جواب دیا پہر اور دوسرا شخص داخل ہوا اوسنے بہی اوسی آیت کا مطلب پوچھا اوسکو آپ نے پہلے شخص کے خلاف جواب عطا فرمایا اس بات سے میرے دل مین شک واقع ہوا اور یہ کیفیت دیکھکر میرے دل کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا وہ چہریون سے چوکا جاتا ہے مین اپنے دلمین یون کہتا تھا کہ مین ابو قتادہ کو ملک شام مین ابہی چہوڑکر آیا ہون کہ وہ ایسے دو حرفو مین بہی خطا نہین کرتے کہ جو ایس مین مشابہ ہون اور ان امام صاحب کے پاس جو آیا تو حضرت کو ایسے حال عجیب مین پایا کہ اس قسم کی کہلی ہوئی خطا کرتے ہین مین اپنے دلمین یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اوس ہی

عن موسیٰ ابن اشیم قال کنت عند ابی عبد اللہ فسألہ رجل عن آیۃ من کتاب اللہ عزوجل فاخبرہ بہا ثم دخل علیہ داخل فسألہ عن تلک الآیۃ فاخبرہ بخلاف ما اخبر الاول اصول کافی باب التفویض الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی الائمۃ فی امر الدین صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ نولکشور

وقت ایک اور شخص آپہنچا۔ اور اوس نے بھی اوسی آیت کو پوچھا اوسکو امام عالی مقام نے ہم سب کے ہی خلاف جواب عطا فرمایا تب تو مجکو تسکین ہو گئی اور مین سمجھہ گیا کہ امام صاحب تقیہ فرما رہے ہین غرضکہ تقیہ شریفہ کے بیان مین ان کی کتب احادیث مین اس قسم کی حدیثین بیان کی گئین ہین جن کے مضامین فرضیہ سے اون کے الفاظ کا وضعیہ ہونا ظاہر ہو رہا ہے اور اس قسم کے اقوال بے معنی و افعال لایعنی سے اماما ن عالی درجات کی ذات پاک منزہ و مبرا ہے اللہ جل شانہ نے جس کسی کو ذرہ بہر بھی نور عقل عطا فرمایا ہے وہ ادنے تامل سے اس بات کو سمجھہ سکتا ہے کہ تقیہ شنیعہ کئی وجوہ سے باطل ہے اول یہ کہ تقیہ و کذب مین اہل فہم کے نزدیک تبدل نام کے سوا اور کوئی فرق نہین اس لئے کہ کذب کی صرف اتنی ہی حقیقت ہے کہ کوئی امر واقع کے خلاف بیان کیا جائے باقی رہی اوس بیان کرنے کی علت و وجہ وہ اوس کی حقیقت سے خارج ہے اب اہل انصاف پر یہ امر صاف ظاہر ہے کہ تقیہ شریفہ کے متعلق جسقدر ان کی کتب حدیث مین روایات بیان ہوئی ہین جنمین سے معدودے چند پر ہمنے اپنے اس رسالہ مختصر مین اکتفا کیا ہے اون سب مین حقیقت کذب صاف و صریح طور پر جلوہ گر ہو رہی ہے یہ امر آخر ہے کہ اوسکو کذب و دروغ نہ کہو بلکہ تقیہ شریفہ اوسکا نام رکھو کسی شے کے نام بدل دینے یا کوئی اصطلاح خاص مقرر کر لینے سے درحقیقت اوس شے کی حقیقت نہین بدل سکتی غرض حضرات شیعہ تقیہ کا جو چاہین نام رکھین مگر سچ یہ ہے کہ ہے جھوٹ ہی کسی دین مین یہ بہتر نہین سمجھا گیا چہ جائے کہ وہ عین دین قرار دیا جائے اور مقتضای عقل بھی یہی ہے اس لئے کہ انسان کو زبان کے عطا کرنے سے بڑا مقصود یہی ہے کہ جو شے کسی کو معلوم نہو اوسکو زبان کے ذریعہ سے اطلاع دی جائے اور اوس کی وہ کیفیت جو اوسپر مخفی ہے اس آلہ بیان کے واسطے اوس پر منکشف کی جائے تمام واقعات دنیاوی و دینی کے اظہار واقعی کا مدار اعظم لسان ترجمان القلب کے لئے مسلم مانا گیا ہے

یہان تک کہ ذکر الہٰی عبادت معبود حقیقی کا میسر آنا ہی بندہ کو تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب کوئی شخص اوسکو زبان صحیح البیان کے ذریعہ سے اوسپر منکشف کرے اگر کسی شخص کی زبان نہین ہوتی یا کسی خاص سبب سے اوسکو استعمال مین نہین لا سکتا تو اوس شخص کو مجبوراً اون امور سے جو زبان کے قایم مقام قرار دئے گئے ہین جیسے اشارات و کنایات و کتابت وغیرہ کام لینا پڑتا ہے بہر صورت زبان کا مقصود اوس ہی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اوس کے واسطہ سے اپنے ما فی الضمیر کو اصلی طور پر ظاہر کیا جائے اور اوس کے خلاف طریق پر ظاہر کرنے مین اوس مقصود اصلی کو بالکل اولٹ دینا ہے یہ ہی سبب ہے کہ جھوٹ بولنا تمام مذاہب مین بڑا جرم قرار دیا گیا ہے یہ تو حضرات شیعہ ہی کی خصوصیات مین سے ہے کہ بجائے جرم اوس کو افضل الطاعات بلکہ عین دین مانا گیا ہے ہان یہ امر ایک خاص حد تک مسلم ہے کہ بعض خاص خاص موقعون پر جیسے کہ کسی کی جان ناحق تلف ہونے کی حالت مین شارع کی جانب سے اگی فی الجملہ اجازت ہے جس مین حضرات شیعہ کا تقیہ شریفہ ہرگز داخل نہین بلکہ قطعاً اوس سے خارج ہے اس لئے کہ ان کی روایات کتب احادیث سے جو اس کے بارہ مین نقل کی گئین ہین اون سے علانیہ طور پر بہ تصریح تمام صاف ظاہر ہے کہ ائمہ معصومین مسائل دینیہ کے بیان کرنے مین حتیٰ کہ اپنے شیعان مخلصین کے روبرو تقیہ کو کام فرما کر خلاف واقع جواب دیا کرتے تھے اور بلا ضرورت شرعیہ اخفاء حق و اظہار باطل کیا کرتے تھے حالانکہ اماموں کو اپنی جان کا خوف نہین ہو سکتا تھا چنانچہ کافی کلینی مین اس امر کے متعلق ایک خاص باب[1] منعقد کیا ہے کہ اماموں کو اس امر کا علم ہوتا ہے کہ وہ کب مرین گے اور وہ اپنے ہی اختیار سے مرتے ہین ابو بصیر[2] جوان کا

[1] بَابُ اَنَّ الْاَئِمَّۃَ یَعْلَمُوْنَ مَتٰی یَمُوْتُوْنَ وَاَنَّھُمْ لَا یَمُوْتُوْنَ اِلَّا بِاخْتِیَارٍ مِنْھُمْ [2] عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ علیہ السلام اَیُّ اِمَامٍ لَا یَعْلَمُ مَا یُصِیْبُہٗ وَاِلٰی مَا یَصِیْرُ فَلَیْسَ ذٰلِکَ بِحُجَّۃِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ اصول کافی باب ان الائمہ یعلمون متٰی یموتون صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ھ نول کشور

بڑا راوی اور اماموں کا اعلیٰ درجہ کا صحابی ہے وہ امام جعفر صادق صاحب سے راوی ہے کہ اونھوں نے فرمایا کہ جب امام کو اپنے انجام کا حال معلوم نہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوسکی مخلوق پر حجت نہیں اس قسم کی روایات راویان شیعہ سے صاف عیان ہے کہ اماموں کا تقیہ فرماکر مسائل دینیہ کو قصداً غلط بیان کرنا قطعاً خلاف شان ایمان ہے اور اس قسم کا تقیہ قبیحہ بلاشبہہ داخل کذب صریح ہے جو عموماً تمام کافہ انام خصوصاً جملہ ائمہ عالی مقام کے حق میں یقیناً نہایت درجہ قبیح ہے جس کے صدور قبیح و مذموم کو ان پیشوایان دین سے عقل سلیم کسی طرح پر ہرگز تجویز نہیں کرسکتی اور یہ احتمال کہ شاید ایمیں ائمہ معصومین کی کوئی مصلحت مخفی ہو جو ہم پر منکشف نہوئی ہو اس مقام میں ہرگز مفید نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس قسم کے احتمالات باطلہ ہر شخص اپنے نفس کے مطابق جملہ امور ناشروع میں پیدا کرسکتا ہے لیکن اس قبیل کے اقوال بے معنی نہ اثبات دعوے کے لئے دلیل ہوسکتے ہیں اور نہ الزام مخالف کے واسطے حجت پھر یہی غور کرنے کا مقام ہے کہ جب اماموں کے وجود سے مقصود خاص ہدایت انام ہے تو اون کو خاص معاملات دینیہ میں اخفاء حق و اظہار باطل سے بھلا کیا کام ہے اور اس صورت میں عوام الناس فساق و فجار اور اخص الخواص ابرار و اخیار کے درمیان میں کیا فرق ہوا اور اس حالت میں اماماں مقبولان بارگاہ خداوندی سے خلق اللہ کی ہدایت عام پانے کی کیا شکل ہوسکتی ہے بلکہ اس شکل خاص میں بجائے ہدایت عین ضلالت جلوہ گر ہے اس لئے کہ اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں صرف حق کو چھپائے مگر باطل کو ظاہر نہ کرے تو اس صورت میں اگرچہ ہدایت کا تحقق اوس کے ذریعہ سے وجود میں نہ آئے گا لیکن اوس کے واسطہ سے ضلالت کا بھی ظہور نہونے پائیگا اور اگر اوس نے حق چھپانے کے ساتھ باطل کو ظاہر کیا تو اس حالت میں ظاہر ہے کہ جو شخص اوسکے قول و فعل پر اعتماد کرے گا ضرور ہے کہ اوس کی وجہ سے وہ چاہ ضلالت میں گرے گا اور اوس کے حق میں وہی گلو کی مثل صادق آئے گی کہ ایک تو تھی کرودی دوسرے چڑھ گئی نیم پر ایک تو اماماں شیعان نے چھپایا حق کو دوسرے ظاہر کیا

باطل کو نکلے مصداق وہ اس مصرعہ مشہور کے ؎ کون رہ بتلائے جب خود خضر بھکانے لگے۔
دوسری وجہ اس تقیہ قبیحہ کے بطلان کی یہ ہے کہ جب مذہب شیعہ مین بقول ائمہ معصومین
دین کا چھپانا باعث عزت اور اوسکا ظاہر کرنا موجب ذلت ٹھہرا تو اوس دین سے نفع ہی کیا ہوا
بلکہ اس تقدیر پر اوسکا عدم و وجود ہی برابر ہو گیا اس لیے کہ دین سے ہدایت ہی مقصود
ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ اخفاء کی حالت مین ہرگز نہین بن پڑتی کیونکہ یہ امر ضروریات دین
سے ہے کہ افعال حسنہ کا اکتساب اور افعال قبیحہ سے اجتناب اوس کے باعث سے بندون کو
میسر آئے جس کے سبب سے وہ رضاء الٰہی کے مستحق ہون اور جب تک کسی شے کی بھلائی
یا برائی کا کسی کو علم نہو تب تک اوس کی طرف رغبت یا اوس کی جانب سے نفرت اوس کے
دل مین نہین پیدا ہو سکتی جو اکتساب و اجتناب کا اصلی منشا ہے - تیسری وجہ یہ ہے کہ
جب دین کا اخفاء باعث عزت اور اظہار موجب مذلت قرار پایا تو شیعون تک اس دین کا
پہنچنا ہی محال تھا اس لیے کہ جس حالت مین کہ امام شیعون کو بلکہ پیغمبر صاحب امامون کو
ہی اوسکو نہ پہنچاتے تو پھر حضرات شیعہ امامیہ اوسکو کسطرح پاتے - چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس
تقدیر پر کہ اخفاء دین بہتر قرار دیا جاتا یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے سرے سے اوسکو نازل
ہی نفرماتا اس لیے کہ جسقدر اوسکا اخفا نازل نہونے کی صورت مین ہو سکتا تھا ظاہر ہے کہ
اوس کے نازل ہونے کی صورت مین اوسقدر ہرگز نہین ہو سکتا کیونکہ کسی شی کی معلوم ہونیکی حالت
سے اوسکی مخفی رہنے کی حق مین کوئی اور دوسری حالت بہتر نہین ہو سکتی پس ان چارون وجوہ معقولہ
اہل عقل کو چاروناچار اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہی کہ اس قسم کا تقیہ شنیعہ جسکو فرقہ شیعہ نے اپنی دین کا رکن اعظم قرار
دیر رکھا ہی جسکا حال بالاجمال ابھی بیان ہو چکا درحقیقت محض باطل ہے حضرات شیعہ کے سوا دنیا بھر مین کوئی
عقلمند ہرگز اسکا قائل نہین ہو سکتا ہماری اس تحقیق سے جو معقول و مدلل طریق پر بیان
ہوئی اگرچہ کسی شخص کو اس رسالہ کے ناظرین منصفین مین سے تقیہ کی بطلان حقیقت مین
درحقیقت کسی قسم کا شک و شبہہ نہ رہا ہوگا اور فی الواقع اس قسم کی مدلل تقریر دلپذیر

عدر رہنا چاہئے ہی نہین مگر تاہم اسکے بطلان پر مزید اطمینان کے لئے ہم تقیہ کا بقیہ بھی جو کچھ
نی رہا ہے شائقین طالبین حق کی خدمت مین پیش کئے دیتے ہین بزرگون کا مقولہ ہے کہ سانپ
مرڈالنا اور اوسکے بچہ کو پالنا عقلمندون کا کام نہین جب ہم نے اصل تقیۂ بے اصل کو بلا خوف
نظر خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے نیست ونابود کردیا تو اب بقیہ تقیہ کو کیا چھوڑنا پڑا ہے
بقیہ صاحب جہان ہمپر سو دفعہ لعنت بھیجے اوس کی جگہ سوا سو مرتبہ بھیجین انشاءاللہ اون کی
لعنت ہمارے حق مین رحمت بنکر بروز قیامت ہمکو ملے گی لو اب تقیہ قبیحہ کے بقیہ فضیحہ کا حال ہی
سنو کہ شیعان اثنا عشریہ نے اس تقیہ شیعہ کے کمزور اصول کو ہرچند کہ نہایت مضبوطی سے پکڑا مگر
چونکہ کمزور شے کیسی ہی ہو پھر ہوتی کمزور ہی ہے آخرکار اوسپر قایم نہ رہ سکے لیکن تعجب یہ ہے
ہرچند کہ اوسپر سے نیچے گرے پڑے ہین مگر سمجھہ یون رہے ہین کہ ہم اوس کے اوپر چڑھے
ہوئے ہین اس بقیۂ تقیہ کا قصہ عجیبہ یہ ہے کہ شیعہ صاحبان یون کہتے ہین کہ ہر امام کے نام کی
صحیفے سنہرے مہر لگے ہوئے اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے اور اون مین - بارہ امامون
مین سے ہر ایک کے متعلق جدا جدا نام بنام احکام لکھے تھے ہر امام دوسرے امام کو اوسکے نام
کا صحیفہ دیتے چلے آئے ہر ایک امام اپنے اپنے صحیفون کے احکام مندرجہ کو عمل مین لائے چنانچہ
جناب امیر علیہ السلام کے نام نامی کا جو صحیفۂ گرامی تھا اوس مین یہ لکھا تھا کہ تمکو صبر کرنا چاہئے

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ
الْكِنَانِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْزَلَ عَلَى نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كِتَاباً قَبْلَ وَفَاتِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ وَصِيَّتُكَ إِلَى النُّجَبَاءِ مِنْ أَهْلِكَ قَالَ وَ مَنِ النُّجَبَاءُ يَا جَبْرَئِيلُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ وَ وُلْدُهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ كَانَ عَلَى الْكِتَابِ خَوَاتِيمُ مِنْ ذَهَبٍ فَدَفَعَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَفُكَّ خَاتَماً مِنْهُ وَ يَعْمَلَ
بِمَا فِيهِ فَفَكَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاتَماً وَ عَمِلَ بِمَا فِيهِ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ

اورکسی کے ساتھ لڑنا جھگڑنا ہرگز نہین چاہئے چنانچہ اسی ہی بنا پر انھون نے خلافت وباغ فدک کے متعلق خلفاء ثلثہ سے جھگڑا قصہ نہ کیا بلکہ صبر فرماکر اون کو اپنا حق دے دیا امام حسنؑ کے صحیفہ مین بھی اسی قسم کی وصیت لکھی تھی اسی ہی وجہ سے آپ نے امیر شام سے صلح کرلی اور اپنی خلافت اونکو سونپ دی امام حسینؑ کے صحیفہ مین یہ لکھا تھا کہ تم خدا کے سوا اور کسی سے نہ ڈرنا بلکہ اپنے باپ دادا کے دین کو خوب ظاہر کرنا کہ تم پر کسی کا قابو نہ چل سکے گا تم خدا کی حفاظت وامن مین ہو چنانچہ آپ نے اپنے صحیفہ کے مضمون صداقت مشحون پر عمل فرماکر یزید والی شام کی بیعت قبول نہ کی اور صرف چند مردان خدا کو اپنے ہمراہ لیکر اوس کے لشکر جرار بیشمار کے ساتھ مقابلہ ومقاتلہ کرکے خوب مردانگی کی داد دی جسکا شیعان امامیہ ہرسال کوچہ وبازار مین گڈا بنا کر نکالتے ہین

(حاشیہ متعلق صفحہ ۲) عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفَكَّ خَاتَمًا وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيْهِ اَنِ اخْرُجْ بِقَوْمٍ اِلَى الشَّهَادَةِ فَلَا شَهَادَةَ لَهُمْ اِلَّا مَعَكَ وَاشْرِ نَفْسَكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيْهِ اَنْ اَطْرِقْ وَاصْمُتْ وَالْزَمْ مَنْزِلَكَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيْهِ حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَلَا تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهُ لَا سَبِيْلَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيْهِ حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَهْلِ بَيْتِكَ وَصَدِّقْ اٰبَاءَكَ الصَّالِحِيْنَ وَلَا تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْتَ فِيْ حِرْزٍ وَاَمَانٍ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَذٰلِكَ يَدْفَعُهُ مُوْسٰى اِلَى الَّذِيْ بَعْدَهُ ثُمَّ كَذٰلِكَ اِلَى قِيَامِ الْمَهْدِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ترجمہ احمد بن محمد اور محمد بن یحییٰ ابن الحسین سے اور انھون نے احمد بن محمد سے اور انھون نے جعفر بن نجیح الکندی سے اور انھون نے محمد بن احمد ابن عبداللہ العمری سے اور انھون نے اپنے باپ اور دادا سے اور انھون نے ابی عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی پر قبل وفات ایک کتاب نازل کی اور فرمایا کہ اے محمد یہ تمہاری وصیت ہے نجبا یعنی برگزیدہ

اور اپنے گھرون خصوصًا امام باڑون مین مجلسین ترتیب دے کر ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ امامون کے نام کو خوب ہی اوچھالتے ہین ایسے ہی اصول کافی کلینی مین حضرت امام باقر و امام جعفر صادق صاحبان عالیشان کے صحیفون کی شان مین آیا ہے کہ اون مین بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ تم بھی خدا کے سوا کسی سے مت ڈرو اور اپنے اہل بیت کے علوم کو خوب ظاہر کرو جب ہم اون مضمونی صحیفون کی واقعی و اصلی کیفیت طالبان حق کے سامنے ظاہر کر چکے تو اب اس مقدمہ صحیفہ کے معاملہ خاص مین اپنی منصفانہ رائے ظاہر کر کے حق و باطل مین قرار واقعی فیصلہ سنائے دیتے ہین اور اس پیچیدہ معاملہ کا عمر بھر کے لئے بالکلیہ جھگڑا ہی مٹائے دیتے ہین جسکا اپیل انشاءاللہ الرحمن امام مہدی صاحب الزمان کے اجلاس مین بھی بحال رہے گا امید ہے کہ آئندہ اسکے بارہ مین

(سلسلہ صفحہ ۲۱۰) - کے واسطے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ نجباء کون ہین انھون نے عرض کیا کہ علی ابن ابی طالب اور اون کے بیٹے اور کتاب مذکور پر سونے کی مہرین لگی ہوئی تھین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مذکور علی کو دی اور فرمایا کہ تم اس کی مہر توڑو اور جو کچھ اسمین ہے اوسپر عمل کرو امیرالمومنین نے مہر توڑی اور اوسکے لکھے ہوئے پر عمل کیا - ازان بعد حضرت علی نے اوس کتاب کو حسن کی سپرد کیا انھون نے اوس کی مہر توڑی اور جو اوسمین لکھا تھا اوسپر عمل کیا اوس کے بعد حسنؑ نے کتاب کو حسینؑ کے حوالہ کیا آپنے مہر توڑی دیکھا تو اوس مین لکھا ہوا تھا کہ تم ایک قوم کو اپنے ہمراہ لیکر شہادت کے لئے نکلو اور اوس قوم کی شہادت سوائے تمہارے کسی کے ساتھ نہوگی اور تم اپنی جان کو اللہ کی راہ مین فروخت کرو چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا پھر حسین نے اوس کتاب کو اپنے بیٹے علی کے سپرد کیا انھون نے اوسکی مہر توڑی تو اوسمین یہ لکھا تھا کہ اطاعت کرو اور خاموش رہو اور اپنی جگہ کو مت چھوڑو اور اپنے رب کی عبادت کرو یہان تک کہ موت آجائے انھون نے ایسا ہی کیا پھر اُنھون نے اوس کتاب کو اپنے بیٹے محمد کے حوالہ کیا انھون نے مہر کو توڑا تو یہ لکھا ہوا تھا کہ تم لوگون سے حدیث بیان کرو اور فتوے دو اور سوائے اللہ کے کسی سے مت ڈرو کیونکہ تم کو کوئی مضرت نہ پہنچا سکے گا بعد ازان اُنھون نے کتاب مذکور کو اپنے بیٹے جعفر کی سپرد کیا اونھون نے اوس کی مہر توڑی اوس مین لکھا تھا کہ تم لوگون سے حدیث بیان کرو اور فتوے دو اور اہل بیت کے علوم کو پھیلاؤ اور اپنے آبائے صالحین کی تصدیق کرو اور اللہ کے سوا کسی سے

کوئی شخص بارہ اماموں کے ماننے والوں میں سے کبھی قیل و قال نکرے گا اس مقدمہ کی اصلی حالت و واقعی کیفیت یہ ہے کہ پیشوایان مذہب شیعہ نے صحیفہائے مفروضہ کی بموجب جن اماموں پر تقیہ واجب قرار دیا اون ہی کی نسبت اوس کا ترک بھی ثابت کیا اور جن کے حق میں اوسکا حرام ہونا ظاہر فرمایا اون ہی کے دامن پاک پر اوس کے ارتکاب بیجا کا بدنما دھبہ لگایا چنانچہ جناب امیر کرار غیر فرار کے صحیفہ میں یون کہتے ہین کہ یہ لکھا تھا کہ تم صبر و سکوت کرنا اور مخالفین و غاصبین سے اپنے حق کی بابت ہرگز نہ لڑنا اس ہی وجہ سے آپ نے خلافت کے معاملہ مین جو خاص آپ ہی کا حق تھا خلفاء ثلثہ کے ساتھ کچھ جھگڑا قصہ نہ کیا بلکہ اوس کو بلا تکرار اون کے حوالہ کر دیا حالانکہ ان ہی کی روایات کتب معتبرہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ رسول مقبول کی خلافت کو صحابہ سید الابرار نے قبول کر کے برضا و رغبت اون کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو جناب امیر علیہ السلام نے اونکی بیعت نہ کی اور اپنے گھر مین چھپ کر بیٹھ رہے جو وقت خلیفۂ وقت کے وزیر با تدبیر ایک گارد اپنے ہمراہ لیکر اون کے بلانے یا یون کہئے کہ اون کے پکڑنے کو گئے تو آپ نے جھٹ پٹ دروازہ کے پٹ بند کر لئے سپاہی دروازہ کو آگ لگا کر دھم سے گھر کے اندر جا گھسے جناب حیدر یہ کیفیت دیکھکر شیر کی طرح غرا کر اون کے ساتھ کشتی لڑنے لگے اور اون کے افسر با کر و فر کو پچھاڑ دیا آخر کار اس کارزار کا مآل کار یہ ہوا کہ وہ افسر اور ایک دوسرا اوسکا ہمسر العظمۃ للہ اوسی شیر نر کی گردن مین رسی باندھکر خلیفۂ وقت کی خدمت مین کشان کشان لے گئے آپ نے اس بے بسی کی حالت مین یہ فرمایا کہ اگر پیغمبر صاحب اس معاملہ مین مجکو وصیت نہ فرماتے تو آج تمکو یہ امر معلوم ہو جاتا کہ کس شخص کی

(سلسلہ صفحہ ۲۱۹) نہ خوف کرو اور رہو اللہ کی حفاظت اور امان مین ہو چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا انھون نے پھر کتاب مذکور کو اپنے ہونے کی سپرد کیا اور اسیطور پر نسلاً بعد نسل ایک دوسرے کو دیتے رہے اور قیام مہدی تک یہی سلسلہ رہیگا۔ اصول کافی میں ان الائمۃ لم یفعلوا شیئا ولا یفعلون الا بعہد من اللہ عز وجل وامر منہ لا یتجاوزونہ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۳۰۲ء فائدہ باب کی ایک حدیث نقل کر دی گئی جنین جملہ مضمون کا ذکر ہے باب مین اسکا متعلق اور بہی چند حدیثیں ہین جنسے ابطال اصول شیعہ کی بد

مددگار زیادہ ہین غرض کہ وہان لیجاکر جبراً قہراً آپ سے خلیفہ وقت کی بیعت لے لی اسکے بعد دو
روز تک برابر اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لیکر ایک ایک مہاجر و انصار کے گھر گھر آپ مدد طلب
کرتے پھرے مگر چار شخصون کے سوا کسی نے آپ کی اعانت کا اقرار نہ کیا مجبوری کی حالت مین آپ
کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ تم چار شخصون کی مدد سے بھلا کیا کام نکلے گا اب اس قسم کے قصہ بے
اصل بنانے والون سے کوئی پوچھے کہ مضمون صحیفہ وضعیہ و وصیت فرضیہ پر جنمین تقیہ وصبر
علی البلیہ کا آپ کے لئے حکم تھا اس صورت مفروضہ مین آپ کا عمل کہان باقی رہا بلکہ اسوقت
مین اس قسم کی تسلیم اضطراری عصمت بی بی سے ازبے چادری کے قبیل مین داخل ہوگئی پھر اس
حالت مین آپ کے اعوان و انصار کا بھی حال بخوبی کھل گیا کہ صرف چار کے سوا ایک بھی آپ
کا مددگار نہ نکلا اور چار کا بھی فقط زبانی اقرار تھا وقت پر واقعی حال معلوم ہوتا خدا
جانے کیا پیش آتا یہ تو جناب امیر کے مضمون صحیفہ پر عمل فرمانے کی کیفیت تھی۔ اب حضرت
امام حسن کا اپنے صحیفہ پر عمل کرنے کا حال سنئے کہ آپ نے جب امیر معاویہ والی شام سے صلح کرلی
اور خلافت راشدہ انکو تسلیم کردی تو شیعان وفادار نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور
آپ کی نسبت اس قسم کا بیہودہ و گستاخانہ کلمہ زبان سے نکالا کہ آپ نے امیر معاویہ کے ساتھ
صلح کرکے مومنین کا منھ کالا کردیا اور اوس کے ساتھ ہی یہ بھی روایت پر شناعت ہے کہ حضرت
امام حسینؑ نے یہ فرمایا کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو بھائی صاحب کے صلح کرنے سے بہتر تھی
اس قصہ پر غصہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کا وہ صحیفہ جس مین آپ کے لئے حضرات شیعہ
حکم تقیہ بتلاتے ہین محض بے اصل تھا ورنہ مصالحت امیر معاویہ کی بنا پر جسکی بناد مذہب شیعہ
مین خاص تقیہ پر مبنی تھی آپ کو شیعان باوفا خصوصاً امام حسینؑ با صفا اس معاملہ مین
ملامت بیجا نہ فرماتے کیونکہ جب آپ نے اپنے صحیفہ منزلہ کے مضمون واجب التعمیل پر
عمل فرمایا تھا تو پھر آپ نے اس معاملہ مصالحت و تسلیم خلافت مین بھلا کیا برا کیا تھا
اب رہا امام حسین کا صحیفہ اوس کی یہ کیفیت ہے کہ اگرچہ شیعون کے نزدیک اوس مین

تقیہ کرنے کی آپ کو سخت ممانعت تھی اور اسی ہی وجہ سے آپ نے بیعت کے معاملہ مین یزید کے
حکم کو نمانا بلکہ اپنے اہلبیت اخیار کے ساتھ اوس کے لشکر جرار کا مقابلہ کرکے شربت شہادت
نوش فرمایا لیکن باوجود اس کے ان کی معتبر کتابون سے آپکا ادنے ادنے امر مین تقیہ فرمانا
بہ تصریح ثابت ہے چنانچہ کافی کلینی جلد اول کتاب الجنائز مین روایت ہے کہ امام جعفر علیہ السلام
نے فرمایا کہ ایک رجل منافقین سے مرگیا تو امام حسین ابن علی صلوات اللہ علیہما اوس کے جنازہ
کے ساتھ جاتے تھے کہ راستہ مین آپ کا غلام ملا آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو کہان جاتا ہے
اوس نے عرض کیا کہ مین اس منافق کے جنازہ کی نماز سے بچا پھرتا ہون آپ نے فرمایا کہ
دیکھ تو میرے داہنے جانب کھڑا ہوجا اور جو کچھ مجھکو کہتا ہوا سنے تو بھی وہ ہی کہتا جا
غرض جب جنازہ کے ولی نے اوس پر تکبیر کہی تو امام حسینؑ نے بھی اللہ اکبر کہا اور پھر تکبیر کے بعد
یہ پڑھنا شروع کیا کہ اللہ تو اس بندہ پر ہزار لعنتین کر کہ وہ ملی ہوئی ہون مختلف نہون
اللہ تو اس بندہ کو اپنے بندون اور شہرون مین رسوا کر اور اس کو آگ کی تیز آنچ مین
تپا اور سخت عذاب اسکو چکھا کہ یہ تیرے دشمنون کو دوست اور دوستون کو دشمن جانتا تھا
اور تیرے نبی کی اہلبیت کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا اس روایت سے صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے
کہ اگر آپ کے صحیفہ منزلہ مین آپ کے لئے تقیہ کی ممانعت ہوتی تو جس حالت مین کہ آپ نے
یزید جیسے جابر وظالم بادشاہ کی بیعت کے معاملہ مین تقیہ کو کام نہ فرمایا اور اپنے اور اپنے
متعلقین کی جان کا دینا گوارا کیا وہ ایک منافق کے جنازہ کی نماز کیون پڑھنے لگے تھے
اول تو قرآن شریف مین اللہ تعالے نے اپنے حبیب پاک کو منافق ناپاک کے جنازہ پر نماز
پڑھنے حتی کہ اوسکی قبر پر کھڑے ہونے کی ممانعت فرمائی ہے دوسرے نماز جنازہ سے مقصود میت
کے حق مین دعا ہوتی ہے جسکا مستحق مومن ہی ہوسکتا ہے نہ کافر و منافق اور کسی کے جنازہ پر بد
دعا کرنا اوس مقصود اصلی کا برعکس کردینا ہے جو امام عالی مقام کی شان عالی کے ہرگز شایان
نہین ہوسکتا - تیسرے امام حسین جیسے برگزیدہ امام کے کسی کے جنازہ مین شریک ہوتے ے

خواہ وہ کسی غرض سے ہو دیکھنے والون کو یہ دہوکا ہوسکتا ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ یہ میت
کوئی بڑے درجہ کا شخص ہے جس کے جنازہ کی نماز پڑہنے کے لئے امام برگزیدہ انام تشریف لائے
ہین اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اوس شخص کے عقائد ملحدانہ و اعمال منافقانہ کو لوگ بہتر جانکر
اوسکا اتباع کرینگے یہ کسی کو شیعیان روشن ضمیر کے سوا کیا معلوم ہے کہ یہ شخص حقیقت
مین منافق تہا اور امام صاحب صلوٰۃ کی صورت مین اوسپر چپکے چپکے بد دعا فرما رہے ہین
اور اوسکی قبر کو اوس کے حق مین قعر دوزخ بنا رہے ہین چوتہے یہ ہے کہ بد دعا کرنے کے
لئے اوس کے جنازہ ہی پر آنے کی کیا ضرورت تہی امام مستجاب الدعوات کی بددعا تو گھر بیٹھے ہی
تیر بہدف تہی بہرصورت آپ کا یہ فعل تقیہ مضمون صحیفہ کے بالکل مخالف ہے اب رہی حضرت
امام باقر و امام جعفر صادق کے صحیفۂ غیر مطابق کی کیفیت ناموافق وہ یہ ہے کہ باوجود اس
امر کے کہ حضرات شیعہ کے نزدیک صحیفون کے مطابق اون دونون امامون پر تقیہ حرام تہا
لیکن پہر بہی اون کو ادنےٰ و اعلی موافق و مخالف کے سامنے رات دن تقیہ ہی سے کام
تہا چنانچہ ان کی معتبر کتابون مین جن پر اون کے مذہب کا دار و مدار ہے جیسی کلینی و
استبصار اس قسم کی روایات بیشمار کا بہت بڑا انبار ہے جن مین سے بطور نمونہ از خروارے
چند روایات سابق مین ہم نقل کر چکے جس کسی کو زیادہ شوق ہو وہ کلینی خصوصًا استبصار
مین اونکو دیکھ لے خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقیہ فرضیہ جس کے عین کذب و فریب ہونے مین
کسی صادق الایمان و صحیح العقل کو کسی قسم کا شبہہ نہین ہوسکتا باوجود خلاف عقل و نقل
ہونے کے خود مذہب شیعہ کے بہی بالکل مخالف بلکہ قطعًا ہادم اساس دین ہے اس مذہب
والون کی بہی عجیب کیفیت ہے کہ کسی ایک بات پر ٹہیک طور پر جمے ہی نہین رہتے ان
مختلف الاحوال کا عجب حال ہے کہ جس شے کا ایک جگہ پر اثبات ہے دوسرے مقام پر
بعینہ اوس ہی شے کا ابطال ہے حقیقت مین خاص اس ہی مذہب کا خاصہ ہے۔ جو دنیا
کے تمام مذاہب مین سے کسی مذہب مین نہین پایا جاتا خیر خدا خدا کرکے یہان تک ان کی

تیسرے اصول تقیہ شریفہ کی بحث ختم ہوئی اب اس مقام سے ان کے چوتھے اصول اعمال متعہ لطیفہ کا حال شناعت مآل بیان کرتا ہون متعہ درحقیقت اس سے عبارت ہے کہ محرمات وشوہردار وبازاری کے سوا جس کسی عورت سے جتنی مدت کے لئے چاہے جسقدر اجرت معین پر وہ راضی ہوسکے بلاگواہ وشاہد کے اوسکے ساتھ عقد کرے اوس مدت مقررہ کے گذرنیکے بعد بلا طلاق کے وہ خود ہی جدا ہوجاتی ہے اسی بنا پر عدت طلاق اوسکے ذمہ پر نہین قرار دی گئی علی ہذا القیاس اگر مدت معینہ کے گذرنے سے پہلے ہی متعہ کرنے والا بتقضاء ناگہانی دنیا دفانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر کرجائے تو اس حالت مین اوس بدقسمت عورت کو اس شخص کے ترکہ مین سے کچھہ حصہ وراثت نہین مل سکتا پھر اس مین کسی خاص عدد تک حد مقرر نہین بلکہ محض متعہ کرنے والے کی قوت وہمت پر منحصر اور فقط اوس کی خواہش حیوانی ورغبت نفسانی پر موقوف ہے واقعی بات یہ ہے کہ متعہ کیا ہے حقیقت مین بانیان مذہب شیعان نے پابندان خواہش نفس ووارستہ مزاج وآزاد منشون کو پھسلا کر اون کے پھنسانے کے لئے نئی قسم کا ایک نہایت خوشنما جال بنایا ہے اور اوسکو اس خوش اسلوبی سے بچھایا ہے کہ ناظرین شایقین کی نگاہون مین سبز باغ کا تماشا جلوہ گر ہو رہا ہے جہان کسی شوقین مزاج وآزاد منش کی بھٹکتی ہوئی نظر اوس کے خوشنما حلقون اور دلربا پھندون پر پڑی اور بس اوسکو حلقہائے کاکل خمدار یار کی تمنا ابھال جالگکر اوس کی بےچین طبیعت جھٹ اوس مین پھنسی یہی وجہ ہے کہ بے قید وآزاد مزاج شخصون کو خصوصاً امرا ورؤسا کو جنکو دین سے زیادہ سروکار نہین ہوتا یہ طریقہ نامرضیہ زیادہ تر پسند آتا ہے خاصکر جسوقت شایقین کے کانون مین اس دلفریب آواز کی بھنک پڑتی ہے کہ متعہ لطف افزا کا عقبی مین ثواب بھی بہت بڑا ہے کہ اوس کا کرنیوالا اگر وہ انبیا مین داخل ہوکر بلا حساب وکتاب بے دھڑک حوران جنان سے جا ملتا ہے تو اوس کے سنتے ہی وہ ایکبار تڑپ ہی تو جاتے ہین اور اپنی زبان مقال سے نہین تو زبان حال سے ضرور ہی بیساختہ

یہ کہہ اوٹھتے ہین کہ بہائی واہ یہ بہی عجب فعل ناصواب ہے جسمین ہم خرما وہم ثواب ہے پہر اوسمین
دوسرا لطف یہ ہے کہ اپنے اس نئے رفیق سے جس طریق سے چاہو اپنا کام نکالو چنانچہ ان کی بعض
کتب صحاح مین شاید فقہ من لایحضرہ الفقیہ تہی یا غالبًا استبصار جو اسوقت میرے پاس موجود
نہین لیکن مجھکو خوب یاد ہے مین نے بچشم خود دیکہا ہے کہ اِن دونون مین سے ایک مین یقینًا
یہ لکہا ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صاحب یا امام باقر صاحب سے یہ پوچھا کہ حضرت ایک باکرہ
لڑکی ہے وہ متعہ کرنا چاہتی ہے مگر اوس کے والدین اس امر پر راضی نہین آپ کے نزدیک
اس صورت مین کیا کیا جائے اس کے جواب مین ان کے امام صاحب نے یہ فرمایا کہ اوسکے
ساتھ متعہ تو کرلو مگر اوس کی بکارت زائل نہ کرو بلکہ دوسرے طریق سے اوسکے ساتھ صحبت کرلو باقی
استبصار وغیرہ کی دوسری روایات سے یہ اثر کچہہ ممتوعہ کیساتھ ہی خاص نہین معلوم ہوتا بلکہ علی العموم کل زوجات کے حق
مین عام ہے پس شائقین کو اس سے زیادہ اور کونسا فعل مقصود ہے جس مین وطی و لواطت
دونون کی لذت موجود ہے یہ تو متعہ لطیفہ کی ذات وصفات کا سچا اور واقعی حال تہا
جسکو ہم نے صاحبان مذاق پر ظاہر کردیا اب اس فعل پلید کی تحقیقی تردید اور اوسکا محققانہ
ابطال طالبان تحقیق پر منکشف کرتا ہون اصل یہ ہے کہ متعہ کسی صورت سے حد زنا سے خارج
نہین ہوسکتا متعہ وزنا مین تقیہ وکذب کی طرح صرف نام کا فرق ہے نہ کام کا اس لئے
کہ نکاح کو زنا سے چند وجوہ سے امتیاز حاصل ہے اور درحقیقت یہی امتیاز فیما بین دونون
کے درمیان مین ایک حد فاصل ہے اول یہ کہ نکاح کے سبب سے جن عورتون کے ساتھ وطی
درست ہوسکتی ہے اون کے مرد پر حلال ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ ایجاب وقبول بمعیتن
بہر گواہون کے روبرو ہو جن کی تعداد کم سے کم دو قرار دی گئی ہے دوسری یہ کہ چار سے زیادہ
کسی وقت مین ہرگز جمع نہ کی جائین - تیسرے یہ کہ عقد کرنے کے وقت منکوحہ کو کسی خاص وقت
تک اپنے عقد مین رکہنے کا قصد نہ کیا جائے چوتہے یہ کہ زوجہ وفات شوہر کے بعد اوسکے
ترکہ مین سے میراث پانے کی مستحق قرار پائے - پانچوین یہ کہ اگر مرد کسی وجہ سے عورت کو چہوڑدے

یا وفات پا جائے تو عورت پر اول صورت مین عدت طلاق اور دوسری حالت مین عدت وفات لازم آئے چھٹے یہ کہ نکاح کرنے سے مرد و عورت دونون کو احصان کا مرتبہ حاصل ہوچکا حاصل یہ ہے کہ اگر اس کے بعد دونون مین سے کسی سے زنا سرزد ہو تو سورہ کے قایم مقام جو بی نکاح والون کے لئے حد زنا تجویز کی گئی ہے سنگسار کئے جانے کا مستوجب ہو پس یہ صورتین ہین جن کی وجہ سے نکاح زنا سے بالکل جدا و ممتاز بنا ہوا ہے اور اسمین شک نہین متعہ مین ان تمام صورتون کی اضداد سراپا فساد متحقق ہین جن کے سبب سے کسی اہل عقل و دین کو اس امر مین ہرگز شبہہ نہین ہوسکتا بلکہ وہ یقینا سمجھ سکتا ہے کہ متعہ کسی صورت سے ہرگز نکاح نہین بلکہ بیشک وہ عین زنا اور عقلاً و نقلاً قطعاً نہایت بیجا و یقیناً ناروا ہے باقی رہا یہ امر کہ حضرات شیعہ متعہ کردار کے علماء نامدار نے جو مجتہد و قبلہ و کعبہ کے نام سے گروہ شیعہ مین پکارے جاتے ہین تین قسمون کی عورتون کو جو محرمات و شوہر دار و بازاری سے عبارت ہین اون کے حال پر عنایت فرماکر اون کو متعہ کرنے سے بچایا ہے جس کے سبب سے کم فہم شخصون کو یہ دھوکا ہوتا ہے کہ زنا و متعہ مین ایک فرق ہے تو اس امر کو یقینا سمجھنا چاہئے کہ یہ محض مغالطہ اور نرا دھوکا ہی ہوکا ہی کوئی اہل عقل ان کے اس مغالطہ مین آکر متعہ کو نکاح مین داخل اور حد زنا سے کسی طرح خارج نہین سمجھ سکتا اسلئے کہ اس صورت خاص مین غایت سے غایت یہ امر ہے کہ اس تقدیر پر زنا متعہ کی یہ نسبت عام ہے اور متعہ اوس کی نسبت خاص قرار دیا جائے جسکا مآل یہ ہے کہ متعہ زنا کی ایک خاص قسم قرار پائے اور یہ امر ظاہر ہے کہ قسم اوس شے مین داخل سمجھی جاتی ہے جس کی وہ قسم شمار کی جاتی ہے نہ کہ اوس سے خارج مثلاً حرام کھانیکی بہت صورتین ہوسکتی ہین جیسے سود و رشوت و سرقہ و غصب و غبن و خیانت وغیرہ کا حرام مال یا خمر و خنزیر وغیرہ اشیاء غیر حلال کا استعمال پس اگر کوئی شخص اشیاء مذکورہ مین سے بعض شے کو کہلائے اور ان مین سے بعض کو کسی وجہ سے استعمال مین نہ لائے تو اس صورت مین اس شخص کی نسبت کوئی عقلمند یہ نہین کہہ سکتا کہ چونکہ یہ شخص حرام اشیاء مین سے فلان فلان اشیاء کا استعمال نہین کرتا اس بنا پر حرام کہانے

والون مین اسکا شمار نہین ہوسکتا ملکہ جیسا ان مین سے ایک شے کا کھانیوالا حرام کھانیوالون
مین شمار کیا جاتا ہے ویسا ہی دوسری چیز کا استعمال کرنے والا بھی اون ہی مین قرار دیا جاتا ہے
بس اس ہی پر زنا کو بھی قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکا تحقق بھی بہت صورتون مین ہو سکتا ہے
جسطرح پر ایک صورت کا اختیار کرنیوالا زنا کار ہے اوس ہی طرح پر دوسری شکل کا بھی
زنا کارون مین شمار ہے اسلئے کہ کیفیت زنا کے متحقق ہونے مین سب صورتین برابر ہین
کی تعریف سب پر یکسان صادق آتی ہے اس تحقیق کے بعد اس امر کو سمجھنا چاہئے کہ امت محمدیہ کو
جن عورتون سے وطی کرنے کی خدائے تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے کلام اللہ مین ان کی
صرف دو قسمین بیان ہوئی ہین ایک نکاحی دوسری باندیان اور متاعی عورت نہ تو نکاحی
عورات کی شمار مین ہے اور نہ وہ اللہ ماری باندیون ہی کی قطار مین نکاحیون مین تو اسوجہ
سے نہین ہو سکتی کہ اونکی جو صفات مسلمہ شیعہ اوپر بیان ہو چکی ہین شیعون نے متاعیون مین اونکے
برعکس صفتین ثابت کی ہین اور باندیون مین یون نہین کہ جن عورات کے ساتھ حضرات
شیعہ عالی درجات متعہ کیا کرتے ہین وہ کہین جہاد مین سے پکڑی ہوئی نہین آئین دوسرے
اون کے ساتھ صحبت کرنے کے لئے جیسے کہ نکاح کی ضرورت نہین ویسے ہی متعہ کی بھی حاجت
نہین جب عورات متاعی دونون حلال قسمون سے خارج ہو گئین تو حضرات شیعہ خدا کے
لئے سچ سچ فرمائین کہ اس صورت نازیبا مین بھلا وہ کیا ہوئین جب اس فعل ناشائستہ و
حرکت نابائستہ کی کافی تردید ہو چکی جس سے ہر اہل عقل و انصاف کو صاف و صریح طور پر
متعہ کا زنا ہونا ثابت ہو گیا تو اب یون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بعض شبہہ و اوہام
شیعہ کا بھی بالاجمال ابطال کیا جائے تاکہ آئندہ کو کوئی کم عقل اس قسم کے شکوک بیہودہ کو سنکر
ان عقلمندون کے دہوکہ مین نہ آئے ہمکو اس ہی فرقہ مخصوص کے خاص معاملات مین ایکجا تجربہ
ہوا ہے کہ اکثر یون دیکھنے مین آیا ہے کہ جب کبھی کسی جلسہ مین شیعہ صاحب یہ دیکھتے ہین کہ اہل سنت
کے مذہب کا کوئی عالم باوقار یا امور مذہبی کا فی الجملہ واقف کار بیٹھا ہے تو یہ تقیہ شعار اوس

جلسہ مین چپ چاپ بیٹھے رہتے ہین اوسکے سامنے معاملات دینیہ مین سے کسی معاملہ مین کان
تک نہین ہلاتے اور مذہب کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ ہرگز زبان پر نہین لاتے کیونکہ وہ یہ خوب
جانتے ہین کہ اگر اس کے سامنے ہمنے ذرا بھی سر اوٹھایا اور کچھہ بھی چون وچرا کیا تو یہ شخص ابھی
ہمکو آڑے ہاتھون لیڈالے گا کہ اس سے ہمکو پیچھا چھوڑانا سخت دشوار ہو جائے گا مگر باوجود
اس کے اس بے بسی کی حالت مین بھی کبھی نہین چوکتے کہ سر جھکائے اور آنکھین نیچے کئے ہوئے
چپکے ہی چپکے ترچھی نظرون سے جو برچھی کا کام دین اوس عالم واقف کار کی طرف دیکھا کرتے
اور اپنے دل ہی دل مین گھٹا کرتے ہین اور پھر اس پر بھی اکتفا نہین کرتے بلکہ اپنے جی ہی
جی مین اُس شخص کی نسبت کچھہ کلمات کہتے ہی رہا کرتے ہین چنانچہ علمائے ربانی اہل سنت وجماعت
کے قلوب صافیہ پر اسکا عکس پڑتا ہے جس سے وہ پہچان لیتے ہین کہ یہ حضرت ہماری نسبت
لعنت بیجا کے الفاظ نازیبا کہہ رہے ہین خیر اس قسم کی حرکات ناشائستہ وخرافات کی مکافات
ہے اسکے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے بدلے مین ہم یون کہین کہ جو شخص مسلمانون پر
ناحق لعنت کرے خدا اصحاب کبار سید الابرار کی برکت سے اوسکو ہدایت کرے غرض یہ خاصہ
تو ان کا خواص اہل سنت کے ساتھ ہے باقی عوام سنیون کے ساتھ ان کا عموماً اس قسم کا برتاو
رہتا ہے کہ جس جلسہ مین مذہب اہل سنت کا واقف کار موجود نہین ہوتا خصوصاً ایسی حالت
مین کہ جب کوئی بیچارہ بھولا بھالا ناواقف سنی المذہب ان کی مجلس مین جا پھنستا ہے تو
یہ پہلے مانس اوسکے ساتھ چھیڑ خانی کئے بغیر کم رہتے ہین دو چار باتین ادہر ادہر کی ملا
پھر پھرا کر خواہ مخواہ کسی ڈھنگ سے مذہبی گفتگو کا رنگ جما کر اپنے دلون کی امنگ نکالنے
لگتے ہین جس قسم کے مضامین مین مذہب کے متعلق یہ بحث ومباحثہ کیا کرتے ہین اون کے
تمام اصول کو نہایت آسانی سے ہمنے بیخ وبنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا اور اپنے اس مختصر رسالہ
مین دلائل قاطعہ عقلیہ ونقلیہ سے اون کے رگ وپے کو بالکلیہ ایسا منقطع کیا کہ کسی عقلمند
وانصاف پسند کے دل مین اون مضامین کے متعلق مباحثہ ومناقشہ کرنیکا حوصلہ باقی نہین رہا۔ باقی

نا انصاف شخص کا علاج ہمارے پاس تو کیا کسی کے پاس بھی نہین اوس کے لئے تو درہ عمری
و تیغ فاروقی ہی کی ضرورت ہے بس اونہین مضامین عامہ مین سے یہ متعہ خاصہ شیعہ بھی
ہے اسکو بھی تمہی محبت حضرت عمر فاروقؓ کی بدولت مضامین سابقہ کی طرح باطل کرکے حق و
باطل مین فیصلہ کردیا اور متعہ منسوخہ کو نکاح سے خارج ثابت کرکے حد زنا مین داخل کر دکھلایا
لیکن اسکے متعلق اِن کا ایک چھوٹا کم حقیقت شبہ جو درحقیقت محض جھوٹا اور نرا دھوکا ہی
دھوکا ہے باقی رہگیا ہے اوسکا مٹانا بھی ہمکو ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ آگ بجھانیکے بعد اوسکی
چنگاری کو باقی چھوڑدینا عقل کے خلاف ہے اور یہ حضرات تو ایسے ہین کہ اِن کو کہین ذرا
سہارا ملنا ہی غضب ہے اگر خدانخواستہ اہل سنت کی کتابون خصوصاً اون کے قرآن شریف
مین جو خاص اون کے بزرگون کا جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا ہے کہین انکے حسب منشاء
کوئی مضمون ہاتھ لگ جائے تو یہ تو اہلسنت کے سر ہوجائین اور اون کا ناک مین دم
کرین اس لئے اس مقام تحقیق مین ہم ان کے ادنےٰ شبہ کے بھی نیست و نابود کئے بغیر باز
نہین رہ سکتے وہ شبہہ یہ ہے کہ قرآن شریف و احادیث اہل سنت سے متعہ کا وجود ثابت
ہوتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً
اس کے ثبوت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اہل سنت کی کتب احادیث سے بھی یہ پایا جاتا ہے
کہ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لیکر خلیفہ اول کے عہد خلافت تک
برابر جاری رہا لیکن خلیفہ دوم نے اپنے خلافت کے زمانہ مین بہ تشدد اوس کی ممانعت کردی
چنانچہ خود اون کا یہ قول ہے کہ دو متعہ یعنی متعہ نساء و حج رسول مقبول کے زمانہ مین جاری تھے
اب مین اونکی ممانعت کرتا ہون بس سنیون کے ہان حرمت متعہ صرف ممانعت حضرت عمرؓ پر
مبنی ہے نہ کلام اللہ و حدیث پر یہ ہے اِن کے اعتراض کا حاصل جسکو انھون نے بعینہ مطاعن
حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین بھی ذکر کیا ہے گویا اونکا یہ فرضی شبہ شطرنج کے فرزین کیطرح
سیدھا اور اولٹا دونون طرح پر چلتا ہے اِس سے پہلے کہ مین اس شبہہ غیر محقق کا تحقیقی جواب

شبہ شیعہ در بارۂ متعہ

جواب الزامی عمر در متعہ

دوسرا اول الزامی جواب ہے اس اعتراض کرنے والون کے منھ بند کئے دیتا ہون کہ قطع نظر اسکے کہ متعہ جائز ہو یا ناجائز شیعہ صاحبون کو اپنے مذہب کی بنا پر یہ کہنا ہرگز نہین پہنچ سکتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اس کی ممانعت کی اس لئے کہ متعہ مین جسقدر آزادی ولذت نفس حاصل ہے وہ کسی اہل عقل پر مخفی نہین جسکا انکار بداہت کا انکار ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اس قسم کی لذات سے اپنی ذات کو بچانے والا اور دوسرون کو اوس کی جانب سے نفرت دلانیوالا وہی اللہ کا خاص بندہ ہو سکتا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو جو توجہ الی اللہ سے اوسکو باز رکھنے والی ہے خاص اللہ ہی کے واسطے ترک کر دیا ہو نفس کے بندون کا جو ہمیشہ لذات نفسانی مین منہمک رہتے ہین ہرگز یہ کام نہین حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شیعہ اعلی درجہ کا دنیادار و بندۂ نفس بلکہ اس سے بھی کہین بدرجہا زیادہ نعوذ باللہ اپنے خیال فاسد مین برا گمان کرتے ہین ان کے اعتقاد مخصوص کی بنا پر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ مدت العمر خصوصاً اپنے عہد حکومت مین جس سے بڑھ کر خواہش ولذات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے اور کوئی زمانہ نہین ہو سکتا خود بھی اوسمین غایت درجہ منہمک رہتے اور دوسرون کو بھی اوس کی طرف رغبت دلاتے تاکہ اس معاملہ مین کوئی اونکو انگشت نما بنانے نپائے نہ یہ کہ خود بھی اوس کے ارتکاب سے بچین اور پہرا دور و نکو بھی اوس کے گرد نہ پھٹکنے دین اس مقام مین حضرات شیعین یہ توجیہہ عذر وجیہہ بھی نہین کر سکتے کہ ہرچند کہ لذت نفس کی وجہ سے آپکا جی ضرور اسکو چاہتا ہوگا لیکن مخالفت دین کے سبب سے آپنے اوس کے برخلاف عمل کیا اس لئے کہ ادنے اہل عقل بھی اس امر بدیہی کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر معاذ اللہ مخالفت دین کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاتا تو اسکے سوا باقی اور امور دینیہ کا ترک کرنا اولے تھا جن کے بجا لانے مین نفس کو تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے خصوصاً وہ امور کہ جن کی تعمیل نفس امارہ پر حد سے زیادہ شاق گذرتی ہے کہ اس صورت مین دین کی بھی مخالفت ہو جاتی

اور نفس طالب لذت کی موافقت بھی باسانی میسر آتی نہ یہ برعکس امر کہ جو اشیاء مخالف نفس ہون اون کو تو مخالفت دین کے حاصل کرنے کی وجہ سے اختیار کیا جائے اور جو شئے کہ موافق نفس سرکش ہو اوسکو اوبھی مخالفت دین کی بنا پر چھوڑا جائے ایسے ہی یہان یہ توجیہہ فضول بھی نہین کرسکتے کہ وہ اپنے دینی امور کا برتاو مسلمانون کے خوف کے سبب سے کیا کرتے تھے کیونکہ اول تو اون کو بھلا کسی سے ڈرنا ہی کیا پڑا تھا درہ عمری کی لچک اور تیغ فاروقی کی چمک سے موافقین و مخالفین مین سے ہر شخص بید لرزان کی طرح پڑا کانپ رہا تھا چنانچہ شیعونکو بھی اس امر کے تسلیم و اقرار کے سوا بالاضطرار آخر کار کچھ چارہ کار نہین بن پڑتا بلکہ ان بھلے مانسونے تو حضرت عمر کی ہیبت اور آپ کے رعب و داب کو بڑے زور شور و شد و مد کے ساتھ یہان تک ثابت کیا ہے کہ جناب امیر جیسے اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرار غیر فرار کو بھی خوف عمری کے سبب سے عمر بھر کیلئے قلعہ تقیہ مین پناہ گزین بنا دیا ہے حتی کہ اپنی خلافت کے عہد مین بھی اون کے خلاف حکم پر قادر ہونے مین آپ کو مجبور محض ثابت کیا ہے بلکہ اپنے مذہب کا مدار سب امور سے زیادہ خاص اس ہی امر پر قرار دے رکھا ہے دوسرے اگر بالفرض وہ کسی کے خوف سے دین کے کسی امر کو بجالاتی تو ضرور تھا کہ اس فعل متعہ کو بھی جس کو حضرات شیعہ افضل اعمال خیال کیا کرتے ہین ضرور عمل مین لایا کرتے جس مین اورون کی موافقت بھی ہوجاتی اور اور اوس کے ارتکاب مین نفس کو بھی لذت میسر آتی حاصل کلام یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر ممانعت متعہ کو یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات خاص کی طرف بالتخصیص منسوب کرنا روا نہین اور یا آپ کی ممانعت کو برا کہنا بھلا نہین اب علماء شیعہ ارشاد فرمائین کہ متعہ شنیعہ کیا ہے اور اوس کو کس نے حرام قرار دیا ہے عمر یا صحابہ نے یا رسول خدا نے اور اس فعل حرام کو حلال کس نے کیا ہے حضرت علی مرتضی نے یا میان عبد اللہ ابن سبا نے اس الزامی جواب کے بعد جو درحقیقت مخالفین با حیا کے موںھ

بند کرنے مین لاجواب واقع ہوا ہے طالبان تحقیق کے لئے تحقیقی جواب کا بیان کرنا بھی
مناسب ہے اس مین شبہہ نہین کہ جو شخص زبان عرب سے واقفیت رکھتا ہو وہ قرآن
شریف کو اول سے آخر بغور دیکھ لے کسی آیت پاک مین اس فعل ناپاک کا نام ونشان
اور اس عمل مردود کا وجود نامسعود نہین پایا جاتا بلکہ اس کے برعکس جابجا مقامات
متعددہ سے اس فعل نامشروع کی تردید ثابت ہوتی ہے یہان تک کہ وہ آیت بھی جس کو
فرقۂ شیعہ نے اس فعل شنیع کے ثبوت کی سند ودستاویز بنا رکھا ہے صاف وصریح طور
پر اوس کے بطلان واقعی پر دلالت کر رہی ہے اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ جل شانہ
نے سورۂ نساء کے چوتھے رکوع مین اول اون عورتون کا ذکر کیا جو مردون پر حرام
ہین کہ اون سے کسی حالت مین نکاح درست نہین ہو سکتا پھر اوس کے بعد اون عورتون
کے بارہ مین جو حلال ہو سکتی ہین قاعدۂ کلیہ کے طور پر یون ارشاد فرمایا وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا
وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہٖ مِنۡہُنَّ
فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ فَرِیۡضَۃً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡمَا تَرٰضَیۡتُمۡ بِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِیۡضَۃِ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ؕ اس کلام پاک کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے واسطے اون محرمات
عورتون کے سوا جن کا اوپر ذکر ہو چکا باقی عورتین حلال کی گئی ہین اسطرح پر کہ تم
مال کے بدلے اون کو طلب کرو اس حال مین کہ اونکا گھر مین روک کر رکھنا تم کو مقصود
ہو نہ صرف شہوت کا پورا کرنا پھر جب اون کو اپنے تصرف مین لے آؤ تو جو کچھ اون کا
حق یعنی مہر تم نے مقرر کیا ہے وہ اون کو دیدو اور اسکا بھی گناہ نہین کہ اوس مقرری
حق مین سے کسی خاص مقدار پر آپس مین راضی ہو جاؤ اللہ تعالی بیشک علم وحکمت
والا ہے اب اس مقام مین اہل فہم کو چند امور پر غور کرنا چاہئے اول یہ کہ اللہ جل شانہ
نے عورتون کے مردون پر حلال ہونے کے لئے دو شرطین قرار دین ایک تو یہ کہ انکو
روک کر رکھنا مقصود ہو جسپر محصنین کا لفظ دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ لفظ حصن سے مشتق

ہے جس کے معنی ہین پناہ کے تو محصن کے لغوی معنی ہوئے اپنی پناہ مین لینے والے کے اور قاعدہ ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کو اپنی پناہ مین لے لیتا ہے اوسپر حتی الامکان دوسرے کا تصرف و قابو نہین ہونے دیتا اب اس لغوی معنی کی مناسبت سے اس کے اصطلاحی معنی یہ قرار دئے گئے کہ محصن وہ شخص ہے کہ جو کسی عورت کو جو اوس پر حلال ہو سکتی ہے مال کے بدلے مین طلب کرکے اپنے گھر مین روک رکھے کہ اوسپر کوئی اور شخص قابو نہ پا سکے یہی وجہ ہے کہ محصن شخص سے اگر زنا سرزد ہو تو اوسپر وہ حد شرع جاری کی جاتی ہے جس سے بڑھ کر اوس کے حق مین اور کوئی سزا نہین ہو سکتی وہ کیا ہے اوسکا سنگسار کرنا اس لیئے کہ جب اوس کے قبضہ مین اس قسم کی عورت موجود ہے جسپر ہر دم اوسکو پورا تسلط حاصل ہے اور کسی دوسرے شخص کو اسپر تصرف نہین پہنچسکتا اور اس قبضہ کی کوئی خاص مدت بھی معین نہین کہ اوس مدت محدود کے بعد وہ قبضہ جاتا رہے بلکہ جسوقت تک دونون کی عمر وفا کرے اوسوقت تک اوسپر اوسکا تسلط قایم رہ سکتا ہے پھر اس حالت مین بھی اگر وہ کسی غیر عورت کی طرف توجہ کرے اور اوس سے زنا کا مرتکب ہو تو اوس نے اپنے تمام قوائے ظاہری و باطنی کو اپنے محسن و مالک حقیقی کی سخت نافرمانی مین صرف کیا اس بنا پر اوس کے کل اعضاء ظاہری و باطنی سزا کی قابل ہین جو سنگسار کے اندر کامل طور پر متحقق ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اوس سے صرف شہوت کا پورا کرنا مقصود نہو جس کو غیر مسافحین کا لفظ ادا کر رہا ہے کیونکہ وطی کرنے سے اصلی مقصود توالد و تناسل ہے نہ فقط قضاء شہوت بلکہ مادۂ شہوت کے پیدا کرنے کا مقصود اعظم ہی خاص یہی ہے کہ اوس کے سبب سے اس حرکت کی طرف رغبت پیدا ہو جس کے سبب سے توالد و تناسل کا عالم مین اجرا ہو اس صورت مین ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص وطی نساء سے صرف قضاء شہوت ہی مقصود رکھے تو اس مین شبہہ نہین کہ اوس نے معاملہ برعکس کیا اور مقصود بالعرض کو مقصود بالذات بنا دیا اس ہی بنا پر دخول فی الدبر دین محمدی مین قطعاً حرام قرار دیا گیا ہے کہ اسمین قضاء شہوت کے سوا توالد و تناسل کسی طرح پر حاصل نہین ہو سکتا ان دونون شرطون سے ادنے غور کرنے سے

بعد صاحب طبع سلیم و فہم مستقیم پر صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام مین اللہ جل شانہ کا مقصود خاص فقط یہی ہے کہ اِن عورتون کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے نہ متعہ کیونکہ یہ امر بہ اتفاق فریقین محل کلام نہین کہ متعہ والی عورت کا نہ تو جیتے جی تک گھر مین رکھنا منظور ہوتا ہے نہ اوس سے توالد و تناسل مقصود ہوتا ہے بلکہ ایک خاص مدت معین تک اوس سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب ہوتی ہے اسی ہی وجہ سے مطلب حاصل ہونے کے بعد اوس سے انقطاع کلی ہو جاتا ہے غرض اسمین شک نہین کہ اس آیت مین خاص وہی عورتین مراد ہین کہ جن کے ساتھ نکاح کیا جائے نہ متعہ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ لفظ فما استمتعتم کے سرے پر فاء تفریع و تعقیب کا حرف ہے نہ واو کا جو بالتصریح اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام پہلے کلام کے متعلق بلکہ اوس ہی کا ایک جزو ہے اگر یہ کلام مستقل ہوتا تو اوسکے سرے پر واو کا ہونا مناسب تھا تیسرے یہ ہے کہ لفظ منہن مضمر واقع ہے نہ مظہر جس سے یہ امر مخفی شیعہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس آیت مین ضمیر نساء کا مرجع فقط وہی خاص نساء ہین جنکا نکاحی ہونا پہلی آیت مین ثابت کیا گیا ہے نہ وہ عورتین جو متعہ نامشروع کے ذریعہ سے صرف شہوت رانی کے لئے تصرف مین لائی جاتی ہین چوتھے یہ ہے کہ اس تمام کلام ہدایت التیام کا اختتام اوس خالق علام نے اپنے علیم و حکیم ہونے پر کیا ہے جو اس امر کی جانب نہایت خوبی کے ساتھ اشارہ کر رہا ہے کہ نکاح کے واسطہ حسنہ کی بدولت مردون کو عورتون پر جو کامل تسلط حاصل ہوتا ہے جسکا بقاء کسی مدت معین تک محدود نہین ہوتا بلکہ تادم زیست زوجین باقی رہ سکتا ہے اور اون سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب نہین ہوتی بلکہ اصلی مقصود توالد و تناسل ہوتا ہے تو یہ خاص اوس علام الغیوب و حکیم علی الاطلاق کے علم و حکمت کا تقاضا ہے اسمین جسقدر مصلحتین متضمن ہین وہ اوس کے خلاف صورتون مین متحقق نہین ہوسکتین چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ جس وقت تک بجت بی بی کے یہ امر خوب ذہن نشین ہو کہ بلا کسی ضرورت شدید و عذر قوی کے جیتے جی تک شوہر سے اوسکا ساتھ نہ چھوٹے گا بلکہ بشرط

خاتمہ بالخیر جنت مین بھی دونون میان بی بی کا جوڑا نہ ٹوٹے گا اور اگر اس کا شوہر اس کے
سامنے مر بھی جائے گا تب بھی یہ اوس کے ترکہ مین سے اپنی میراث کا معقول حصہ لے مرے گی
تو ان وجوہات پر نظر کر کے جیسی کہ اسکو مرد اور اوسکی جملہ اشیاء متعلقہ کے ساتھ خاص الفت
و خصوصیت ہو سکتی ہے ایسی اوس کم نصیب اور بدبخت عورت کو نہین ہو سکتی جو اسبات کا اپنے
دل مین خوب یقین کئے ہوئے ہے کہ وہ فقط ایک خاص مدت کے واسطے خاص تسکین شہوت
کی غرض سے کچھ دے دلا بہلا پھسلا کر مانوس بنائی گئی اس کے بعد اوس سے قطع الفت
کی جائے گی اور کام نکالنے کے بعد پرانی جوتی کی طرح گھر مین سے باہر نکالکر نہایت بے توقیری
کے ساتھ پھینکدی جائے گی اور اوس کے ساتھ اتنی رعایت بھی نہ کی جائے گی کہ مطلقہ کی
طرح مدت عدت تک اوس کے نان نفقہ کی بھی خبر گیری و ذمہ داری کی جائے اور جو
یونکہ اوس کمبخت کے لئے چھوڑنے کے بعد عدت ہی نہین مقرر کی گئی جس کے سبب سے خبر گیری
لازم آئے اور اگر مدت متعہ کے گذرنے سے پہلے اتفاق سے وہ متعہ کرنے والا اوس کم نصیب
کو چھوڑ کر جہان سے گذر جائے اور کتنی ہی میراث چھوڑے لیکن اوس بدنصیب کے حصہ مین ایک
حبہ تک بھی نہین آسکتا اودھر میان کے بدن سے جان نکلی اور ادھر اوس ہی دم گھر مین
سے وہ بی بی بے سر و سامان نکلی جب دنیا ہی مین اوسکا حق کا کچھ حق نہین اور شوہر کی
حالت حیات و ممات مین اوس بدحال کا یہ حال ہے تو آخرت مین اس حرکت خاص کی برکت
سے اوس کے لئے کسی قسم کی بہتری کا ہونا یا اوسکا شوہر کو ملنا خیال باطل و امر محال ہے یہ
تو دونون زوج و زوجہ کے اتحاد و ارتباط کی کیفیت ہے جو نکاح کے منافع مین سے ایک
خاص منفعت ہے ظاہر ہے کہ متعہ مین یہ ہرگز متحقق نہین ہو سکتی اب رہا توالد و تناسل کا
معاملہ جو اس عقد کے بارہ مین مقصود اعظم قرار دیا گیا ہے تو اوسکا سلسلہ حالت متعہ مین
بالکل درہم و برہم ہو رہا ہے اور ان چند قباحتون کے سبب سے وہ بیچ در بیچ بنا ہوا ہے کہ اول
تو متعہ مین اس سے کچھ مطلب ہی نہین ہوتا کہ اولاد پیدا ہو دوسرے چونکہ اوس سے صرف

شہوت رانی ہی مقصود ہوتی ہے اِس لئے اونمین اِس امر کی طرف توجہ رہتی ہے کہ کسی صورت
سے وہ پیدا ہوتی ہی ہو اور کوئی تدبیر ایسی نکل آئے کہ نطفہ قرار پانے ہی نہ پائے اس بنا پر
عامل متعہ لطف زا کو ایسی تدبیرون کو عمل مین لانے کی جو کسی صورت سے مانع حمل ہون ضرور
ضرورت پڑے گی۔ تیسرا اگر یہ شدنی امر اتفاق سے پیش آیا کہ نطفہ قرار پا گیا اور اس درمیان
مین مدت متعہ گذرنے کے بعد کسی دنیادار نے کچھہ مدت محدود تک گہر بساتے یا محض لذت
اوٹھانے کے خیال سے یا کسی دیندار نے غیر محدود زمانہ تک خاص ثواب کمانے کی غرض خاص
سے اوس نیک بیبی کے ساتھ متعہ کر لیا تو اس مین شبہہ نہین ہو سکتا کہ اس حالت مین جو
اولاد اس سے وجود مین آئیگی وہ ضرور مخلوط النسب مین شمار کی جائے گی۔ نہ تو کسی پر یہ بھید
کھلے گا کہ اِس مجہول النسب کا پہلے حضرت میر صاحب دام فیضہم کی اولاد امجاد مین اعتبار ہے اور نہ
کہین اسکا پتہ لگے گا کہ اوسکا پہلے جناب میرزا صاحب دام اقبالہم کی اولاد مین شمار ہے
اس صورت مین اس حرکت مخصوص کی بدولت جو خاص متعہ سے پیدا ہوئی ہے یہ نتیجہ
بد پیدا ہوگا کہ نہ تو اوس اولاد کو ایسے باپ کے ساتھ کسی قسم کی خصوصیت ہوگی جس
نے اوس کے حق مین ناحق یہ پاپ کمایا ہے اور نہ اس باپ کو ایسی بدبخت اولاد سے
کچھہ محبت ہوگی جس نے اوسکو یہ منحوس دن دکہلایا ہے چوتھی قباحت سب سے زیادہ شناعت
کی بہری ہوئی اسمین یہ ہے کہ اگر بالفرض عمل متعہ سے اوس اللہ بندی کو حمل رہ گیا
اور مدت متعہ گذرنے کے بعد دونون میان بی بی مین جدائی پیش آئی جسکا انقضاء مدت کے بعد
وقوع مین آنا ظاہر ہے اور اس حمل سے آتفاقیہ کوئی لڑکی پیدا ہوئی اور وہ ہونہار بچی
قدرت خداوند رب العالمین سے پرورش پا کر خیر سے سن بلوغ کو پہنچگئی ادہر اتفاق
وقت سے یہ شدنی معاملہ اتفاقیہ پیش آیا کہ وہ ذات شریف جن کے نطفہ لطیف سے اسکی
ولادت باسعادت ظہور مین آئی مدت دراز کے بعد ادہر ادہر سے پہرتے پہراتے کہین
اس شہر مین آنکلے اور اون حضرات کو رفع ضرورت دنیاوی یا ضرورت ثواب دینی کی

غرض سے متعہ کرنے کی ضرورت پیش آئے اور جہالت کی وجہ سے اوس کے ساتھ وہ متعہ کر بیٹھے تو مین علماء شیعہ سے یہ پوچھتا ہون کہ اس صورت ناز یبا مین اون دونون میان بی بی کا جو حقیقۃً باپ بیٹی ہین بھلا کیا حشر ہوگا غرض متعہ سے بچنے اور نکاح کر لینے مین اس قسم کی مصلحتین اور حکمتین ہین جن کے جتلانے کے لئے اللہ جل شانہ نے اس مقام مین اپنے کلام پاک کا اختتام اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا پر کیا ہے تو شیعو اب بھی سمجھ گئے ہو کہ یہ آیت جسکو تم جواز متعہ کے بارہ مین سند لاتے ہو وہ در حقیقت اوس کے ابطال کے واسطے ہے نہ اثبات کے لئے جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام معجز نظام کے سمجھنے کی فہم کامل عطا فرمائی ہے اوسکو اس امر مین ہرگز شبہہ نہین ہو سکتا کہ اس قسم کی معقول تحریر و مدلل تقریر کے مقابلہ مین اوس بعض روایات شاذہ کو ترجیح نہین ہو سکتی جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ آیت حلت متعہ کے معاملہ مین نازل ہوئی تھی اوس کے بعد اور بعض آیات سے منسوخ ہو گئی الخ کہ جب معانی و بلاغت کے قواعد سے اس آیت کا ہر ہر لفظ ابطال متعہ پر صاف دلالت کر رہا ہے تو پھر اسحالت مین کون ضرورت ہے کہ اوسکو منسوخ قرار دے کر کسی دوسری آیت سے متعہ کو باطل کیا جائے اور اگر ہم شیعہ صاحبون کی خاطر سے اس قسم کے روایات شاذہ کو اس مقام مین تھوڑی دیر کے لئے بالفرض تسلیم بھی کر لین تب بھی یہ امر ہمارے لئے مضر اور شیعون کے حق مین کچھ مفید نہین ہو سکتا اس لئے کہ اس قسم کی روایتون کے راوی جب خود ہی صراحتًا اس بات کے قائل ہین کہ یہ آیت منسوخ ہے اور متعہ قرآن شریف کی اور آیتون سے قطعًا باطل ہے تو اون کا یہ قول شیعون کے حق مین کیسے مفید اور ہمارے حق مین کیونکر مضر ہو سکتا ہے بلکہ اسکے برعکس وہ ہمارے واسطے مفید اور شیعون کے لئے سخت مضر ہے اس لئے کہ شیعہ متعہ شنیعہ کا ہمیشہ کے لئے حلال ہونا ثابت کرتے ہین اور ہمکو اونکی کچھ دنون کے واسطے بضرورت حلت سے انکار نہین ہماری کتب احادیث سے صرف اس ہی قدر ثابت ہوتا ہے کہ صرف چند روز کے لئے بضرورت متعہ و گوشت خر حلال ہو گئے

تھے پہر دونون ابد الاباد کے لئے قطعاً حرام کئے گئے مگر چونکہ عام طور پر تمام اہل اسلام کو حرام ہونیکا علم نہ تھا خاصکر لذت متعہ کا لوگون کو چسکا لگا ہوا تھا جس کے سبب سے دفعتہً اوسکا ایکبارگی چھوڑ دینا کچھہ آسان کام نہ تھا اس لئے بعض بعض شخص خلیفہ بلا فصل رسول مقبول امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اکبر رض کے زمانہ خلافت حقہ تک اوس کا برتاؤ کرتے رہے جس کی خبر بارگاہ خلافت تک نہ پہنچنے پائی آپ کے زمانہ خلافت کے ختم ہو جانے کے بعد جب ناطق بالصدق والصواب مزین المنبر والمحراب امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دورۂ خلافت شروع ہوا اور آپ کو اس امر کی خبر پہنچی کہ حرمت متعہ کا حکم عام طور پر سب مسلمانون کو نہین پہنچا تو آپ نے نہایت تشدد سے یہ حکم ناطق صادر فرمایا کہ جو شخص متعہ شنیعہ کا مرتکب ہوگا اوسپر حد زنا جاری کی جائے گی امیر عرب و عجم خلیفہ سید ولد آدم کے اس جلالی حکم سننے کے بعد پہر کس کی مجال تہی کہ اس فعل ناپاک کے گرد پھٹک سکے اوس والی شان جلالی دالی کا یہ فرمان عالی سنتے ہی سننے والون کے بدن مین گویا ایک سناٹا نکل گیا اور متعہ کرنے والون کے تن بدن کے تمام جوڑ بند ڈھیلے پڑ گئے آخر الامر اوس امیر بحر و بر اشدہم فی امر اللہ عمر رض کے اسقدر تشدد کے ساتھ اس امر کا عمدہ نتیجہ و بہتر اثر یہ ہوا کہ تمام اہل اسلام عرب و عجم و روم و شام کو اس فعل متعہ غیر شرعیہ کا باقی اور جملہ افعال ممنوعہ کی طرح طوعاً و کرہاً جبراً و قہراً چھوڑنا پڑا مخالفین متعصبین نے جنکی رگ و پے مین اوس حق و باطل کے جدا کرنے والے کا ناحق بغض سمایا ہوا در اس بغض نفسانی سے اونکی روح کا جوہر بنا ہوا ہے اوس مقرب بارگاہ محبوب الہ پر یہ الزام بیجا قایم کردیا کہ متعہ کو خدا اور رسول نے تو حلال کیا تھا مگر حضرت عمر نے اوس کو حرام کردیا اب حضرات شیعہ اس منصفانہ تقریر کو سنکر ذرا خدا سے شرمائین اور خدا کے لئے اپنے دل مین انصاف کر کے صاف صاف فرمائین کہ اس فعل ممنوع کو کس نے حرام بنایا ہے امیر المومنین عمر ابن الخطاب نے یا اله العالمین

منزل الوحی والکتاب نے علماء شیعہ کی حالت پر مجکو سخت افسوس آتا ہے کہ دنیاوی علوم
مین تو بڑے غور و فکر کے ساتھ نہایت چھان بین کرتے ہین اور ادنے ادنے امر مین بال
کی کہال نکالتے ہین لیکن امور دینیہ مین عقل کو ایسا بیکار محض نبار کہا ہے کہ اوس سے
مطلقًا کام لینا ہی چھوڑ دیا ہے خصوصًا فہم کلام ربانی کے معاملہ مین تو عجیب ہی طریقہ
اختیار کیا ہے جو تمام اہل علم کی شان سے نرالا ہے کہ جس آیت سے جو مطلب چاہتے ہین
اپنے نفس کی مطابق نکال لیتے ہین نہ اسکا خیال ہوتا ہے کہ اس لفظ کے لغوی معنی کیا
ہین نہ اس امر کی طرف توجہ فرماتے ہین کہ صرف ونحو ومعانی وبلاغت کے قواعد کی
روسے ترکیب پاکر اس موقع پر اوس لفظ کے کیا معنی بن گئے نہ اس امر کا لحاظ کرتے
ہین کہ اس کلام کا اول وآخر جس سے اسکو ربط ہے کس قسم کے معنون کو مقتضی ہے جیسا
کہ اوس آیت مذکورہ سے اہل فہم پر ظاہر ہوگیا کہ وہ درحقیقت ہے تو ابطال متعہ کے واسطے
اور یہہ حضرات اوسکو سند لاتے ہین اوسکے اثبات کے لئے اسوقت اس مقام پر
مین ایک مثال کا بیان کرنا مناسب جانتا ہون جو علماء شیعہ کے فہم کا حال فہم کلام
ربانی کے معاملہ مین ظاہر کرنے کے لئے حقیقت مین بے مثال واقع ہوئی ہے کہ اللہ جل
شانہ نے اپنے کلام پاک مین ایک مقام پر انسان کے واسطے یہ حکم فرمایا ہے کہ تو میرا
اور اپنے والدین کا شکر ادا کر اور میری طرف تو لوٹ کر آئیگا اور اگر وہ دونون تیری
شرک بنانے کی کوشش کرین تو اس معاملہ مین تو اون کی اطاعت نہ کر صرف دنیا
کے معاملہ مین اون کے ساتھ نیکی کر کافی کلینی مین اسکا مطلب یون بیان ہوا ہے
جسکو جناب امیر کی طرف منسوب کیا ہے کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر کہ تو میری
طرف لوٹ کر آئے گا اور اگر وہ دونون یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ تجکو شرک بنانے کی کوشش
کرین تو اس معاملہ مین تو اون کی اطاعت نکر اور اون کے ساتھ یعنی والدین کے
دنیا کے معاملہ مین نیکی کر نعوذ باللہ من ہذا یہ تو بعینہ وہ ہی مثل ہوئی کہ مار دن گھٹنا

ہوئے اکہ خیال کرنے کا مقام ہے کہ اس آیتہ مین بہلا کہان تو ذکر والدین اور کہان
تذکرہ خلیفتین رسول الثقلین اس کے متعلق ایک قصہ واقعیہ کا بیان کرنا اسوقت مناسب
معلوم ہوتا ہے جو اتفاق سے خاص مجکو پیش آیا جس سے علماء عالیدرجات حضرت شیعہ
کی انصاف شعاری و راست کرداری کا ناظرین کو بخوبی حال معلوم ہوجائے وہ یہ ہے کہ
ایک مقام پر میرا اور شیعون کے ایک مولوی صاحب کا اتفاق سے اجتماع پیش آگیا وہ حضرت
اگرچہ گروہ مقدس مجتہدین مین سے تو نہ تھے جنکو شیعان مومنین قبلہ وکعبہ کہا کرتے ہین
اور وہ حضرات عالیدرجات اپنے پر زور دونون ہاتھون مین حرام وحلال کی راہین
تھامے ہوتے ہین البتہ وہ پیش امام ضرور تھے کہ بروقت ضرورت وقت بے وقت
مصلیون کی ضرورت کو رفع اور گاہ بیگاہ چہوٹے موٹے مسائل کو حل کر دیا کرتے
تھے مین نے اون کی خدمت امامت مرتبت مین بے باکانہ یہ عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب
یہ تو فرمائے کہ اگر کوئی شخص ایسا فرض کیا جائے جو کسی مذہب سے بہی کچھہ تعلق نہ رکھتا
ہو وہ فقط عربی زبان جانتا ہو اور اوس کے سامنے یہ آیتہ پیش کی جائے جس مین
صراحتہً والدین کا ذکر ہے تو بہلا وہ اوسکا کیا مطلب بتائے گا جو ہماری کتابون
مین لکھا ہے وہ بیان کرے گا یا جو آپ کی کلینی مین آیا ہے وہ کہے گا آپ چونکہ اس مذہب
کے عالم ہین ایسے مضامین کے سمجھنے کا آپ کا حق ہے آپ ذرا انصاف سے فرمائین کہ اس
آیت کے اول و آخر مین تو والدین کا ذکر ہے اور اوس مین انسان کے لیئے باری تعالی
کی جانب سے یہ ارشاد ہوا ہے کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر اور والدین کے ساتھ
دنیا مین نیکی کر پہر بہلا اس کے درمیان مین کس طرح پر اکو دے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بس
اس امر حق کے سنتے ہی امام صاحب شیعیان کے چہرہ کا رنگ اکبارگی فق ہوگیا اور
اس کے جواب مین مجبوراً دبی زبان سے بجا و درست کہنے کے سوا اور کچھہ چارہ کار نہ
بن پڑا کچھہ دیر تک عالم تحیر مین خاموش بیٹھے رہے مین اونکا رنگتا تھا پہر چہیڑا کہ جناب اس

سے تو صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہی مطلب جو محاورہ عرب و قواعد صرف و نحو کے بھی خلاف ہے اپنی طرف سے بنایا گیا ہے اس کے جواب مین اونھون نے پھر بھی یہی فرمایا کہ بجا اور درست ہے اور واقعی یہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور رکھتے ہی کیا اگر اسمین وہ ذرا بھی چون وچرا کرتے تو یین اون حضرت پیش امام صاحب کا پیچھا چھوڑتا ایران تک بھی جو اون کا دار الایمان ہے خیر اون کا یہ بجا و درست فرمانا فی الواقع بجا و درست ہی تھا۔ لیکن اس کے بعد جو اون حضرت نے بیجا و نادرست معاملہ کا برتاؤ کیا یہ تھا کہ اس گفتگو کے کچھ دنون پیچھے جو وہ پیش امام صاحب کسی اور قصبہ مین گئے وہان جاکر یہ بیان کیا کہ میری اور فلان صاحب کی گفتگو ہوئی تو مین نے اون سے یہ کہا کہ گفتگو مین تو بہت گنجایش ہے اب آپ انصاف پر آجائیے اور سچ کہئے کہ کون مذہب حق ہے تو اُنھون نے اس کے جواب مین یہ کہا کہ سچ بات تو یہی ہے کہ مذہب تو تمہارا ہی حق ہے نعوذ باللہ من ہذہ البہتان اس سے پہلے حسنیہ باندی کا قصہ شیعون کا بنایا ہوا سنا تھا کہ ہارون رشید کے زمانہ مین کوئی حسنیہ باندی تھی جو مناظرہ کے حق مین آندہی دھاندی تھی اوس نے تمام علماء اہل سنت کو قائل کر دیا تھا لیکن میان غلام حسن امام کے الزام کا یہ عجیب و غریب معاملہ اب دیکھنے مین آیا شاید امام صاحب نے امامت کی بدولت حسنیہ باندی سے خواب مین روحی بعیت کر لی ہوگی اور اس واسطے ان حضرت امامت مرتبت کو اوس سے یہ تعلیم ہوئی ہوگی کہ اگر کسی سے الزام کھاؤ تو اس الزام کھانے کو اپنا مات کرنا بتلاؤ غرض اس میان غلام حسن امام کے حال نے اوس حسنیہ باندی کے کمال کی خاطر خواہ قلعی کھولدی جس سے فریقین کے عقلائے مرد و عورت پر یہ راز مخفی بخوبی تمام منکشف ہو گیا کہ جیسا کہ میان غلام حسن امام کے الزام دینے کا یہ بے اصل قصہ سراسر بہتان ہے ویسا ہی اوس حسنیہ باندی کے علماء اہل حق کو مات دینے کی جھوٹی کہانی بھی سرتاپا بطلان ہے خیر اس قسم کی فضول و بے معنی روایات

اور کلام معجز نظام ربانی مین اسطرح کی غیر معقول و لایعنی توجیہات کا اس مختصر رسالہ مین کہان
تک ذکر کرون صرف بقدر ضرورت مقام چند قواعد کلیہ پر اکتفا کرتا ہون جنکو مذہب شیعہ کی بنا پر
اصول تفاسیر سمجھنا چاہئے مین نے مذہب اہل تشیع کی تفاسیر کلام الہی کے متعلق جن مین اکثر
اہل سنت وجماعت کا خلاف اور اون کے ساتھ خواہ مخواہ اختلاف کیا گیا ہے جسقدر غور اور
فکر اور اون کی چھان بین کی تو اون کو زیادہ ان ہی چند اصول پر مبنی پایا جو عقل و نقل
و قواعد فن ادب و محاورہ لسان عرب کے بالکل مخالف ہین ایک تو یہ کہ قرآن شریف مین جہان
کہین بہی کفر و ایمان کا ذکر آیا ہے اونھون نے اوس سے جناب امیر کی ولایت کا انکار اور
اقرار مقصود ٹہرایا ہے - دوسرا یہ کہ جس مقام مین کفار و منافقین و ظالمین و فاسقین کی
مذمت آئی ہے اس مذہب والون نے اوس سے صحابہ کرام سید الانام و ازواج مطہرات سید الکائنات
کی ذات پاک مراد لی ہے - تیسرا یہ کہ جن آیات مین مومنین کاملین و اصحاب سید العالمین کی
تعریف موجود ہے مفسرین مذہب شیعہ کے نزدیک اون سے خاص جناب امیر یا جملہ ائمہ اثنا عشر
کی توصیف مقصود ہے جن مین سے اکثر اوس وقت تک موجود ہی نہونے پائے تہے پس اس تحقیق
سے طالبین حق و اہل فہم و انصاف صاف اسبات کو سمجھہ گئے ہون گے اور کسی قسم کا شک و شبہہ
اون کے دلمین نرہا ہوگا کہ دین کے معاملات مین جن شخصون کی عقل و فہم و انصاف طبیعت
کی یہ حالت ہو تو اون کی رائے امور دینیہ خصوصًا کلام ربانی کے معاملہ مین کیا لائق
اعتبار و قابل وقعت ہو سکتی ہے اور کوئی طالب حق اون کی تحقیق پر کیونکر اعتماد کر سکتا ہے
اب ہم اس طویل بحث کو ایک نہایت مختصر اور لاجواب تقریر پر ختم کئے دیتے ہین گویا ہمیشہ
کے لئے اس قسم کی بحث و مباحثہ کرنے سے مخالفین کا منھہ ہی سئے دیتے ہین تاکہ اون کے دل
مین اہل سنت کے مقابلہ مین قرآن شریف سے اپنے مطلب کی سند لانے کا کبہی حوصلہ ہی
نہ پیدا ہو اور انمین سے کوئی بڑے سے بڑا بہی کسی ادنی سے ادنے اہل سنت وجماعت کے
مقابلہ مین بہی کبہی ہرگز عہدہ برا نہو اس مقام پر دو امر قابل غور ہین ایک تو یہ کہ موافقین د

مخالفین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے جسمین کسی کو شبہہ نہین ہو سکتا کہ کل قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک مین ایک جگہ پر مدون ہو کر لکھا ہوا موجود نہونے پایا تھا آپ کے بعد آپ کے اصحاب کرام خصوصًا خلفاء عظام کے اہتمام سے ایک جگہ پر ایک ترتیب خاص کے ساتھ قرارت مشہورہ پر جمع کر کے تمام اہل اسلام مین شائع کیا گیا اور جس کلام اللہ کو شیعہ صاحب خاص جناب امیر کا جمع کیا ہوا بتلاتے ہین اوس کی نسبت یہ حضرات عالیہ درجات یون فرماتے ہین کہ صحابہ نے نہ تو اوسکو تسلیم کیا اور نہ جاری ہونے دیا آخر کار جناب امیر حیدر کرار نے یہ فرمایا کہ اب تم اسکو ہمیشہ تک کبھی نہ دیکھو گے چنانچہ اصول کافی کلینی مین سالم بن سلمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر علیہ السلام کے سامنے قرآن شریف کا ایک حرف اسطرح پر پڑھا جو اور آدمیون کے پڑھنے کے خلاف تھا اوسکو سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ خبردار چپ جس طرح پر اور آدمی پڑھتے ہین تو بھی اوسی طرح پر پڑھ جب تک امام مہدیؑ صاحب قائم ہون جب وہ قایم ہون گے تب کلام اللہ عزوجل کو اوس کے طریق پر پڑہین گے اور جو مصحف کہ جناب امیر نے لکھا تھا وہ اوسکو نکالین گے اور پھر یہ فرمایا کہ جناب امیر علیہ السلام جب وقت اوسکو لکھکر فارغ ہو چکے اوسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ یہ کتاب اللہ عزوجل ہے جیسی کہ اوس نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی مین نے اوسکو دونون لوحون سے جمع کیا ہے تو اونھون نے اوس کے جواب مین یہ کہا کہ وہ مصحف یہ ہی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے قرآن اس ہی مین جمع ہے ہمکو اوس کی حاجت نہین یہ سنکر جناب امیر نے فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ خدا کی قسم اس دن کے بعد پھر کبھی تم اسکو ہمیشہ تک ہرگز نہ دیکھو گے میرے ذمہ پر یہ امر ضروری تھا کہ مین نے جسطرح پر جمع کیا اوس کی تمکو خبر کر دون

عَنْ سَالِمِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَرَءَ رَجُلٌ عَلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَا اَسْمَعُ حُرُوْفًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَيْسَ عَلٰى مَا يَقْرَءُهَا النَّاسُ الخ کل عبارت کا مضمون کتاب ہذا مین درج ہے اصول کافی کتاب فضل القرآن باب النوادر صفحہ ۶۷۱ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ نولکشور۔

تاکہ تم اوسکو پڑھو تو شیعو اب تو تم کو معلوم ہو گیا کہ جناب امیر کا جمع کیا ہوا قرآن مخصوص تمہارے ہی مذہب کی بنا پر اب تک کسی مسلمان کے پاس موجود نہین بلکہ آجتک کسی نے اوس عنقا سیرت کی صورت بھی نہین دیکھی اور جو کلام پاک ربانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے اسوقت تک برابر آپ کی امت کے پاس موجود اور عالم مین اوسکا فیضان جاری ہو رہا ہی اور انشاء اللہ تعالی ہمیشہ تک رہے گا وہ جناب امیر کے سوا اور ہی صحابہ کرام کا جمع کیا ہوا ہے دوسرا امر یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کلام اللہ کی جسقدر آیتین صحابہ کی مخالف منشاء تہین وہ سب اُنھون نے اوسمین سے نکالڈالین اور کچھ بدل بھی دین یہان تک کہ سترہ[له] ہزار آیتون مین سے فقط چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتین وہ بھی تبدل و تغیر کی ہوئین اسوقت تک موجود ہین چنانچہ اس قسم کی متعدد آیات کلینی مین بیان کی گئی ہین کہ یہ دراصل اسطرح پر نازل ہوئی تہین اور اب بدل بدلا کر اسطرح پر رہ گئین جن کے بیان کو اس مقام مین باعث طول و فضول جانکر ترک کر دیا جسکا جی چاہے وہ اس کتاب مذکور مین جو درحقیقت مذہب شیعہ کے حق مین ام الکتاب ہے دیکھ لے بس ان دونون امرون سے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن شریف مین جو مسلمانون کے پاس یہانتک کہ شیعان مومنین کے بھی موجود ہے کوئی کسی قسم کا مضمون بھی اہل سنت کے مخالف اور شیعون کے موافق نہین ہو سکتا کیونکہ وہ جمع کیا ہوا خاص اون حضرات پاک کا ہے جو تمام اہلسنت کے یقیناً پیشوا اور شیعون کے قطعاً اعدا ہین اس صورت مین ظاہر ہے کہ متعہ بے حقیقت کی تو بھلا حقیقت ہی کیا ہے شیعون کو اپنے مذہب کے کسی ایک مسئلہ کی بھی کلام اللہ سے سند لانی محض فضول و بیجا ہے لیکن نہایت تعجب کی بات ہے کہ اس حالت مین بھی یہ حضرات اپنے

له عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِی جَاءَ بِهٖ جِبْرَئِیْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةَ عَشَرَ اَلْفَ آیَةٍ ترجمہ ابو عبد اللہ سے روایت ہے انھون نے فرمایا کہ جس قرآن کو جبرئیل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے اوسمین سترہ ہزار آیات تہین - اصول کافی کتاب فضل القرآن باب النوادر صفحہ ۶۷۱ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ء نولکشور

مذہب کے متعلق مسائل دینیہ مین کلام الٰہی سے جس کے متبدل و متغیر و غیر معتبر ہونے کے خود
قائل ہین حجت لائے بغیر نہین رہتے اس عجیب و غریب قسم کی دنیا بھر سے نرالی حرکت کو جو محض
خلاف عقل ہے عقلاء شیعہ کے سوا اور کوئی اہل عقل ہرگز تجویز نہین کر سکتا کیونکہ اجتماع ضدین
کا قائل ہونا خاص اخص الخواص شیعون کا ہی خاصہ ہے کہ جس شئے کا ایک جگہ اقرار ہے دوسرے
مقام پر بعینہ اوس ہی شئے کا صراحۃً انکار حاصل کلام یہ ہے کہ ہماری اول سے آخر تک اس مدلل
تقریر و معقول تحریر سے جو ابطال متعہ کے بارہ مین کی گئی موافقین و مخالفین مین سے کسی
اہل فہم و انصاف کو اس واقعی و یقینی امر مین ہرگز شبہہ نہین ہو سکتا کہ فعل متعہ قطعاً ناروا
و یقیناً داخل زنا ہے اور جیسا کہ اس فعل قبیح کا ابد الاباد تک وجود نامسعود مذہب حق اہلسنت
و جماعت کے اصول حقہ کے مطابق کلام اللہ سے کسی طرح پر ثابت نہین ہو سکتا ایسی ہی اس حرکت
شنیعہ کا اصول قرارداد شیعہ کی موافق بھی قرآن شریف سے اثبات ہرگز ممکن نہین اور حضرات
شیعہ کو ممانعت متعہ کی وجہ سے ناطق بالصدق والصواب امیر المومنین و امام المسلمین برگزیدہ
اصحاب رسالت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو برا کہنا خود ان ہی کے اصول مذہب
کی بنا پر کسی طرح پر نہین پہونچ سکتا یہان تک تو شیعون کے چار اصول اعمال کا بہ تمام و کمال
ابطال تھا جو محبت چار یار سید الابرار کی برکت سے اس خوبی کے ساتھ ختم ہوا جس کے چار و ناچار
تسلیم کئے بغیر چاردانگ عالم مین کسی اہل فہم طالب حق کو چارہ نرہا اب ان کے پانچوین اصول
اعمال کو پنجتن پاک کے فیضان باطنی کی بدولت اسطرح پر باطل کرتا ہون کہ کسی اہل عقل
و انصاف کو اس اصول کے بطلان مین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے وہ اصول کیا ہے ماتم شہید کربلا
ہے جو ان کے تمام اصول اعمال پر وسعت و کثرت استعمال کے حق مین سبقت لیگیا ہے اسکی ایسی
مثال سمجھنی چاہئے جیسے کہ طبیبون کے مطب مین منضج و مسہل کا نسخہ ہوتا ہے کہ کل امراض مادیہ مین
وہ مستعمل رہتا ہے کسی کو صفراوی بیماری ہو تب منضج و مسہل کی ضرورت دموی ہو تب مسہل و منضج
کی حاجت بلغمی مرض ہو تب اوس مین منضج و مسہل مفید سوداوی ہو تب مسہل و منضج کارآمد

بیان عزاداری

بس ایسے ہی شیعون کے مذہب مین مجلس عزا ہے کہ کوئی پیدا ہو تب ماتم حسین کوئی مرے تب
یہ ہی شور وشین کوئی بیمار ہو او سوقت مجلس عزا بیماری سے شفا پائے او سدم محفل عزا مقدمہ جیتے
جب مجلس ہارے تب مجلس غرضکہ دنیا مین کوئی کام ہو یہ ضرور ہے کہ اوسمین مجلس امام ہو بہر
شیعون مین جسقدر بھی مختلف فرقے اور مختلف قسم کے اشخاص ہین وہ تفضیلہ ہون یا تبرائی
غریب ہون یا امیر رزیل ہون یا شریف جاہل ہون یا عالم مرد ہون یا عورت اس معاملہ مین
کل متفق اور اوس کے اہتمام مین سب برابر ان کے نزدیک کوئی کام ماتم امام سے بہتر اور
کوئی فعل سر پیٹنے اور چھاتی کوٹنے سے بڑہ کر نہین اس کے بارہ مین اثنا عشریون کی کتابون
مین یہ حدیث آئی ہے من بکی علی الحسین او ابکیٰ او تباکی وجبت علیہ الجنۃ اس کا مطلب یہ
ہے کہ جو شخص حضرت امام حسین پر روئے یا اورون کو رلائے یا اور کچھ نہ بن پڑے تو صرف
رونے والون کی سی صورت ہی بنائے تو اوسپر جنت واجب ہو جاتی ہے ناظرین کی خدمت
مین یہ عرض ہے کہ اس رسالہ مین سوائے چند خاص خاص مضامین کے جن کی بقدر ضرورت
مقام کسی قدر تفصیل کی گئی باقی جسقدر بھی مذہب شیعہ کا ابطال کیا گیا ہے وہ بقدر مناسب
صرف بالاجمال کیا گیا ہے لیکن خاص اس اصول عزا کے متعلق دو وجہ سے یون مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اسکی تردید مین جملہ اصول عقائد واعمال کے ابطال کی بہ نسبت زیادہ تر تفصیل سے
کام لیا جائے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اکثر عوام سنی المذہب جو اپنے مذہب حق کی اصل حقیقت
سے بالکل یا کماحقہ واقف نہین دہوکہ مین پڑے ہوئے ہین دوسری وجہ یہ ہے کہ اس
رسالہ مین حضرات شیعان عالی شان کے ساتھ ہمارا یہ آخری میدان ہے بس اسمین جو جیتا وہ جیتا
اور جو ہارا وہ ہارا اس لئے یون ہی مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اس میدان کارزار مین ہم
اپنی تیغ خامۂ آبدار کی اچھی طرح پر جوہر دکھلائین جس مین تیغ فاروقی کی چمک جلوہ گر ہو رہی
ہے اور حق وباطل مین اسوقت پورا فیصلہ کر دین تاکہ آئندہ مخالفین مین سے پھر کسی کے
دل مین کسی قسم کا حوصلہ وتاب مقابلہ باقی نہ رہے اس سے پہلے کہ ہم اس اصول کی بالتصریح

تفضیح اور بالاستقلال اسکا ابطال کرون مختصر طور پر اس کی اصلی کیفیت و واقعی حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ ناظرین منصفین وطالبین حق پر اس کے ضمن بیان ہی مین مجمل طور پر اسکا بطلان منکشف ہوجائے اس کے بعد انشاءاللہ الرحمان پنجتن پاک کے فیضان باطنی کی برکت سے جو اس فقیر کے ہردم شامل حال ہے ان مدعیان محبت پنجتن کے اس پانچوین اصول کو جسکی بنا پر یہ اپنے خیال وگمان مین جنت کے امیدوار بلکہ اوس کے وجوب کے دعوی دار بنے ہوئے ہین دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ سے بالتفصیل باطل کرون گا اور ہر مذہب وملت کے ہر ادنے واعلی پر جسمین کسی قدر بھی حق پسندی وانصاف کا مادہ ہوگا یہ امر حق کما حقہ ثابت کر دکھلاؤن گا کہ اس قسم کے افعال عمل مین لانے سے جو عقل ونقل کے محض خلاف ہین جنت ہرگز واجب نہین ہوسکتی بلکہ سچ یہ ہے کہ کبھی مل ہی نہین سکتی اس کی اصلی حقیقت وواقعی کیفیت جسپر اس فرقہ خاص کا عموماً نہایت شدومد کے ساتھ عملدرآمد رہتا ہے یہ ہے کہ برگزیدہ اہل بیت مصطفیٰ ونور دیدہ علی مرتضیٰ حضرت امام حسین شہید کربلا کو یزید حاکم عرب کے فسق وفجور کی وجہ سے اوس کی بیعت خلافت قبول نہ کرنے کی بنا د مخالفت پر اوس کے لشکر جرار ولشکریان جفا کار کے ساتھ نواحی کوفہ کے میدان کربلا مین جو سخت لڑائی کا اتفاق پیش آیا تھا جس کا انجام کار بمقتضائے مصلحت پروردگار ومشیت کردگار یہ ہوا کہ تین روز تک محاربہ عظیم کے بعد دسوین تاریخ محرم روز جمعہ سن ساٹھ ہجری مین غنیم لئیم نے فتح پائی اور امام عالی مقام برحق کو مع آپ کے متعدد متعلقین کے جن کی تعداد قریب اسی کے ہتی جنکو ہم کاب لیکر تین دن تک برابر تشنہ وگرسنہ رہ کر نہایت شجاعت واستقلال بےمثال کے ساتھ جس کی نظیر تواریخ سلف وخلف مین ملنی دشوار ہے اوس فوج غدار بےشمار کا مقابلہ کیا شہادت عظمیٰ میسر آئی اس واقعہ ہائلہ کے متعلق جس کا صحیح اور سچا حال ہم نے دو حرفون مین بیان کر دیا جو کتابین مرثیون وغیرہ کی نظم ونثر مین اس قسم کی بنائی گئی ہین جن کے اکثر مضامین شاعرانہ خیالات ومبالغہ آمیز

روایات اور قصص موضوعہ ومصنوعی حکایات پر مبنی ہین اور اونمین اصل قصۂ شہادت
امام برگزیدہ انام محض برائے نام ہے جیسا کہ سیر بھر آٹے مین ماشہ بھر نمک یا ایک تودۂ ریگ
مین چند ذرات کی چمک حضرات شیعہ اور اون کے اتباع کسی وسیع مکان یا کشادہ میدان
مین باہم مجتمع ہوکر اون کو اس طرح پر پڑہین کہ پہلے کوئی خوش آواز سوز ونوحہ خوان فرش
پر بیٹہکر نہایت درد آمیز وغمناک لہجہ مین گلاے پہر اوس کے بعد کوئی دہن دریدہ وبرگزیدہ
تحت لفظ وکتاب خوان کسی اونچی جگہ پر چڑہ کر حد سے زیادہ پرحسرت وہیبت ناک آواز
کے ساتھ خوب چیخین مار مار کر حد سے زیادہ چلائے اور ذاکرین وسامعین دونون بقصد
وبلاقصد خوب دل کھولکر روئین چلائین سر پیٹین سینہ کوٹین شور مچائین غرض کہ اس
قسم کی حرکات ناشائستہ عمل مین لائین جنکو دین محمدی مین قطعاً حرام ہونے کے علاوہ
کوئی اہل عقل ومہذب آدمی کسی قسم کے درد وغم کی حالت مین ہرگز تجویز نہین کرسکتا جسکو
جس شخص کو باوجود عقل کے دین کا بہی کسی قدر پاس ولحاظ ہو وہ تو ہرگز کبہی بہول کر
بہی اس قسم کی حرکات ناشائستہ کے گرد نہین پہٹک سکتا چہ جائکہ اون کو بہتر سمجہے اور اون
کے عمل مین لانے سے جنت کا امیدوار بنے بلکہ اس سبب سے جنت کو اپنے حق مین واجب
قرار دے ہرچند کہ یہ کیفیت قریب قریب کل مجالس عزاء شہدائے کربلا مین کم وبیش متحقق
ہوتی ہے لیکن عشرۂ محرم مین اسکا زیادہ تر اہتمام کیا جاتا ہے یہانتک کہ ذی الحجہ ہی کے مہینے
خصوصاً اوس کے اخیر عشرہ سے ہی شیعیان عزادار کو ماہ محرم کا انتظار رہتا ہے جو لوگ اپنے
مکان سے باہر وطن سے دور دراز مقامات مین کہین نوکر چاکر ہوتے ہین تو وہ بہی کسی نہ
کسی حیلہ وبہانہ سے رخصت لے لواکر اپنے اپنے مکانون پر اس فرضی تہوار کے مراسم
ادا کرنے کی غرض سے آپہنچتے ہین اور آتے ہی مکانات مجالس امام کی مرمت وصفائی اور
رونق وآرایش کے اہتمام اور مجالس عزا وتعزیہ سازی کی دہوم دہام کے انتظام مین اونکو
دین ودنیا کے تمام کامون پر مقدم جانکر رات دن غلطان وپیچان بنے رہتے ہین اور

بر دم ذی الحجہ کے مہینے کا ایک ایک دن گنتے رہتے ہین کہ کب یہ مہینہ ختم ہو اور کب خیر و عافیت
کے ساتھ محرم کا مہینہ آئے پس جہان خدا خدا بلکہ امام امام کرکے ذی الحجہ کا مہینہ ختم ہوا
اور محرم کا ہلال ابروے جانان کی مثال جلوہ گر ہوا کہ اوس کے جلوہ گر ہوتے ہی عزادارن
کے ہان شادیانے بجنے شروع ہوگئے اور اوس ہی وقت سے ایکدم سے نقار دن پر چوب
پر چوب پڑنے لگی اور چار دن طرف سے نوبت کی فرحت بخش صدا شایقین منتظرین کے
کانون مین گونجنے لگی ایک ایک عزادار کے حال سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہ شخص مارے
خوشی کے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا اوسی دم سے مرثیہ خوانی خوش الحانی کے ساتھ
شروع ہوگئی اور تحت لفظ و کتاب خوانون کے بڑے زور شور کے ساتھ چیل پکارے کانون
کے پردے پھٹنے لگے اور طرح طرح کے لہو و لعب و عیش و نشاط کے سامان و اسباب مہیا
کرنے کی شایقین عزاداری کو فکر پڑ گئی اور اون کی تیاریون مین دل و جان سے مصروف
ہوگئے غرضکہ ماہ مکرم محرم کے عشرہ محترم کو جسکی بزرگی انبیاء سابقین کے زمانہ سے خاتم النبیین سید الاولین
والآخرین کے زمانہ خیر القرون تک برابر چلی آئی ہے اور خدا کے فضل و کرم سے تا قیامت
آپ کی امت مرحومہ مین باقی رہے گی شیعہ صاحبون نے اپنے ذہن مین یون سمجھ رکھا ہے
کہ اللہ تعالی نے اسکو بس خاص اِس ہی قسم کے اعمال بیجا بجالانے کے لئے وضع کیا ہے
ان مکرم و محترم دنون مین بجائے اِس کے کہ نوافل ادا کرین روزہ رکھین نماز عاشورا
پڑھین حسنات بجالائین اِن بھلے مانسون نے دین کے خلاف دنیا سے نرالا یہ انوکھا طریقہ
اختیار کر رکھا ہے کہ محرم کی اول شب سے لیکر اوس کے دسوین روز تک عزاداران ائمہ
عالی مقام اپنے اپنے گھرون مین عموماً خصوصاً اون خاص خاص مکانات مین جنکو یہ امام
باڑون کے نام سے بدنام کیا کرتے ہین بڑے شد و مد زور و شور کے ساتھ نوبت بہ نوبت
نوبتین بجواتے رہتے ہین اور سبز و سیاہ مکلف و خوش نما لباس زیب تن کئے ہوئے
شہادت شہداء کربلا کے متعلق اکثر جھوٹے مرثیے اور مصنوعی کتابین دن رات سنتے سناتے

رہتے ہین مکانات مجالس عزا خاصکر امام باڑے جنکو حضرات شیعہ نے خاص اس ہی قسم کے کامون
کے لئے مخصوص کر رکہا ہے حتی الامکان فرش وفروش اور جہاڑ وفانوس سے سجائے جاتے
ہین اور اون مین نہایت آب وتاب وغایت کروفر کے ساتھ مجلسین منعقد کرکے دس دن تک بازار
ماتم کے بہانہ سے خصوصاً انعقاد مجالس عزا کے وقت باجے بجوائے جاتے ہین پہر مجلسون کے علاوہ
قسم قسم کے ناٹک اور سوانگ اور طرح طرح کے کہیل اور تماشے ناظرین شایقین کو دکہلائے جاتے
ہین جن مین اہل بیت سید المرسلین کی انتہا درجہ توہین پائی جاتی ہے اور دین متین محبوب
رب العالمین کی غایت درجہ تذلیل بلکہ تضحیک لازم آتی ہے چنانچہ کسی روز علم نکالے جاتے ہین
گویا امام صاحب لشکر لئے ہوئے یزید کے لڑنے کو یا یون سمجہئے کہ یزید یان ناحق شناس
امام برحق کے مقابلہ کو جارہے ہین کسی رات مین برات کا سمان بناکر مہندی اٹھائی جاتی
ہے جسمین بظاہر حضرت قاسم کی فرضی شادی کی مصنوعی کیفیت دکھلائی جاتی ہے اور
باطن مین اپنی ربعیہ قبیحہ سے اپنے دلون کی چہپی ہوئی اومنگ نکالی جاتی ہے کسی شب مین
دلدل نکالا جاتا ہے گویا ہو بہو امام شہید کا گھوڑا لہو ٹپکتا ہوا جارہا ہے پہر دسوین شب
مین جو شب شہادت ہوتی ہے جسمین ان سب کیفیتون کا پورا نچوڑ ہوتا ہے اوسمین
تو شادی و دین کی بربادی کے اسقدر کثرت سے سامان واسباب مہیا کئے جاتے ہین جنکو
دیکہکر شایقین لہو ولعب وطالبین لذات نفسانی خوشی کے مارے اپنے جامہ مین پہولے
نہین سماتے اوس رات مین تمام تعزئے جن کا اول روز محرم بلکہ اوس سے بہی پہلے سے خاص
اس ہی رات کے واسطے خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ نئی نئی قسم کی ساخت اور اقسام
اقسام کی صورتون مین مورتون کی طرح جلوہ گر ہوکر اوس شب مین سب بالکل مکمل ہوچکتے
ہین عروس نوبہار کی مانند بلکہ اس سے بہی کہین بڑہ چڑہ کر آراستہ وپیراستہ کرکے ایک ترتیب
کے ساتھ رکہے جاتے ہین اور ہر ایک تعزیہ پر تعزیہ وتعزیہ دار دن کی حیثیت کے مناسب
تقتضائے شملہ بمقدار علم روشنی اور باجے اور جملہ سامان رونق وآرایش کے کافی اسباب مہیا کردئے

جاتے ہین شہر کے اکثر مرد و عورت بلا تفریق کفر و اسلام و بد دین تمیز یگانہ و بیگانہ اون
جمادات بلا حرکات کی زیارت کے لئے تمام رات گشت کرتے پہرتے رہتے ہین کوئی نادان انکو
روضہ منورہ امام عالی شان کے قایم مقام گمان کرکے اون پر فاتحہ و درود پڑہ رہا ہے
کوئی بہولا بہالا اوس جماد بے حس کو نہ معلوم کیا سمجھکر اوسپر شیرینی و شداچڑہا رہا ہے کوئی جوبے
پن مین پہلے سے ہی بدرجہا بڑہا ہوا تھا بڑہاپے اوس بے حس و بے ادراک پر کسی مطلوب خاص کی
طلب مین خاص قسم کی عرضی لٹکا رہا ہی اور اپنے دلمین بلا کسی دلیل کے وہ یہ خیال فاسد پکا رہا ہی کہ رات مین حضرت
امام صاحب کرامات ایک ایک تعزیہ پر نہ معلوم کس وجہ سے رات بہر پہرین گے اور ایک ایک
خود غرض کی عرضی کو بغور تمام ملاحظہ فرماکر ہر ایک حاجتمند کی حاجت کو پورا کرین گے پہر ان
امور لایعنی و نامشروع و خلاف عقل کے سوا چونکہ اوس رات مین تعزیون پر ہر قسم کے مرد
اور عورتون کا کثرت سے ہجوم رہتا ہے اور ہر گلی کوچہ مین سب ملے جلے غول کے غول چلے
جاتے ہین اس وجہ سے اسباب ظاہری کی بنا پر اس امر کا جو کچھہ برا نتیجہ ہونا چاہئے وہ ضرور
ظاہر ہوتا ہے چنانچہ جو اس قسم کے جلسون مین شریک ہونے والے ہین اونپر یہ امر بخوبی
ظاہر ہے غرض کہ اس متبرک رات مین جسقدر امور بیہودہ و خرافات کی تعمیل اور عیش و نشاط
کی تکمیل ہوتی ہے وہ حد بیان سے باہر ہے اس کے متعلق جو کچھہ واہیات قصے خصوصاً
ساکنان لکھنو کے معتبر شخصون سے ہمکو پہنچے ہین اون کے بیان کرنے کو عالمانہ تہذیب اجازت
نہین دیتی علاوہ برین اون کے بیان کی چندان ضرورت بہی نہین معلوم ہوتی اسلئے
کہ یہ شیطانی حرکات شیطان کی طرح جہان مین خود ہی مشہور ہین اس مین شک نہین کہ اس
رات مین رونق و آرائش اور عیش و نشاط کے اسقدر سامان و اسباب مہیا کئے جاتے ہین
کہ اگر بالفرض کوئی شخص کسی اجنبی ولایت کا رہنے والا جہان اس قسم کی خرافات حرکات
ہوتی ہون ہندوستان مین خصوصاً اوس کے کسی بڑے شہر خاصکر لکھنؤ مین جو شیعان عالی مرتبت
کا دار السلطنت بلکہ دار الخلافت ہے خاص شب شہادت کے روز آپہونچے تو وہ ان کیفیتون کو دیکھکر

یقیناً یون سمجھے گا کہ ہو نہو اس شہر مین کوئی بادشاہ یا راجہ و نواب تخت یا گدی پر آجکل بیٹھا یا
بیٹھنے والا ہے جس کی خوشی مین یہ جشن شاہانہ ہو رہا ہے جس کے سبب سے ہر شخص بچے سے
لیکر بوڑھے تک خوشی مین بھرا ہوا پھر رہا ہے خیر یہ تو رات کی بات تھی اب اس کے آگے
اوس کے اگلے دن کا حال پر ملال سنئے اوس روز یہ ہوتا ہے کہ تمام تعزئے جو شب گذشتہ
مین عروس نوخواستہ کی طرح آراستہ و پیراستہ بنائے گئے تھے جن کے بنانے اور دیکھنے والے
اون کے زرق و برق اور چاک و دمک پر دل و جان بلکہ دین و ایمان سے والہ و شیدا بنے
ہوئے تھے وہ اوس روز شہر کے ہر گلی اور کوچہ مین گشت کرا کر پھر شہر کے باہر کسی پر فضا میدان
مین جسکو یہ درد لا دوا کے مبتلا اپنی اصطلاح بیجا مین کربلا کہتے ہین گڑھے کھود کر نہایت
ذلت و بے توقیری کے ساتھ توڑ موڑ کر اون کے تمام ہاتھ پانون کا چکنا چور کر کے دبا دئے
جاتے ہین اس قسم کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ کی صورت نازیبا مین گویا اپنے خیال و گمان
مین یہ خاص قسم کے عقلاء خاص اس امر کا نقشہ دکھلاتے ہین کہ شہداء کربلا آج کے دن
اس طرح پر دفن کئے گئے تھے پھر ان کل نقلون مین جو بالکل خلاف عقل و نقل ہین قدر مشترک
یہ کیفیت ضرور ہوتی ہے کہ سب کے ساتھ اس قسم کے بھونڈے اور بھیر و یا مرثئے جن مین
اہل بیت پاک کی جو نہایت درجہ دیندار اور غایت مرتبہ رضاء الہی پر صابر و شاکر تھے
معاذ اللہ انتہا درجہ کی دنیاداری و بے صبری و بے حیائی پائی جاتی ہے باجا بجاتے طرح
طرح کے کھیل تماشے کھیلتے کھلاتے شور و غوغا مچاتے ہوئے ماتم کے بہانہ سے سینہ و سر کوٹتے
پیٹتے ہوئے بازارون اور گلی کوچون مین نہایت بد وضعگی و بد تہذیبی کے ساتھ پھرا کرتے
ہین جو شان اسلام و ایمان کے ہرگز شایان نہین بلکہ قطعاً مخالف ہے جنکو دیکھکر
کفار و فجار کو تو ہنسی آتی ہے اور مسلمانان ابرار کو اس قسم کی حرکات اشرار پر غصہ اور اسلام
کی اس حالت زار پر جو ان مدعیان اسلام نے اپنے حق مین بنا رکھی ہے رونا آتا ہے حاصل
کلام یہ ہے کہ ان ہر دو دنون مین جنکو یہ مدعیان ماتم امام ایام غم امام کے نام سے بدنام کرتے

ہین رات دن گانے بجانے اور شب و روز قسم قسم کے کہیل تماشون اور طرح طرح کے عیش و عشرت کی کیفیتین عموماً شیعون اور اون کے اتباعون کو حاصل رہتی ہین بالخصوص مرثیہ خوان اور اونمین سے بہی بالتخصیص مرثیہ گویون کو صیغہ عزاداری کے بدولت یا یون سمجہئے کہ شہادت شہداے کربلا کی برکت سے جسقدر منافع دینوی حاصل ہوتے ہین وہ ہر کہ ومہ پر بخوبی ظاہر ہین افسوس صد افسوس کہ نوردیدہ مرتضےٰ و برگزیدہ اہل بیت مصطفےٰ حضرت امام حسین شہید کربلا تو مع اپنے متعلقین خاص کے خاص اندنون مین یون تکلیفین اوٹھاکر شہید ہون اور یہ لوگ اون کی تکلیفون کا بیہودہ طور پر ذکر کرکے اور نامعقول طرح پر اون کی نقلین بناکر یون عیش و عشرت اوڑا مین یہ وہی مثل ہوئی کہ کسی کا گہر جلے کوئی تاپنے کو دوڑے اصل بات یہ ہے کہ یزید کی بدولت شیعہ اور اون کے اتباع ان دس دن اور دس راتونمین برابر دن عید اور رات شب برات کا پورا لطف اوٹہاتے ہین اور اوس کے طفیل سے ان دس دن اور دس راتون مین دن دونا اور رات چوگنی کا معاملہ کرد کہلاتے ہین تو یہ ہے اصول عزا کا خلاصہ و اصلی واقعہ جس کو ہم نے بالاجمال فقط دو جملون مین بیان کردیا جس کے ضمن بیان مین بالاجمال اوسکا ابطال بہی ناظرین بالانصاف پر صاف طور پر روشن ہوگیا اور اس امر مین کچہ شبہہ نہ رہا کہ اس قسم کے اعمال خلاف دین کے بجالانے کو جنت کے واجب ہونے سے کیا علاقہ ہان اوس کے حرام ہونے سے جسقدر تعلق بہی کہا جائے بجا ہے اب اس اصول عزاداری کی متعدد دلائل قاطعہ سے بالتفصیل تردید کرتا ہون جس کی وجہ سے کسی ادنے اہل عقل کو بھی اس کے بطلان مین کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہ رہے اور کوئی عقلمند مدعی اسلام اسطرح کے خلاف عقل و نقل اعمال کی بنا پر جنت کا امیدوار نہ بنے بلکہ عذاب دوزخ سے ڈر کر ایسے بیجا اعمال کے بجالانے سے ہمیشہ اجتناب کرے۔ اصل یہ ہے کہ اس اصول عزا کے متعلق شیعان مومنین اور اون کے متبعین عموماً خصوصاً عشرہ محرم کے ایام محترم مین عزاداری کے بہانہ سے جسقدر خلاف شرع اعمال کا

شب و روز برتاؤ کیا کرتے ہین اون مجموع مین چار قسم کی کیفیتین پائی جاتی ہین ایک تو حد سے زیادہ خوشی کی دوسرے انتہاے زیادہ توہین اہلبیت مرتضوی کی تیسری غایت درجہ تخریب و تخلیف دین نبوی کی چوتھی مخالفت صریح عقل سلیم انسانی کی چنانچہ مین ان مین سے ہر ایک کا حال تفصیل جدا جدا بیان کرتا ہون - اول کا بیان یہ ہے کہ راگ اور باجون کا سننا طرح طرح کے کہیل تماشے اور قسم قسم کے کرتب اور سوانگ دیکھنا مکانات کو روشنی و اسباب و آلات آرایش سے زینت دینا شب شہادت مین خوب دل کھولکر رات بھر کیسے کیسے لطف اوٹھانا غرضکہ یہ جملہ امور مذکور کہلے طور پر عیش و عشرت و شادی و فرحت کی علامت ہین اور حالت غم مین ایسے امور کے ثبتین بیشک منکرین بداہت ہین یہی وجہ ہے کہ موافقین و مخالفین مین سے اگر کسی کا کوئی عزیز و قریب مرجاتا ہے یا کسی قسم کا حادثہ اوسکو پیش آتا ہے تو وہ امور مذکورہ بالا مین سے کسی ایک امر کا بھی برتاؤ نہین کرتا چہ جائے کہ وہ تمام امور کو جمع کرے جن مین سے ہر ایک امر خوشی کی علامت ہونیکا بالاستقلال دم بھرے خاصکر باجے کو تو ہر شخص غم کی حالت مین اسقدر بُرا جانتا ہے کہ اگر کوئی اہل محلہ یا اہل برادری بھی اپنی کسی تقریب شادی مین اوسکو بجواتا ہے تو اوس سے بھی وہ سخت بُرا مانتا ہے یہانتک کہ اکثر اسی بنا پر ملاقات و برادری بھی ترک ہو جاتی ہے اور اس قسم کی شکر رنجی کے مدتون تک خمیازے نکلا کرتے ہین البتہ صرف ہنود کسی بوڑھے کی ارتھی پر باجا بجوایا کرتے ہین تو وہ بھی اس معاملہ مین ایک قسم کی خوشی ہی منایا کرتے ہین چنانچہ اس خاص معاملہ کو ہم نے صاحبان ہنود سے خود تحقیق کیا تو انھون نے اسکا یہی جواب دیا کہ ہم ایسے شخص کے مرنے کی اس لئے خوشی کیا کرتے ہین کہ اس نے اسقدر زیادہ عمر پائی اور اپنے پیچھے اسقدر اولاد اور اتنی دولت چھوڑی گویا یہ آدمی بڑا صاحب نصیب ہے اسی بنا پر اوس کی ارتھی پر جو بکھیر ہوتی ہے اوسکو اچھے اچھے خوشحال آدمی بھی اوسکو اچھا جانکر اوٹھا لیتے ہین اور اگر اون کے ہاتھ نہین لگتی تو وہ کسی اور اٹھانے والے غریب آدمی سے اوسکو تبرک سمجھکر اوس شخص کو زیادہ قیمت دے کر خرید لیتے ہین اکثر

اعمال اہلسنت و عزاداری

بیان علامات خوشی ہونے ان امور عزاداری

عزاداران عوام اس مقام مین عموماً اس قسم کی بیہودہ توجیہہ کیا کرتے ہین کہ محرم مین جو باجا بجایا جاتا ہے وہ ماتی باجا کہلاتا ہے اوس کے بجانے کی ترکیب خوشی کے باجا بجانے کی ترکیب سے علحدہ قسم کی ہوتی ہے چنانچہ ان دونون قسم کے باجون کی گتون مین بجانیوالی واقعی ایک طرح کا فرق بھی کردیتے ہین جس سے یہ دونون قسم کے باجے جدا جدا معلوم ہونے لگتے ہین ہرچند کہ ایسے نامعقول کلام کا جواب دینا تو درکنار اس کے نقل کرنے سے بھی اپنے اس معقول رسالہ مین ہمکو نہایت شرم آتی ہے مگر کیا کیجے مقام مجبوری ہے یہ کتاب ہدایت عام کے واسطے لکھی گئی ہے کہ اس سے عوام وخواص سب اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بہرہ ور وفیضیاب ہون اور اس مین شک نہین کہ محرم کے متعلق جسقدر بھی خلاف عقل مراسم بجالائے جاتے ہین اون کے بجالانے والے اکثر عوام اشخاص ہین جن کی تعداد خواص کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے اس لئے اس عامیانہ خیال کا ابطال بھی عالمانہ طریق پر ضروری معلوم ہوتا ہے لو اس قول نامعقول کے قائلو خدا تمکو ہدایت کرے غور کرکے اس کا معقول جواب سنو کہ تمہارا یہ قول نقل وعقل ورسم ورواج کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ دین محمدی مین کسی باجے کی نسبت یہ نہین قرار دیا گیا کہ اگر اسکو اسطرح پر بجاؤ تو حرام ہے اور اگر اس انداز سے بجاؤ تو حلال ہے بلکہ باجا جو شرعاً حرام ہے اوسکو تم کسی صورت سے بجاؤ وہ ہرگز حلال نہین ہوسکتا بلکہ وہ ہر حالت مین بدستور قطعاً حرام ہی رہے گا نہین تو کسی شے کے حرام وحلال کرنے کی باگ خاص تم ہی سے کم دست وخفیف العقلون کے ہاتھ مین ہوجائے کہ جدہر کو چاہو اودہر کو بھی اپنے منشا کے موافق اوسکو پھیردو غرض کہ اس معاملہ مین تم کیسا ہی ہت پھیر کرو لیکن تمہارا یہ بیہودہ کام رہے گا حرام ہی اور عقل بھی اس امر مین کچھ فرق نہین کرتی کہ کسی باجے کو اگر ایک طرز سے بجاؤ تو خوشی کا ہوجائے اور اگر بعینہ اوس ہی کو دوسرے انداز سے بجاؤ تو وہ غم کا کہلائے اگر تمہارے فرقہ کے پڑہے لکھے ادنیٰ تمہاری اس غیر

معقول دعوی پر کوئی عقلی دلیل قایم کرسکین تو اون سے پوچھکر پیش کرو لیکن خوب
یاد رکھو کہ وہ تو کیا کوئی کتنا ہی بڑا فلسفی ہو جس نے اپنی تمام عمر امکان و امتناع کے
بیہودہ جھگڑے تصور مین بسر کی ہو وہ بھی اس پر ہرگز دلیل نہین لاسکتا اور کسی باجے
کی دو آوازون مین غم و خوشی کا فرق عقلی دلیل سے جس مین جانب مخالف کا احتمال نہ
رہے ہرگز نہین نکال سکتا تمہارے اس نامعقول قول کی ہمارے نزدیک یہ معقول مثال
مناسب حال ہے کہ کوئی شخص بالفرض عبادت کے لئے یہ قاعدہ اختیار کرے کہ نماز
کے وقت قبلہ سے منھ پھیر کر کھڑا ہو کر ایک انداز خاص و طرز مخصوص کے ساتھ باجا
بجایا کرے اگر کوئی شخص اوس کو اس حرکت بیجا و خلاف شرع سے منع کرے تو وہ یہ
کہے کہ میرا قاعدہ یہ ہے کہ مین لہو و لعب اور عبادت دونون حالتون مین باجا
بجایا کرتا ہون ہان ان دونون صورتون مین اتنا فرق کر دیتا ہون کہ لہو و لعب کی
صورت مین ایک تو قبلہ کی طرف منھ نہین کرتا دوسرے اوسکو اس انداز خاص پر بجاتا
ہون جس کی آواز سے خواہش نفسانی ہیجان مین آئے اور نماز کے وقت اوس کے بجانیکا
میرا یہ قاعدہ ہے کہ اول تو قبلہ کی جانب رخ کرکے کھڑا ہوتا ہون دوسرے اوس کو
اس طرز پر بجاتا ہون جس کی آواز سے خدا کی طرف توجہ ہو تو مین تمکو عزادار و علم
اور تعزیون کی قسم دے کر پوچھتا ہون جن کے پیچھے تم ڈھول تاشے بجاتے اور چلتے کودتے
ہوئے پھرا کرتے ہو کہ بھلا اوس شخص کی اس نامعقول توجیہ کو تم مین سے کوئی شخص قبول
کرے گا نہین ہرگز نہین بلکہ یہ یقینی بات ہے کہ کوئی بیوقوف سے زیادہ بیوقوف بھی
اوسکو ہرگز تسلیم نہ کرے گا بلکہ جو شخص اوس کی اس بیہودہ بات کو سنے گا وہ بے ساختہ
اوس کی عقل پر ہنسے گا اب رہا رسم و رواج کا معاملہ تو یہ فعل اوس کے بھی برخلاف ہے
عزاداران مومنین میری اس بات کو کان کھولکر خوب اچھی طرح پر سن لین کہ اس سے
میری مراد کسی اور شہر یا ولایت یا کسی خاص قوم کا رسم و رواج مراد نہین جس کے ماننے

مین تم جیل وحجت کرو کہ غیر ولایت یا غیر قوم کا رواج ہمپر حجت نہین ہو سکتا بلکہ اس سے خاص
تمہارے اس ہندوستان ہی کا جہان تم پیدا ہو کر اوس مین ابتک نشو ونما پا رہے ہو اور
قوم کے دنون مین شب و روز طرح طرح کے عیش و عشرت اوڑا رہے ہو اور اوسمین بھی خاص
تمہارے ہی اس فرقہ مخصوص کا یہ انوکھا رسم و رواج مراد ہے جو درحقیقت تمہارے اس
طریقہ عجیب الکیفیت اور دنیاوی عیش و عشرت بلکہ تمہارے خیال محال مین وجوب جنت کی بنیاد
ہے جس پر اسوقت تک تمہارا اور تمہارے بزرگون کا بدستور قدیم عملدرآمد ہوتا چلا آیا
ہے کہ اگر کوئی تمہارا عزیز و قریب مرجاتا ہے تو اوس کے غم مین تم مین سے کوئی شخص
ادنی قسم کا ماتمی باجا نہین بجواتا جو ماتم امام کے نام سے بجوایا جاتا ہے غرض کہ عقل
نقل رسم و رواج سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ باجا کسی انداز سے بھی بجایا جائے لیکن
ہر صورت وہ ہوتا ہے خاص خوشی ہی کی علامت یہانتک کہ لڑائی مین بھی جو باجا
بجایا جاتا ہے اوس سے بھی فوج کے دلون مین ایک قسم کا سرور پیدا کرنا ہی مقصود ہوتا
ہے کہ سپاہی اوس سے مست ہو کر خوب دل توڑ کر لڑین بس اس باجے ہی پر اون تمام
خوشی کے امور مذکورہ کو قیاس کر لینا چاہئے جنکو تم عشرہ محرم مین کیا کرتے ہو کہ وہ در
حقیقت ہین تو خاص خوشی ہی کی علامت اور اون کو تم کیا کرتے ہو اون دنون مین
جنکو تم خاص ایام غم امام کہا کرتے ہو ظاہر ہے کہ تم اپنے عزیزون کے مرنے مین جیسا کہ کسی
قسم کا باجا نہین بجواتے ویسے ہی مکانات کو بھی نہین سجاتے نہ کثرت سے روشنی کرتے
ہو نہ کسی طرح کا کھیل تماشا دیکھتے ہو نہ راگ سنتے ہو نہ کسی قسم کے عیش و عشرت کے جلسون
مین شریک ہوتے ہو بلکہ ان چیزون کا دیکھنا اور سننا اور اون کے جلسون مین شرکت تو درکنار
ایسی حالت مین تمکو اون کے نام بلکہ خیال سے بھی نفرت ہو جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے
اماموں کے غم و الم کا صرف تمکو زبانی دعوے ہی دعوے ہے باقی جو کچھ تمہارے دلون
مین چھپا ہوا ہے وہ تمہارے حال سے خوب ظاہر ہو رہا ہے اور یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ ہر شخص

کا حال قلبی جو خاص اوسکے حال سے ثابت ہوتا ہے وہ اوس حال سے کہیں زیادہ قابل
اعتماد ہوتا ہے جو اوس کی محض قال سے ثابت ہوتا ہے مثلاً فرض کیجئے کہ کسی شخص کا شیر کو
دیکھکر چہرہ زرد اور اوسکا رنگ فق ہو جائے اور اوس کی ہیبت سے اوسکا بول و براز
خطا ہو جائے تو اس حالت مین اگرچہ وہ کیسا ہی اپنی مردانگی کا دعوے کرے اور اپنی
زبان سے کتنا ہی یہ کہے کہ مجکو مطلق اس شیر کا خوف نہین اور مین ہرگز اس سے نہین
ڈرتا لیکن کسی دیکھنے والے عقلمند شخص کو اوس کی اس خرافات بات کا یقین نہ آئے گا
بلکہ وہ اوسکا یہ حال دیکھکر اوس کی قال کو یقیناً جھوٹا سمجھے گا اور اوس کے دل مین
اس امر کا یقین کامل ہو جائے گا کہ یہ شخص اس بات مین محض جھوٹا ہے بلکہ یقیناً اس شیر سے
ڈرتا ہے ایسے ہی عزاداران مدعیان رنج وغم کا حال پر ملال ہے کہ وہ کتنا ہی غم والم کا
زبانی دعوے کرین مگر جن خاص بندون کو اللہ جل شانہ نے اپنے عین عنایات سے
چشم بصیرت عطا فرمائی ہے وہ ان کے اس قسم کے اعمال فرحت مآل پر نظر کرکے ان
کے حالات کو بلاشک وشبہہ خوشی ہی کے احوال سمجھین گے اور اون کے اس خالی
قال کا اس واقعی حال کے مقابلہ مین ذرہ برابر بھی ہرگز اعتبار نہ کرین گے ہان اگر
ایسا ہوا کرتا کہ یہ بھلے آدمی اپنے ہان غمی کی حالت مین اس قسم کے خوشی کے امور کیا کرتے
جیسے کہ عشرۂ محرم مین کیا کرتے ہین اور شادی کی تقریبون مین ہرگز اسطرح کے بیجا
امور بجا نہ لاتے تو البتہ اوس وقت ہم ان کو محرم کے دنون مین جنکو یہ ایام غم امام کے نام
سے ناحق بدنام کرتے ہین امور شادی کے عمل مین لانے سے اظہار خوشی کا الزام نہ دیتے
کیونکہ اس حالت مین ہمکو ان کے تجربہ احوال سے یہ عجیب وغریب حال معلوم ہو جاتا
کہ ان جہان سے نرالون کا دستور ہی دنیا سے نرالا ہے کہ خوشی کے وقت مین اسباب
غم اور غم کی حالت مین سامان خوشی کا برتاؤ کیا کرتے ہین حالانکہ اس کے برخلاف
ان کے جملہ حالات سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے ذاتی رنج وخوشی کے معاملات مین انکا

بعینہ وہی طریقہ ہے جو اور مخلوق خدا کا ہے مگر صرف اماموں ہی کے غم کا اونھون نے
یہ اولٹا طریقہ ایجاد کر رکھا ہے بس ہمنے شہداء کربلا کی محبت کی برکت سے جو بحمد اللہ بدو
فطرت سے ہماری طبیعت مین سمائی ہوئی ہے قطعی طور پر یہ امر ثابت کر دیا کہ محرم کے دنون
مین جس قسم کے امور شادی و فرحت کا عزادار اظہار اور اون پر حد سے زیادہ اصرار
کیا کرتے ہین وہ قطعًا خوشی کے امور مین جو عقلاً و نقلاً رسمًا و رواجًا غم و الم کی حالتون
مین کسی صورت سے بہی تحقق نہین ہو سکتے پہر اس پر ہم نے خاص عزادارون کی
زبان حال سے اقرار بہی لے لیا جو زبان مقال کے اقرار سے اہل عقل کے نزدیک زیادہ
تر قابل اعتبار ہوتا ہے اس صورت مین عزادارون کو اگر اون نے ہی عقل ہے تو دو
امرون مین سے ایک امر ضرور اختیار کرنا چاہئے یا تو غم کے پردہ مین خوشی کے کام
نہ کیا کرین یا کبھی بھول کر بہی ان ایام مین غم امام کا نام نہ لیا کرین اور ان دونون
مختلف قسم کے امرون کو آپس مین ملانا آپ کو خارج العقلون کے گروہ مین داخل
قرار دے کر زمرۂ عقلا سے خارج بنانا ہے یہان تک عزادارون کے اعمال کی خاص
اوس کیفیت کا بیان تھا جو یقینًا خوشی کی علامت ہے۔ اب ان کی اوس دوسری کیفیت
کا بالتخصیص حال سنئے جس مین توہین اہل بیت پائی جاتی ہے اصل یہ ہے کہ کسی شخص
کی توہین خاص اس سے عبارت ہے کہ اوس کا اس قسم کا حال جسکا اظہار اوس کے
خلاف شان ہو قولًا یا فعلًا کسی انداز سے ظاہر کیا جائے جس سے اوس شخص کو غصہ
یا شرم وغیرت آئے خصوصًا اس قسم کے بیہودہ و بے اصل حالات کو اوس کی طرف
منسوب کرنا جنسے اوس کی ذات پاک در اصل پاک ہے وہ درحقیقت توہین کے علاوہ
بہتان و افترا کی ناپاک حد مین بہی داخل ہے جس کے سبب سے ایسے اشخاص توہین
کرنے والون کے سوا افترا پردازون کے زمرہ مین بہی شامل ہین اور وہ اون حدود
اور وعیدون کے ضرور مستحق و سزاوار ہین جو کلام ربانی مین مفتریون کے حق مین

بیان بعض عزاداری کی اہانت جن مین اہل بیت کی اہانت

بیان ہوئی ہے اب دیکھیے کہ عزادار شہداد کربلا کے متعلق جس قسم کے حالات کا اظہار
کیا کرتے ہین وہ اکثر دو قسم کے امور ہوا کرتے ہین ایک تو اون پیشوایان دین کے حالات
کی نقلین ناٹک اور سوانگ کے انداز پر بناکر ہر کہ ومہ کے دکہلانے کی غرض سے شہر کے
بازارون اور گلی کوچون مین نہایت نامعقول طور پر پہرانا دوسرے واقعات شہادت
کے متعلق زیادہ تر جھوٹے اور محض بے اصل مرثیے بناکر موافقین ومخالفین کو ڈنکے
کی چوٹ کے ساتھ نہایت بیہودہ طریق پر سنانا جن سے اون اکابر دین اور اون کی
متعلقین کی جو تمام ہمارے دین کے پیشوا وامام تھے علانیہ طور پر ذلت وخواری لازم
آتی ہے جس سے اون کی شان عالی بس ارفع واعلی ہے اور انتہا درجہ کی بے صبری
وبے قراری پائی جاتی ہے جو بے دینون اور دنیا دارون کا شیوہ ہے اہلبیت اخیار
کے گستاخانہ طور پر نام لے کر اس قسم کے مضمون نابکار بیان کرتے ہین کہ یزیدیان اشرار
نے اون کو اس ذلت وخواری کے ساتھ قتل اور یون ذلیل ورسوا کیا اور نعوذ باللہ
عورتون نے سر کے بال نوچ ڈالے اور سروسینہ پیٹ ڈالا اور کپڑے پہاڑ کر خیمہ سے
باہر نکل آئین اور اس طرح پر اونہون نے بین کئے اور ریتون مین اس قسم کے بیہودہ
مضمون بیان کئے جاتے ہین جو ہندوستان مین عموماً رذیلون اور بیدینون مین
مروج ہین شرفا خصوصاً دینداروں کے ہان کسی قسم کے سخت سے سخت صدمہ کی حالت
مین بہی ایسے بیہودہ حالات کبہی وقوع مین نہین آتے صرف مرثیہ گویون نے اپنے نفسون
پر اون پاک نفسونکو قیاس کرکے اپنے ہان کے رسم ورواج کی موافق اون برگزیدون کی
طرف منسوب کردئے ہین حالانکہ کئی وجہ سے اس قسم کے مضامین واہیہ محض بے اصل
ہین اول تو کسی صحیح روایت سے ہرگز ثابت نہین یہان تک کہ شیعہ بھی اون کو
کبہی ثابت نہین کرسکتے کیونکہ اسطرح کے خرافات مضمونون کا سلسلہ اکثر تو فقط مرثیہ
گویون کی ذات مخترع الروایات ہی تک منقطع ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض دو چار سلسلون

تک کچھہ چلایا بھی جائے تاہم آگے چلکر اوسکو ضرور منقطع ہونا پڑے گا کسی امام یا کسی ایسے مستند شخص تک جو اوس لڑائی مین موجود ہو ہرگز نہین پہنچسکتا ہان اگر یزیدیون کو ان روایتون کا راوی قرار دیا جائے اور اون نامعتبرون کی روایتون کو اس معاملہ مین معتبر مانا جائے تو البتہ ممکن ہے ورنہ اس کے سوا اور کوئی صورت تو ان روایتون کی صحت اور اون کے اخیر تک پہنچنے کی بظاہر نظر نہین آتی دوسرے جب کہ ان بزرگون کو دین کا پیشوا و امام قرار دیا گیا اور باتفاق فریقین اون کے پیشواے دین و امام ہونے کو تسلیم کرلیا گیا تو پھر اس حالت مین یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اون کی طرف اس طرح کے خلاف شرع مضامین منسوب کیے جائین جو دین مین باتفاق قطعاً حرام قرار دے گئے ہین موافقین و مخالفین مین سے جو شخص کچھہ بھی عقل رکھتا ہے اس امر کو کون نہین جانتا کہ صدمہ کے وقت سر کے بال نوچنے اور سینہ و سر کوٹنے اور نامحرم شخصون کے سامنے برملا بے پردہ آنا اور طرح طرح کے بین بیان کرکے رونا پیٹنا چلانا شور مچانا سب قطعاً رسوم جاہلیت مین سے ہین جنکا ارتکاب ایسے شخصون کی شان کے ہرگز شایان نہین ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے ایمان لائین چہ جائے کہ وہ بزرگان دین جو دین کے پیشوا و امام خاص اہل بیت سید الانام کہلائین کیونکہ ان کا تو فرض منصبی یہی ہے کہ ایسے امور نامشروع کو مٹائین نہ یہ کہ اس کے برعکس وہ خود ہی اونکو اپنے عمل مین لائین جب ہی معاذ اللہ ایسا کرنے لگین تو پھر خلاف شرع امور کے مٹانے کی اور کس سے امید ہو سکتی ہے ؏ کون رہ بتلائے جب خود خضر بہکانے لگے۔ تیسرے یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین اپنے حبیب پاک کی طرف خطاب کرکے یون ارشاد فرمایا کہ صبر کرنے والون کو جو مصیبت پہنچنے کے وقت یون کہتے ہین کہ ہم اللہ ہی کے واسطے ہین اور اوس ہی کی طرف لوٹنے والے ہین تم یہ خوشخبری سنادو کہ اون پر اللہ تعالی کی رحمتین نازل ہوتی ہین اور وہ ہی ہدایت پانے والے ہین اس آیت سے

شخص کی عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرسکتی ہماری اس منصفانہ تقریر سے کسی منصف مزاج
شخص کو کسی قسم کا اس امر مین شبہہ نہین ہوسکتا کہ ان پیشوایان دین و اہلبیت سید المرسلین
کی نقلین بنانے اور اون کی بے صبری کے محض بے اصل حالات اختراع کرکے ہر کہ و مہ
کو ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ سنانے مین بیشک اون کی توہین و تذلیل ہے اور ذلت اور
اہانت کے علاوہ اس قسم کے خاص حالات کا فرضی و مصنوعی ہونا اون عالی شانون کی
شان عالی مین بہتان و افترا کی کھلی ہوئی دلیل ہے جس کے قبول کرنے مین کسی ادنے
اہل عقل و انصاف کو بھی تامل نہین ہوسکتا یہان تک کہ شیعان و عزاداربھی اگرچہ
تعصب بیجا کے سبب سے اس امر حق کا اپنی زبان سے صراحتاً اقرار نہ کرین لیکن ان کا حال
صاف طور پر اس امر کو ثابت کررہا ہے کہ وہ بھی اس قسم کے امور کو باعث توہین و تذلیل
اور افترا و بہتان کی کامل دلیل تسلیم کیے ہوے ہین اول تو ان بھلے مانسون مین سے
بعض بعض کا صدمات کے اوقات مین اپنی طبیعت اضطراب سرشت پر جبر کرکے صبر و شکر
ظاہر کرنا اس بات کی صاف شہادت دے رہا ہے کہ یہ صبر و شکر کو بے صبری و ناشکری کی
بہ نسبت اچھا جانتے ہوے اور اس صفت کو ناظرین کی نگاہون مین باعث توقیر و عزت
مانے ہوے ہین دوسرے اگر فرض کیا جاے کہ ان لوگون مین سے کسی کے ہان کوئی
قوی حادثہ پیش آئے مثلاً فرض کیجیے کہ اوسکا بیٹا مرجاے اور اس شہر کے کچھ آدمی جمع
ہوکر اوسکا ایک گڈا بناکر تمام شہر مین اوسکو پھرائین اور اس کے ساتھ ڈھول تاشے بھی
بجاتے جائین اور طرح طرح کے کھیل تماشے بھی کھیلتے جائین اور اپنا سر و سینہ پیٹ پیٹ کر
یہ مضمون بیان کرتے جائین کہ ہاے جو وقت اس شخص کے لایق بیٹے کا انتقال ہوا تو
اس کو اسقدر اوسکا رنج و ملال ہوا کہ خوب چلا چلا کر رونا پیٹنا شروع کیا اور کپڑے
پھاڑ کر سر پیٹتا ہوا جنگل کی طرف نکل بھاگا اور اس کے گھر کی عورتون کا تو جن کے یہ نام
ہین عجیب حال ہوا کہ انھون نے سر کے بال نوچ ڈالے اور سینہ و سر کو پیٹ ڈالا اور دتی

چلاتی شور مچاتی ہوئیں اس قسم کے بین بیان کرتی ہوئیں گھرسے باہر غیر محرم شخصوں میں بے محابا آکھڑی ہوئیں پھر اگر اس شخص سے کوئی یہ تمام قصہ بیان کرے کہ جناب آپ کے فلان فلان دوست جو ہر دم آپ کی دوستی و محبت کا دم بھرتے تھے آپ کے رنج و ملال کا گڈا بنائے ہوئے دسکو ڈھول تاشون اور طرح طرح کے کھیل تماشون کے ساتھ تمام شہر مین پھرا رہے ہین اور آپ کا اور آپ کے تمام اہل و عیال کا نام لیکر ایسا خاکا اوڑا رہے ہین جس کے سننے اور دیکھنے والون کو بیساختہ ہنسی آتی ہے تو اوس کو سنکر یہ ستم رسیدہ و رنج کشیدہ شخص بھلا کتنا برا مانیگا خصوصاً جبوقت یہ سوچے گا کہ ان شخصون نے جسقدر محبت کے پیرایہ مین میرا اور میرے متعلقین کا حال پر ملال نامعقول طور پر ظاہر کر کہا ہے وہ درحقیقت ہے بہی محض بے اصل یہان بے صبری کے متعلق اس قسم کی حرکات ناشائستہ کا کسی نے ہرگز برتاؤ نہین کیا جس کا یہ افترا پرداز اسقدر شد و مد کے ساتھ اظہار کر رہے ہین تو ظاہر ہے کہ وہ دوستی کے پردہ مین انکی اس دشمنی کو کسقدر برا جانیگا۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ اگر اس شخص کا اون پر کچھ بہی قابو چل سکے تو یہ بظاہر اون کے قتل کرنے مین بہی کسی قسم کا دریغ نہ کرے اب انصاف کا مقام ہے کہ جن امور کو اپنی نسبت توہین اور اون کے اپنی طرف منسوب کرنے کو اپنے حق مین عداوت قرار دی جائے تو اون امور کو اون بزرگان دین کی نسبت جو دین کے پیشوا و خاص اہل بیت مصطفےٰ کہلائین کیونکر اون کی فضیلت اور اون کے حق مین علامت محبت خیال کی جائے بس ان وجوہات سے جن مین شیعان عزادار کا زبان حال سے اقرار بھی شامل ہے کامل طور پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ عزاداری کے متعلق عزادار شیعہ جس قسم کے اعمال خلاف شان ائمہ اطہار کا اظہار کیا کرتے ہین اونمین بالیقین اہل بیت سید المرسلین کی توہین پائی جاتی ہے اور اسطرح کے حرکات ناشائستہ کے عمل مین لانے سے اون کے حق مین بیشک ایک قسم کی عداوت لازم آتی ہے اس صورت مین شیعان عزادار کو دو امر دن مین سے ایک امر

ضرور کرنا چاہئے یا تو عزاداری کے متعلق ایسے اعمال بجا بجا لاکر اون پیشوایان دین و برگزیدگان اہل بیت سید العالمین کی تذلیل و توہین نہ کرین یا اون کی افضلیت کے مدعی بنکر اون کی محبت کا دم بھرین ورنہ ظاہر ہے کہ اعمال و افعال توہین و ذلت کے بجا لانے کی حالتمین اون کی افضلیت و محبت کا دعوے کوئی اہل عقل جس کی طبیعت مین ذرہ برابر بہی انصاف ہے ہرگز قبول نہین کرسکتا افسوس صد افسوس کہ یزیدیان اشرار جو اہل بیت اخیار کے کہلے ہوئے دشمن اور شیعون کے نزدیک قطعی جہنمی تھے اون ناحق شناسون سے تو امام برحق اور اون کے اہلبیت پاک کے حق مین جو کچھہ ہونا تھا وہ فقط ایک ہی مرتبہ ہوچکا لیکن شیعان عزادار مدعیان محبت اہل بیت اطہار محبت کی آڑمین ہر سال مین نہ معلوم کے بار اون کی انتہا درجہ تذلیل و اہانت کرتے رہتے ہین پہر اسپر مدعی محبت اہل بیت بنکر ہر وقت جنت کے دعویدار بنے رہتے ہین بلکہ شیعون کی کتابون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یزید جو تمام بیدینون کا سردار اور اون کے نزدیک قطعًا جہنمی تھا جسپر لعنت کئے بغیر اِن کے اعتقاد مین کسی شیعہ کو جنت ہرگز مل ہی نہین سکتی اوس بیدین نے بہی اہل بیت سید العالمین کی اس درجہ توہین و تذلیل گورا نہین کی چنانچہ حق الیقین مین اس کے متعلق ایک یہ روایت لکھی ہے کہ جبوقت یزیدیان اشرار اہل بیت اخیار کو شہر دمشق مین جو یزید کا پایہ تخت تھا لے گئے اور امام علیہ السلام کے سر مبارک کو شمر نے یزید کے سامنے پیش کرکے اس حرکت سراپا ملام سے اپنے نزدیک اوس کے انعام و اکرام کا اپنا استحقاق ثابت کیا تو اوسوقت یزید نے جو اپنے حاضرین دولت کے ساتھ دربار مین بیٹھا ہوا تھا نہایت غصہ ہوکر اوس سے یہ کہا کہ اے ملعون مین نے تجکو کب یہ حکم دیا تھا کہ تو ان کو قتل کردینا بلکہ میرا حکم تو یہ تھا کہ تو ان کو اپنی حراست مین یہان لے آنا مین بحفاظت تمام اونکو نظربند کرکے رکھون گا اور یہ کہکر تلوار کھینچکر اوس کے قتل کرنے کو اوٹھا لیکن حاضرین دربار نے منت و سماجت

اوس نابکار کا قصور معاف کرا دیا پھر اس کے بعد یزید نے جملہ متعلقین شہداء کربلا کو اپنے محلسرائے خاص مین ٹھیرایا اور دونون وقت اپنے دسترخوان خاص پر اون کو کھانا کھلوایا کرتا - اور اون کی تشفی اور تسکین اور اپنے لشکریون کی بیجا حرکت پر اظہار ندامت کرتا رہتا تھا کچھہ دنون کے بعد جب اہل بیت پاک نے وہان سے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کا قصد فرمایا تب اوس نے روپیہ و اشرفیان اون کی نذر پکڑدین اور سواریون کو آراستہ کرکے اون پر اونکو سوار کرایا اور اپنی فوج کے کچھہ آدمیون کو اون کے ہمرکاب کرکے یہ حکم دیا کہ دیکھو ان حضرات کو نہایت حفاظت کے ساتھ وہان پہنچا دینا خبردار راستہ مین اون کو کچھہ تکلیف ہونے پائے اس قصہ کے بیان کرنے کے بعد اوس اہل کتاب نے اس کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ صرف یزید کی مکاری و ریاکاری تھی ورنہ وہ اپنے دلمین اس معاملہ سے ہوا تھا بہت خوش حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اسوقت اوسکو ریاکاری ومکاری کے اظہار کی کوئی ضرورت نہ تھی جو کچھہ ہونا تھا وہ ہو ہی چکا تھا اور اوس کی حکومت کا سکہ اوس کے تمام قلمرو مین موافقین ومخالفین کے دلون پر بیٹھا ہوا تھا دوسرے اگر وہ اس قسم کے معاملات مین ریاکاری وظاہرداری کا بہ تقاضاء مصلحت برتاؤ کرتا تو اس نوبت قیامت کے پیش آنے کی نوبت ہی کاہے کو پیش آتی جس کی وجہ سے شیعان مومنین کو دونون ہاتھون سے دینا و دین کے کمانے کا اچھا شغلہ ہاتھ لگ گیا ہے جس کے مقابلہ مین کوئی شغل خوش نہین معلوم ہوتا تیسرے یہ ہے کہ دل کا حال علام الغیوب کے سوا یقیناً کسی کو معلوم نہین ہوسکتا اور اگر کسی کو اس امر کا دعوے ہو یا بالفرض اوسکو کسی ذریعہ سے معلوم بھی ہو جائے تو اوس کا دعوے یا علم کسی دوسرے پر حجت نہین ہوتا نہ اوسپر کوئی شرعی حکم مرتب ہوسکتا ہے حجت شرعی تو صرف وہی علم ہے جو انبیاء کرام کو وحی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے خیر ہمکو اس مقام مین اس امر کی زیادہ بحث کرنی

کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہمارا مقصود تو صرف اسقدر ہے کہ اگر اس قصہ کو تسلیم کیا جائے جیسا کہ صاحب حق الیقین نے اوسکو نقل کیا ہے تو اوس سے اس امر کا حق الیقین کے طور پر علم حاصل ہوتا ہے کہ یزید نے اہل بیت اطہار کی تعظیم و تکریم کی اور اون کی ساتھ ایسا برتاؤ کیا جو اون کی شان کے شایان تھا اور شمر ناحق شناس کی امام برحق کے ساتھ بدسلوکی کو اوس نے نہایت درجہ برا سمجھا اب اس کے اس برتاؤ کو جس کا تسلیم کرنا اس قصہ کی تسلیم کرنے کی حالت مین ضروری ہے خواہ ریاکاری پر محمول کیا جائے یا خلوص باطنی پر مبنی قرار دیا جائے اس کے دونون پہلو سے شیعان عزادار امام زبدہ آل اطہار پر الزام وارد ہوتا ہے اول تقدیر مین تو اس وجہ سے کہ جب یزید جیسے کھلے ہوئے دشمن نے اہل بیت کی بظاہر تعظیم و توقیر کی اور اون کی تذلیل و توہین گوارا نہ کی تو وائے اون لوگون کے حال پر جو ظاہر مین اون کی محبت کا دم بھرین اور محبت کے پردہ مین اون کی اسقدر توہین و تذلیل کرین جسکو دیکھکر کفار و فجار تک بھی ہنسین اور دوسری صورت مین اس سبب سے کہ اس حالت مین یزید بجائے لعنت مستحق رحمت ٹھہرا تو شیعہ جو اوسپر لعنت کرنے کی بنا پر آپ کو جنت کے مستحق قرار دیتے تھے وہ خود اپنی ہی کتابون کی روایت سے اب کس چیز کے مستحق ٹھہرے ناظرین اسوقت تک عزاداری کے متعلق تم شیعان عزادار مدعیان محبت اہل بیت اطہار کے طرح طرح کے تماشے دیکھتے رہے تھے آج یہ عجیب و غریب قسم کا تماشا تمہارے دیکھنے مین آیا جسکا تمہارے دل مین کچھ شان و گمان بھی نہ تھا کہ جو لوگ آپ کو محب اہل بیت اور اون کا تعظیم و توقیر کرنے والا اور یزید کو اون کا دشمن اور اون کی ذلت و اہانت کرنے والا قرار دیتے تھے خود اون کے اقرار اور اون کے علماء نامدار کے اظہار نے اس معاملہ مین معاملہ برعکس کر دکھلایا یہان تک دلیل عزاداری کے دو جزو کا بیان تھا جسکو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اوس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مدلل طور پر ثابت

کر دیا اب اس کے تیسرے جزو کا حال بیان کرتا ہون جو تخریب دین محمدی ہے عبارت ہے
اسمین شک نہین کہ جس شخص کو دین اسلام سے کچھہ بہی تعلق ہوگا اوسکو اس امر مین کسی قسم کا
شبہہ نہین ہو سکتا کہ عزاداری کے متعلق جسقدر افعال شنیعہ عزادار شیعہ عمل مین لایا کرتے
ہین وہ تمام سر تا پا دین محمدی کے مخالف اور اوس کے بالکلیہ بیخ کن ہین چنانچہ اونمین
سے ایک ایک امر کو جدا جدا بہ تفصیل بیان کرتا ہون اول باجون کا بجانا اس امر کو
بہلا کون نہین جانتا کہ جس قسم کے باجے عشرہ محرم مین عموماً بجائے جاتے ہین وہ دین
محمدی مین قطعاً حرام قرار دئے گئے ہین یہان تک کہ شادی مین بہی اونکا بجانا درست
نہین چہ جائے کہ غم کی حالت مین جس کے عزادار مدعی ہین اہل سنت تو در حقیقت متبع
سنت نبوی ہی ہین اون کو تو اس معاملہ مین کلام ہو ہی نہین سکتا لیکن علماء شیعہ کو
بہی جو مجتہد کہلاتے ہین حرمت مزامیر سے انکار نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ دونون
مذہبون کی بنا پر یہ قطعاً مخالف دین ہین دوسرے امرد یا غیر محرم عورتون سے راگ
کا سننا جیسا کہ عموماً سوز خوانی مین ہوتا رہتا ہے دین محمدی مین قطعاً حرام قرار دیا گیا
ہے جسمین علماء شیعہ عالی مقام کو بہی کلام نہین ہو سکتا تیسرے اس قسم کے مضامین کا پڑھنا
یا سننا جنکا اکثر حصہ سراسر جہوٹ اور توہین اہل بیت سید العالمین اور اون کی شان عالی
مین بہتان وافترا پردازی کو شامل ہو یقیناً خلاف دین ہے جس کے بارہ مین کلام
الہی مین صریح لعنت وارد ہوئی ہے چوتہے اس قسم کے کہیل اور تماشے نقلین اور سوانگ
جنکا علانیہ طور پر لہو و لعب مین شمار اور باعث توہین اہل بیت اطہار ہونا ظاہر ہے اونکو
دین مین داخل قرار دے کر باعث حسنات جانکر عمل مین لانا قطعاً حرام ہے اللہ جل شانہ
نے اپنے کلام پاک مین مومنین کو ایسے شخصون کے ساتھ دوستی رکہنے سے بہی منع
فرمایا ہے جنہون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکہا ہے کیسا افسوس کا مقام ہے کہ جن
امور کے سبب سے اللہ جل شانہ اون شخصون کے ساتھ دوستی کو منع فرمائے اون کو

بیان ہونا عزاداری کا باعث تخریب دین محمدی

اپنے دین مین داخل قرار دے کر موجب حسنات اعتقاد کیا جائے یہ تو بجائے تعمیل حکم الہی خدا کے ساتھ نعوذ باللہ اچھی خاصی لڑائی ہوئی پانچوین تعزیون اور مجالس عزا کے مکانات مین خصوصًا شہادت کی شب مین کثرت سے روشنی کرنا ظاہر ہے کہ اسراف مین داخل ہے جس کی نسبت قرآن شریف مین یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسرفون کو دوست نہین رکھتا اب سمجھنا چاہئے کہ جن کو اللہ تعالیٰ دوست نہ رکھے وہ کون لوگ ہوئے چھٹے ان مکرم دنون مین خاص کر شب شہادت مین غیر عورتون کے ساتھ اختلاط و عیش و نشاط جس قدر عزادارون کو بلکہ اون کے طفیل سے عام شایقین کو میسر آتا ہے وہ موافقین و مخالفین پر بخوبی ظاہر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غیر محارم کے ساتھ اختلاط تو درکنار اون پر نظر کو بھی حرام فرمایا ہے ساتوین ان خاص ایام مین عام عزادار سبز لباس کو پوشاک کیواسطے مخصوص کرتے ہین جس کی دین محمدی مین کچھہ اصل نہین پائی جاتی نہ تو اہل سنت کے مذہب مین کلام اللہ و حدیث شریف یا اقوال مجتہدین سے اس سبز رنگ کے محرم مین خاص کرنے کی کوئی سند خاص ملتی ہے اور نہ شیعون کی کتابون مین ان کے امامون سے اسکا کچھہ پتا چلتا ہے رہی یہ بات کہ شہیدون کا لباس سبز ہوتا ہے تو عزادارون کو اس سے کیا بحث ہے ان بھلے مانسون سے کوئی یہ کہے کہ اے بھلے آدمیو تم تو شہید نہین ہو جو خواہ مخواہ ناحق ہرے بھرے بنے پھر رہے ہو بلکہ تم کو تو بظاہر آیندہ بھی شہادت کے نصیب ہونے کی کسی صورت سے توقع نہین معلوم ہوتی کیونکہ تم تو شہیدون کا حال سنکر اور اون کی شہادت کا خیال کر کے یون ہی روتے پھر رہے ہو اور اگر بالفرض خدانخواستہ تمکو نصیب اعدا شہادت میسر بھی آجائے تو تم اوس ہی وقت اوس عالم مین جاکر سبز لباس پہن لینا اب دنیا مین تو خدا کے لئے مخالفین کے سامنے شہیدون کا خاکہ اوڑاتے مت پھرو۔ اٹھوین خاص خاص عزادار بلکہ یون کہئے کہ اخص الخواص شیعان نامدار اندنون مین سیاہ لباس جسکو ماتمی لباس کہتے ہین

اپنے آپ کو اماموں کا ماتم دار قرار دے کر بیٹھتے ہین حالانکہ دین اسلام مین بلکہ خود مذہب شیعہ کی کتابون مین بہی کسی مقام پر کسی امام عالی مقام کے کلام سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ ایام محرم الحرام مین اہل اسلام کو سیاہ لباس پہنا چاہئے نہ کسی امام کے طریق عمل سے اس امر کا کچھہ پتا ملتا ہے کہ وہ اندنون مین ایسا لباس پہنا کرتے تھے البتہ مخالفین اسلام کی یہ رسم ضرور ہے کہ وہ کسی خاص شخص کے ماتم مین خاص سیاہ لباس پہنا کرتے ہین ظاہر ہے کہ مخالفین اسلام کی رسمون کو دین مین داخل کرنا کسقدر دین محمدی کے خلاف ہے تو ین ماتم امام کے نام سر پیٹنا سینہ کوٹنا حسے حسے کہتے ہوئے شور وغوغا مچانا یہ رسم بہی پہلی رسم کی طرح بالکل مخالف اسلام ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت مین کفار مین اس قسم کی رسمین تہین جو دین محمدی مین قطعاً ملعون و مردود قرار دی گئین اور اب تو کفار مین بہی اسقدر تہذیب آگئی ہے کہ روز بروز اس قسم کی بیجا حرکات جو محض خلاف تہذیب ہین ترک ہوتی جاتی ہین وائے مدعیان اسلام کے حال پر کہ وہ ایسے امور واہیہ مین روز بروز ترقی کرتے جاتے ہین اور اس قسم کے اعمال شنیعہ کو اپنا دین قرار دے رکہا ہے قطع نظر اس کے ماتم امام مین جس قدر شور و شیون برپا کیا جاتا ہے درحقیقت دل مین اوس کی کچھہ بہی حقیقت متحقق نہین ہوتی چنانچہ ظاہر ہے کہ جب ان کے کسی عزیز و قریب یا دوست و آشنا کا انتقال ہو جاتا ہے تو اوس کے غم مین اسطرح کا ہرگز ماتم نہین کیا جاتا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ماتم امام کے متعلق جو کچھہ بہی بیجا برتاو کیا جاتا ہے وہ محض ریاکاری کے طور پر کیا جاتا ہے جو محض دین محمدی کے خلاف ہے کیونکہ اوس کی بنا خلوص قلب پر قایم کی گئی ہے پہر جب ریاکاری کے اعمال شنیعہ کی بندون کی نگاہون مین بہی ذرہ برابر وقعت نہین ہو سکتی تو اوس علام الغیوب و عالم ما فی القلوب کے نزدیک ایسے منافقانہ اعمال کی کیا خاک وقعت ہو سکتی ہے اوس کی بارگاہ مین تو جس قدر بہی قبولیت ہے وہ ان ہی اعمال کی ہے جو خلوص پر مبنی ہون بلکہ منافقانہ اعمال اور ریاکاری

کے افعال بارگاہ ذوالجلال مین قطعاً باعث وبال قرار دے گئے ہین یہان تک کہ اگر
کوئی شخص روزہ نماز حج زکوٰۃ بھی ریاکاری کے طور پر بجالائے گا وہ بھی ان افعال
کے سبب سے جنت کے بدلے دوزخ مین داخل کیا جائے گا جب فرض اعمال کی ریاکاری
کے باعث سے یہ کیفیت ہے تو پھر حرام افعال کی جو باوجود حرام ہونے کے ریاکاری
ومحض پابندی رسم پر مبنی ہون کیا حالت ہوگی یہ تو وہی مثل ہوئی ایک تو تھی گلو دوسرے
چڑھ گئی نیم پر ایسی صورت مین اس قسم کے افعال کو موجب رضائے الٰہی جاننا اوس علام
الغیوب کے علم کا قطعاً منکر ہونا ہے علیٰ ہذا القیاس ان افعال کی بنا پر اماموں کی خوشنودی
کو بھی سمجھنا چاہئے کیونکہ وہ بھی شیعون کے نزدیک معاذ اللہ عالم الغیب مانے گئے ہین
اس منصفانہ تقریر کو سنکر شاید عزاداران شہدائے کربلا انصاف کا خون کرکے یون کہین
گے کہ ہم امامون کے غم مین جسقدر ماتم کرتے ہین وہ سچے دل سے خاص اون کی محبّت
ہی کے سبب سے کرتے ہین اس مین ریا و نفاق کا ہرگز لگاؤ نہین باقی اپنے عزیز
واقارب کے غم مین اس قسم کا ماتم نکرنا اس امر کی دلیل نہین ہوسکتی کہ ہم جو کچھ امامون
کے ماتم مین شور وشیون برپا کرتے ہین وہ محض بے اصل وسراپا نفاق وریا ہے اس
لئے کہ کہان ہمارے عزیز واقارب اور کہان امام خدا اور رسول کے حبیب جن کے غم مین
زمین وآسمان بھی روئے ہین جنات تک نے بھی نوحہ کیا ہے پھر انسان اون کے
غم والم مین جتنا بھی روئے بجا ہے چنانچہ عزادار ہمیشہ سے اس ہی قسم کے امور لا یعنی
ظاہر کرکے اپنے کو محبین شہدائے کربلا ثابت کیا کرتے ہین اور اس ہی طرح کی خرافات
باتین بناکر ناواقف اور بھولے بھالے شخصون کو دھوکا دیا کرتے ہین تو آج ہم بھی
اپنی حکیمانہ تدبیر سے جو حکیم علی الاطلاق نے محبت اہل بیت پاک کی برکت اور تولائے
شہدائے کربلا کے طفیل سے ہمکو عطا فرمائی ہے عزادارون کی باطنی کیفیت کما حقہ ظاہر
کئے دیتے ہین تاکہ ہر ادنے واعلے کو بشرطیکہ فی الجملہ بھی اوس کی طبیعت مین انصاف

ہو کامل طور پر اس امر کا مشاہدہ ہو جائے کہ ان کا ان کی محبت اور اون کی تکالیف پر غم
والم کا دعویٰ اور اون کی محبت کو اپنے عزیز و اقارب کی محبت پر ترجیح دینا محض زبانی دعویٰ
ہے جس کے ساتھ اِن کا حال موافقت نہین کرتا بلکہ قطعاً اوس کی تردید کر رہا ہے اور شہادت
شہداء کربلا کے وقت جنات وغیرہ کا اون کے لئے رونا اِن کے ہر سال ماتم کرنے اور شور و
غوغا مچانے کے ساتھ ہرگز کسی قسم کی مناسبت نہین رکھتا اِن دعوون کے متعلق چند قواعد بیان
کرتا ہون جن کا تسلیم کرنا تمام اہل عقل و انصاف کو ضرور ہے اول یہ ہے کہ کسی شخص کی
تکلیف یا اوس کے انتقال کا صدمہ و ملال بمقدار محبت کے مطابق ہوتا ہے اگر اوس کے
ساتھ زیادہ محبت ہے تو صدمہ بھی زیادہ ہوگا اور اگر کم ہے تو کم مثلاً کسی شخص کو کسی نفع
خاص کی وجہ سے دو شخصون کے ساتھ محبت ہو اور اون دونون مین سے ایک سے زیادہ نفع
ہو اور دوسرے سے کم تو ظاہر ہے کہ جس شخص سے اوسکو زیادہ نفع ہوگا اوسکے انتقال کا ملال
زیادہ ہوگا اور کم نفع والے کا اوس کی بہ نسبت کم ہوگا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ کسی شخص کا کسی
شے کے متعلق دعویٰ کرنا اوس وقت تک معتبر نہین ہو سکتا جبتک کہ اوسکا حال اوس کے
قال کے مطابق ہو اور مخالفت حال و قال کی حالت مین تمام عقلا کے نزدیک قطعاً غیر معتبر
قرار دیا جائے گا مثلاً ایک شخص اس امر کا دعوے کرے کہ سخت گرمی کے موسم مین کیسی ہی
تیز دھوپ ہو مجکو اوس کی گرمی مطلق محسوس نہین ہوتی حالانکہ اوس مدعی کا حال یہ ہے
کہ اگر کوئی شخص اوسکو امتحاناً پانچ منٹ کے لئے بھی دھوپ مین بٹھلاتا ہے تو اوسکا چہرہ
سر اور اسکا تمام بدن عرق مین غرق ہو جاتا ہے اور بیتاب ہو کر سایہ کی طرف دوڑتا ہے
ظاہر ہے کہ صورت مین اوسکا یہ نامعقول دعویٰ کسی عقلمند کے نزدیک ہرگز قابل قبول
ہوگا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ صدمہ کے پیش آنے کی حالت مین قلب کی جو حالت ہوتی ہی
اوس پر زمانہ گذرنے کے بعد ہرگز وہ حالت نہین ہو سکتی اگرچہ کوئی شخص اوس گذشتہ حالت
کو کتنا ہی یاد کرے مگر وہ کیفیت سابقہ کسی صورت سے عود نہین کر سکتی مثلاً ایک شخص کے

پیارے بیٹے کا انتقال ہو جائے تو جسقدر صدمہ اوسکو اوسکے انتقال کے روز ہوگا اگلے سال مین اوس روز اگرچہ وہ اوس حادثہ کو کتنا ہی یاد کرے مگر اوسقدر ہرگز نہین ہو سکتا پھر جسقدر اوسپر زمانہ گذرتا جائے گا اوس ہی قدر روز بروز وہ کم ہوتا جائے گا انجام کار رفتہ رفتہ بالکل محو یا قریب نیست و نابود ہو جانے کے ہو جائے گا اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس ہی طریق پر عالم کا انتظام موقوف رکھا ہے اگر صدمہ کی کیفیت ویسی ہی رہا کرے جیسی کہ اوس کے حادث ہونے کی حالت مین ہوتی ہے تو انتظام عالم درہم برہم ہو جائے نہ کسی سے دنیاوی کامون کا انتظام ہو سکے نہ دینی امور کا سرانجام بن پڑے ابتدائے صدمہ کے وقت قلب کی حالت اضطراری ہوتی ہے اس ہی وجہ سے اوسوقت شارع کی جانب سے رونے کی ممانعت نہین ہو سکتی تاوقتیکہ وہ حد شرعی سے تجاوز نہ کرے اوسپر اوس کے بعد کی حالت کو جسپر بے صبرے زیادہ بے صبر کو بھی صبر آجاتا ہے ہرگز قیاس نہین کر سکتے جب یہ قواعد کلیہ جو کل عقلاء روزگار کے نزدیک مسلمات سے ہین ذہن نشین ہو چکے تو ناظرین حق بین آؤ اب ہم تمکو ایک حکمت عملی سے ماتم سازون کی قلبی کیفیات کا بھی نہایت خوبی کے ساتھ تماشا دکھلا دین جیسا کہ اب تک یہ تمکو اپنی ظاہری کیفیات کا تماشا دکھلاتے رہے ہین فرض کیجئے کہ مثلا ایک شخص نہایت شد و مد کے ساتھ ماتم امام مین مصروف اور بڑے زور شور سے سینہ و سر پیٹنے مین مشغول ہو رہا ہو کہ کوئی شخص اوس کے گھر سے دوڑا ہوا آئے اور یہ کہے کہ میان کس فکر مین ہو اسوقت تمہارا لڑکا کوٹھے پر سے گر پڑا اور گرتے ہی دفعتہً بیہوش ہو گیا بس اس بات کے سنتے ہی اوس ہی دم صاحب ماتم کے ہوش و حواس پران ہو جائین گے اور گھر کی طرف بھاگنے کے سوا اور کچھ نہ سوجھے گا اگر اوسوقت کوئی اوسکا دامن پکڑ کر یون کہے کہ میان کہان جاتے ہو امام کا ماتم تو ذرا پورا کرتے جاؤ بھلا کہان تمہارا لڑکا اور کہان امام شہید کربلا جن کے لئے زمین و آسمان تک روئے ہین جنات نے بھی نوحہ کیا ہے تو مین اوسوقت ماتمیان

مدعیان محبت امام کو اون کے دعوے محبت ہی کی قسم دے کر پوچھتا ہون کہ یہ شخص اوس دامن پکڑنے والے اور گھر کے جانے سے منع کرنے والے کے ساتھ اوسوقت بھلا کیا برتاؤ کرے گا پھر اگر اس ہی حالت مین ایک اور دوسرا شخص بھاگتا اور روتا ہوا آپہنچے اور یون کہے کہ میان کیا کر رہے ہو گھر کی تو خبر لو تمہارے لڑکے کا انتقال ہو چکا تمام بدن سرد ہو گیا تو اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی اون حضرت ماتمی صاحب کے تمام بدن کی گرمی کافور ہو جائے گی اور اوسوقت مین اس کے سوا اور کچھہ نہ بن پڑے گا کہ اوس دامن پکڑنے والے سے اپنا دامن کسی ڈھب سے چھڑا کر روتے پیٹتے کسی صورت سے گھر جا پڑین اب اگر وہ شخص دوسرے ہاتھ سے دوسرا دامن بھی پکڑلے اور یہ کہے کہ میان ابھی جاتے کہان ہو امام کا ماتم تو ناتمام مت چھوڑے جاؤ ذرا اپنے دلمین انصاف تو کرو کہ کہان ہمارے اور تمہارے عزیز و قریب اور کہان امام خدا اور رسول کے حبیب جن کے واسطے زمین و آسمان بھی روئے ہین جنات تک نے بھی اون کے غم مین نوحہ کیا ہے پھر ہم اور تم جتنا بھی اون کے لئے ماتم کرین بجا ہے ظاہر ہے کہ اوسوقت اوس شخص کا یہ حال ہوگا کہ اگر اوسکا بس چلے تو ابھی اوس میدان ماتم کو نمونہ میدان کربلا کر دکھلائے اس ہی طرح یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اس شخص کو اپنے بیٹے کا اسوقت جسقدر صدمہ ہوا ہے آیندہ جب کبھی سال بھر کے بعد یہی دن آیا کرے گا اسقدر صدمہ اوسکو ہرگز نہوا کرے گا بلکہ اسکا خیال تک بھی اوس کے دل مین باقی نرہے گا کیون ناظرین بالمکین اب تو تم نے عزاداران مدعیان محبت و درد و غم شہدائے کربلا کا اپنے دل کی آنکھون سے خوب مشاہدہ کر لیا اور اس امر کا تمکو یقین کامل ہو گیا کہ عزادارون کا ماتم خلوص پر مبنی نہین بلکہ اوس کی بنا ریا و پابندی رسم بلکہ محض کھیل اور تماشے پر واقع ہوئی ہے اور جنات وغیرہ کے رونے پر اگر بالفرض وقوع شہادت کے وقت میں واقع ہوا ہو ان کے اس ماتم کا جو اس واقعۂ ہائلہ کو صدہا سال گذرنے کے بعد ہے ہرگز قیاس نہین ہو سکتا اور اگر بالفرض

کوئی شخص اسکو خلوص محبت سے بہی عمل مین لائے بتلاؤ چونکہ یہ امر محض خلاف شرع ہے خدا اور رسول و اماماں مقبول کی خوشنودی کا ہرگز موجب نہیں ہو سکتا بلکہ یقیناً اونکی ناراضگی کا باعث ہے جو شخص خدا و رسول پر ایمان لایا ہے اوسکو کبھی اسمین شبہ نہیں ہو سکتا کہ خدائے رب العالمین و ہادیان دین متین کی خوشنودی صرف اس امر مین منحصر ہے کہ جہان تک بھی ممکن ہو خدا اور رسول کے احکام کی بچے دل سے تعمیل کی جائے جس شخص کے عقائد شرک و بدعت سے مبرا اور اوس کے اعمال صالحہ ریاد نفاق سے منزہ ہون گے وہی شخص مستحق رحمت خداوندی و رضاء قلبی رسالت پناہی ہو گا اور اوس ہی شخص سے امام برگزیدہ انام بہی دل سے خوش ہون گے پہر اس کے علاوہ ان بہلے مانسون سے کوئی یہ تو پوچھے کہ سال بہر مین کوئی مہینہ اور مہینہ مین کوئی ہفتہ اور ہفتہ مین کوئی دن ایسا کم نکلے گا جس مین کسی نہ کسی پیشوائے دین کا انتقال نہ ہوا ہو یا اون پر کوئی صدمہ نہ پہنچا ہو اس صورت مین مدعیان اسلام کو چاہئے کہ ہمیشہ ہر روز کالے کپڑے پہنے ہوئے رویا پیٹا کرین اور تمام دین و دنیا کے کامون کو چھوڑ کر رات دن ماتم و عزاداری ہی مین بسر کیا کرین اور اگر اون بزرگون کی کمی و بیشی تکالیف کا دکہلانا منظور ہو تو اوسمین فرق کرنے کی یہ تدبیر کیا کرین کہ اونمین سے جس کسی کو جس روز کم تکلیف پیش آئی ہو اوس روز کپڑون کی سیاہی اور رونے پیٹنے کی آواز کو گھٹا دیا کرین اور جس روز کسی کو بزرگان دین مین سے زیادہ صدمہ پیش آیا ہو اوس روز ماتمی لباس کا رنگ اور ماتم کا زور و شور بڑہا دیا کرین جس سے موافقین و مخالفین پر یہ امر کما حقہ ظاہر ہو جایا کرے کہ فلان روز ان کے کسی بزرگ پر زیادہ صدمہ گذرا ہے اور فلان روز کم غرض شب و روز ایسے ہی بیہودہ کام اور اس ہی قسم کی خرافات حرکات مین غلطان و پیچان بنے رہا کرین بس عزادارون کے اس اصول عزاداری کی بنا پر اسلام کیا ہوا معاذ اللہ مضحکۂ اطفال ہو گیا کہ رونے اور پیٹنے اور ماتم کے بہانہ سے کالے کپڑے

پہنکر شور و غوغا مچانے کے سوا دین کا حاصل اور کچھہ ہی نہ رہا بس دین مین اس قسم کا ہو کا نام اسلام ہے اوسکو عقلاء روزگار کا دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام۔ قرآن امر مین مین سب سے زیادہ تخریب دین و بیخ کنی اسلام پائی جاتی ہے وہ شرک و بت پرستی ہے جو عزاداری کے ذریعہ سے بلا ربید رمان کی طرح عوام اہل اسلام خصوصًا ساکنان دیار ہند مین پہیلی ہوئی ہے جس کے سبب سے ان مدعیان اسلام کا دین بالکل دین ہنود کے ہمرنگ بنا ہوا ہے کہ عزادار تعزیون کو رنگ برنگ کی شکلون مین اپنے ہاتھون سے تراشکر بناتے ہین اور پہر نئے نئے ڈہنگ سے اونکی تعظیم و تکریم بجا لاتے ہین جیکا انجام بعینہ شرک صریح اور کہلی ہوئی بت پرستی کی حد تک جا پہنچتا ہے جس کے مٹانے اور اوس کی جگہ توحید ربانی و عبادت الٰہی قایم کرنے کے لیے پیغمبر اخر الزمان سید الانس والجان خالق کون و مکان کی طرف سے بہیجے گئے تھے جو وحدہ لاشریک و تمام عالم کا معبود حقیقی ہے سلام اوس بیکلام کو کیا جاتا ہے بوسا اوس لعبت چوبین پر دیا جاتا ہے شیرینی و حلوائے ترکی قابین اوس پیکر قرطاسی بیجس و حرکت کے سامنے رکہی جاتی ہین منت ہزار منت و سماجت اوس انجان اور بے وقعت سے مانگی جاتی ہے یہ سب طریقے بعینہ بت پرستون کے ہین جو بتون کے سامنے اون کے تقرب ڈہونڈہنے کی غرض سے عمل مین لایا کرتے ہین اس قسم کی حرکات ناہنجار سے اسلام ہزار زبان سے انکار کر رہا ہے شدے اور مہدی اوس کے گہر پر چڑہائے جاتے ہین جو اپنی چہوٹی چہوٹی پیاری اولاد پر منت مانے جاتے ہین کہ اون کو سبز کپڑا پہنا کر اول امامون کا فقیر بناتے ہین پہر ایک قرینہ کے ساتھ اون کو در بدر پہرا کر امامون کے نام کی بہیک اون سے منگواتے ہین اوس کے بعد علمون کے روز یا مہدی کی شب مین اون کو بغل مین دبا کر اور ہاتھ مین شدا اوٹہا کر بڑے شد و مد کے ساتھ باجا بجاتے ہوے اوس کو تعزیہ پر لیجا کر چڑہا دیتے ہین اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس حرکت کی برکت

امام خوش ہوکر اون کو عمر طبعی عطا فرمائین اور صغر سنی مین اون کی موت کا اون
کے والدین کو صدمہ نہ پہنچائین بعض مرتبہ یہ حرکت کسی کی صحت یا کسی قسم کی حصول
منفعت کی غرض سے بہی عمل مین لائی جاتی ہے حالانکہ اول تو خود اامون ہی
کے معصوم بچے اون کی آغوش عاطفت مین اشقیائے شام کے تیرون سے جان بحق
تسلیم ہوئے پہر خود امام عالی مقام بہوکے اور پیاسے طرح طرح کی تکلیفین اوٹھاکر
شہید ہوگئے غرض کہ حکم الٰہی مین اون سے کچہہ چون وچرا نہو سکا آخرکار مجبوراً رضا
بقضاء پروردگار کے سوا کچہہ چارہ کار نہ بن پڑا دوسرے اس قسم کی حرکات شرک و
بدعات کو اامان عالی درجات سے کیا تعلق ہے اور اون کی ذات والاصفات کو
اون سے کیا نفع پہنچتا ہے جو اون کی ایسی خوشنودی کا باعث ہو جس کے باعث سے
وہ ان کی اور ان کی اولاد دن کی جانون کو اپنی اور اپنی اولاد کی جانون سے
زیادہ قرار دے کر اون کے زندہ اور صحیح وسالم رہنے کے ہردم فکر مین لگے رہین بلکہ
اس وجہ سے کہ ان اعمال کی بدولت اون کی اور اون کے جد امجد صلی اللہ علیہ و
سلم کے دین کی توہین و ذلت ہوتی ہے جسقدر بہی ناراض ہون بجا ہے اون
پیشوایان دین کی تو وہ شان ہے کہ اگر کسی شئے مین اون کا ذاتی نفع بہی ہو لیکن
دین کا نقصان ہو تو اوس شے کو وہ ہرگز پسند نہین کرسکتے یہی تو وجہ ہے کہ یزید
کی بیعت کرنے مین باوجودیکہ اون کا دنیاوی نفع تھا لیکن دین کے نقصان کی
بنا پر اوسکو گوارا نفرمایا اور دین کے مقابلہ مین اپنے اور اپنے اہل وعیال کے جان و
مال کے صرف کرنے سے دریغ نہ کیا جس کا عزادارون نے گڈا بناکر یہ کھیل اور تماشا
بنا رکھا ہے پہر خدا کی شان ہے کہ ان حرکتون کی وجہ سے اس قسم کے اعمال کرنیوالون
کی تمام اولاد زندہ بھی نہین رہتی اگر خدانخواستہ کہین سب جی ہی جایا کرتے تو خدا
معلوم ان معاملات مین ان کے ایسے عقائد کی اور بھی کہان تک نوبت پہنچتی اس قسم

کے عقائد رکھنے والے اتنا ہی نہین سوچتے کہ جو اللہ کے بندے یہ حرکتین نہین کرتے اون کی اولاد اور اونکی صحت وتندرستی کیونکر باقی رہتی ہے اون کی مرادین کس طرح پر پوری ہوتی ہین مسلمانون کا تو یہ اعتقاد ہے کہ تمام عالم کا پیدا کرنیوالا مارنے جلانے والا صحت وروزی دینے والا صرف وہی وحدہ لاشریک ہے جس کی طرف تمام مخلوق کو ہردم احتیاج ہے اوس نے اپنے کلام پاک مین صاف ارشاد فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب اوس کے فقیر ہو اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ بندہ کو مخلوق مین سے کسی شخص کا خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو فقیر بنا دین کے قطعاً خلاف ہی بہرمرادونکی عرضیان اوس ناتوان پر لٹکائی جاتی ہین جن مین غریب پرور و عالی جناب کے القاب سے اوس غریب بے نوا کی طرف خطاب کر کے اوس سے عرض ومعروض کیا جاتا ہے اور دل کی چھپی ہوئی آرزوؤن کے پورا کرنے کی کہلے طور پر اوس مجبور محض سے استدعا کی جاتی ہے جسکا کل جسم اور اوس کی تمام رگ وپے انہی حضرات فرخندہ پے کے صنعت بھرے ہاتھون کے ساختہ وپرداختہ ہین ان کی یہ حرکتین بت پرستون کی حرکتون سے بھی کہین زیادہ بڑھی چڑھی ہوئین ہین اس کے متعلق ان عقائد والون کا یہ اعتقاد ہے کہ امام عالی مرتبت خصوصاً شب شہادت مین تمام تعزیون پر جلوہ فرما ہوتے ہین اور ایک ایک عرضی کو ملاحظہ فرما کر اور ہر ایک شخص کی تمنائے دلی کو معلوم کر کے اوس کی دلی آرزوؤن کو پورا کرتے ہین حالانکہ کسی امام کے قول سے یہ امر پایۂ ثبوت کو نہین پہنچا کہ امام عالی مقام تعزیون پر تشریف لایا کرتے ہین بلکہ اس قسم کا اعتقاد بے اصل سراسر عقل ونقل کے خلاف ہے اس لئے کہ اول تو امام جیسے عالی منزلت کو جو قطعاً جنتی ہین اپنے مناسب حال مقام دل پسند کو چھوڑ کر کیا ضرورت پڑی ہے جو ایسی شرک و بدعت کی بھری ہوئی جگہ مین تشریف لائین جس مین ڈھول تاشون یا اہانت آمیز

مرثیون کی دلخراش آوازون کے سوا اور کوئی آواز ہی نہ سنائی دیتی ہو اور چراغ و قندیل و فانوسون کی بہار روشنیون مین زن و مرد غیر محارم کے ناجائز مجمع کے سوا اور کوئی شے نہ دکھلائی دیتی ہو اور تخریب و توہین دین متین محبوب رب العالمین کا کوئی دقیقہ اوس مین فرد گذاشت نہ ہوا ہو انتہا یہ ہے کہ عوام کالانعام سجدہ تک بھی اوس جماد مردہ کو کرتے ہین جو خالق کون و مکان کے سوا مخلوق مین سے کسی کو دین محمدی مین ہرگز روا نہین دوسرے ہر جگہ پر بلاتخصیص حاضر و ناظر ہونا اور مخلوق کی دلی آرزوؤن کو پورا کرنا مخلوق مین سے کسی کے مرتبہ کی شایان نہین ہوسکتا اب مین عزادارون سے یہ پوچھتا ہون کہ تعزیون کے ساتھ جو تم اس قسم کے معاملات کرتے ہو دو حال سے خالی نہین یا تو تعزیون کو تم روضۂ امام کی نقل قرار دے کر یہ امور ناشرع بجا لاتے ہو یا یہ سمجھکر کہ امام ان پر تشریف لاتے ہین ایسے امور بیجا کے مرتکب ہوتے ہو دونون صورتین قطعاً باطل ہین اول صورت تو اس وجہ سے کہ یہ فرضی شکلین روضہ امام کی شکل نہین بلکہ ہر ایک تعزیہ نئی طرح کی تراش کا ہوتا ہے اور ہر سال اومین نئے نئے رنگ ڈھنگ کی ایجادین زیادہ ہوتی جاتی ہین اور ان ایجادون کی بنا پر تعزیہ ساز ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے ہین تماشائی جس کے تعزیہ مین نئی قسم کی ایجاد دیکھتے ہین اوس کے بنانے والے کو اسقدر داد دیتے ہین کہ وہ اپنے جامہ مین پہولا نہین سماتا ظاہر ہے کہ روضۂ امام کی تو صرف ایک ہی شکل ہے متعدد شکلون مین اوس کی نقل نہین بن پڑتی دوسرے اگر بالفرض ان مین سے کسی کو اوس کی شکل پر بھی مانا جائے تب بھی اوس کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرنا شرعاً درست نہین ہوسکتا جو عزاداران مصنوعی نقلون کے ساتھ کیا کرتے ہین امام عالی مقام کے اصلی روضۂ مقدس پر بھی نہ باجا بجانا بجا ہے نہ اوس پر شیرینی و علم وغیرہ کا چڑھانا روا اور نہ اوسپر عرضیون کا لٹکانا شایان نہ اوسکو سجدہ کرنا درست نہ اوس سے منتین ماننا جائز نہ وہان

کھڑے ہوکر مسے جتے کھکر سینہ و سر پٹیا اور شور و غوغا مچانا کسی طرح پر مناسب نہین پس جبکہ اوس
خاص اصل کے ہی ساتھ اس قسم کے امور بیجا بجالانے کسی صورت سے درست و بجا نہین تو پھر
اوس کی نقل کے ساتھ جو محض مصنوعی و فرضی ہے ایسے خلاف شرع معاملات کیونکر جائز
ہوسکتے ہین رہی دوسری صورت جو اماموں کے تعزیون پر سواری کے آنے سے عبارت
ہے وہ یون باطل ہے کہ اول تو یہ خیالی و فرضی امر درحقیقت عقل و نقل کے اعتبار سے
قطعًا باطل ہے جیسا کہ اسکا واقعی بطلان مدلل طریق پر اوپر مذکور ہوچکا دوسرے اس قسم
کے امور نامشروع کا برتاؤ خاص امام کی ذات بابرکات کے ساتھ بھی شرعًا خلاف عقیدہ
اسلام ہے اسلئے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین جن کی تعلیم اونکو خدا اور رسول کی جانب سے ہوئی ہے
خاص ذات پاک وحدہ لاشریک کے سوا کوئی دوسرا حاضر و ناظر اور مخلوق کا حاجت روا
وقابل پرستش نہین ہوسکتا غرض کہ اوس مصنوعی شکل و فرضی نقل چوبین و قرطاسی کے ساتھ
اس قسم کے معاملات خرافات و بیجا حرکات عمل مین لائی جاتے ہین جو امام عالی مقام کے
اصلی روضہ مبارک بلکہ اون کی ذات خاص مقدس کے ساتھ بھی ہرگز جائز نہین ہوسکتے
ظاہر ہے کہ امور مذکورہ کے درست ماننے کے حالت مین دین محمدی کی توحید ربانی
کی طرف ہدایت اور شرک و بت پرستی سے ممانعت کسی صورت سے صحیح نہین ہوسکتی اور اس
صورت ناز یبا مین مدعیان اسلام کس منہ سے ہنود کے اس اعتراض کا جواب دے
سکتے ہین کہ مسلمان جبکہ خود اپنے ہاتھون سے بت بناکر پوجتے ہین تو پھر کس بنا د نیا کو
موحد اور ہمکو مشرک قرار دیتے ہین اور واقعی بات یہ ہے کہ اون کا یہ اعتراض بیجا
بھی نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ نظر انصاف سے جب دیکھا جاتا ہے تو ہنود کے بتون کو
تعزیون پر کئی وجہ سے ترجیح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اول تو وہ اپنے بتون کو کسی
ایسی مضبوط چیز پتھر یا دھات کی قسم سے بناتے ہین جو نہ پانی مین ڈالنے سے گلے نہ آگ
مین ڈالنے سے جلے نہ بغیر کسی سخت صدمہ کے ٹوٹ سکے دوسرے وہ اون کو ایک مرتبہ

بنا کر مدت العمر اون کی تعظیم وتکریم کرتے رہتے ہین بخلاف تعزیہ دارون کے کہ وہ اون کو
ایسی ضعیف شے بانس اور کاغذ وغیرہ سے بناتے ہین جو پانی مین ڈالنے سے فوراً گلجائے اور
آگ مین ڈالنے سے دفعتاً جل جائے اور ادنے صدمہ سے پاش پاش ہو جائے اور صرف
چند روز اون کی تعظیم وتکریم بجا لاکر جو شرک وبت پرستی کی حد تک پوہنچ جاتی ہے اپنے
ہاتھون سے توڑ موڑ کر رہ گذر عوام ومزبلۂ انعام مین نہایت ذلت وبے توقیری کے ساتھ
اونکو دبا دیتے ہین اور اس حرکت بیجا کی بدولت ہر سال ہزارون لاکھون روپیہ ناحق
برباد کئے جاتے ہین جنکا حساب بروز قیامت اوس احکم الحاکمین کے سامنے ضرور دینا
پڑے گا حقیقت مین جس زمانہ سے اسلام مین اس قسم کی بدعات شنیعہ کا شیعہ اور اون
کے اتباع نے رواج دیا ہے اوسوقت سے اسلام جیسے پاک وصاف کے خوشنما دامن پر ایسا
ناپاک وبدنما دھبہ لگا ہے جسکا مٹنا ان حرکات ناشائستہ کے صفحۂ ہستی سے مٹنے بغیر سخت
دشوار معلوم ہوتا ہے اور مخالفین اسلام نے مذہب اسلام کو شرک وبت پرستی کے اعتراضات
کا ہر دم آماجگاہ بنا رکھا ہے جو بد وفطرتے سے اس قسم کی صفات ذمیمہ سے مبرا ومنزہ واقع
ہوا ہے اس کیفیت کا حال جہال کو تو کیا معلوم ہو سکتا ہے اسکو علماء کے دل سے پوچھنا چاہئے
کہ اون کو مخالفین مذہب سے بحث ومباحثہ کے وقت ان وجوہ نازیبا سے کیسی کیسی دقتون
کا سامنا ہوتا ہے چنانچہ ہمکو دہرم سماج وآریہ سماج دونون فرقون کے پنڈتون سے مباحثہ
کا اتفاق پیش آیا توحید ثابت کرنے کے وقت انھون نے یہ بھی اعتراض پیش کیا کہ آپ جو
اپنے مذہب مین خوبی توحید ثابت کرتے ہین محض بے اصل ہے اس لئے کہ آپ کے مذہب
مین صریح شرک وبت پرستی موجود ہے اور اس ہی قسم کے امور تعزیہ وقبر پرستی جو عوام
اہل اسلام مین مروج ہو رہے ہین سنداً پیش کئے اسوقت مجکو ان امور بے اصل کے موجدان
خفیف العقل پر سخت غصہ آیا اور اوس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی خیال ہوا کہ اگر اسوقت
اوس فرقہ کا کوئی شخص اس جگہ پر موجود ہوتا تو مین اوس سے یہ کہتا کہ لو میان اب تم میری

جگہ پنڈت صاحب کے سامنے بیٹھو اور اپنے کئے کو بھگتو ان کے اس اعتراض کا جواب دو
اور مذہب اسلام مین اپنے اصول باطل توحید کی موافق توحید ثابت کرو خیر اس قسم کے
بیچارے شخص تو بھلا کس منہ سے توحید ثابت کر سکتے ہین اِن کا تو مذہب اسلام ایسی اعتراضون
کا آماجگاہ بنایا ہی ہوا ہے جس کے وبال کا حال قیامت مین انشاءاللہ ان پر منکشف ہو
جائے گا آخر الامر اون کو مین نے یہی جواب دیا اور اس کے سوا اور دے ہی کیا سکتا
تھا کہ اس قسم کے امور باطلہ و اعمال واہیہ کی ہمارے دین مین کچھہ اصل نہین بلکہ قطعاً حرام
قرار دئے گئے ہین اسطرح کے عقائد و اعمال اور اون کے معتقدین و عاملین مذہب اسلام
مین داخل نہین بلکہ یقیناً اوس سے خارج ہین پس ہمارے نزدیک جیسے تم ہو ایسے ہی وہ
بھی ہین ہمارے اصول مذہب کی کتابین موجود ہین اون کی بنا پر ہم سے گفتگو کرو اس کے
بعد مین نے دین اسلام کی خوبی و توحید کو مدلل طور پر ثابت کیا جسکو سنکر پنڈت صاحب کی
زبان سے بیساختہ یہ منصفانہ کلمہ نکلا کہ ہمین شک نہین کہ مسلمان بڑے موحد ہین حاصل
کلام یہ ہے کہ جب تک اس قسم کے اعمال و عقائد اور اون کے عاملین و معتقدین کو دائرہ
اسلام سے خارج نہ قرار دیا جائے تب تک مذہب اسلام مین مخالفین کے سامنے توحید ہرگز
ثابت نہین ہو سکتی چوتھی وجہ اس اصول کے بطلان کی یہ ہے کہ امور مذکور باوجود اس
امر کے کہ دین کے مخالف ہین کئی وجہ سے عقل کے بھی بالکل خلاف ہین اول تو اسوجہ سے
کہ عزادار تعزیون کو بناتے تو ہین قبر کی صورت پر اور اون کے ساتھ معاملہ کرتے ہین بعینہ
صاحب قبر کا سا چنانچہ یہ امر اہل عقل پر ظاہر ہے کہ مکان قبر تو خود مردہ کے دفن کی جگہ
ہوتی ہے جس مین وہ دفن کیا جاتا ہے اور یہ اہل عقل اون کو خود بعینہ مردہ کی طرح زمین
مین دفن کرتے ہین پھر اون کا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان بھی کرتے ہین جو مردون
کے لئے ہندوستان مین کچھہ عرصہ سے مروج و معمول ہو رہا ہے یہان تک کہ اون کے ساتھ
روٹیان پکا کر بھی لے جاتے ہین اور اونکو تعزیون کے دفن کی جگہ پر جنکا ان گستاخون نے

بیان بطلان امور عزاداری کا بخلاف عقل

کربلا نام رکھ چھوڑا ہے لیجاکر تقسیم کرتے ہین جیساکہ مردونکے ساتھ روٹیون و غلہ کو لیجاکر قبر پر تقسیم کرتے ہین
ایسے ہی عزادارون کا یہ قول کہ شب شہادت مین تعزیون پر جسقدر رونق ہوتی ہے وہ
اگلے روز صبح کے وقت باقی نہین رہتی کہ اون کی جان نکل جاتی ہے یہ بھی اس ہی کی دلیل
ہے کہ یہ عقلمند اون کو صاحب قبر تصور کرتے ہین چنانچہ ہمنے خاص خاص اچھے خاصے پڑھے
لکھے معزز عزادارون کا یہ قول سنا ہے کہ صبح شہادت ہونے کے قریب جسوقت تعزیون کی
جان نکلتی ہے اوسوقت اونمین سے ایک قسم کی آواز نکلتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ یہ بھولے
بھالے اتنا نہین سمجھتے کہ بانس کی کھپچون اور کاغذ وغیرہ مین جان پڑنے اور نکلنے کے کیا معنی
کسی مذہب کا ادنے اعقلمند شخص بھی ایسے بیہودہ قول کا قائل نہین ہوسکتا رہی رونق دبیرونقی
کی کیفیت تو اوس کی حقیقت یہ ہے کہ چونکہ اوق پر جلگا اور پنی وغیرہ چمک والی چیزون
کی زرق و برق ہوتی ہے وہ چراغون وغیرہ کی روشنی مین جو کثرت سے اون کے گرد اگرد رہتی
ہے زیادہ چمکتے اور جلگاتے ہوتے معلوم ہوتے ہین دنکو آفتاب عالمتاب کی روشنی کے روبرو
اون کی زیادہ آب و تاب باقی نہین رہتی چنانچہ جو کیفیت ناٹکون اور سوانگون اور رقص
وسرود کی محفلون مین شب کے وقت ہوتی ہے اور اون کی تمام چیزون مین جسقدر آب و تاب
رات کے وقت معلوم ہوتی ہے دن کو اوسقدر نہین معلوم ہوتی کیون عزادار و کیا ان
چیزون کی بھی تمہارے نزدیک دن مین جان نکل جاتی ہے علی ہذا القیاس جو تعزیہ حد
سے زیادہ اونچا بنایا جاتا ہے اور اوسکو دفن کرنے کے لئے لیجاتے وقت کوئی نیچا درخت
سامنے آجاتا ہے تو عزادار ناچار اوس درخت کو کاٹتے ہین مگر اوس طویل القامت مجسم
شرک و بدعت کو نہین چھانٹتے حالانکہ اس بناء فاسد پر ہنود اور ان مدعیان اسلام
مین سخت سخت فساد وعناد و نزاع باہمی پیش آتے ہین یہ بھی اس ہی بناء فاسد پر مبنی ہے
کہ یہ عقلمند اون کو صاحب قبر تصور کرتے ہین چنانچہ تھوڑا زمانہ گذرا ہمکو اپنے شہر کے قریب
کے ایک قصبہ کا قصہ خوب یاد ہے کہ وہان کے عشرہ محرم کا انتظام ایک انگریز جنٹ صاحب

کے متعلق یہ تھا وہان ایک اونچے تعزئے کی خاطر ایک پیپل کے نیچے درخت کو تعزیہ دار کاٹنے کا ارادہ کرتے تھے اور وہان کے ہنود اون کو اس حرکت بیجا سے باز رکہنا چاہتے تھے اوسوقت جنٹ صاحب منتظم نے اون لوگون سے یہ کہا کہ تم درخت کو کیون کاٹتے ہو یون کرد کہ اس تعزیہ کے دو حصہ کرکے دو مرتبہ نکال لو یہ سنکر ایک تعزیہ دار صاحب نے یہ نامعقول جواب دیا کہ حضور اسمین مردہ کو تکلیف ہوتی ہے یہ حماقت کا کلمہ سنکر جنٹ صاحب نے نہایت تعجب سے اونگلی دانتون مین دباکر تبسم کیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ خدا بچائے ہر شخص کو اس قسم کے عقائد فاسدہ سے بہلا ان خفیف العقلون سے کوئی یہ تو کہے کہ اول تو اس لکڑی کے ڈھانچہ کے زندہ و مردہ ہونے اور تکلیف پانے کے کیا معنی دوسرے جب اسوقت اس کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کے تہوڑی دیر کے بعد جب تم اوس کو توڑ موڑ کر گڈہے مین دباتے ہو اوس وقت اوسکو تکلیف نہین ہوتی اب اس قسم کے شخصون سے کوئی اللہ کا بندہ عقلمند یہ تو پوچھے کہ تم تعزیون کو قبر کی نقل قرار دیتے ہو یا صاحب قبر کی اگر تمہارے نزدیک اون کی قبر کی شکل ہے تو اونکو دفن کیون کرتے ہین کیا قبر بھی دفن ہوا کرتی ہے اوس مین تو مردہ خود ہی دفن کیا جاتا ہے اور پہر اون کے ایک وقت مین زندہ اور پہر دوسرے وقت مین مردہ ہونے اور توڑنے سے اونکو تکلیف ہونے کے کیون قائل ہو اور اگر تمہارے عقیدہ مین صاحب قبر کی نقل ہے تو مکان قبر کی صورت پر کیون بناتے ہو اور جب کہ تمہارے نزدیک اونکو توڑنے سے تکلیف ہوتی ہے تو اونکو توڑ موڑ کر گڑھون مین کیون دباتے ہو اور پہر دونون صورتون مین خواہ اون کو قبر کی نقل قرار دیا جائے یا صاحب قبر کی شکل تصور کیا جائے اون کا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان کرنا محض خلاف عقل ہے کیونکہ یہ چیزین نہ تو قبر ہی کے لئے ہو سکتی ہین نہ صاحب قبر کی نقل کے واسطے قبر کیلئے نہونا تو ظاہر ہی ہے اور صاحب قبر کی نقل کیواسطے اسوجہ سے نہین کہ یہان سرے سے خود صاحب قبر عالیشان کا ہی تیجہ دسوان وغیرہ نہوا تھا کیونکہ اوس زمانہ مین اس قسم کے امور کا دستور ہی نہ تھا اور

جسوقت سے یہ رسمیں جاری ہوئی ہیں اوسوقت سے برابر یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ جس کسی کا تیجہ دسوان وغیرہ کیا جاتا ہے تو وہ صرف ایک ہی مرتبہ کیا جاتا ہے ہر سال نہیں کیا جاتا ہرچند کہ اس قسم کے دنی خیالات کے ذکر کرنے کو جو محض عامیانہ خیالات ہیں جی نہیں چاہتا تھا لیکن دو وجہ سے اس قسم کے خیالات باطلہ وعقائد فاسدہ کی تردید مناسب سمجھی گئی اول تو اسوجہ سے کہ اس رسالہ نافعہ سے ہدایت عامہ مقصود ہے اور یہ مطلب اوسوقت تک کماحقہ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ مخالفین مذہب حق اہل سنت وجماعت کے خواص وعوام دونوں کے عقائد فاسدہ واعمال باطلہ کا کافی طور پر ابطال نہ کیا جائے دوسرے جب ہم اس معاملہ مین غور سے نظر کرتے ہین تو عزاداری کے متعلق تمام عقائد واعمال کو سرتاپا عقل کے خلاف پاتے ہین غایت یہ ہے کہ ان مین صرف اونیس بیس کا سا فرق شاید ہو تو ہو مگر اس مین شک نہیں کہ ہیں سب خلاف عقل پھر اس صورت مین بعض کی تردید کرنی اور بعض کے حالات سے مطلقاً تعرض نکرنا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا اسوجہ سے یہ ہی مناسب سمجھا گیا کہ ان مین سے ہر ایک کی علی قدر مراتب تردید کی جائے تاکہ عام خلایق ہمارے اس رسالہ نافعہ سے ہدایت پائے - یہان تک تو امور عزاداری کے امور بیجا کے خلاف عقل ہونے کی ایک دلیل تھی - اب دوسری وجہ ان کے مخالف عقل ہونے کی یہ ہے کہ اس قسم کے لاطائل اعمال وافعال مین ہر سال اسقدر مال بیجا صرف ہوتا ہے جسکا شمار دشوار ہے اول تو تعزیون کی ساخت اور اون کے متعلقات کھیل تماشون اور روشنیوں اور مکانات کی زیب وزینت وغیرہ پرداخت مین جسقدر اسراف کثیر ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے کاش اسقدر زر کثیر کسی بہتر کام مین صرف کیا جاتا جو بروے عقل ونقل انجام کے اعتبار سے عمدہ وکارآمد قرار دیا جاتا دوسرے اس کی بناء پر ہنود ومدعیان اسلام مین اکثر مخالفت ومخاصمت پیش آتی ہے جو بعض مرتبہ جدال و قتال کی حد تک پہنچ جاتی ہے کہین کسی پیپل وغیرہ کے درخت کاٹنے پر عناد کبھی اون کے گلی کوچون

مین تعزیے نکالنے کے سبب سے فساد کہین ہنود کے عشرہ محرم مین برات بجانے اور اوس کے
ساتھ باجا بجانے پر بیجا تکرار جیسا کہ اس زمانہ مین امروہہ مین حادثہ وقوع مین آیا بلکہ خود
تعزیہ دارون مین بھی بارہا تکرار کی نوبت آجاتی ہے کہ ایک تو چاہتا ہے کہ میرا تعزیہ بڑی
لاش والا سام سوار کی مانند سب تعزیون سے آگے بڑھے دوسرا یہ چاہتا ہے کہ میرا تعزیہ نہرا
رو پہرا زال رز کی طرح سب سے پہلے قدم بڑھائے اور کہین بانیان مجالس عزا مین اپنی
اپنی مجلسون مین حاضرین کی شرکت و عدم شرکت کی بنا رفاسد پر فساد و عناد جیسا کہ اجکل
بدایون مین معاملہ پیش آیا بس ان وجوہات خرافات سے آپس مین بارہا کشت و خون
تک کی نوبت آجاتی ہے جس کی انتہا عدالت حکام تک پہنچتی ہے مقدمہ بازی مین طرفین
کا مال بہی صرف ہوتا ہے عزت و آبرو پر بہی بٹہ لگتا ہے غرض کہ جان و مال و عزت و آبرو
ان خاک مین ملنے والون چیزون کے باعث سے سب خاک مین مل جاتی ہے اور اگر بالفرض
تکرار کی صورت بہی نہ پیش آئے تاہم اسمین شبہ نہین کہ ان حرکات ناشائستہ کی وجہ سے
عزادارون کی بے آبروی تو ناظرین یا تکین کی نگاہون مین ہمیشہ ہوتی رہتی ہے اس
لئے کہ جو شخص ادنے عقل بہی رکھتا ہے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ان کی ان حرکات
لایعنی خلاف نقل و عقل کو دیکھکر ان پر بیساختہ ہنستا ہے اور ان کے اس قسم کے افعال
مضحکہ اطفال کو نہایت بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے غیرت والے شخص کے حق مین اس
سے زیادہ اور کیا بے آبروی ہوگی پہر اس کے علاوہ عاقبت کا وبال سر پر موجود جو
بروز قیامت یقیناً پیش آنے والا ہے تیسری وجہ ان امور کے خلاف عقل ہونے کی یہ
ہے کہ عقل سلیم اس امر کو مقتضی ہے کہ انسان جو کام کرے دین کا ہو یا دنیا کا وہ ایسا
ہونا چاہئے کہ جس غرض کے لئے وہ کام کیا جائے اوس کے مناسب ہونا چاہئے نہ کہ
برعکس اوس کے بالکل مخالف ہو شلاً فرض کیجئے کہ کسی شخص کے گہر مین کسی کی موت ہوجائے
تو اوسکو یہ چاہئے کہ اوس کی تجہیز و تکفین کا سامان کرے نہ یہ کہ اولٹا اوس کی جگہ اس

ہی دم سے مکانات کی صفائی اور اونکو جھاڑ فانوس و فرش فروش سے آراستہ و پیراستہ
کرنا شروع کردے اور دروازہ پر نوبت و شادیانے بجوانے لگے اور ان افعال بیجا کی وجہ
یہ قرار دے کہ اس سبب سے جنازہ مین شریک ہونے والون کے نفسون کو راحت ملے گی
یا مثلاً کسی کو یہ منظور ہو کہ کسی بادشاہ یا رئیس کی شان مین وہ کوئی قصیدہ لکھے جس کے
سبب سے اوس کے انعام واکرام کا مستحق بنے اور وہ خفیف العقل بجائے مدح اوس کی
ہجو لکھکر اوس کے سامنے پیش کرے اور یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ و رئیس کسر نفسی و دینداری
کی وجہ سے غالباً اپنی مذمت سے خوش ہوگا ایسے ہی فرض کیجئے کہ مثلاً کوئی شخص تارک
الدنیا ہونے اور دیندار بننے کا ارادہ رکھے مگر وہ زہد و تقویٰ کے بدلے طرح طرح کے فسق
و فجور و عیش و عشرت مین مبتلا ہو جائے اور یہ خیال کرے کہ اس ذریعہ سے روپیہ بھی
سب ختم ہو جائے گا اور دلکی حسرتین بھی خوب نکلجائینگی آخر کار دیندار بنجاؤنگا
ظاہر ہے کہ ایسے دشمن عقل و دین کو ہر عقلمند دائرہ عقل سے خارج سمجھے گا اب دیکھ
لیجئے کہ عزادارون کا بالکل اس ہی کے مطابق حال اور اون کی بعینہ یہی مثال
ہے کہ یہ اپنے خیال مین جس کام کو جس غرض سے کرتے ہین جیسا کہ ان کے زبانی
دعوے سے ظاہر ہوتا ہے وہ بالکل اوس غرض کے مخالف ہے جسکا وہ دعوے کرتے
ہین چنانچہ وہ دعویٰ تو کرتے ہین غم شہدائے کربلا کا اور کام کرتے ہین ایسے کہ جن سے
صاف طور پر خوشی کے آثار جلوہ گر ہوتے ہین ان زندہ دلون کو ذی الحجہ ہی کے
مہینے سے ماہ محرم کی آمد آمد کا انتظار رہتا ہے ایک ایک دن گنتے رہتے ہین کہ کب
یہ مہینہ جائے اور اس کی جگہ محرم کا مہینہ آئے خیر جب خدا خدا کرکے ذی الحجہ کا مہینہ
گذرا اور اوس کے بعد خیر سے محرم کا چاند ابروئے جانان کی طرح جلوہ گر ہوا بس اوس
کا نمودار ہونا تھا کہ عزادارون کے مکانون خصوصاً امام باڑون مین اوس ہی
گھڑی سے نقارون پر چوب پڑنی شروع ہوئی اور ہر ایک کے گھر مین سے نوبت نوبت

نوبت کی فرحت بخش صدا کانون مین گونجنے لگی اوس ہی دم سے مکانون کی صفائی و آرایش کا انتظام شروع ہو گیا پہر جسقدر محرم کا چاند بڑھتا جاتا ہے اوس ہی قدر روز بروز عیش و نشاط کے سامان بھی بڑھتے جاتے ہین واقعی یہ ہے کہ عشرہ محرم مین عیش و عشرت کی کوئی حد باقی نہین رہتی ادہر بڑی دھوم دھڑکے سے نوبت ونقارے بج رہے ہین ادہر نہایت ساز و سامان کے ساتھ مکانات سج رہے ہین ہر گوشہ سے خوش الحان لوگون کے گانے کی دلکش صدا سامعین شائقین کے کانون مین پہنچکر دل کو فرحت اور روح کو تقویت بخش رہی ہے ایک طرف طرح طرح کے کہیل تماشے ہو رہے ہین کوئی نہایت پہرتی سے پہری گدکا کہیل رہا ہے کوئی بڑے دم وخم کے ساتھ لیزم ہلا رہا ہے کوئی بڑی چستی کے ساتھ بنیٹی گہما رہا ہے غرض ہر اک عزادار بڑی لیاقت سے تماشائیون کو اپنے اپنے کرتبون کا کمال دکہلا کر آپ کو داد و آفرین کا مستحق بنا رہا ہے دوسری طرف جہان عروس نو بہار کی طرح آراستہ و پیراستہ بنے ہوئے حضرت عالی مرتبت تعزیہ شریف بڑی چمک دمک سے جلوہ افروز ہو رہے ہین شریف و رذیل عورتون کا زنانہ بازار الگ گرم ہو رہا ہے کہ وہان شائقین دل و جان و دین و ایمان برباد دادہ نہایت ذوق و شوق سے چکر لگاتے ہوئے تاکتے جہانکتے ادہر سے ادہر پہر رہے ہین اور اپنے حسرت کے بہرے ہوئے دلون مین سے قسم قسم کی آرزوؤن کے پورا کرنے مین ہر دم و ہر لحظہ غلطان و پیچان بنے ہوئے ہین کہ سال بہر کے بعد خدا خدا کر کے یہ دن نصیب ہوئے ہین اگلے سال تک خدا جانے کون جئے کون مرے یہ بہار پنج روزہ دیکھئے پہر دیکھنے کو ملے یا نملے ان منت کی راتون اور مرادون کے دنون مین جسقدر بہی دلون کی حسرتین نکل سکین نکال لو سہ اب تو آرام سے گذر جائے ؛؛ کل خدا جانے پیش کیا آئے ؛؛ سال بہر تک جو رہ گئے جیتے ؛؛ تب خدا پہر یہ روز دکہلائے سچ یہ ہے کہ عشرہ محرم کے محترم دنون خصوصًا شہادت کے متبرک رات مین عیش و نشاط و حرکات واہیات کی عزادار

بہر حال کہتے ہین وہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے جسکو دیکھ کر ہر اہل انصاف معلوم کر سکتا ہے
اس قسم کے اعمال سراپا وبال رنج وغم کے اعمال ہین یا عیش ونشاط وفرحت شادی کے
افعال ایسے ہی دعوے تو رکھتے ہین محبت وفضیلت اہلبیت کا مگر اون کی تمام حرکا[ت]
وسکنات سے جو عزاداری کے متعلق وہ عمل مین لاتے ہین علانیہ طور پر ظاہر ہوتی
ہے اور حضرات پاک کی ذلت واہانت جو خاص عداوت کی حالت مین ہوتی ہے نقلین
اون پاک اصلون کی بنائی جاتی ہین جنسے اونکی ذلیلی وبے کسی ثابت اور ذلت وخواری
ظاہر ہوتی ہے مصنوعی وفرضی بے اصل حالات اون کے بنا کر سنائے جاتے ہین جن
سے اون کی بے صبری وبے قراری اور غایت درجہ کی دنیا کی رغبت اور دین کی بے وقعتی
اون کے پاک دلون مین جو دنیا ومافیہا سے آزاد تھے پائی جاتی ہے جسکو دیکھکر اور
سنکر مسلمانان ابرار کو غصہ آتا ہے اور کفار وفجار کو ہنسی آتی ہے علی ہذا القیاس اون
کو زبانی دعوی تو ہے اسلام کا حالانکہ اون کے جملہ حال وقال عقائد واعمال سے
ظاہر ہوتی ہے دین اسلام کی تخریب وبیخ کنی کون نہین جانتا کہ دین محمدی کی بنا د
ہوئی ہے خاص توحید واتباع سنت نبوی پر اور عزاداری کے متعلق جو امور بجالا[ئے]
جاتے ہین وہ سرتا پا شرک وسراسر بدعت مجسم ہین جنکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی یہان
اون کا اعادۂ بیان فضول ہے کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ ایسا پکا اور سچا دین
جسکو اپنی ذاتی خوبی کے اعتبار سے تمام ادیان سابقہ ولاحقہ پر فوقیت وترجیح فضیلت
وافتخار حاصل ہے جس مین کسی اہل عقل وانصاف کو ادنے موقع بھی نکتہ چینی کا نہین
مل سکتا اوسکو ان مدعیان اسلام نے خدا ان کو ہدایت کرے کیا مضحکہ عقلاء انام بنا[دیا]
جسکا نام ہی سنکر ہر شخص جو ادنے عقل بھی رکہتا ہو کوسون بہاگتا ہے اور ایسے اسلام کو
دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہے حاصل یہ ہے کہ عزاداری کے متعلق
جسقدر بھی امور بیجا بجالائے جاتے ہین اون مین چار قسم کے حالات پائے جاتے ہین

دل خوشی کے اسباب وعلامات دوسرے توہین اہلبیت اطہار تیسرے تخریب دین
سید الابرار جو تھے مخالفت عقل سلیم جو پروردگار کی طرف سے انسان کو حق و باطل نفع
و نقصان کی شناخت کے لئے عطا کی گئی ہے جن چار دن کو ہم نے اللہ جل شانہ کے
فضل و کرم اور رسول سید الانس والجان کے فیضان اور محبت اہل بیت اطہار و صحابۂ اخیار
کی برکت سے عقلاً و نقلاً اس طرح پر ثابت کر دیا کہ کسی اہل عقل و انصاف کو اوس کا انکار
نہین ہوسکتا اس صورت مین عزاداروں کو دو امروں مین سے ایک امر کا اختیار
کرنا بالاضطرار لازم ہے یا تو محبت اہل بیت و غم امام اور دین اسلام اور اپنے ذوی العقول
مین شمار ہونے کا ہرگز نام نہ لین یا کبھی بھول کر بھی اس قسم کے بیہودہ و خلاف عقل و نقل کام
نہ کرین جن مین کھلے طریق پر خوشی و توہین اہلبیت مرتضوی پائی جاتی ہے اور علانیہ
طور پر تخریب و بیخ کنی دین مصطفوی لازم آتی ہے اور قطعاً عقل کے مخالف ہین جن کو
کسی اہل عقل و انصاف کی عقل سلیم کسی صورت سے ہرگز تجویز نہین کر سکتی اب اس تقریر
مدلل و معقول کے بعد یون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عزاداروں کے اون شبہات واہیہ
و بے اصل کی کافی و وافی تردید کی جائے جن کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکے مین پڑے
ہوئے ہین اور پھر اون کو بیان کر کے اور کم فہمون کو بھی مغالطہ مین ڈالنا چاہا کرتے
ہین ہر چند کہ اول تو ہمکو اپنے اس رسالۂ محققہ مین اس قسم کے عامیانہ و جاہلانہ خیالات
واہیہ کے رد کرنے سے شرم آتی ہے دوسرے ہماری اس تقریر دلپذیر مین جو ابطال
عزاداری کے متعلق نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ مدلل طور پر ابھی بیان ہو چکی اون
تمام شبہات واہیہ و اعتراضات واہیہ و خلاف واقع کے جوابات شافیہ و کافیہ
بعض کے صراحتہً اور بعض کے ضمناً آ چکے لیکن پھر بھی چونکہ عزاداروں کے اس خاص
فرقے مین اکثر عوام الناس اشخاص ہوتے ہین اور جیسے وہ خود ہین ایسے ہی اون بیچارون
کے خیالات بھی ہین اور ہونے ہی چاہئین ہین بقول مشہور فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

جوابات شبہات واہیہ عزاداران

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے شخصون کی ایسی فہم کہان ہوتی ہے کہ محققانہ تقریر و عالمانہ تحریر کو اسطرح پر سمجھین کہ اس سے کس مطلب کا صراحتًا اثبات یا ابطال ہوا اور کس مضمون کا ضمنًا ثبوت یا بطلان لازم آیا اس بنا پر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جن شبہات کی جوابات صراحتًہ مذکور ہو چکے ہین اون کے سوا جسقدر باقی رہ گئے ہین اون کی بالتصریح تفضیح وکافی و وافی تردید کرون اور اس قسم کے خیالات باطلہ کا جو کم فہمون کے حق مین ظلمات وہمیہ بنے ہوئے راہ حق پر چلنے سے اون کو روکتے ہین اپنی حکیمانہ تدبیرون سے جو حکیم علی الاطلاق کے فضل وکرم سے عطا ہوئی ہین ہمیشہ کے لئے جھگڑا ہی مٹا دون تاکہ آئندہ کو ہمارے اس رسالہ محققہ کے ناظرین انصاف پسند مین سے کوئی شخص بھی ان عجیب وغریب قسم کے مسلمانون کی ابلہ فریب باتون کو سنکر کبھی ان کے دہوکے مین نہ آئے اور اسطرح کے ظلمات فرضیہ وغیر واقعیہ کو جو راہ حق مین سد راہ بنے ہوئے ہین درحقیقت حقیقت واقعیہ خیال کر کے ہرگز راہ مستقیم دین قویم پر چلنے سے باز نہ رہے اول مغالطہ یہ ہے کہ تعزیہ داری مین شرک وبت پرستی نہین پائی جاتی اسلئے کہ ہم تعزیہ وعلم وغیرہ کو خدا نہین سمجھتے نہ یہ کسی جاندار چیز کی تصویر ہین جس کی پرستش بت پرستی قرار دیجائے بلکہ صرف مقبرۂ امام کی نقل ہین اور مکانات وغیرہ غیر جاندار کی تصویرون کا بنانا شرعًا ممنوع نہین البتہ چونکہ ان پر امام کا نام آگیا ہے اس وجہ سے ہم اون کی تعظیم بجا لاتے ہین جیسا کہ اکثر بیت المقدس وخانہ کعبہ وغیرہ متبرک مقامات کے نقشے وظیفون کی بعض کتابون مین بنے ہوتے ہین اون کی تعظیم کو کوئی شخص برا نہین کہتا اس وسوسہ شیطانی کا رحمانی طریق پر جواب یہ ہے کہ اول تو شرک صرف اس ہی صورت مین منحصر نہین کہ کسی شے کو معاذ اللہ عین خدا کہا جائے یہ صرف شرک فی الذات کا مرتبہ ہے بلکہ اوس کی صفات خاصہ مین کسی مخلوق کو اوسکا شریک قرار دینا بھی بعینہ شرک ہے اسکو شرک فی الصفات کہتے ہین

مغالطہ اول جواب اول

جواب مغالطہ اول جواب اول

چنانچہ عالم مین جسقدر شرک پہیلا ہوا ہے وہ اکثر اِس ہی قسم کا ہے ورنہ دنیا مین شاید ہی
کوئی ایسا بے وقوف آدمی نکلے جو خدا کے سوا اوس کی مخلوق مین سے کسی کو نعوذ باللہ عین خدا
سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ یہ ہین پیدا کرنا مارنا جلانا روزی وصحت ومرض وغیرہ
دینا حاضر وناظر عالم الغیب ومعبود خلائق ہونا بس اِس قسم کی صفات کا خدائے وحدہ
لاشریک کے سوا کسی مخلوق مین اعتقاد رکہنا یقیناً شرک مین داخل ہے ظاہر ہے کہ بعینہ یہی
صفات عزادار تعزیون یا اماموں مین قرار دیتے ہین جیسا کہ اون کے اقوال وافعال سے صاف
ظاہر ہے جنکی تفصیل کما حقہ ماسبق مین گذر چکی اِس امر کا انکار بعینہ اپنے وجود کا انکار
ہے دوسرے بت پرستی بہی فقط اِس ہی امر پر موقوف نہین کہ کسی جاندار چیز کی تصویر
بناکر پوجی جائے بلکہ خدا کے سوا تمام چیزون کی پرستش بت پرستی ہی مین داخل ہے
ورنہ درختون اور دریاؤن اور ستارون وغیرہ اشیاء کے پوجنے والون کو مشرک
وبت پرست نہ کہنا چاہئے حالانکہ تمام اہل عقل ودین کے نزدیک سب اِس معاملہ
مین یکسان سمجھے جاتے ہین اور اب تو عزادارون نے تعزیون مین تصویرین بنانی
بہی شروع کردی ہین چنانچہ دلدل وحور کے تعزئے مشہور ہین تیسرے مکانات وغیرہ
وغیر ذی روح کی تصویرین شرعاً اوس ہی وقت تک جائز ہوسکتی ہین جب تک کہ
اون کے ساتھ شرک وبت پرستی کا معاملہ یا کوئی خلاف شرع امر نہ کیا جائے نہ اون
کی نسبت اِس قسم کا اعتقاد رکہا جائے جس مین شرک وبت پرستی پائی جائے ورنہ ایسے
عقائد فاسدہ وناپاک اعمال کی حالت مین جاندار وغیر جاندار کی تصویرین خواہ
مکین کی ہون یا مکان کی زمین کی ہون یا آسمان کی یا خود ذی صورت ہی کیون نہون
سب برابر ہین اون تمام کے ساتھ بلاتخصیص اِس قسم کے عقائد فاسدہ رکہنے اور اعمال
باطلہ بجالاتے قطعاً شرعاً حرام ہین اون کا معتقد ومرتکب یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج
ہے چوتھے یہ ہے کہ کسی شے پر دوسری شے کا نام لگانے سے یہ نہین ہوتا کہ اوس شے کا

حکم بعینہ دوسری شے کا سا ہو جائے اور اون دونوں کے ساتھ یکسان برتاؤ کیا جائے
مثلاً کوئی شخص بکرے کا نام شیر رکھدے تو اوس سے یہ نہیں ہوتا کہ جیسا کہ شیر سے اوسکو
درندہ جان کر ڈرتے ہین ایسے ہی اوس بکرے سے بھی ڈرنے لگین اس ہی طرح پر یون
سمجھنا چاہیے کہ اگر کسی حقیر وذلیل چیز کا نام کسی معزز ومکرم شے کا رکھدین تو یہ نہیں ہو سکتا
کہ اس نام رکھنے سے وہ ذلیل وحقیر شے معزز وواجب التعظیم بنجائے مثلاً کوئی شخص
اپنے مکان کا نام خانہ کعبہ قرار دے یا فرض کیجیے کہ اول ہی سے اوس مکان کو
اس نام سے بنائے تو اوس مکان کی تعظیم بیت اللہ کی برابر ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ
اوس کے گرد طواف کرنا درست ہے نہ اوس کے چارون طرف نماز پڑھنی جائز نہ اوسکو
قبلہ سمجھنا روا نہ اوس مین ارکان حج ادا ہونے کی صلاحیت بلکہ یہ تمام امور قطعاً ناجائز و
حرام ہین پانچوین یہ ہے کہ جن امور ناشروع کا عزادار تعزیون کے ساتھ برتاؤ کرتے
ہین وہ جب حضرت امام کے روضہ متبرک بلکہ آپ کی ذات مقدس کے ساتھ بھی ہرگز شرعاً
درست نہیں ہو سکتے تو پھر جن مصنوعی چیزون پر اون کا محض فرضی طور پر نام آگیا ہی
اور پھر وہ بھی صرف ان عقلمندون ہی کا لگایا ہوا ہے اس قسم کے امور لایعنی وناشروع
کس طرح پر درست ہو سکتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ امام شہید کربلا کے روضہ معلی کو نہ سجدہ
کرنا ہی درست ہے نہ اوس پر شیرینی وعلم وغیرہ چڑھانا جائز نہ مرادون کی عرضیان
لٹکانا روا نہ کبھی وہان باجا بجانا بجا اور نہ وہان کھڑے ہو کر جتے جتے کہکر سینہ وسر کا پیٹنا
شایان نہ جھوٹے توہین آمیز مرثیون کا گانا زیبا نہ اوس مقام پر غیر محرم عورتون
کے ساتھ اختلاط حلال علی ہذا القیاس نہ امام برگزیدہ انام کی نسبت عالم الغیب وحاضر و
ناظر وحاجت روا ہونے کا اعتقاد رکھنا صحیح نہ اون کا اولادون کو فقیر بنانا درست
نہ اونکو صحت وحیات ورزق دینے والا جاننا جائز بلکہ ان تمام امور کا اعتقاد رکھنا قطعاً
شرک اور اس قسم کے افعال قبیحہ کا بجالانے والا یقیناً مشرک ہے چھٹے یہ ہے کہ ہنود بت پرست

بھی اپنے ذمہ سے بت پرستی کا اعتراض رفع کرنے کے واسطے بعینہ اس ہی قسم کی توجیہہ کرسکتے ہین کہ ہم بھی اپنے بتون کو عین خدا نہین سمجھتے بلکہ چونکہ اون پر ہمارے اوتار و دیوتاؤن کا نام لگ گیا ہے اسلئے ہم اون کی تعظیم کرتے ہین پھر کس بناء پر تم ہمکو شرک اور آپ کو موحد قرار دیتے ہو غرض کہ جو جواب عزاداروں کا ہے بعینہ وہی جواب ہے ہنود بیچارون کا بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اگر وہ ان مدعیان اسلام کو زیادہ سخت پکڑنا چاہین تو یون بھی کہہ سکتے ہین کہ تم تعزیون کی تعظیم صرف اس بناپر کرتے ہو کہ اون پر تمہارے امامون کا نام آگیا ہے اور چونکہ ہم تمہارے امامون کو نہین مانتے اسلئے ہم پر اون کی تعظیم ضروری نہین البتہ چونکہ ہمارے بتون پر تمہارے نزدیک خدا کا نام لگ گیا ہے چنانچہ تمہارا ہمکو اس بناپر مشرک قرار دینا خود اس امر کو ثابت کررہا ہے کہ تم ہمارے بتون پر خدا کا نام لگجانے کو تسلیم کئے ہوئے ہو اور چونکہ خدا کو ہم اور تم دونون مانتے ہین بلکہ ہماری بہ نسبت تم اوس کے ماننے کا زیادہ طمطراق کے ساتھ دعوے کرتے ہو تو اس صورت مین تمکو ہمارے بتون کا برا کہنا نہین پہنچ سکتا بلکہ تم پر اون کی تعظیم واجب ہے بس اس حالت مین تمکو یہ چاہیئے کہ ہر روز صبح و شام ہمارے بت خانون مین حاضر ہو کر نہایت ادب و تعظیم سے ہمارے بتون کو ڈنڈوت اور سجدہ کیا کرو تو مین اوسوقت یارو عزادارو تمکو امامون کے اون نامون کی قسم دے کر جن کی وجہ سے تمپر تمہارے اس اصول مفروضہ کی بناء پر تعزیون کی تعظیم واجب ہوگئی ہے تم سے یہ پوچھتا ہون کہ تم ایسی سخت حالت مین اون کے ایسے سخت حملہ سے کس طرح پر اپنی جان چھڑاؤگے نجدا مین سچ کہتا ہون کہ تم اس اضطرار کی حالت زار مین بجز اس کے کہ پکے اور سچے مسلمانون کے دامن عاطفت مین پناہ پکڑو چاروناچار تمسے اور کچھہ چارہ کار نہ بن پڑے گا اور واقعی ایسی سخت دار وگیر کی حالت ناگزیر مین اس حصن حصین کے سوا اور کوئی امن کا مقام تمکو ہرگز نہ مل سکے گا تو عزادارو بس ہم تمکو دنیا مین

مخالفین اسلام کے حملون سے چھڑانے اور عقبے مین آتش دوزخ سے بچانے کے لئے محض
خدا کے واسطے سمجہا رہے ہین خدا کرے تم سمجہ جاؤ اور ان عقائد فاسدہ و اعمال واہیہ
سے باز آؤ اب باقی رہا مکانات متبرکہ کے نقشون کی تعظیم کا حال جس کا ان عجیب الاعمال
نے محض دہوکے کا جال پہیلا کر بہولے بہالے مسلمانون کے پہانسنے کے لئے اپنے دلمین
فضول نقشہ جمایا ہے تو ہم اس نقشہ کو بہی نقاش ازل کے فضل لم یزل پر کامل بہروسہ کرکے
اہل فہم کے دلون سے نقش بر آب کی مانند ایک چشم زدن مین مٹائے دیتے ہین بلکہ انشاء اللہ
ہمیشہ کے واسطے اسکو صفحہ ہستی ہی سے نیست و نابود کئے دیتے ہین اس کیفیت کی تحقیقی و واقعی
حقیقت اور اس کا محققانہ بیان یہ ہے کہ کسی شے کی تعظیم چار صورتون مین متحقق ہوتی ہے
ایک شرعی جسکا خدا اور رسول کی جانب سے کسی قسم کا حکم ہو جیسے کہ خانہ کعبہ و قرآن شریف
وغیرہ کی تعظیم اس قسم کی تعظیم کا اگر بالفرض کوئی سبب ظاہری بہی ہمارے عقل نارسا مین
نہ آئے تب بہی وہ ہمارے حق مین واجب التعمیل ہوگی اس لئے کہ خدا اور رسول کے حکم سے
زیادہ کسی شئے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے دوسرے عقلی جسکا مدار نفع کے حاصل کرنے اور
ضرر کے دفع کرنے پر ہوتا ہے جیسے کہ کسی رئیس و بادشاہ کی تعظیم کہ اوس کے بجا لانے کی
صورت مین امید نفع اور بجا نہ لانے کی حالت مین نقصان کا احتمال متصور ہے پہر کبہی یہ
دونون ایک شئے مین جمع بہی ہو جاتی ہین جیسا کہ اپنے بادشاہ و اولوالامر کی تعظیم کہ وہ
باوجود عقلی ہونے کے شرعی بہی ہے تیسری نفسانی جس مین نفس کو ایک قسم کی لذت حاصل
ہوتی ہے جیسے کہ محبوب کی تعظیم چوتھی طبعی جو محض تقاضائے طبیعت ہوتا ہے جیسے کہ اپنے
والدین و اوستاد و پیر اور دیگر بزرگان دین کی تصویر یا اون کے ملبوسات وغیرہ
کی تعظیم پہر کبہی یہ دونون جمع بہی ہو جاتی ہین جیسے کہ اپنے محبوب کی تصویر زیبا کی تعظیم
کہ باوجود طبعی ہونے کے اس مین نفس کو بہی ایک خاص قسم کی لذت و کیفیت حاصل
ہوتی ہے جسکا لطف صاحبان مذاق پر مخفی نہین اس تحقیق کے بعد یون سمجہنا چاہیے کہ مکانات

متبرکہ کے نقشون کی تعظیم ان چارون صورتون مین سے کس صورت مین داخل ہے ظاہر ہے کہ شرعی تو ہے نہین اس لیے کہ خدا ورسول کی جانب سے اس کے بارہ مین کوئی حکم نازل نہین ہوا نہ کسی امام کے قول وفعل سے کچھ ثابت ہوتا ہے اور عقلی بہی نہین اسلیئے کہ ان کی تعظیم کرنے مین کسی طرح کے نفع کا خیال اور نہ کرنے مین کسی قسم کے نقصان کا احتمال ہرگز متصور نہین علی ہذا القیاس نفسانی بہی نہین کیونکہ اسمین نفس کو لذت نہین حاصل ہوتی ہان اگر ہوسکتی ہے تو یہ طبعی ہوسکتی ہے جو محض طبیعت کا تقاضا ہے کہ کسی بزرگ یا محترم شے کی تصویر کو بہی طبیعت محترم و بزرگ سمجھا کرتی ہے یا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ کسی خاص شخص کے حق مین جسکا جہان سے نرالا مذاق واقع ہوا ہو اسکو نفسانی بہی کہلو اور اس مین شبہہ نہین کہ تعظیم شرعی کے سوا یہ تینون قسم کی تعظیم اول تو حجت شرعی نہین ہوسکتی کہ اس پر کسی شے کی تعظیم کو قیاس کیا جائے اور دین کے معاملہ مین اسکو سند قرار دیا جائے دوسرے یہ بہی ظاہر ہے کہ اگر یہ حد شرعی سے تجاوز کر جائے تو اس صورت مین شرعاً ممنوع قرار دی جائے گی خاصکر جسوقت کہ شرک و بت پرستی تک اس کی نوبت پہنچ جائے تو اوسوقت قطعاً حرام سمجھی جائے گی اور اوسکا مرتکب حدود اسلام سے جو محض توحید و اتباع سنت پر قایم کی گئی ہین یقیناً خارج قرار دیا جائے گا لو یہ ہے اس مغالطہ بے اصل و حقیقت کی اصل حقیقت جس کو ہمنے حق پسند طبیعتون پر کماحقہ منکشف کر دیا کہ کسی طالب حق کو ایسے امور لاطائل کے باطل ہونے مین کسی قسم کا شک و شبہہ کسی وقت مین دامنگیر خاطر نہین ہوسکتا لیکن اس قسم کے عقیدہ والون کی طرف سے ہمکو اب تک اس کا اطمینان کلی نہین کہ اونکو ہمارے اس بیان کافی و شافی پر کافی اطمینان حاصل ہوگیا ہو بلکہ وہ اس مقام مین کچھ بعید نہین کہ یہ شبہہ واہیہ پیدا کرین کہ اس تحقیق سے صرف یہ بات ثابت ہوئی کہ تعزیون وغیرہ کے ساتھ شرک و بت پرستی وغیرہ خلاف شرع امور کا برتاؤ کرنا حرام ہے لیکن اس سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ اون کا بنانا بھی قطعاً باطل و شرعاً ناجائز ہے اس لئے کہ جو شے فی نفسہ جائز ہے

اوس کے ساتھ کوئی ناجائز معاملہ کرنے سے وہ شئے حرام نہین ہوجاتی شلاً فرض کیجئے کہ اگر
کچھ لوگ کسی سجد کے ساتھ اس ہی قسم کے معاملات عمل مین لانے لگین جو تعزیون کے ساتھ
مستعمل ہین کہ اوس کے در پر کھڑے ہوکر یا جا بجائین اوس کی محرابون مین علم و شیرینی چڑہائین
اوس کے منبر پر چڑھ کر مرثئے پڑہین اوس کے منارون پر منت کی عرضیان لٹکائین غرض
کہ جو جو معاملات تعزیون کے ساتھ کئے جاتے ہین وہ سب سجد کے ساتھ ہونے لگین تو اس قسم
کے افعال سے کیا مسجدون کا بنانا حرام ہے اور بنی ہوئی مساجد کا ڈھانا جائز ہوجائے
گا نہین بلکہ اس طرح کے افعال ہی حرام ہون گے باقی مساجد بدستور اپنی حالت پر معمور
رکھی جائینگی علی ہذا القیاس مکانات کے ساتھ اس ہی قسم کی خرافات حرکات کا برتاؤ کرنے
سے مکانون کا بنانا اور بنے ہوؤن کا گرانا سمجھا جاتا ہے بس بعینہ یہی کیفیت تعزیون کے
بارہ مین ہے کہ اس قسم کے خلاف شرع معاملات کا اون کے حق مین برتاؤ کرنا حرام
ہوگا لیکن اس سے خود تعزیون کا بنانا حرام نہین ہوسکتا کیونکہ وہ مکان روضہ کی
شکل ہوتے ہین اور مکانات کی شکل کا بنانا شرعاً جائز ہے تو جائز شئے ان حرام کامون
کی وجہ سے کیونکر حرام ہوجائے گی بس عزادارون کے فرقہ مین کوئی بڑے سے بڑا
علم والا صاحب جودت و ذکا اپنی تمام قوت علمی و جودت طبعی کو صرف کرکے غایت سے غایت
تعزیون کے جواز اور اون کے عدم حرمت کے معاملہ مین یہی نامعقول توجیہہ کرسکتا ہے
اس ابلہ فریب مضمون کے جواب دینے سے پہلے مین ایک قاعدہ بیان کرتا ہون جس سے
اوسکا جواب بہ آسانی سمجھہ مین آجائے اور اس قسم کی بیہودہ تقریرون کو سنکر پھر کوئی
ادنے اہل فہم بھی ان عقلمندون کے دہوکے مین نہ آئے وہ یہ ہے کہ ایک شئے کو دوسری
شئے پر قیاس کرنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ جس وجہ سے ایک شئے کو دوسری پر قیاس
کیا جائے وہ دونون مین ایک ایسا شترک امر ہونا چاہئے جو علت قیاس کی ہوسکے
ورنہ کچھہ بھی مناسبت کے سبب سے اگر ایک دوسرے پر قیاس کیا جائے تو یہ بات لازم آئیگی

کہ عالم مین جسقدر بھی چیزین ہین ایک کو دوسرے پر قیاس کر کے ہر ایک شے کا حکم دوسری شے کا سا قرار دیدین کیونکہ تمام اشیاء مین کسی نہ کسی وصف مین جبکا ادنے درجہ وجود و عدم ہے باہم مناسبت ضرور ہے مثلاً بکری کے حلال ہونے پر ہاتھی کے حلال ہونے کو اور ہاتھی کے حرام ہونے پر بکرے کے حرام ہونے کو قیاس کر لیا جائے اسی طرح پر عالم کی تمام اشیاء کو حلال و حرام کہہ سکتے ہین اس صورت مین کسی شئے کی حلت و حرمت ہرگز باقی نہین رہ سکتی اور نہ کسی شئے کو اچھا یا برا قرار دے سکتے ہین ظاہر ہے کہ یہ امر بداہت کے بالکل خلاف ہے کوئی عقلمند اسکا قائل نہین ہو سکتا جب یہ قاعدہ مسلم ہو چکا تو اس سے یہ امر صاف ثابت ہو گیا کہ مساجد یا مکانات کی تعمیر پر تعزیون کے بنانے کو ہرگز قیاس نہین کر سکتے اس لیے کہ مساجد اور مکانات کے تعمیر کی جو وجہ ہے وہ تعزیون مین ہرگز نہین پائی جاتی اس لئے کہ مساجد کے بنانے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے کہ اون مین مسلمان مجتمع ہو کر نماز پڑھین اس اجتماع مین جو کچھ مصلحتین ہین وہ اہل دین پر مخفی نہین ایسے ہی مکانات کا بنانا دنیاوی ضرورت سکونت و آسائش وغیرہ کی غرض پر مبنی ہے اسوجہ سے ان مین اگر بالفرض کسی جانب سے کوئی خلاف شرع امر پیش آجائے تو صرف وہ امر ہی ناجائز قرار دیا جائے گا اور اوسکا وبال صرف اوس مرتکب ہی کے ذمہ پر رہے گا مگر اس سبب سے خود مساجد و مکانات کا بنانا کسی طرح پر ممنوع اور اون کا توڑنا جائز یا ضروری نہو گا ہان اگر انکو بالفرض کوئی بیدین بلا ضرورت فقط بیدینی ہی کے کامون کے واسطے بنائے تو بے شک انکا بنانا حرام اور اون کا گرانا جائز بلکہ ضروری ہو گا کیونکہ ایسی صورت مین نہ تو مسجدون کا مرتبہ سجدون کا سا رہے گا نہ مکانون کا حکم مکانات کا سا برخلاف تعزیون کے کہ اول تو اون کے بنانے کے واسطے نہ تو خدا و رسول ہی کا حکم ہے اور نہ کسی امام و پیشوایان دین کے قول و فعل ہی سے ثابت ہے اور نہ کوئی دنیاوی ضرورت ہی ان کے بنانے کو مقتضی ہے نہ کوئی ان کے بانیان

وسوجدین میں سے ان کو دنیاوی ضرورتوں کے لئے تجویز کرتا ہے کیونکہ ان عقلمندوں
نے تو اپنے گمان وخیال میں ان کو دین ہی کے واسطے تجویز کر رکھا ہے جو محض فرضی وخیالی
امر ہے جسکی اصلی حقیقت ماسبق میں ہم نے کماحقہ منکشف کر دی دوسرے یہ ہے کہ جس کسی کو
اللہ جل شانہ نے ادنےٰ عقل بھی عطا فرمائی ہے وہ اس امر کو خوب جانتا ہے کہ ان کا
بنانا محض اون ہی امور کی غرض سے ہے جن کا عزادار جوان کے موجد ہیں ان کے ساتھ
برتاؤ کرتے ہیں ہر چند کہ یہ لوگ زبان سے اس امر کا اقرار نکریں بلکہ ان کے بنانے کی
غرض کے واسطے طرح طرح کی باتیں گھڑیں لیکن واقعی بات یہ ہی ہے کہ ان کے بنانے
سے اصلی مقصود یہی حرکات ناشائستہ وخلاف شرع ہیں جو ان کے ساتھ برتی جاتی
ہیں جو یقیناً عقل ودین کے خلاف ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ عموماً تمام تعزیوں کے ساتھ
کم وبیش اس ہی قسم کے خلاف شرع معاملات کا برتاؤ کیا جاتا ہے جس سے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ تمام تعزیوں کی صورتیں صاف طور پر اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ یہ اس
ہی قسم کے حرکات نامشروع بجالانے کی غرض سے بنائے گئے ہیں غرض جیسے کہ بتخانوں
کی تشکیل اون کی بت پرستی کے واسطے موضوع ہونے کی دلیل ہیں ایسے ہی تعزیوں
کی صورتیں بھی تعزیہ پرستی کو ثابت کر رہی ہیں دوسرے یہ ہے کہ کوئی تعزیہ دار
اپنے تعزیہ پر اس قسم کی خلاف شرع حرکات کرنے سے نہ تو خود ہی باز رہتا ہے اور نہ
دوسروں کو ہی اون سے روکتا ہے کہ خبردار یہ حرکتیں شرک وبت پرستی کی ہیں ہرگز
میرے تعزیہ پر ان کا برتاؤ نکرو بلکہ جس کے تعزیہ پر جتنی بھی ایسی حرکتیں زیادہ کی
جاتی ہیں اوتنا ہی وہ زیادہ خوش ہوتا ہے اور دیکھنے والے بھی اوس کے تعزیہ کو اچھا
جانتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ جس تعزیہ پر روشنی بھی بکثرت ہو یا جا بھی اوس پر بڑی
دھوم دھام سے بج رہا ہو حلوا وشیرینی ومالیدہ کی بھری ہوئی قابیں بھی اوس کے نیچے
کثرت سے رکھی ہوئی ہوں سہرے اور روپہرے علم بھی اور باقی تعزیوں کی بہ نسبت اوس پر

زیادہ چڑھائے گئے ہون منت کی عرضیون کے ہار بہی سب سے زیادہ اسکے گلے مین بڑہ چڑہ کر پڑے ہون بس وہی تعزیہ سب تعزیون کا سردار سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر تعزیہ دار حتی الوسع اپنے تعزیہ کو ایسی شان اور ایسی طرز و انداز کی آن بان کا بنانا چاہتا ہے جو اون تمام خرافات لایعنی و حرکات بے معنی کا شایان ہو تیسرے یہ ہے کہ ہر اہل عقل بشرط انصاف اس بات کو یقیناً جان سکتا ہے کہ اگر تمام اہل اسلام اس امر پر باہم اتفاق کر لین کہ کسی تعزیہ پر نہ تو باجا بجائین نہ اوسپر علم و شیرینی چڑھائین نہ منت کی عرضیان لگائین نہ اون کی زیارت کے واسطے جائین نہ اپنی اولاد کو امامون کا فقیر بنا کر اون کے سلام کو بیجائین نہ وہان مرثیے پڑہین نہ کسی قسم کی خلاف شرع حرکت کرین نہ عشرہ کے روز اون کو زمین مین دفن کرین نہ اون کا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان عمل مین لائین غرض اس قسم کے جملہ امور نا مشروع جو اون کے ساتھ برتے جاتے ہین بالکل یک قلم ترک کر دئے جائین تو پہر دیکھئے کہ تعزیون کا عالم مین نام و نشان بہی باقی رہتا ہے یا نہین خیر ان تمام حرکات کا موقوف کرنا تو بڑی بات ہے میرا گمان تو یہ ہے کہ فقط ایک باجے ہی کے ترک کرنے سے ان کی نمود باقی نرہے اور ان تمام امور کے نیست و نابود ہو جانے سے تو یقینی امر ہے کہ تمام تعزیون کا وجود صفحہ ہستی سے ایسا مٹ جائے کہ چہار دانگ عالم مین ان کا نشان تک بہی کہین نظر نہ آئے اگر بفرض محال اس حال مین بھی کوئی عجیب الخیال اس فعل کو عمل مین لائے تو اس حالت مین اگرچہ اوس کے اس فعل سے شرک و بت پرستی لازم نہ آئے لیکن پہر بہی یہ ضرور ہے کہ اس صورت مین بہی اوسکا یہ لغو فعل اسراف مین داخل ہو کر قطعاً خلاف دین سمجھا جائے گا بس ان وجوہ ثلثہ سے باحسن الوجوہ بقینی طور پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ تعزیئے خاص ان حرکات خلاف دین ہی کے واسطے موضوع اور یہ حرکات اون کے حق مین لوازمات مین سے ہین جن کا انکار کرنا طلوع آفتاب کے وقت مین بعینہ روز روشن کا انکار کرنا ہے اور اگر بالفرض کسی تعزیہ خاص کے ساتھ

کسی خاص وجہ سے اتفاقیہ اِس قسم کے معاملات نہ بھی کیے جایئن تو وہ ساقط الاعتبار اور بچند وجوہ حرام ہونے کا سزاوار ہے اول تو وہی اسراف کی وجہ جو ابھی بیان ہو چکی دوسری وجہ یہ ہے کہ اوس کے ساتھ اِس قسم کا خلاف شرع معاملہ نہ کیا جانا کچھ اِسوجہ سے نہین کہ اوس مین ایسے معاملات کی صلاحیت نہین پائی جاتی بلکہ وہ کسی خارجی وجہ سے ہوتا ہے جو اوس کے سدراہ و مانع ہو جاتی ہے مثلاً یہ کہ وہ ادنی شان کا ہو کہ بڑی شان والون کے ہوتے اوس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ کرے یا یہ کہ کسی بڑی شان اور تزک والے عالیشان رئیس و نواب کا ہو جس کے در پر پہرہ لگا ہوا ہو کہ وہان ہر کس و ناکس کی رسائی دشوار یا اوسپر شیرینی و علم وغیرہ کا چڑہانا اوس صاحب تعزیہ عالی شان کی شان عالی کے حق مین عار ہو یا بالفرض کوئی اور اِس ہی قسم کی خاص وجہ پیش آئے جس کے باعث سے اِن امور نا شروع کا اوس کے ساتھ برتاؤ نہ کیا جائے حاصل یہ ہے کہ ہر طرح پر ہر صورت مین تعزیون کا بنانا اور اون کو مساجد و مکانات پر قیاس کرنا عقل و دین دونون کے قطعاً خلاف ہے ہر چند کہ ہماری اِس تحقیق مین جو اِس وسوسہ شیطانی کے جواب مین رحمانی طریق پر واقع ہوئی ہے کسی عقلمند منصف مزاج و طالب حق کو کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہو سکتا لیکن عزادارین کو انصاف و طلب حق سے کچھہ سروکار نہین اِسکو سنکر غالباً یہ دوسرا مغالطہ پیش کرین گے جسکو وسوسہ رجیمی سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ تعزیون کے بنانے مین شرک و بت پرستی وغیرہ خلاف شرع امور نظاہر لازم آتے ہین لیکن باوجود اِس کے اِس امر مین بھی شبہہ نہین کہ اِن کی بدولت دین کے متعلق چند قسم کے منافع بھی ضرور حاصل ہو جاتے ہین ایک تو شوکت اسلام کہ مسلمانون کا انبوہ کثیر جب مجتمع ہو کر نکلتا ہے تو کفار کے دلون پر ہیبت طاری ہوتی ہے دوسرے امامون کی یادگاری اِس ذریعہ سے ہو جاتی ہے ورنہ امامون کو کون جانتا تیسرے اون کی برکت سے خیرات ہو جاتی ہے کہ ہر سال اِسوجہ سے ہزار دن

بھوکون کو کھانا اور بیشمار پیاسون کو شربت نصیب ہو جاتا ہے اور اسکا ثواب اماموں
کی روح پر فتوح کو پوہنچتا ہے جو خاص اونکی اور خدا اور رسول کی خوشنودی کا باعث ہے
اس صورت مین ظاہر ہے کہ ان وجوہ پر نظر کر کے تعزیہ داری کو اگر بدعت بھی سمجھا
جائے تو غایت سے غایت یہ ہے کہ بدعت حسنہ کہا جائے جسکو اکثر علماء نے جائز بلکہ
بہتر قرار دیا ہے نہ سیئہ جس کے قطعاً حرام ہونے پر کل نے اتفاق کیا ہے یہ مغالطہ
حقیقت مین پہلے مغالطہ سے بھی کہین بڑھا چڑھا ہوا ہے کہ اس نے شیعہ بیچارون
کا تو بھلا کیا ذکر اون بھلے مانسون کے تو مذہب کی بنا ہی خاص ایسے وہمی و خیالی
امور پر واقع ہوئی ہے اکثر کم علم و سادہ لوح بھولے بھالے سنیون کو بھی دھوکہ مین
ڈال رکھا ہے کہ مذہب اہل سنت کے مدعی بنکر عزاداری مین شیعون کے برادر بجان
برابر بنے ہوئے ہین ہر چند کہ جی تو یون چاہتا تھا کہ اس مقام مین سنت و بدعت کی
نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تحقیق بیان کرون اور بدعت سیئہ و حسنہ کی کماحقہ تحقیق
کر دون تاکہ ہمارے اس رسالہ کے ناظرین طالبین حق مین سے کوئی اہل فہم بدعت
و سنت کے باہم فرق کرنے مین کبھی دھوکہ نکھائے اور کسی قبیح شے کے حسن سمجھنے
مین اس قسم کے ابلہ فریب مضمونون کے سبب سے ہرگز مغالطہ مین نہ آئے بلکن دقت
یہ ہے کہ اول تو سنت اور بدعت کی بحث فی نفسہ کچھ ایسی کم نہین کہ کسی مضمون کے ضمن
بیان مین اوس کا بیان کامل اور اوس کی پوری حقیقت بہ آسانی آسکے بلکہ اس کے
لئے درحقیقت ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے دوسرے ہمارا یہ مختصر رسالہ آخر مین اس
بحث عزاداری کے کسی قدر مفصل بیان کرنے کے سبب سے جس کی اس زمانہ مین سخت ضرورت
تھی ہمارے اندازے سے جسکا اول مین ہم نے قصد کیا تھا فی الجملہ مطول بھی ہو گیا اور ہنوز
یہ بحث ناتمام باقی ہے خدا معلوم انجام مین یہ کہان تک طوالت کھینچے اس لئے یہ ہی مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام مین بقدر ضرورت بالاجمال سنت و بدعت کا اس طرز پر حال

بیان کیا جائے کہ ارباب فہم و فراست کے حق مین یہ اجمال تفصیل کی برابر کام دے اور اس مغالطہ بے اصل کی درخت بدسرشت کو جو کم فہمون کا لگایا ہوا ہے اسطرح پر جڑسے اوکھاڑ کر پھینکدے کہ عالم مین کہین اسکا نام و نشان تک بھی باقی نرہے اصل یہ ہے کہ دین مین جو شئے اس قسم کی زیادہ کی جائے جس کی اصل سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ خیر القرون اور صحابہ اطہار و تابعین اخیار یا تبع تابعین ابرار کے زمانہ مبارک مین نہ پائی جائے خواہ وہ شئے عقائد کی قسم سے ہو یا اعمال کے قبیل سے اوس کے اصول دین کے اعتبار سے علماء دین متین کے نزدیک فقط تین متین ہو سکتی ہین اول یہ کہ وہ سنت کے مخالف ہو دوسرے یہ کہ وہ سنت و توحید دونون کے مخالف ہو تیسرے یہ کہ وہ دونون مین سے کسی کے بھی مخالف نہو پھر اس تیسری قسم کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ اوسمین دین کے متعلق کوئی خوبی متحقق ہو دوسری یہ کہ اوسمین کسی قسم کی خوبی نہو اول قسم یقیناً بدعت اور دوسرے قطعاً شرک ہے لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ وہ بدعت ہی نہین بلکہ یہ معنی ہین کہ وہ بدعت کی حد سے تجاوز کر کے شرک کی حد تک پہنچگئی ہے چونکہ بدعت کی بہ نسبت شرک بدرجہا زیادہ بُرا ہے اسوجہ سے اوسکا شرک ہی مین شمار کیا جاتا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بدعتی صرف فاسق و فاجر اور شرک قطعاً کافر ہے ان دونون قسمون خاص کر دوسری قسم مین دین کے متعلق کسی قسم کی خوبی ہرگز متحقق نہین ہو سکتی اسواسطے کہ سنت سید عرب و عجم خصوصاً توحید خلاق عالم کی قباحت کے مقابلہ مین کوئی ایسی خوبی نہین ہو سکتی جو اوس کی تلافی کر سکے تیسری قسم کی اول صورت کا حال یہ ہے کہ اوسکی خوبی پر نظر ظاہر کر کے بعض علماء ظاہر نے اوس کا بدعت حسنہ نام رکھہ دیا ہے کہ اوس کے حسن کی وجہ سے اوس کے اکتساب کو بہتر سمجھا ہے جیسا کہ اول قسم کی برائی کا لحاظ کر کے اوسکو بدعت سیئہ قرار دیا ہے اور اس کے ارتکاب کو بالاتفاق سب نے قطعاً حرام جانا ہے لیکن محققین کے نزدیک اول قسم بدعت مطلق اور تیسری قسم کی اول صورت مطلق سنت ہے

یہی تیسری قسم کی دوسری صورت اوس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اگرچہ بظاہر صورت اباحت رکھتی ہے اور اس خیال سے ظاہر بینون کے نزدیک اوس مین کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا لیکن ارباب فہم و درایت کے نزدیک جنکو اللہ جل شانہ نے چشم حقیقت بین عطا فرمائی ہے اوسکا ترک کرنا اولی قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ جب اوسمین دین کے متعلق کوئی خوبی ہی نہین تو پھر اس حالت مین اوس کے دین مین زیادہ کرنے کی کون ضرورت ہے ہمارا دین کچھ ناقص نہین جس کی تکمیل کی ہمکو ضرورت ہو بلکہ اوس کے کامل ہونے کی اللہ پاک نے اپنی کلام پاک مین ہمکو خبر دے دی ہے جس کے یقینی ہونے مین مومن کامل کو کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہو سکتا اس تحقیق کامل کے بعد جس مین سنت و بدعت کی بحث کا یہ تمام کمال بالاجمال اس انداز پر حال بیان ہو گیا جس نے طالب حق کو بفضلہ تعالے تفصیل سے مستغنی کر دیا اس امر کو بغور سمجھنا چاہئے کہ تعزیہ و مجالس عزا کا وجود تابعین بلکہ تبع تابعین کے بھی بہت زمانہ کے بعد ہوا ہے یہان تک کہ گیارہوین امام حسن عسکری کے زمانہ تک بھی اس بدعت شنیعہ کا عالم مین کہین پتہ نہین چلتا تیمور کے زمانہ پر آشوب سے جو سن آٹھ سو ہجری مین تھا اس بے بنیاد امر کی صرف ایک ضعیف بنیاد کا قایم ہونا عوام مین مشہور ہے اس صورت مین اقسام مذکورہ مین سے جو اوپر ابھی بیان ہو چکی ہین اسکا کسی قسم مین داخل ہونا ضرور ہے ان قسمون پر ادنے اغور کرنے سے ہر اہل فہم سمجھ سکتا ہے کہ یہ دوسری قسم مین داخل ہے جو خلاف سنت و خلاف توحید سے عبارت ہے اس لئے کہ ان مخترعات کی ذات عجیب الصفات دو قسم کی صفات سے مرکب ہے جن مین سے بعض تو خلاف سنت اور بعض خلاف توحید ہین جس کا ماسبق مین مفصلاً و مشرحاً بیان ہو چکا اس مقام مین اوسکا اعادہ کرنا طوالت سے خالی نہین اور اگر بالفرض عزاداردن کے اسلام ظاہری کی جو محض زبانی دعوے ہے اور اون کا حال اون کے قال کی تردید کر رہا ہے کوئی رعایت کرکے اون کے ان افعال عجیب الحال کو دوسری قسم مین داخل نہ

کرے تو غایت سے غایت اس رعایت کی یہ ہے کہ ان کی ان حرکات شنیعہ کو قسم اول میں داخل قرار دے کر بدعت سیئہ سمجھے بہر صورت دونون صورتون مین یہ امر ظاہر ہے کہ ان مین دین کے متعلق کسی قسم کی خوبی ہرگز تحقق نہین ہو سکتی اور اگر ظاہر بینون کی نظر ظاہری مین بظاہر کسی قسم کی وہمی وخیالی خوبی اس قسم کی اشیاء مین نظر بھی آئے تو وہ اللہ جل شانہ کے اون خاص بندون کے نزدیک جنکو اوس نے اپنے فضل وکرم سے چشم حقیقت بین عطا فرمائی ہے کبھی معتبر نہین ہو سکتی اول تو اسوجہ سے کہ سنت و توحید کے خلاف کرنے کی برائی کا کسی قسم کی بھلائی کا مقابلہ اور اوس کی تلافی نہین کر سکتی دوسرے اس سبب سے کہ اصول دین اس امر کو مقتضی ہے کہ جس شئے مین حلت وحرمت دونون کی وجہ متحقق ہون تو حرمت حلت پر غالب آجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو شئے حرام وحلال سے مرکب ہو تو وہ شئے حرام ہی سمجھی جاتی ہے چنانچہ اگر پاک وناپاک شئے آپس مین ملائی جائین تا وقتے کہ وہ پاک شئے اسقدر کثرت سے نہو کہ اوسکی ہستی کے مقابلہ مین اوس ناپاک چیز کا وجود بمنزل نیست ونابود نہو جائے اوسوقت تک وہ شئے یقیناً ناپاک ہی سمجھی جائیگی خاصکر جس شئے مین حلت کی بہ نسبت حرمت کی وجوہ بکثرت ہون یا کسی وجہ حرمت کی صفت اس درجہ کی شدت کے ساتھ ہو جو قلت کی حالت مین بھی کثرت پر سبقت لے جائے تو ان دونون حالتون مین اوس شئے کے حرام ہونے مین کسی اہل عقل کو کسی طرح کا کلام نہین ہو سکتا چنانچہ تعزیہ داری مین یہی صورت متحقق ہے کہ اول تو اوسمین حرمت کی وجوہ اسقدر کثرت سے ہین جن کا شمار دشوار ہے جن کی کسی قدر تفصیل بقدر ضرورت ہم اوپر بیان کر آئے ہین دوسرے اس مین بعض خاص خاص وجہ ایسی ہین کہ اون مین صفت حرمت اس درجہ کی شدت رکھتی ہے کہ کوئی دنیا بھر کی بھلائی بھی اوس برائی کا تدارک نہین کر سکتی چنانچہ تمام وجوہ سے قطع نظر کرکے صرف دو وجہ ہی پر نظر کر کے غور سے دیکھ لو ایک تو محرم کے ایام محترم خاصکر شہادت کی شب مکرم مین فسق وفجور اسقدر کثرت

سے ہوتا ہے کہ الامان الامان خدا بچائے اس بلا سے ہر مسلمان کو دوسرے شرک وبت
پرستی کی اس درجہ کثرت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ العظمۃ للہ خدا محفوظ رکھے اس آفت سے
ہر انسان کو لو یارو عزادارو اب انصاف کی ترازو مین ذرا انکو تم تول کر دیکھو کہ ان
واقعی برائیون کا پلہ کس قدر جھکا ہوا اور ان وہمی وخیالی بھلائیونکا پلہ کتنا اونچا اوٹھا
ہوا معلوم ہو رہا ہے جس کو موٹی نگاہ والا بھی صاف طور پر دیکھ سکتا ہے اسپر بھی اگر کوئی
نہ سمجھے تو اوسکو محض کور باطن سمجھنا چاہئے یہ تو اس مغالطہ کا اجمالی جواب ہے۔ جو
تمام اہل عقل وانصاف کے نزدیک ایسا کافی ووافی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اوس
کے لئے تفصیل کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی لیکن چونکہ ہمکو ایسے فہم وانصاف والے شخصون
سے پالا پڑا ہے جن کے خیال مین جو تمام جہان سے نرالا واقع ہوا ہے اس قسم کا بالاجمال
بیان آنے والا ہے ان بھلے مانسون کو بدون تفصیل کیون اطمینان ہونے لگا ہی یہ
فارغ البال تو بالکی کھال نکلوائے بغیر باز رہتے نہین معلوم ہوتے اسلئے یہ ہی مناسب
ہے کہ اس اجمالی جواب پر اکتفا نکر کے دوسرا تفصیلی جواب اس مغالطہ رجیمی کا رحیمی
طریق پر بیان کردن اور اس مغالطۂ بسیر وپا کے ہر ایک جزو مین جو کچھہ دہوکا ہے
جس کے سبب سے عوام الناس غلطی مین پڑے ہوئے ہین ادنے واعلی پر اوسکو بخوبی
منکشف کردن اس کی واقعی کیفیت یہ ہے کہ اس مغالطۂ بے اصل کی مصنوعی وفرضی
حقیقت تین جزؤن سے مرکب ہے شوکت اسلام ویادگاری امام عالی مقام اور خیرات
موجب حسنات بس ان ہی تینون پر ان مدعیان تثلیث کو بڑا ناز ہے اور ان ہی تین
چیزون کو اس امر بیجا وخلاف عقل ونقل کے بارہ مین موجب اولویت وافضلیت
وباعث ثواب وحصول برکت اپنے خیال مین محض خیالی طور پر ٹھہرا رکھا ہے لیکن درحقیقت
ان مین محض ظاہری ملمع کاری کے سوا حقیقت بینون کی نظر حقیقت شناس مین کسی
قسم کی خوبی نہین معلوم ہوتی واقعی بات یہ ہے کہ جس وقت اول ہی دفعہ ان پر

جواب تفصیلی مغالطہ دوم عزاداران

کسی قدر غور سے نگاہ ڈالی جاتی ہے تو عزاداری مین انہین سے ایک جزو کی بھی ذرہ
برابر کیفیت نظر نہین آتی پھر جب دوسری مرتبہ زیادہ غور سے ان پر نظر کی جاتی ہے تو
صاف وصریح طور پر ان کی پوری ضد نظر آتی ہے چنانچہ انہین سے ہر ایک جزو کی جدا
جدا تفصیل کے ساتھ حقیقت بیان کرتا ہون پہلے اس کے اول جزو کا حال سراپا وبال
سنئے جسکا ان مدعیان اسلام نے شوکت اسلام نام رکھا ہے اصل یہ ہے کہ کسی شے کی شوکت
کے لئے یہ امر ضرور ہے کہ وہ اس شان کے ساتھ ہو جس کے دیکھنے سے ناظرین کے دلون
مین اوس کی خوبی وعظمت پیدا ہو نہ کہ اس کے برعکس اوس کی ذلت وحقارت مثلاً بادشاہ
خلعت فاخرہ زیب تن کئے تاج مرصع سر پر رکھے تخت زرین پر بڑی شان وتزک وکروفر
سے جلوس فرما ہو اور اوس کے داہنے بائین زرنگار کرسیون پر وزراء امراء اراکین دولت
نہایت سکون ووقار کے ساتھ ادب سے سر جھکائے بیٹھے ہون اور اوس کے سامنے چوبدار
وعصابردار کمر بستہ ایک قرینہ کے ساتھ صف باندھے ہوئے مودبانہ کھڑے ہون اور
تمام حضار دربار ہر دم وہر لحظہ صدور حکم شاہی کے انتظار مین ہمہ تن گوش بنے ہون کہ
جہان حکم شاہ جہان پناہ صادر ہوا اور وہ جھٹ اوس کی تعمیل مین بسر وچشم دل و
جان سے مصروف ہوئے تب بادشاہ کے اس جاہ وجلال وسطوت جبروت کو جو شخص
دیکھے گا اوس کے دل مین خوبی وعظمت اور ہیبت وشان وشوکت پیدا ہو گی اور اگر اس
کے برعکس یون فرض کیجئے کہ وہ فرش زمین پر بے تمکین بنا ہوا سر برہنہ بیٹھا ہے اور
حاضرین دربار کے ساتھ ہنسی مذاق اور مسخراپن کر رہا ہے اور وہ درباری بھی اوس کے
ساتھ یاری باری چھیڑ چھاڑ اور پھبتیون کی اوس پر بوچھار کر رہے ہین ظاہر ہے کہ ہر شخص
اس کی اس حالت کو دیکھکر یقیناً یہ ہی سمجھے گا کہ یہ بادشاہ بیشک مخبوط الحواس بنگیا ہے اور
ہرگز لائق بادشاہت نہین رہا بس اس ہی مثال بے مثال پر اسلام کی شوکت و ذلت
کے حال کو قیاس کر لینا چاہئے کہ شوکت اسلام دین کے ایسے کامون مین ہو سکتی ہے

جن کی شان سے اوس کی خوبی وعظمت پائی جائے نہ اس قسم کی حرکات سے کہ جن مین
اوس کی ذلت وحقارت لازم آئے جن کا عزاداران لام ایام محرم الحرام مین برتاو کیا کرتے
ہین چنانچہ جسوقت ان مکرم ومحترم دنون مین یہ مدعیان اسلام جن مین اکثر جہلا وعوام
ہوتے ہین مجتمع ہوکر بانسون کو جن پر سرخ وزرد نیلے پیلے کپڑے منڈہے ہوتے ہین کاندہون
پر رکھے ڈھول تاشے بجاتے ہوئے مرثیے گاتے سینہ پیٹتے حسے حسے کہتے شور وغوغا مچاتے
ہوئے بازارون اور گلی کوچون مین نکلتے ہین پہر ان خرافات کے علاوہ بانس اور
قرطاس وغیرہ بیجان چیزون کے قالب بیروان پر جنکو یہ انجان خود جان بوجہہ کر
اپنے ہاتھون سے بناتے ہین طرح طرح کے طریقون سے اون کی پرستش بجالاتے ہین جو
ماسبق مین مفصل طور پر مذکور ہوچکے تو ہر عقلمند اس امر کا اپنے دل مین بشرطیکہ اوس مین
کچہہ بہی انصاف کا مادہ رکھا ہوا ہو پورا اندازہ کر سکتا ہے کہ ان حرکات لایعنی وخرافات
بے معنی مین مذہب اسلام کی کسقدر ذلت وتوہین ہوتی ہے جو حد بیان سے باہر ہے
اور اسلام جیسے بچے اور سچے پاک مذہب پر گروہ کفار بے باک ایسے تاک تاک کہ اعتراضات
کے تیرون کی بوچھار کرتا ہے جس سے اوسکا بچانا سخت دشوار ہوتا ہے جس حالت
مین کہ مخالفین کے حملون سے اپنے ہی مذہب کا بچانا دشوار ہو تو پہر کس کا منہہ ہے کہ
ایسی حالت زار مین خود ادبیر دار کر سکے بلکہ ان دنون مین غیرت والے شخص کو تو
ہندؤن کے سامنے آنکھین کرتے بہی شرم آتی ہے مین سچ کہتا ہون کہ عشرہ محرم مین میری
تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ حتی الامکان اپنے مکان سے باہر جانا مین پسند نہین کرتا لیکن
اس پیشۂ طبابت کی وجہ سے مجبوراً کسی بیمار کے دیکہنے کی ضرورت سے کہین جانے کی
ضرورت پڑ جاتی ہے ہر چند کہ موافقین ومخالفین اس امر کو خوب جانتے ہین کہ یہ
شخص ایسے بیہودہ کامون کو سخت برا جانتا ہے کہ اس قسم کے امور نابکار مین شرکت
تو درکنار اون کے دیکہنے کا بہی ہرگز روادار نہین اور مذہب اسلام کے اوس بچے او

سیدھے طریق پر ثابت قدم ہے جو اس قسم کے ناپاک امور کے گرد و غبار سے بدو فطرت
مین پاک و صاف واقع ہوا ہے مگر پھر بھی ان مدعیان اسلام کی ان خرافات کے سبب سے
مخالفین اسلام کے سامنے شرم وغیرت دامنگیر ہوتی ہے بس ہیرے اس حال پر اور
ایسے شخصون کے حال کو قیاس کرنا چاہیے جن کو اللہ تعالےٰ نے غیرت اور اون کے دلون
مین دین کی عظمت عطا فرمائی ہے ظاہر ہے کہ اس قسم کے امور بجالانے کا شوکت اسلام نام
رکھنا اون ہی لوگون کا کام ہے جنھون نے عقل و دین دونون کو ساتھ ہی بالاے طاق
رکھدیا ہے اور دین محمدی کی حقیقت اور اوس کی خوبی وعظمت کا اون کے تاریک دلون
پر دروازہ نہین کھلا ان مدعیان شوکت سے کوئی یہ تو کہے کہ اگر تمھارے نزدیک صرف
عوام اہل اسلام کے اژدہام ہی کا نام شوکت اسلام ہے تو اس قسم کا اجتماع تو بہت صورتون
مین پایا جاتا ہے چنانچہ اکثر کھیل تماشے ناٹک اور سوانگ اور رقص و سرود کی مجلسون مین
عام مسلمانون کا اجتماع بہ کثرت ہو جاتا ہے تو ان تمام صورتون کو تمھارے خیال محال
کی مطابق شوکت اسلام ہی سمجھنا چاہیے اور اس بناء فاسد پر اس قسم کے جملہ امور کو اپنے
دین مین داخل قرار دے کر اون کے ادا و افضل اور موجب حسنات و برکات ہونیکا
اعتقاد سراپا الحاد رکھنا چاہیے بلکہ اس مقام مین جب نظر انصاف سے دیکھا جاتا ہے
تو صاف طور پر یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ جو ناجائز امور اس قسم کے ہین جو بالاتفاق دین کے
خلاف سمجھے جاتے ہین اور فریقین مین سے کوئی شخص اون کو دین مین داخل نہین سمجھتا
تو اون مین مسلمانون کے مجتمع ہونے سے دین کی توہین لازم نہین آتی نہ ایسے امور
کے سبب سے مخالفین اسلام مین سے کوئی شخص اسلام پر اعتراض کرتا ہے وجہ اس کی یہ ہے
کہ جو شخص مسلمانون کو اس قسم کے افعال ناشائستہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ یقیناً یہ سمجھتا
ہے کہ یہ لوگ محض اپنی خواہش نفسانی کی وجہ سے بالکل اپنے دین کے خلاف کام
کر رہے ہین اس لئے ایسے بیہودہ امور کی برائی کا اثر اسلام پر نہین پڑ سکتا بلکہ صرف اون افعال

بیجا کے بجا لانے والون ہی کی ذات خاص تک محدود رہتا ہے برخلاف ایسے امور نامشروع کے جو بظاہر دین مین داخل سمجھے جاتے ہین جیسے کہ تعزیہ پرستی و قبر پرستی وغیرہ خاصکر تعزیہ پرستی اور اوس کے جملہ متعلقات خرافات کہ یہ چونکہ عوام الناس کی وجہ سے دین مین شمار کیئے جاتے ہین اور عزاداران مدعیان اسلام کی جانب سے مخالفین اسلام پر ان امور کے اظہار کا کوئی دقیقہ بہی باقی نہین چھوڑا جاتا اس بنا پر ان کا اثر دین پر ضرور پڑتا ہے اور اس ذریعہ قبیحہ سے دین اسلام کی انتہا درجہ توہین و تذلیل ہوتی ہے اس شوکت بے وقعت کی بدولت خدا اس کے موجدین و عاملین کو ہدایت کرے کہ اس قسم کی حرکات شنیعہ سے آیندہ کو باز آئین دین اسلام جیسے معزز و محترم کے پاک و خوشنما دامن پر ذلت و رسوائی کا ایسا ناپاک بدنما دہبہ لگا ہے جس کا اس شرک و بدعت کے صفحہ ہستی سے مٹے بغیر مٹنا کسی صورت سے بظاہر ممکن نہین معلوم ہوتا تمام مخالفین دین کے نزدیک ہنود ہون یا عیسائی مسلمانون کی روز بروز ذلت اور رسوائی ہوتی جاتی ہے اس قسم کے امور شرک و بدعت کے مذہب مین داخل فرض کرنے کی حالت مین نہ تو مسلمان کسی مذہب والے کے سامنے اپنے دین کی بہلائی ثابت کر سکتے ہین نہ مذہب مخالف کی برائی ظاہر کرنے کے لئے زبان ہلا سکتے ہین لو عزادارو تمہارے اس اصول نامعقول کے موافق خوب شوکت اسلام ہوئی کہ تمام مذہبون کی برائیان تمہارے اس اسلام سراپا ملام ہی پر تمام ہوگئین یہان تک اس کی ذلت عموماً مخالفین کی طبیعت مین بیٹھ گئی ہے کہ اس کے قبول کرنے سے کوسون بہاگتے پہرتے ہین مین یقیناً کہتا ہون جس کے یقینی ہونے مین کسی صاحب عقل و دین کو شبہہ نہین ہو سکتا کہ اگر کوئی شخص کسی نئی ولایت سے جہان اس قسم کے خرافات امور کا وجود نہو ہندوستان مین ذی الحجہ کے مہینہ مین آئے اور مسلمان ہونے کا وہ اپنے دل مین ارادہ کر رہا ہو کہ اس ہی درمیان آجائے محرم کا مہینہ جس کے

آتے ہی عزاداران مدعیان اسلام کی یہ بیہودہ حرکات شروع ہو جائیں اور ان
حرکات کو دیکھ کر اوس شخص نووارد کے ذہن مین یہ آجائے کہ یہ اسلام کے کام ہین
تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہرگز اسلام کو قبول نہین کرنے کا اس لئے کہ جو شخص اپنے
مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو حق جانکر اختیار کرتا ہے اوس کی یہی وجہ ہوتی
ہے کہ اپنے مذہب کی برائی اور دوسرے مذہب کی بھلائی اوس کے ذہن مین آتی
ہے اور جب اوس کے ذہن مین یہ امر آجائے کہ جس برائی کی وجہ سے مین اپنی مذہب
کو چھوڑنا چاہتا ہون وہ ہی برائی بلکہ اوس سے بھی بدرجہا بدتر اس دوسرے مذہب
مین موجود ہے تو اس صورت مین وہ اپنے آبائی واجدائی مذہب کو ترک کرکے دوسرا
مذہب بھلا کیون اختیار کرنے لگا ہے ہان یہ دوسری بات ہے کہ وہ ایسی حالت مین بھی
کسی دنیاوی مطلب وخواہش نفسانی کے سبب سے اوس کو اختیار کرے تو اوس کا یہ
قبول کرنا کچھ اپنے دین کے باطل اور اس دین کے حق ہونے کی بنا پر نہین یا کوئی
خاص اللہ کا بندہ ایسا نکل آئے کہ اوس کے دل مین دین اسلام کی واقعی خوبی سما جائے
اور یہ بات اچھی طرح پر اوس کے ذہن نشین ہو جائے کہ اس زمانہ مین یہ نام کے
مسلمان جو کچھ بیہودہ کام کر رہے ہین یہ قطعاً دین محمدی کے خلاف ہین اور یہ سچا
اور کھرا پاک وصاف دین جس کی بنا خاص توحید الٰہی وسنت رسالت پناہی پر واقع
ہوئی ہے اس قسم کے ناپاک امور سے یقیناً پاک وصاف ہے جیسا کہ کئی سال کا زمانہ
گذرا کہ ایک انگریز جو شرف باسلام ہوا تھا خدا معلوم کہ وہ مسلمان تو کس مقام پر ہوا
تھا لیکن یہ خاص لاہور کا قصہ ہے کہ وہان اوس کے ہم مذہبون نے اوس کو اس
معاملہ مین لعنت وملامت کی اور اوس سے یہ کہا کہ بھلا تم اسلام مین کیا خوبی دیکھ کر
مسلمان ہوئے ہو کیا تم اس مذہب والون کی حرکتون کو نہین دیکھتے کہ کیسی واہیات
ہین جس مذہب کے ایسے آدمی ہون وہ مذہب کیسے حق ہو سکتا ہے اوس نے سنکر ایسا جواب

اس بات کا جواب دیا جو در حقیقت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ بہائیو مین مسلمانونکی حالت کو دیکھکر مسلمان نہین ہوا وہ تو واقع مین ایسی ہی ہین جیسے کہ تم کہتے ہو مین تو اسلام کی حالت دیکھکر مسلمان ہوا ہون جسکی خوبیمین شبہہ نہین خیر یہ ایک خاص بات ہے اول تو اللہ کے ایسے خاص بندے بہت کم ہین جو اسلام کی اصلی حالت اور اوس کی واقعی کیفیت کو دیکھکر اوسکو حق جانکر سچے دل سے ایمان لائین اکثر بظاہر اسباب غیر مذہب والون کے اسلام کی طرف دلی رغبت کی یہی صورت ہے کہ مسلمانون کی اچھی حالت دیکھکر اور اون کے عقائد و اعمال کو بہتر جانکر اوس کی طرف دل سے مائل ہون جس کی ان شرک و بدعات کے عقائد و اعمال والون دنیا بھر سے تر اون نے کسی قسم کی گنجایش ہی باقی نہین رکھی جس کے بار و بال سے یہ فاسد العقائد و باطل الاعمال ابد الآباد تک بھی ہرگز سبکدوش نہین ہو سکتے دوسرے یہ کسقدر شرم و غیرت کا مقام ہے کہ غیر مذہب والون مین سے کسی شخص کے سچے دل سے ایمان لانے کی یہ صورت ہو کہ وہ مسلمانون کی موجودہ حالت کو اسلام کے خلاف سمجھے ورنہ اوس کو اسلام مین داخل ہونے کی صورت نا زیبا مین کوئی بھی اوس کے قبول کرنے کا صدق دل سے ہرگز ارادہ نہ کرے۔ بلکہ اپنے قدیمی کفر ہی کے مذہب کو اوس سے بدرجہا بہتر سمجھے بس ایسی شوکت اسلام سرا پا ملام کو تو دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام اس سے تو ذلت ہی بدرجہا زیادہ بہتر ہے اور قطع نظر ان تمام امور کے اہل عقل کو صرف اسقدر سمجھنا کفایت کرتا ہے کہ اگر یہ نا فرجام کام جن کا ان مدعیان اسلام نے شوکت اسلام نام رکھا ہے اگر ان کے واسطے خدا اور رسول کا حکم ہوتا یا یہ اماموں کے قول و فعل سے ثابت ہوتے تب تو ایسے کامون مین مسلمانون کے اجتماع کو شوکت اسلام کہنا بیجا نہ تھا لیکن جس صورت مین کہ یہ کسی صورت سے ثابت نہین بلکہ تمام امور نا معقول اصول دین کے قطعاً مخالف ہین تو اس حالت مین ضرور ہے کہ یہ جملہ امور بیشک شوکت کفر ہون گے کسی طرح پر شوکت اسلام نہین ہو سکتے کیونکہ جب ان کامون مین سرے سے اسلام ہی متحقق نہین جو مضاف الیہ ہے تو شوکت جو اوسکی طرف مضاف ہے کیونکر متحقق

ہوسکتی ہے ہان چونکہ اینن اسلام کی پوری ضد پائی جاتی ہے تو بس شوکت کی اضافت بہی اوس ہی کی طرف ہوسکتی ہے ظاہر ہے کہ اسلام کی ضد بعینہ کفر ہے اس کی مثال یون سمجھنی چاہئے کہ جیسے فرض کیجیے کہ دو چار ہزار مسلمانون کا گروہ خدانخواستہ قشقہ کھینچ اور کمنڈل ہاتھ مین لیکر بہی کے دن ہر کی پیڑی پر جا موجود ہو اور گنگا اشنان کرکے ہنود صاحبون کی طرح گنگا مائی کی پرستش کرنے لگے تو اس صورت مین مسلمانون کے اجتماع وازدحام کو شوکت کفر ہی کہا جائے گا نہ یہ کہ اس کے برعکس اوس کا شوکت اسلام نام رکھا جائے گا علی ہذا القیاس جسقدر دین کے خلاف کام ہین اونین جسقدر بہی مجمع بڑہے گا اوس ہی قدر اوس سے کفر کی شوکت اور اسلام کی ذلت بڑہے گی کیونکہ جس چیز مین سرے سے اسلام ہی متحقق نہین جو اصل شے ہے تو اوس مین اوس کی شوکت جو اوس کی فرع ہے کیونکر متحقق ہوسکتی ہے ہان جس شے کی صفت کا اوسمین وجود ہے اوس ہی کی شوکت کی بہی اوسمین نمود ہوسکتی ہے البتہ جن امور کا خاص دین کے کامون مین شمار کیا جاتا ہے جیساکہ جمعہ وعیدین وغیرہ مین مسلمانون کا جمع ہونا تو اس قسم کے کامون مین اہل اسلام کے اجتماع وازدحام کا شوکت اسلام نام رکھنا بجا ہے لیکن یہ اوٹا طریقہ کہ کام توکرین دین کے خلاف اور اوس کا نام رکہین شوکت اسلام یہ تو خاص اوس ہی فرقہ عجیب الخلقت کا خاصہ ہوسکتا ہے جو اپنے دین وعقل مین دنیا بہر سے نرالا واقع ہوا ہو ان عقلمندون کی اس عجیب وغریب قسم کی عقل پر کسقدر افسوس ہے کہ اکٹھے ہوکر باجا بجائین راگ گائین جو عموماً اوباشون کا طریقہ ہے روئین سینہ پیٹین جو خاص بیدین عورتون کا شیوہ ہے جس کی دین مین سخت ممانعت کی گئی ہے اور اس کو قرار دین اسلام کی شوکت کہلائین تو موحد اور دوسرے مذہب والون کو تبلائین مشرک و بت پرست اور خود اپنے ہاتھون کی بنی ہوئی چیزون کی کرین پرستش جسکو دین محمدی مین جس کی بنا خاص توحید پر واقع ہوئی ہے قطعاً حرام قرار دیا گیا ہے اور پہر اسکو سمجہین دین کی

عظمت گویا ان کے نزدیک دین کا مقابلہ کرنا اور نعوذ باللہ خدا اور رسول سے لڑنا
شوکت اسلام ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ دین اسلام کی پابندی اور خدا اور رسول
کے احکام کی تعمیل ان کے اس اصول کی بناپر معاذ اللہ اسلام کی ذلت قرار دیجائیگی
اسلئے کہ یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جب دو چیزین آپس مین کسی وجہ سے ایک دوسرے
کی مخالف ہوتی ہین تو اس وجہ سے ایک شے پر جو اثر مرتب ہوگا ضرور ہے کہ اوسی وجہ
سے دوسری شے پر اوس کے خلاف اثر مرتب ہوگا مثلاً کسی شخص کی تعریف بیان کرنے
مین جیسے کہ اوس کی عظمت پائی جائے گی ویسے ہی اوس کی مذمت بیان کرنے مین اوسکی
حقارت و توہین لازم آئے گی بس اس ہی قاعدۂ کلیہ کی بناپر یون سمجھنا چاہیے کہ
مسلمانون کا دین کے خلاف کامون مین مجتمع ہونا چونکہ دین کے موافق کامو ن مین
جمع ہونے کے یقیناً خلاف ہے تو جب اول صورت عزادارون کے نزدیک شوکت
اسلام ہوئی تو ضرور ہے کہ دوسری صورت جو اول کے بلاشبہہ مخالف ہے ان کے
اس اصول کی بناپر ذلت اسلام ہوگی لو عزادارو تم نے تعزیہ داری کا بھلا شوکت
اسلام نام رکھا کہ اس کے بدولت تم مین سے اسلام کا نام ہی جاتا رہا اور واقعی ہونا
بھی یون ہی چاہیے تھا کیونکہ جو درخت تم نے اپنے ہاتھون سے لگایا تھا اوس کے بد
ذائقہ پھل کا مزہ جو تخم حنظل سے بھی تلخی مین کہین بڑھا چڑھا ہوا ہے دنیا ہی مین جیتے جی
اپنی زبان سے بہت جلد چکھ لیا اور ہنوز اوس کا ثمرہ باقی رہا ہے جو مرنے کے بعد
عقبیٰ مین تمکو ملنے والا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ تعزیہ داری مین ہرگز شوکت اسلام نہین
پائی جاتی بلکہ اوس مین یقیناً دین کی انتہا درجہ ذلت و توہین اور اوس کی قطعاً
بیخ کنی لازم آتی ہے جسقدر عشرہ محرم مین عزاداری کی بدولت دین اسلام کی ذلت
ہوتی ہے تمام سال مین کسی اور ذریعہ سے اوسکی عشر عشیر بھی نہین ہوتی جو وقت یہ مدعیان
اسلام بڑے کروفر سے جمع ہوکر بڑے شد و مد کے ساتھ اس قسم کے امور بیجا بجا لاتے ہین

تو اوسوقت مخالفین دین عموماً مرد سے لیکر عورت تک اور بچے سے لیکر بوڑھے تک اسلام جیسے بے عیب و پاک وصاف مذہب کا مضحکہ اوڑاتے ہین اور ایسے مقدس دین پر جس کی ذات پاک خاص توحید ربانی سے بنائی گئی ہے شرک و بت پرستی کے الزام لگاتے ہین جو درحقیقت ان امور ناپاک سے اوس پاک مذہب مین تسلیم کرنے کی حالت مین بیجا نہین معلوم ہوتے بس اس سے زیادہ ذلت کی اور کیا حد ہوسکتی ہے ظاہر ہے کہ ایسی کہلی ہوئی غایت درجہ کی ذلت کو شوکت اسلام سمجھنا اون لوگون کا کام ہے جنہون نے عقل و دین کو پس پشت ڈالدیا ہے کبہی اوسکی طرف منہ پہیر کر بھی کبہی نہین دیکھا یہان تک اس مغالطہ کے تین جزؤن مین سے جز اول کا بیان تھا اب اس کے دوسرے جز کا حال سنیئے جسکو انھون نے یادگاری امام برگزیدہ انام کے نام سے بدنام کر رکھا ہے گویا ان کے نزدیک امامون کی یادگاری صرف عزاداری ہی مین منحصر ہے اگر عالم مین عزاداری کی رسم قبیح جاری ہوتی تو پہر کسی صورت سے اون کی یادگاری ہی ہوتی اس کا جواب جو اہل انصاف کے لئے نہایت کافی و شافی ہے اول تو اس مغالطہ کے جز اول ہی مین مدلل طور پر نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکا کیونکہ ہم نے اس جز مین قطعی طور پر اس امر کا فیصلہ کردیا جس کے تسلیم کرنے مین کسی طالب حق و منصف مزاج کو کسی قسم کا تامل باقی نہین رہا کہ عزاداری کے متعلق جسقدر بہی امور بیجا عموماً بجا لائے جاتے ہین اون مین دین اسلام کی بالیقین انتہا درجہ تذلیل و توہین پائی جاتی ہے بلکہ اس بنا پر قطعاً اوس کی بیخکنی لازم آتی ہے جس سے آفتاب عالم تاب کی طرح یہ امر صاف ظاہر ہوگیا کہ اس قسم کی بیہودہ و نامعقول یادگاری عقلاً و نقلاً کسی صورت سے ہرگز معتبر نہین ہوسکتی یادگاری کا یہ طرز ناپسندیدہ نہ تو امام برگزیدہ ہی کے نزدیک پسندیدہ ہوسکتا ہے اور نہ اس طریق نامعقول سے خدا و رسول مقبول ہی راضی ہوسکتے ہین اسلیئے کہ بزرگان دین کی یادگاری سے احکام دین کی تعمیل مقصود ہوتی ہے نہ کہ برعکس اس کے توہین و تذلیل

دوسرے کسی کی یادگاری اس صورت مین منحصر نہین ہے اور جس صورت
نازیبا کو شیعان عزادار نے خاص امامان اخیار کے لئے اختیار کر رکھا ہے
ورنہ چند امامون کے سوا بزرگان و پیشوایان دین مین سے اور کسی کی یادگاری ہی عالم
مین نہ پائی جاتی جن کے واسطے مسلمانون مین کوئی عزاداری کی رسم بجا بجا نہین لائی
جاتی حالانکہ تمام عالم مین واقعہ اس کے خلاف صاف شہادت دے رہا ہے بلکہ واقعی
امر یہ ہے کہ کسی کی یادگاری کے واسطے اوس کے ساتھ تعلق محبت قلبی و تحقق ارادۂ دلی
کفایت کرتا ہے اوس کی یاددہانی کے لئے کسی خارجی ذریعہ کی ضرورت نہین نہ یہ کہ اوس کی
یادگاری کے لئے کوئی نامعقول ذریعہ اختیار کیا جائے تیسرے اس مین شبہہ نہین۔ کہ
یہ طریقہ نامرضیہ امام عالی مرتبت کے واقعہ شہادت سے صدہا برس بعد نکلا ہے اب ان عزادارون
سے کوئی پوچھے کہ جس زمانہ مین یہ رسم قبیح جاری نہ تہی کیا اوس زمانہ مین امامون کی
یادگاری نہ تھی جس زمانہ مین کہ عزاداری کے یہ ساز و سامان نہ تھے کیا معاذاللہ اوس
زمانہ کے انسان مسلمان نہ تھے حالانکہ اسوقت مین جو کچھہ بہی امامون کی یادگاری ہے یہ اوس
ہی زمانہ کا فیض جاری ہے اس لئے کہ ہم تک جسقدر بہی امامون کے واقعی حالات پہنچے ہین
وہ اوس زمانہ والون ہی کی بدولت پہنچے ہین چوتھے یہ کہ جس وقت سے کہ یہ عزاداری
کا دنیا سے نرالا طریقہ جاری ہوا ہے اوسکا اکثر حصہ ہندوستان اور کسی قدر ایران
مین پایا جاتا ہے اور باقی بلاد اس بلا و بے درمان سے اب تک محفوظ ہین یہان تک
کہ حرمین شریفین بہی جو امامان عالی مقام کی پیدائش و بود و باش کے مقام ہین اون
مین بہی اس قسم کی بدعات مخالف دین و ایمان کا کہین نام و نشان نہین تو اس
فرقہ کے نزدیک اس اصول فاسد کی بناء فاسد پر نعوذ باللہ وہان کوئی مسلمان ہی نہین
پانچوین مسلمانون کے دین متین مین ان اکابر دین کی یادگاری کا ایسا عمدہ طریقہ ہے
جس سے بہتر ہونا دشوار ہے کہ ہر روز پانچون وقت کی نمازون مین اور ہر نماز مین کئی مرتبہ

ان حضرات عالی درجات پر درود شریف بہیجا جاتا ہے پہر اس کے علاوہ ہر جمعہ وعیدین
مین ان پیشواؤن کا ذکر خیر کرکے اون کے مناقب بیان کئے جاتے ہین اور ان دونون
کے سوا جو سب سے بہتر وکار آمد یادگاری کا طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ اکثر مسائل مین عقاید
کے متعلق ہون یا اعمال کے ان بزرگان دین کے اقوال وافعال سے سند لی جاتی ہے
اور مسئلہ دینیہ کے معتبر ہونے پر ان رفیع الدرجات کی روایت کی ہوئی حدیث بطریق
سند حجت پیش کی جاتی ہے بس ایسے عمدہ طریقون کے موجود ہوتے کسقدر عقل ودین
کے خلاف امر ہے کہ ان مقبولان بارگاہ کبریائی کی یادگاری کا یہ الٹا طریقہ نکالا جائے
کہ اون کا گڈا بناکر راگ اور باجے کے ساتھ بازارون اور گلی کوچون مین نہایت نامعقول
طور پر نکالا جائے جس بیہودہ وخلاف تہذیب مخالف عقل ونقل طریق کو دیکھکر مسلمانان
ابرار کو غصہ اور کفار وفجار کو بیساختہ ہنسی آئے اور اس حیلہ رذیلہ کے ذریعۂ قبیحہ سے
یادگاری کی آڑ مین اپنے نفسون کی خواہشون کو جن کے لئے سال بہر سے نفس امارہ
بلبلا رہا ہے عشرۂ محرم کے ایام مکرم خصوصًا شہادت کی متبرک رات مین خوب دل کھول کر پورا
کیا جائے پہر باوجود اس طریقہ کے خلاف عقل ونقل ہونے کے عزادارون کے نزدیک
بہی اسکا بہتر ہونا معتبر نہین چنانچہ یہ عجیب الطریقہ بہی اپنے عزیز واقارب کی یادگاری
کے واسطے اس طریقہ عجیبہ کو کبہی ہرگز تجویز نہین کرتے بلکہ ایسے امور کو اون کے حق
مین سخت ذلت وتوہین کا باعث سمجہتے ہین فرض کیجیے کہ کوئی شخص ان کے آباواجداد
کی یادگاری ومحبت کا مدعی بنکر اون کا گڈا بناکر بازار مین نکالے اور ہر گلی کوچہ مین
ان کے باپ دادا کا نام ڈہکی کی چوٹ کے ساتھ خوب اوچہالے اور اون کی عورتون
مین سے ایک ایک کا علانیہ طور پر نام لیکر اون کے رونے پیٹنے اور بے صبری وپردہ
دری کے مضمون برملا بیان کرے تو ظاہر ہے کہ اوسکو اس امر بیجا پر کسقدر غصہ آئے گا
اگر اوس کا بس چلے گا تو وہ اوس میدان مین نمونۂ میدان کربلا قایم کرد کہلائے گا کسقدر

افسوس کا مقام ہے کہ جو امر اپنے عزیز و اقارب کے حق مین جنکو اماموں کے ساتھ کچھ نسبت ہی نہین ہو سکتی باعث ذلت و خواری خیال کیا جائے وہ ہی امر شنیع اماموں کے حق مین جو پیشوایان دین ہین موجب یادگاری قرار دیا جائے لو عزادارو آؤ اب ہم تمکو اماموں کی یادگاری کا ایک ایسا بہتر طریقہ بتلاتے ہین جس کی خوبی مین کسی مسلمان کو کسی قسم کا تامل ہی نہو وہ یہ ہے کہ تم مین سے جو شخص پڑھا لکھا ہو وہ تو ہر روز قرآن شریف کا ایک پارہ اور ان پڑھ پانسو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اماموں کو بخشدیا کرے اور دس دن تک برابر روزہ رکھا کرے اور دن کا کھانا کسی بھوکے کو کھلا کر اوسکا ثواب ائمہ پاک کی روح پاک کو پہنچا دیا کرے بس تمہارے اس طریق سراپا توفیق سے امام بھی خوش ہونگے اور خدا و رسول مقبول بھی راضی اور تمہارے اس فعل جمیل پر نہ تو کوئی عقیل شخص ہنسے گا اور نہ کوئی مخالفین اسلام مین سے اس بنا پر اسلام پر شرک و بت پرستی وغیرہ کا اعتراض کرے گا بھلا دیکھین تو کہ اماموں کی یادگاری کے دعوے کرنیوالون مین سے ہماری اس پند سودمند پر کون عقلمند شخص عمل کرتا ہی خیر اب پر عمل کرنے کا تو بھلا کیا ذکر یہان ابھی سے اس کو سنکر ہی عزادارون کے کان کھڑے ہو گئے اور اون کے بدن مین ایک سناٹا نکل گیا کہ الہی یہ کیا ہوا یہ بیٹھے بٹھلائے کیسی ناگہانی مصیبت نازل ہوئی یا تو یادگاری کی آڑ مین ہمکو عشرہ محرم کے دس دنون خاصکر اوس کی اخیر برکت والی رات مین حرکات عزاداری کی برکت سے اسقدر عیش و عشرت نصیب ہوئے کہ سال بھر مین اوس کے عشر عشیر بھی نہین ہو سکتے یا اس کالے بھاڑ مین اس شخص نے ایک عجیب و غریب حکمت سے ہمکو مقید کر کے اپنی حکمت عملی سے ایسا شکنجے مین کھینچا جس سے ہمارے سارے بدن کے ایکبارگی تکلیف کھنچ گئے بھلا کہان تو اس حیلہ سے راگ باجون کے سننے مین لطف و آزادی اور کہان اوس کے بدلے قرآن شریف و کلمہ پڑھنے کی سخت مقیدی کہان بیلون کے شربت اور مجلسون کی شیرینیون کا لطف

اور کہاں دس دن تک کے روزہ رکھنے مین بھوکے مرنے کی کوفت کہاں اوس برکت والی رات مین حرکات عزاداری کی بدولت عیش و نشاط اور کہاں اِن عیش و عشرت کے ایام بہار مین گہر مین گھسکر بیٹھنا اور افعال حرام سے بچنے کی احتیاط بس اہل عقل اور انصاف اِس مثال سے خوب سمجھہ گئے ہون گے کہ عزاداروں کا یہ فعل شنیع فی الواقع اماموں کی یادگاری ہے یا درحقیقت اِس یادگاری کی آڑ مین اوس کے ذریعہ سے اپنے نفسون کی خواہشون کو پورا کرنا اور اوسکو یادگاری امام کے نام سے بدنام کرنا اِن کی فی الواقع ایک چالاکی ہے اب اِس مغالطہ کے تیسرے جز کا حال سنئے جسکو انھون نے خیرات باعث حسنات اپنی توہمات مین قرار دے رکہا ہے جو حقیقت مین محض بے اصل اور صرف خالی دہوکا ہی دہوکا ہے اس کی واقعی کیفیت یہ ہے کہ محرم کے دنون مین عزاداری کے ذریعہ سے جسقدر بہی مال صرف کیا جاتا ہے وہ اصول دین کی بناپر خیرات مین شمار نہین کیا جاتا بلکہ اہل عقل و دین کے نزدیک وہ بلاشبہہ شر اسراف مین داخل سمجھا جاتا ہے تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ اِس ذریعہ سے جو کچھہ بہی صرف مین آتا ہے اوس کے دو حصہ ہین ایک تو وہ ہے کہ جو تعزیون وغیرہ کہیل تماشون اور اون کے متعلقات گانے بجانے اور روشنیون اور مکانات مجالس عزا کی زیب و زینت و آرایش اور مرثیہ خوانون کی داد و دہش مین صرف کیا جاتا ہے یا ان کے خیال و وہم کے موافق پیاسے شہیدون کی پیاس بجھانے کی غرض فاسد سے زمین پر ناحق پانی اوندہایا جاتا ہے غرض کہ یہ تمام مصارف بیجا اسراف مین داخل ہین اور اِن کے شر ہونے مین کسی بشر کو کلام نہین ہو سکتا رہا شربت کا پلانا اور کہچڑ وغیرہ کا کہلانا جو بظاہر خیرات معلوم ہوتا ہے جسکی وجہ سے انکو بڑا ناز ہے اوس کی حقیقت یہ ہے کہ اِس کا بہی اکثر حصہ خاص تعزیے بنانے والون اور علم و تعزیہ اٹھانے والون اور گانے اور بجانے والون اور کہیل تماشے کرنے والون ہی کے پیٹون مین گہس جاتا ہے اِس قسم کے صرف بیجا کا بہی

ترمین شمار ہونا ہر فرد بشر کو معلوم اب رہ گیا وہ قدر قلیل حصہ جو اتفاقیہ کبھی کسی بھوکے
پیاسے کے منھ مین پڑ جانے تو اوس کی واقعی کیفیت و اصلی حقیقت یہ ہے کہ چونکہ عزاداری
کے متعلق تمام مصارف کی بنیاد دہی بیدینی پر قایم کی گئی ہے اس بنا پر اوس کا کوئی جز و
اور کوئی حصہ ہرگز خیرات مین داخل نہین ہوسکتا نہ اوسپر خیرات کی تعریف صادق
آتی ہے اس لئے کہ خیرات اس سے عبارت ہے کہ اپنا پاک مال اپنی خوشی خاطر سے جس مین
ریا و نفاق و نام آوری کا کچھہ لگاؤ نہو خاص خدا اور رسول کے حکم کے موافق خاص
مستحقون اور محتاجون کو دیا جائے جو خدا اور رسول کی جانب سے اوس کے مستحق قرار دئے
گئے ہین ظاہر ہے کہ اگر ان امور مین سے ایک امر بھی کہین نہ پایا جائے تو وہان خیرات
ہرگز متحقق نہین ہوسکتی چنانچہ عزادارون نے جس چیز کا نام خیرات رکھا ہے اوس کی
یہی صورت ہے کہ اوسپر خیرات کی تعریف صادق نہین آتی وجہ اس کی یہ ہے کہ اول تو
اوسمین حرام و حلال مال سے مطلق بحث ہی نہین کی جاتی بلکہ اسمین اکثر سود و رشوت وغیرہ
کا حرام مال صرف کیا جاتا ہے جسکا اس ناپاک ذریعہ سے برضا اماماں پاک کی خوشنودی
سمجھا جاتا ہے دوسرے اس مین ریا و نفاق کی بھی آمیزش ہوتی ہے اور اس کام مین اپنی
نام آوری کا خیال ہوتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ اسمین عام طور پر اظہار کا برتاؤ کیا جاتا ہے
حالانکہ نفل خیرات مین اظہار کی بہ نسبت اخفاء اولے ہے۔ تیسرے یہ صرف خدا اور رسول
کی حکم کی موافق نہین ہوتا ورنہ زکوٰۃ کو اوسپر مقدم کرنا چاہئے تھا حالانکہ اسمین
صرف کرنے والے اکثر اس قسم کے ہوتے ہین جو مدت العمر بھی کبھی زکوٰۃ نہین دیتے
لیکن اس معاملہ مین حتی الامکان دریغ نہین کیا جاتا علاوہ اس کے اگر اس مین خدا
ورسول کے احکام کا خیال ملحوظ خاطر ہوتا تو یہ ضرور تھا کہ اوسمین اخفاء کو بہتر جانکر اوسکو
اختیار کرتے اور پھر اوسمین کوئی امر حکم خدا و رسول کے خلاف ہرگز عمل مین نہ لاتے حالانکہ
اس معاملہ مین عزادار اظہار کا کوئی دقیقہ باقی اوٹھا نہین رکھتے اور مخالفت خدا د

رسول کی تو یہان تک نوبت پہنچا دیتے ہین کہ ان کے اعتقاد خاص اور اعمال مخصوص
یقیناً شرک و بت پرستی کی حد تک جا پہنچتے ہین اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ اس
طریقۂ شنیعہ کی بدولت اگر ساکین و محتاجین کے حصہ مین بھی کچھ کم و بیش کھانا پینا آ جائے
تب بھی اوسکو خیرات مین داخل نہین کر سکتے اگر ان کے اور عقائد و اعمال سے جو تعزیہ
داری کے متعلق ہین جنکا شرک و بت پرستی ہونا ہم پہلے مفصلاً بیان کر چکے بالفعل اس
مقام مین قطع نظر کی جائے اور صرف اس کھلانے پلانے کے ہی متعلق ان کے اعمال
و عقائد کا لحاظ کیا جائے تو اس سے بھی یقیناً اس مصرف خیر کی بنا شرک ہی پر ثابت
ہوتی ہے چنانچہ اس معاملہ مین ان لوگون کا عموماً یہ اعتقاد ہے کہ اگر ہم امامون کے
نام پر خیرات کرینگے تو امام ہم سے خوش ہو کر ہمکو اولاد و روزی عطا فرمائین گے
عمر اور مرتبہ بڑھائین گے صحت دین گے ہر کام مین ہمارے معین و مددگار رہین گے
غرض کہ اس لالچ مین اگر ان کی تمام حاجتون کے کفیل نے رہین گے چنانچہ اسی
بنا پر امامون کی نام کی منتین قبولی جاتی ہین کہ اگر ہمارا فلان کام اسطرح پر سر انجام
پا جائے تو ہم اسقدر امامون کے نام کی نیاز کرین گے ظاہر ہے کہ یہ تمام امور قطعاً
شرک مین داخل ہین چوتھے یہ ہے کہ اس معاملہ مین زیادہ تر رسم و رواج کی پابندی
کی جاتی ہے جو مذہب ہنود سے اخذ کی گئی ہے کہ یہ سمجھکر کہ جو شئے مردہ کو دی جاتی ہی
بعینہ وہی شے اوسکو پہنچتی ہے شربت اس لئے اون کے واسطے تجویز کیا گیا ہی کہ چونکہ
وہ حضرات پیاسے شہید ہوئے تھے تو اون کے نام کا شربت ہی دینا چاہیے اسی
بناء فاسد پر ہر موسم مین خواہ گرمی ہو یا جاڑا کہرسا ہو یا برسات مگر شربت کا ہونا امامون
کے لئے ضروری و لازم قرار دیا گیا ہے پھر اسپر اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ شربت ہرگز
کسی حالت مین نقصان ہی نہین کرتا اگرچہ کسی موسم مین کتنا ہی پیا جائے حالانکہ اوسکو
پیکر اکثر بیمار ہو جاتے ہین ۔ زکام ۔ نزلہ ۔ بخار ذات الجنب وغیرہ امراض لاحق ہو جاتے ہین

لکہ اپنے اس عقیدہ فاسد سے باز نہین آتے چنانچہ مین ہر سال اس امر کا خیال رکھتا
ہون کہ خاص میرے مطلب مین محرم کے مہینہ مین خاصکر جب سے کہ یہ مہینہ جاڑے دن
کے موسم مین آنے لگا ہے شربت کے پینے والے بیمار بہ کثرت ہوتے ہین اور مین اونکو
ہمیشہ اسوجہ سے جھڑکتا اور دور دباک کرتا رہتا ہون کہ کم بختو تم تو یون کہتے تھے کہ
اماموں کے نام کا شربت نقصان ہی نہین کیا کرتا اب کیون بیمار ہوئے خیر اوسوقت
تو مجبوراً جبراً قہراً قائل و نادم ہو جاتے ہین لیکن اگلے سال پھر وہ ہی مرغ کی ایک
ٹانگ گانے لگتے ہین کہ صاحب اماموں کے نام کا شربت کبھی نقصان ہی نہین کرتا
خیر ہمکو اس سے تو کچھ مطلب نہین کہ ان کو نقصان کرے یا نفع ہماری طرف سے یہ مرین
یا جیوین لیکن کلام اس امر مین ہے کہ ان کا یہ فعل خاص اس عقیدۂ فاسدہ پر مبنی
ہے کہ جو شے دی جاتی ہے وہ ہی مردہ کو پہنچتی ہے چونکہ وہ پیاسے شہید ہوئے تھے
اسواسطے شربت ہی کی اون کے نام پر دینے کی ضرورت ہے۔ اس ہی بنا پر پانی کی
سبیلین بھی اوندھوایا کرتے ہین بس اس ہی قسم کے خیالات فاسدہ سے روکنے کے لئے
اس قسم کے نامعقول خیرات سے علماء ربانی منع کیا کرتے ہین اصل بات یہ ہے کہ
مسلمانون کو چاہئے کہ اول زکوٰۃ ادا کرین جو اون کے ذمہ پر فرض عین ہے اوس
کے بعد حسب توفیق حسبقدر ہی بن پڑے نفل خیرات کرین پھر اوسمین اونکو اختیار
ہے کہ اوس کا ثواب جس کسی کو چاہے بخشدین لیکن یہ ضرور ہے کہ اوس کا حکم خدا
و رسول کے موافق ہونا چاہئے اوسمین کوئی امر خلاف شرع عمل مین نہ لائے جس
کی وجہ سے وہ خیرات شرات مین داخل ہو جائے کسی کو ثواب پہنچانا نہ تو کسی خاص
زمانہ پر موقوف ہے نہ کسی خاص شے مین منحصر بلکہ جس زمانہ مین چاہے خلوص دل
سے حسب توفیق شریعت کی موافق کسی مسکین و محتاج کو اوس کی ضرورت کے مناسب
جو شے چاہے دیدے مثلاً اگر کوئی پیاسا ہو اوس کو پانی یا شربت پلادے بھوکے

کو کھانا کھلادے ننگے کو کپڑا پہنا دے علی ہذا القیاس جو شئے مناسب وقت سمجھی جائے وہ ہی شئی مستحق کو دیجائے اوسکا ثواب اللہ تعالی اوس شخص کو پہنچا دیگا جسکو پہنچانا اس شخص کو منظور ہوگا یہ نہین کہ بجنسہ یہی شئے اوسکو پہنچے گی جیسا کہ اصول مذہب ہنود کی بنا پر ہے کہ جو شئے دیجائیگی وہی شئے بعینہ مردہ کو پہنچے گی اس ہی بنا پر ہنود تمام چیزین مردہ کے استعمال و ضرورت کے مناسب دیا کرتے ہین جس کی ہمارے دین اسلام مین کوئی حقیقت نہین قرار دی گئی ہماری اس معقول تقریر سے ہر اہل عقل کو اس امر کا یقین کامل ہو گیا ہوگا کہ عزادار جس قسم کی خیرات ائمہ عالی درجات کے نام پر کیا کرتے ہین وہ ہرگز کسی صورت سے خیرات نہین ہو سکتی بلکہ وہ یقیناً شرات مین داخل ہے ایسی واہیات خیرات کی امامان رفیع الدرجات کو ہرگز ضرورت نہین اور نہ وہ اس سے کبھی خوش ہو سکتے ہین بلکہ وہ ہی اس سے یقیناً ناخوش اور خدا اور رسول مقبول بھی قطعاً ناراض حاصل کلام یہ ہے کہ اس مغالطہ کے تینون جزو بالکل باطل محض اور وسوسہ شیطان رجیم ہین عزاداری مین نہ شوکت اسلام ہے نہ اماموں کی یادگاری نہ اون کے حق مین خیرات بلکہ بالیقین اسلام کی بھی ذلت اور اہانت ہے اور اماموں کی بھی تذلیل و اہانت اور اس ذریعہ قبیحہ سے مال کا محض ضایع کرنا ہے جو بلا شبہہ اسراف مین داخل ہے ان امور نامشروع کے بجا لانے والے حقیقت دین اسلام سے محض بیخبر ہین اب ہین اس مغالطہ کے جواب کا خاتمہ ایک ایسی مثال پر کرتا ہون جو اس کے تینون اجزا کے جامع ہونے مین بمثال واقع ہوتی ہے کہ مثلاً بالفرض سو دو سو یا ہزار دو ہزار مدعیان اسلام و یادگاری امام باہم مجتمع ہوکر یہ طریقہ اختیار کرین کہ ایک ہاتھ مین روپے اور دوسرے ہاتھ مین پیسے لیکر بالکل برہنہ ہوکر بازار مین بے محابا دوڑتے چلے جائین اور باواز بلند یہ کہتے جائین کہ لو امامون کے نام کی خیرات اور یہ صدا کہتے ہوئے دونون ہاتھون مین سے روپے پیسے پھینکتے جائین اگر ان کی اس نامعقول حرکت سے کوئی معقول شخص منع کرے تو مین عزادارون کو شوکت اسلام و یادگاری امام و خیرات کی قسم دیکر

پوچھتا ہون کہ بہلا کوئی شخص اِس کے جواب مین یہ کہہ سکتا ہے کہ نہین ان لوگون
کی اس حرکت کو منع کرنا نہین چاہئے اِس لئے کہ اِس مین شوکت اسلام و یادگاری
امام و خیرات باعث حسنات تینون چیزین پائی جاتی ہین بس اِس ہی مثال پر
عزاداری کے متعلق امور بیجا و نامشروع کے حال کو قیاس کر لینا چاہئے کہ اون
مین بہی اِن تینون صفتون مین سے ایک صفت بہی اہل عقل و دین کے نزدیک
ہرگز متحقق نہین ہو سکتی بلکہ یقیناً اِن تمام کی پوری ضد متحقق ہے جیسا کہ ہم مفصلاً بیان
کر چکے یہان تک عزاداروں کے دونون بڑے مغالطون کا جواب کافی و شافی
طور پر مفصلاً و شرحاً بیان ہو چکا جس کی حقیقت اور اون مغالطون کے بطلان مین کسی
اہل عقل و انصاف کو کسی قسم کا شک و شبہہ نہین رہا اب اِس فرقہ کا ایک تیسرا مغالطہ کہ جو
نہایت ہی ادنے درجہ کا ہے اور باقی رہ گیا ہے اوس کی تردید بہی اِس مقام مین
مناسب معلوم ہوتی ہے اِس لئے کہ بزرگون کا مقولہ ہے کہ آگ کو بجہانا اور اوس کی
چنگاری کو باقی رہنے دینا اور سانپ کو مارنا اور اوسکے بچہ کو نگہ رکھنا عقلمندون کا
کام نہین وہ مغالطہ واہیہ یہ ہے کہ پہلے مولوی و عالم عالم مین نہ تھے اونہون نے
تعزیہ داری کو کیون نہین منع کیا علی ہذا القیاس بادشاہ بہی بڑے دیندار صاحب
شوکت و شان ملک ہندوستان مین گذرے ہین خاصکر اورنگ زیب عالمگیر جیسا اپنے
مذہب کا پابند پہر اونہون نے اِس رسم تعزیہ داری کو کیون نہین روکا اگر اوسوقت مین
اِسکا انسداد ہو جاتا تو اب یہ امر کا ہیکو وقوع مین آتا اِس مغالطۂ بے اصل کا جواب مطابق
عقل یہ ہے کہ یہ نامعقول قول کئی وجہ سے مردود ہے اوّل تو تمہارا یہ دعوے کہ پہلے عالم
اِس کو منع نہین کرتے تہے محض دعویٰ ہی دعوےٰ ہے جسپر کوئی دلیل قایم نہین بلکہ اِس
کے خلاف پر دلیلین قایم ہین بہلا تمہارے پاس اِس امر کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے عالم اِسکو
منع نہین کرتے تہے حالانکہ علماء سابقین کی تحریرین صاف و صریح طور پر اِس بدعت شنیعہ کی ممانعت

مغالطہ سوم عزاداران

پر موجود ہین چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے خاص اسپارہ مین ہے جس مین آپ نے بہ تصریح یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص تعزیہ کو بہتر سمجھے وہ قطعاً دائرۂ اسلام سے خارج ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اسکو اپنے ہاتھ سے توڑ دے اور اگر وہ کسی وجہ سے اوس کے توڑنے پر قادر نہو تو زبان سے اوسکو منع کرے اور اگر یہ بھی نکرسکے تو اوسکو دل سے برا جانے اور فقط اسی امر پر اکتفا کرنا ضعف ایمان کا مرتبہ ہے علاوہ اس فتوے کے آپنے تحفہ اثنا عشریہ مین جو شیعون کی تردید مین لکھا ہے اور نیز اپنی تفسیر عزیزی مین بھی تعزیہ داری کو خاص شیعون کا شعار خاص قرار دیا ہے جس کا جی چاہے ان تصانیف کو دیکھ لے پہر عزاداروں کی شوخ چشمی تو دیکھو کہ اون کی نسبت یہ مشہور کر رکھا ہے کہ انھون نے تعزیون کے جواز کا فتویٰ دیا تھا بس ایسے ہی اور عالمون کی نسبت ان کے گمان باطل کو اس کے بارہ مین قیاس کر لینا چاہیے اس مین شک نہین کہ جسوقت سے اس قسم کی بدعات شنیعہ اہل اسلام مین جاری ہوئی ہین اوس ہی وقت سے علماء زبانی برابر ان کو منع کرتے چلے آئے ہین بلکہ پہلے زمانہ کے عالم اس زمانہ کے عالمون کی بہ نسبت زیادہ تر تشدد کے ساتھ منع کیا کرتے تھے اس لئے کہ اوس زمانہ کے عالمون مین زمانۂ رسالت مآب کے قرب کی وجہ سے حرارت اسلام زیادہ تھی اور اوس زمانہ مین حکام وقت کے قانون کی پابندی کم تو وہ اس قسم کے معاملات مین صرف زبانی ممانعت پر اکتفا کم کرتے تھے بلکہ زیادہ تر ہاتھ سے کام لیتے تھے کہ اس طرح کی بدعات شنیعہ کو اکثر اپنے ہاتھ سے توڑ دیتے اور اون کے مرتکبون کو اکثر وقت مار بیٹھتے تھے دوسرے یہ ہے کہ عزاداروں کے اس قول سے کہ پہلے زمانہ کے عالم انکو منع نہین کرتے تھے۔ خود یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ بیشک منع کرتے تھے وجہ اس کی یہ ہے کہ جیسا ان کا یہ نامعقول قول اسوقت ہے ایسا ہی اوسوقت ہی تھا جب کہ یہ عالم موجود نہ تھے اور ان

کی جگہ اور عالم تھے اور وہ منع کرتے تھے تو یہ پہلے آدمی اوسوقت بھی یہی کہا کرتے تھے کہ کیا پہلے عالم نہ تھے وہ کیوں نہیں اسکو منع کرتے تھے - چنانچہ پچاس برس سے تو مین یہ ہی سنتا چلا آرہا ہوں اور جو صاحب مجھ سے زیادہ عمر والے ہین وہ ہی غور کرکے دیکھ لین کہ وہ اپنے لڑکپن سے یہ ہی بات سنتے چلے آئے ہین اور جو شخص کم عمر والے ہین وہ بھی آیندہ کو اس امر کا تجربہ کر دیکھین کہ عزاداروں کا بعینہ یہ ہی نامعقول قول سنتے رہین گے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت سے اس قسم کی بدعات شنیعہ عالم مین مروج ہوئی ہین اوسوقت سے ہر زمانہ مین ان کو علماء ربانی برابر منع کرتے چلے آئے ہین اور انشاءاللہ ہمیشہ بدستور قدیم منع کرتے رہین گے لیکن یہ عجیب الطریقہ بھی اپنی جہان سے جدا اوہی مرغی کی ایک ٹانگ گاتے رہین گے - تیسرے یہ ہے کہ تعزیہ داری کے متعلق جسقدر بھی امور ناشروع عمل مین لائے جاتے ہین جن کی تشریح سابق مین گذر چکی اون مین سے ہر ایک کی حرمت وممانعت دین محمدی مین صراحتاً موجود ہے جنکی برائی عالمون پر تو بہلا کیا جاہلون پر بھی بشرط فہم وانصاف ہرگز مخفی نہین ظاہر ہے کہ جن متعدد چیزون مین سے ہر ایک چیز حرام ہو تو اوس کا مجموعہ بدرجہ اولے حرام ہوگا اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ اگر بالفرض پہلے عالمون کی تحریر یا تخصیص اس کے بارہ مین موجود نہ بھی ہو تب بھی اس کے حرام ہونے مین کسی مسلمان باایمان کو شبہہ نہین ہوسکتا اس کی ایسی مثال سمجھنی چاہئے کہ اگر کوئی شخص فرض کیجئے یہ طریقہ عجیبہ اختیار کرے کہ چار گہڑی دن رہے اپنا پاجامہ اوتار کر کاندھے پر ڈال لیا کرے اور دامنون کو کمر سے باندھ کر خرامان خرامان بازار کی سیر کے لئے جایا کرے اور کوئی شخص اوسکو اس بے حیائی کے خلاف شرع حرکت سے منع کرے تو وہ شخص اوس کے جواب مین یہ کہے کہ کیا پہلے عالم نہ تھے تبلاؤ تو بھلا کس عالم نے یہ لکھا ہے کہ شام کے وقت دامنون کو کمر سے لپیٹ کر اور پاجامہ کاندھے پر ڈال کر بازار

کو بجایا کرو تو اوس شخص کے اس نامعقول قول کا کوئی شخص بہلا کیا جواب دے گا کیون
ادا ادرو پہلے کسی عالم کی تحریرمین اس نامعقول حرکت کی برائی کا کچھہ ذکر ہونے سے کیا
تمہارے نزدیک یہ جائز ہوگئی پہلے مانسو اس کی برائی تو ایسی کہلی ہوئی ہے جو کسی
ادنے اہل عقل پر بہی مخفی نہین اسیسے ہی تعزیہ داری کے متعلق جو امور بیجا بجا لائے
جاتے ہین اون کو قیاس کر لینا چاہئے کہ اون کی برائی بہی ایسی کہلی ہوئی ہے
کہ کسی مسلمان کو تو کیا کسی عقلمند انسان کو بہی اوس مین شبہہ نہین ہوسکتا کون شخص اس
بات کو نہین جانتا کہ باجا بجانا اور جہوٹے مرثیے گانا اور محض بے اصل مضامین کو
بزرگان دین کی طرف خصوصًا اہلبیت سید المرسلین کی جانب منسوب کرنا اور سر پیٹنا
اور سینہ کوٹنا اور اون کی نقلین بنا کر ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ اون کو بازارون
اور گلی کوچون مین پہرانا اور غم کی آڑ مین طرح طرح کے عیش و عشرت اوڑانا غیر محرم
عورتون کے ساتھ اختلاط و عیش و نشاط عمل مین لانا اپنے ہاتھون کی بنی ہوئی
چیزون کی پرستش کرنا غرض کہ اس قسم کے جملہ امور قطعًا بیجا اور دین محمدی مین
یقینًا حرام و ناروا ہین پہر جس صورت مین کہ ان چیزون کی برائی جاہلون پر
بہی مخفی نہین تو عالمون پر جو دین کے اصول و فروع سے واقف ہین کیونکر مخفی
رہ سکتے ہین اور کوئی ادنے درجہ کا عالم بہی اس کے حرام ہونے مین تامل نہین
کر سکتا باقی یہ ضرور نہین کہ جس شے کو عالم منع فرماوین تو وہ عالم سے نیست و نابود
ہی ہوجایا کرے چنانچہ ظاہر ہے کہ تمام فسق و فجور کے امور کو ہمیشہ سے عالم منع کرتے
چلے آئے ہین لیکن اب تک بدستور کم و بیش جاری ہو رہے ہین انتہا یہ ہے کہ شرک و بت پرستی
کو انبیا و کرام برابر منع کرتے رہی لیکن جہان سے وہ بالکل مفقود نہوئی یہ تو عالمون کے اس بدعت
شنیعہ کے منع کرنیکا بیان تہا اب بادشاہونکے منع کرنیکا حال سنئے اوسکی حقیقت یہ ہے کہ اول تو
بادشاہان اسلام کے زمانہ مین تعزیہ داری کے وجود کا کہین تحقق ثابت نہین ہوتا یہانتک کہ تیمور

کے زمانہ مین بھی اس بدعت کا اس کیفیت کے ساتھ ہونا کہین ثابت نہین جسکو عزادار
اوس کی طرف منسوب کرتے ہین تمام سلاطین ہند کے زمانہ کی تاریخین اسوقت تک موجود
ہین جن مین ادنےٰ ادنےٰ حالات حتےٰ کہ خانگی اور ذاتی حال تک لکھے ہوئے ہین
اون مین تعزیہ داری کا کہین نام ونشان تک بھی موجود نہین یہان تک کہ اکبر جیسے غیر
پابند مذہب کی تاریخ جو آئین اکبری کے نام سے موسوم ہے اور نیز دربار اکبری جس
مین اوس کے عہد سلطنت کے تمام جزوی وکلی حالات معمولہ ومروجہ حتیٰ کہ ہولی اور دیوالی
تک کی بھی کیفیات موجود ہین مگر اون مین بھی تعزیہ کا کہین ذکر نہین بس اس سے صاف
ظاہر ہے کہ یہ بدعت سیئہ اوسوقت تک جاری نہین ہوئی تھی بلکہ اس کی اصل حقیقت یہ
ہے کہ زمانۂ عالمگیر کے بعد جسوقت سے کہ سلطنت ہند مین ضعف آگیا اور ملک اودہ کے
صوبہ نے جو شیعہ مذہب تھا بادشاہ وقت کی بغاوت اختیار کی اس مذہب شیعہ کا
ہندوستان مین رواج ہوا دوسرے اگر بالفرض بادشاہان اسلام کے زمانہ مین اس کا
ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی اوس سے اسکا جواز ہرگز ثابت نہین ہوسکتا اس لئے کہ
مسلمانون کے نزدیک کوئی بادشاہ اگرچہ وہ کیسا ہی بڑا دیندار ہو لیکن وہ شیعون کے
امامون کی طرح کسی شے کا حرام وحلال کرنیوالا نہین قرار دیا گیا کہ دین کے متعلق وہ
جس شے کو چاہے حرام یا حلال کر دے تیسرے یہ ہے کہ بادشاہون کے وقت مین تو بہت
ایسے دین کے خلاف کام جاری تھے جو اب تک بھی جاری ہین پھر مختلف مذاہب کے آدمی
اون کی عملداری مین موجود تھے اور ہر مذہب والے اپنے اپنے مذہب کی رسومات
خواہ وہ کیسی ہی قبیح ہون علانیہ طور پر خاطر خواہ بجالاتے تھے مگر اون کے لئے بارگاہ
سلطنت سے کچھہ ممانعت ہوتی تھی کیا اس سے کوئی اہل عقل یہ نامعقول نتیجہ نکال سکتا ہے
کہ وہ جملہ امور نامشروع اور تمام مذاہب مخالف اسلام اون کے نزدیک حق تھے علیٰ ہذا القیاس
مذہب شیعہ اور اسکی جملہ مراسم مروجہ کو سمجھنا چاہئے کہ کسی بادشاہ کے زمانہ مین اونکے تحقق

ہونے سے اون کی حقیت ثابت نہین ہوسکتی اس صورت مین ظاہر ہے کہ اگر بالفرض
کسی بادشاہ اسلام کے زمانہ مین تعزیہ داری کا وجود کسی صورت سے ثابت بھی ہوجائے
جو خاص شیعون کا شعار خاص ہے تو اس سے بدعت شنیعہ کا جواز ہرگز ثابت نہین
ہوسکتا لیکن اس معاملہ مین حق بات وہی ہے جسکو ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ سلطنت
اسلام مین ضعف آنے کے بعد جس وقت سے کہ صوبہ اودھ نے بادشاہ وقت کی بغاوت
اختیار کرکے استقلال کا دم بہرنا شروع کیا اوسوقت سے اس بدعت قبیحہ کا ہندوستان
مین رواج ہوا یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے سوا اور ولایتون مین اس بدعت
مروجہ ہند کا وجود بالکلیہ اب تک میست ونابود ہے یہان تک کہ ایران مین بھی جو
خاص حضرات شیعہ کا دار الخلافت ہے طریقہ عزاداری اس طرز خاص کے ساتھ جیسا
کہ ہندوستان مین مروج ہے جاری نہین پھر اسمین بھی شک نہین کہ خاص ملک اودھ
اس بدعت خاص کے بارہ مین ہندوستان کے باقی تمام ملکون پر سبقت لے گیا ہے چنانچہ
دور دور ملکون کے تماشائی ان حرکات خلاف شرع کا تماشا دیکھنے کے لیے سفر دور و
دراز اختیار کرکے عشرۂ محرم مین وہان جایا کرتے ہین خیر بہرصورت جو کچھ بھی ہو
ہمکو اس امر مین زیادہ تر بحث کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کیونکہ جب ہم نے
تعزیہ داری کے متعلق جملہ امور کا عیش و سرور و باعث فسق و فجور اور موجب توہین
اہلبیت نبوی و تخریب دین مصطفوی ہونا بفضلہ تعالی مدلل طور پر نہایت بسیط و تفصیل
کے ساتھ کما حقہ ثابت کردیا جس مین کسی اہل عقل و انصاف کو قیل و قال و چون وچرا
کرنے کی گنجایش باقی نہین رہی تو پھر اس حالت مین اس قسم کی بدعات پر آفات کا
شاہان سلف و خلف مین سے کسی کے زمانہ مین موجود یا معدوم ہونا اور کسی کا اون
کے حق مین ممانعت کرنا یا نکرنا سب برابر ہے بس حق بات یہی ہے کہ یہ بدعت شنیعہ
تعزیہ داری قطعاً دین محمدی کے خلاف ہے اس کے جائز تسلیم کرنے کی صورت نازیبا

معذرت شیعون در باب تعزیہ

ین دین اسلام کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اور مسلمان مخالفین اسلام کے مقابلہ
مین اپنے دین کی بھلائی اور اون کے مذہب کی برائی ہرگز ثابت نہین کر سکتے۔ ہماری
اس معقول و منصفانہ تقریر دلپذیر کو سنکر جو ابطال امور عزاداری کے متعلق اور اون
کے متعلقات اعتراضات بیہودہ و مغالطات واہیہ کے جوابات کافیہ و شافیہ کے بارہ
مین مفصلاً و مشرحاً مدلل و مکمل طریق پر بیان ہوئی غالباً شیعان باحیا و باانصاف مجبوراً
اس کے جواب مین یہ عذر پیش کرین گے کہ تعزیہ داری کے متعلق جسقدر امور بیجا شرک
و بدعت کے قبیل سے بالتخصیص عشرہ محرم مین بجا لائے جاتے ہین وہ ہمارے اصول دین
مین داخل نہین اور نہ ہمارے دین کی معتبر کتابون مین مذکور ہین صرف عوام الناس
نے عزاداری کے پیرایہ مین اس قسم کے امور ایجاد کر لئے ہین اور پھر وہ اسقدر مروج
ہوئے کہ کثرت رواج کی وجہ سے دین مین شمار ہو گئے اور رفتہ رفتہ عوام و خواص نے
پابندی رسم و رواج کے طور پر اون کا برتاؤ کرنا شروع کر دیا اس صورت مین ظاہر
ہے کہ ہمارے ان امور کے عمل مین لانے سے یہ امور درحقیقت ہمارے دین مین داخل
نہین نہ ان کی تردید ہمارے مذہب کی تردید ہو سکتی ہے جیسا کہ ان امور کو اکثر سنیون
نے بھی اختیار کر رکھا ہے مگر اس سبب سے ان چیزون کا اون کے مذہب مین داخل ہونا
لازم نہین آتا اور نہ ان امور کا ابطال اون کے مذہب کا ابطال خیال کیا جاتا ہے
بس اس معاملہ مین غایت سے غایت یہہ انتہائی توجیہہ ہے جو شیعون کی جانب سے
کی جا سکتی ہے جو بظاہر کسی قدر قابل سماعت معلوم ہوتی ہے لیکن جب اس معاملہ پر غور
سے گہری نظر ڈالی جاتی ہے تو ان کا یہ عذر عذر گناہ بدتر ازعین گناہ کے قبیل سے
معلوم ہوتا ہے اور درحقیقت یہ نہایت ہی بیہودہ توجیہہ ہے ان کی یہ معذرت ہرگز
لایق سماعت و قابل قبول ارباب عقول نہین ہو سکتی اور اس بدعت شنیعہ مین مدعیان
مذہب اہل سنت کی شرکت پر شیعون کی شرکت کا قیاس ہرگز صحیح نہین ہو سکتا وجہ اسکی

یہ ہے کہ اول تو اہل سنت کے مذہب حق مین بروے کتب معتبرہ عزاداری کی کچھ اصل
نہین پائی جاتی اِن کے کلام اللہ وحدیث شریف صحیح وفقہ مین نہ کہین اس قسم کے
معاملات کے حق مین رونیکا حکم ہے نہ کسی جگہ رولانے کا امر ہے اور رونے والون
کی سی صورت بنانے کا تو بہلا کیا ہی ذکر ہے جو محض نقالی و ریاکاری ہے جسکا
دین اسلام جس کی بناء خاص خلوص قلبی پر قایم کی گئی ہے ہزار زبان سے صاف
انکار کر رہا ہے پہر جس شے کی اصل ہی اہل سنت کے مذہب حق مین سے متحقق
نہین تو اوس کی فروع ناپاک کسی بیباک کے عمل مین لانے سے اوس مذہب پاک
کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتین اور کس طرح پر اوس مین داخل قرار دیجا سکتی این
مثلاً اہل اسلام مین سے کوئی شخص جو اپنے مذہب کا پابند نہو کفار کے تہوار مین
شریک ہوجائے یا کوئی فعل خلاف شرع مثل زنا و شراب خواری عمل مین لائے
تو اسوجہ سے وہ تہوار مسلمانون کا تہوار نہ قرار دیا جائے گا اور نہ وہ حرام افعال
دین اسلام مین داخل سمجھے جائینگے اور نہ اِن امور کی تردید مذہب اسلام کی تردید
شمار کی جاوے گی دوسرے یہ ہے کہ مدعیان مذہب اہل سنت مین سے جو شخص اس
بدعت خلاف سنت کے مرتکب یا اوس مین شریک ہونے والے ہین اون کے دو
فرقے ہوسکتے ہین ایک فرقہ تو وہ ہے جو اس بدعت سیئہ کے اچھا ہونے پر
فی الجملہ عقیدہ رکھتا ہے اس فرقہ مین سے بعض کم فہم آدمی اِن امور کی بجاآوری
کو اماموں کی خوشنودی کا باعث خیال کرکے اپنے حق مین بہبودی کا خیال محال
رکھتے ہین اور بعض نادان انسان اس دہوکہ مین پڑے ہوتے ہین کہ اس مین
شوکت اسلام و یادگاری امام عالی مقام ہے اور اس ذریعہ سے خیرات ہوجاتی
ہے چنانچہ اس قسم کے خیالات فاسدہ و مغالطات باطلہ کو ہم سابق مین نہایت
عمدہ طریق پر بدلائل قویہ باطل کرچکے ہین اس فرقہ مین عموماً اکثر رذیل قوم

کے آدمی اور جاہل محض و عوام الناس شامل ہین اور جو کسی قدر حرف شناس بھی ہین
وہ بھی اِن عقائد فاسدہ و اعمال باطلہ کی وجہ سے عوام کالانعام ہی کے گروہ مین
داخل ہین اس قسم کے اشخاص عموماً سنی و شیعہ دونون کے مذہب سے اصولاً و فروعاً محض بے
خبر و ناواقف محض ہین اِن نادانون کے نزدیک فقط ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے
والا یا زیادہ سے زیادہ یہ امر کہ بزرگان دین پر علانیہ طور پر معاذ اللہ لعنت
و تبرا کرنے والا شیعہ اور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والا اور تبرا بازی سے باز رہنے
والا سنی سمجھا جاتا ہے بس اس سے زیادہ نہ وہ اہل سنت و شیعہ کے اصول دین سے
واقف نہ اون کے فروع مذہب سے خبردار مگر چونکہ یہ اپنے لڑکپن کے زمانہ سے
اپنے بزرگون سے رافضیون کی برائی سنتے چلے آئے ہین اسوجہ سے یہ اپنے آپ کو
رافضی و شیعہ نہین کہتے بلکہ اہل سنت کے نام سے آپ کو بدنام کرتے ہین اس قسم
کے نادان انسان اگرچہ بظاہر نام کے سنی اور کام کے شیعہ معلوم ہوتے ہین لیکن
بنظر تحقیق جب اِن کے حال و قال کی طرف غور سے نظر کی جاتی ہے اور چشم بصیرت سے
اس طریقہ والون کی حقیقت کو دیکھا جاتا ہے تب ان کی اصلی کیفیت کا صاف مشاہدہ
ہوتا ہے اور عین الیقین کے طور پر اس واقعی امر کا یقین کامل ہو جاتا ہے کہ اس
قسم کے عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ والے درحقیقت نہ تو اہل سنت ہی ہین نہ شیعہ
بلکہ یہ فرقہ دونون فرقون سے ایک علحدہ فرقہ ہے اس ہی وجہ سے یہ دونون
مذہبون کے پابند و واقف کارون کی نظرون مین سدا ذلیل و خوار اور اون
کے نزدیک ہمیشہ ساقط الاعتبار رہتا ہے اِن دونون مین سے ایک کے نزدیک
ہی اسکا قول و فعل عمل و اعتقاد لائق استشہاد و قابل استناد نہین ہوسکتا دوسرا
فرقہ یہ ہے کہ وہ مذہب سے تو فی الجملہ واقفیت رکھتا ہے اور اس قسم کی بدعات
شنیعہ کو دین کے اعتبار سے بہتر نہین سمجھتا۔ لیکن چونکہ اس فرقہ کے آدمی مذہب کے

بالکل یا پورے پابند نہیں اس لئے وہ اسطرح کے لہو ولعب وعیش وعشرت کے جلسون
مین اپنی طبعی ونفسانی خواہشون کے پورا ہونے کو رنگ برنگ کے پردون مین جلوہ گر
دیکھکر اون مین شریک ہونے سے درگذر نہین کرتے اور یہ ناعاقبت اندیش صرف دنیاوی
لذتون کو جو محض فانی و چند روزہ ہین عقبیٰ کی لازوال نعمتون پر جو ابدالآباد تک باقی
رہنے والی ہین اپنی کوتہ عقلی و خام خیالی کی وجہ سے ترجیح دیتے ہین کوئی فاقہ کش
و ذائقہ چش تو شربت و شیرینی وغیرہ کہانے پینے کی چیزون کی خواہش مین حیران اور
پریشان منہ کھولے اور ہاتھ پہیلائے مضطربانہ ہر طرف دوڑ دہوپ کر رہا ہے اور کوئی
حریص النفس دنی الطبع و پست ہمت امور عزاداری کے متعلق اپنے کسی قسم کے کرتب اور
فنون گوناگون کے کمالات و جوہر دکھلانے کی غرض فاسد سے دنیاوی منفعت کی امید
حصول یا ناظرین و سامعین کی خالی شاباش و آفرین فضول پر غش ہو رہا ہے کوئی
باندا ق میر انیس و مرزا دبیر کے کلام فصیح و بلیغ سننے کے اشتیاق مین مجالس عزا کی
حاضری کو اپنے ذمہ پر واجب و فرض عین قرار دئے ہوئے ہے کہ اوس سے حتی الوسع
کوئی مجلس ہتہیاری سے بینٹہہ کی طرح کبھی قضا ہی نہین ہوتی کوئی باجے کا شید اگانے
کا رسیا تحت اللفظ و کتاب خوانی سننے کا شائق وہ لہذا وہ مزامیر شیطانی اور خوش الحانی کی
ساتھ مرثیہ و سوز خوانی سننے کے ذوق و شوق مین اور تحت اللفظ و کتاب خوان
کی نئی روایتون کو نئے طرز و انداز سے پڑہنے اور پڑہتے وقت ہر مضمون کے مناسب
حال اپنی صورت بنانے اور اعضاء جسمانی کو حرکت دینے کے اشتیاق مین شب و روز
عزاداروں کے مجمع عام و مجالس امام عالی مقام مین حاضر ہونے کو تمام کامون پر مقدم
سمجھے ہوئے ہے کوئی سیر و تماشے کا شوقین تعزیہ و علم و مہندی کی چمک و دمک اور
روشنی کی زرق و برق اور ہر قسم کی صورتون کے زن و مرد کا مجمع دازدحام اور
طرح طرح کے کہیل تماشے اور قسم قسم کے ناٹک اور سوانگ دیکھنے کے بے انتہا شوق مین

رات دن غلطان وپیچان بنا ہوا ہے کوئی فارغ البال وارفتہ مزاج وشوخ طبیعت
عشرہ محرم کے عیش وعشرت خصوصًا شب شہادت کی کیفیت ولذت پر دل وجان سے
فیدا بنا ہوا ہے اپنے امنگ بھرے دل کی آرزوون کو جو سال بھرے اوس کے جی مین
بھری ہوئی ہیں خوب دل کہول کر عزاداری کے خوشنما پردہ کی آڑ مین پورا کر رہا ہے
کوئی کسی کی ضد یا بعض احباب خاص کے اصرار یا اپنے بال بچون کی دلداری اور اونکی دل
شکنی گوارا نہ کرنے کی خاطر سے طوعًا وکرہًا ایسے ناجائز جلسون مین شریک ہو رہا ہے
بعض خاص بندے اس قسم کے بھی ہوتے ہین کہ ہرچند کہ اون کو اس بدعت شنیعہ اور
اوس کے جملہ متعلقات مزخرفات سے فی الواقع چندان سروکار نہین ہوتا لیکن چونکہ انکو
بعض حضرات شیعان عالی درجات کے ساتھ کسی قسم کا تعلق واختلاط اور اون سے اس
بنا پر میل جول کا اتفاق رہتا ہے یا کسی وجہ سے اون کے ساتھ اتحاد پیدا کرنا اور رسوخ
بڑہانا منظور ہوتا ہے اس بناء فاسد پر وہ محض اون کی خوشنودی قلبی کی خاطر صرف
منفعت دنیاوی وغرض نفسانی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی عزاداری کا اظہار اور
اوس بدعت شنیعہ مین بظاہر اپنی شرکت اختیار کیا کرتے ہین غرض کہ ہر شخص اپنی اپنی
خواہش طبعی ونفسانی کو اپنے مناسب حال ووقت اپنے اپنے حوصلہ وہمت کے موافق
بہ تقاضاء شامت اعمال اس بدعت شنیعہ مخترعۂ شیعہ مین اہل سنت کا لباس ظاہری
پہنکر اپنی نفسانی وطبعی خواہشون کے پورا کرنے کی غرض خاص سے شریک ہوا کرتے ہین
جن مین سے ہر ایک شخص کو ہم نے اپنی چشم بصیرت سے نور فراست کی خوردبین کے ذریعہ سے
بغور تمام دیکھ بھالکر اس ازدحام ومجمع عام مین سے ایک ایک کو چھانٹ کر علیحدہ کھڑا کر دیا
اور اون مین سے ہر ایک شخص ناشخص کی پیشانی پر اپنی حکمت عملی سے بخط جلی اوس کے
مناسب حال کتبہ لکھدیا جس کو ہر اہل نظر شعلۂ آفتاب وچراغ ماہتاب کی روشنی مین بہ
آسانی پڑہ سکے اور اسکو ان لباسی سنیون کی ظاہری لباس سے کسی قسم کا التباس واقع نہو چونکہ

یہ فرقہ عقائد اہل سنت کے اقرار اور ان امور خلاف سنت کی برائی کے اظہار کی نظر سے سنی اور اعمال مخالف سنت شیعہ بجا لانے کے خیال سے شیعہ معلوم ہوتا ہے اس بنا پر اس کی ذات کے دونوں فرقوں سنی و شیعہ سے مرکب ہونے کی وجہ سے اسکو دوطرفہ کہنا بجا ہے یہ فرقہ بھی پہلے فرقہ مذکورہ کی طرح دونوں مذہبوں کے واقف کار اور پابند دین کے نزدیک مختصر وغیر معتبر ہے دین کے اعتبار سے ان میں سے ایک کا بھی عقیدہ و عمل و قول و فعل ہرگز لائق حجت و قابل وقعت نہیں ہوسکتا اہل سنت کے علماء دیندار اور صلحاء ابرار جو نائبان رسول پروردگار و حامیان دین سید الابرار ہیں وہ تو اس قسم کے دوطرفہ و دورویہ شخصوں کو بھلا کیوں ہی کسی شمار و قطار میں داخل اور اپنی خاص مذہب میں شامل سمجھنے لگے تھے لیکن خیر تو یہ ہے کہ حضرات شیعہ میں سے بھی جو کسی قدر فہمیدہ اور سنجیدہ ہیں وہ بھی ان کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے فریقین کے نزدیک خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ اوس ہی شخص کا قول و فعل دین کے اعتبار سے معتبر سمجھا جاتا ہے جو اپنے مذہب سے کماحقہ واقف اور اوس کا پورا پابند ہو اور جس میں دونوں صفتوں میں سے ایک صفت بھی متعلق نہو وہ قابل اعتماد و لائق اعتبار نہیں ہوسکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ مدعیان مذہب اہل سنت میں سے اس بدعت خلاف سنت میں صرف دو قسم کے شخص مبتلا ہیں ایک تو وہ جو اپنے مذہب کے واقعی طور پر اصل حقیقت سے کماحقہ واقف نہیں دوسرے وہ جو اوس کے پورے پابند نہیں جن کے اقوال و افعال بالاتفاق عقلاء فریقین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوسکتے اس سے ہر اہل عقل و انصاف پر صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے اشخاص ایک سے لیکر ہزار بلکہ بیشمار تک بھی اگر ایسے امور بیہودہ و نابکار میں شریک ہوں جو قطعاً اون کے اصول دین کے خلاف ہیں تو اون کی اس شرکت بیجا سے اہل سنت کے ایسے امور ناپاک سے پاک و صاف مذہب پر کسی قسم کی حرف گیری نہیں ہوسکتی نہ تو اسوجہ سے یہ امور

ناشروع اس مذہب حین شریعت وطریقت مین داخل سمجھے جا سکتے ہین اور نہ ان امور باطلہ کا ابطال اس مذہب حق کا ابطال خیال کیا جا سکتا ہے باقی ان اشخاص نامعتبر کے سوا اس پاک ومقدس مذہب مین جو اللہ تعالے کے پاک اور نیک بندے علماء وصلحا اور مذہب کے پکے اور سچے دل سے معتقد و پابند ہین جنکو درحقیقت اہل سنت وجماعت کہنا زیبا و شایان ہے وہ ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی بدعات شنیعہ کے گرد نہین پھٹکتے جن مین صاف طور پر توہین اہل بیت نبوی و تخریب دین مصطفوی پائی جاتی ہے بلکہ خود شریک ہونا تو درکنار وہ اور شخصون کی شرکت سے بھی دل سے سخت بیزار ہوتے ہین اور حتی الامکان اپنے مسلمان بھائیون کو بھی ایسے عقائد باطلہ پر اعتقاد رکھنے اور اس قسم کے اعمال فاسدہ بجالانے سے اپنے پر اثر وعظ ونصیحت اور اپنی پر زور تقریرون اور تحریرون کے ذریعہ سے غرضکہ جس طرح کی حکمت عملی و تدبیر سے بن پڑے ہمیشہ روکتے رہتے ہین اور وہ اپنے کارمنصبی کے انجام دینے کو جس کے لئے وہ خدا و رسول مقبول کی جانب سے مامور ہین وسیلۂ شفاعت و ذریعۂ نجات آخرت جانتے ہین یہ تو مدعیان مذہب اہل سنت کی اس بدعت خلاف سنت مین شرکت کا بیان تھا جس کو ہم نے بلا کم وکاست منصفانہ طور پر بلا رورعایت شیعہ واہل سنت بیان کر دیا اب ہم حضرات شیعہ کے اس بدعت شنیعہ مین دل وجان ودین وایمان سے شریک ہونے کا واقعی واصلی طور پر حال بیان کرتے ہین جس سے ناظرین باانصاف پر انشاءاللہ صاف ظاہر ہوجائے گا کہ ان دونون گروہون کی شرکت مین کسقدر زمین وآسمان کا فرق ہے اور ایک کی شرکت پر اس بدعت مین دوسری کی شرکت کو قیاس کرنا بالکل قیاس مع الفارق ہے جو تمام عقلاء کے نزدیک کسی صورت سے ہرگز صحیح نہین اس لئے کہ اول تو شیعون کے مذہب مین منجملہ تمام اصول دین ایک اصول عزا قرار دیا گیا ہے جو ان حضرات عالی درجات کے نزدیک تمام اصولون کی بہ نسبت اعتقاداً وعملاً اعلیٰ وادلی اشعار

شمار کیا گیا ہے اور واقعی ہونا بھی ایسا ہی چاہئے کہ دنیا و دین کی تمام لذتون کا حصول خاص اس ہی اصول مین حلول کر رہا ہے بس جس مذہب مین یہ اصول موجود ہے اوس کی فروعات جسقدر بھی ہونگی وہ بالضرور اوس ہی مذہب مین شمار کی جائین گی چنانچہ ظاہر ہے کہ جس مکان مین کسی درخت کی جڑ قایم ہوتی ہے اوس کی شاخین بھی خاص اوس ہی مکان کے متعلق سمجھی جاتی ہین اگرچہ وہ شاخین کسی دوسرے مکان مین بھی پھیلی ہوئی ہون لیکن اون کا واقعی تعلق اوس مکان سے نہین سمجھا جاتا نہ اوس مکان کا مکین اون شاخون پر قابض و دخیل ہو سکتا ہے بلکہ ان شاخون کا واقعی مالک خاص اوس ہی مکان کا مکین اصلی قرار دیا جاتا ہے کہ جس کے مکان مین دراصل اس درخت کی جڑ قایم ہے بس اس ہی اصل معقول پر بعینہ اصول عزا کی فروعات غیر معقول کو قیاس کرلینا چاہئے کہ یہ تمام فروعات خرافات جو تعزیہ داری کے متعلق اصول عزا کی بنا پر عزاداروں نے اختراع کرکے جاری کر رکھی ہین وہ سب خاص مذہب شیعہ ہی مین داخل سمجھے جائین گے جس مین اون کا اصول ثابت ہے کسی دوسرے مذہب والون کے اون مین شریک ہونے یا اون کے بجا لانے سے اوس مذہب کی اون امور کی طرف ہرگز نسبت نہین ہوسکتی دوسرے یہ ہے کہ اس اصول عزاداری کی بنا پر جس جگہ جس قدر بھی کم و بیش امور بیجا بجا لائے جاتے ہین اون مین قریب قریب کل شیعہ مرد ہون یا عورت رذیل ہون یا شریف غریب ہون یا امیر جاہل ہون خواہ عالم غرضکہ سب ادنیٰ و اعلیٰ دل و جان سے اون مین شریک اور دین و ایمان سے اون کے بجا لانے والے ہین البتہ اس فرقہ کے بعض بعض علماء نامدار جن کا النادر کالمعدوم کے گروہ مین شمار ہے فقط باجے اور سوزخوانی کے بارہ مین سنا گیا ہے کہ دبی زبان سے کچھ کلام کیا کرتے ہین باقی ان دو امرون کے سوا جسقدر بھی شرک و بدعت اور توہین اہلبیت نبوی و تخریب دین مصطفوی کے متعلق تعزیہ داری

کے ذریعۂ قبیحہ سے امور نامشروع و حرکات لایعنی و بے معنی کا برتاؤ کیا جاتا ہے اِن سب کی شرکت وعمل و اعتقاد کے معاملہ مین وہ اور جہلاء و عوام الناس کل ساوی ہین بلکہ حق یہ ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کے امور بے جا کی جانب رغبت دلانیوالی خاص یہ ہی خواص ہین جو اسطرح کے امور نامشروع کو طرح طرح کی ضعیف توجیہون اور قسم قسم کی رکیک و خلاف عقل تاویلون کے غیر معقول ذریعون سے جائز بلکہ واجب قرار دے کر جہلاء و عوام پر اون کی ترغیب دیا کرتے ہین چنانچہ اس کے متعلق مین ایک واقعی قصہ بیان کرتا ہون جس سے واقعی طور پر اِن کے علماء نامدار کا اِن امور خلاف دین کے معاملہ مین اصلی عقیدۂ دلی اور جہلاء و عوام الناس کو اون کی طرف رغبت قلبی دینی بخوبی ثابت ہو جائے جسکو خاص مجھسے میرے ایک دوست خاص نے بیان کیا کہ ایک شیعون کے مولوی صاحب نے اون کے سامنے تعزیون کی فضیلت بیان کی اور منجملہ فضائل کے ایک یہ بات بھی کہی کہ اگر تم تعزیہ بنانا اختیار کر دو تو تمہارے یہان سے بیماری موقوف ہو جائے اُنھون نے اس خلاف عقل بات کے جواب مین یہ معقول بات کہی کہ مولوی صاحب تعزیہ داری کی برائی جو بہت کھلی ہوئی ہے کہ کسی اہل عقل پر مخفی نہین آپ عالم ہو کر ایسا کہتے ہین بھلا اس مین برائی کے سوا آپ کے نزدیک کیا بھلائی معلوم ہوتی ہے اہلبیت کی توہین اسلام کی ذلت شرک و بدعت سب اس بدعت مین صراحتاً موجود ہین مولوی صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ مین ہمارا بھی ایسا ہی خیال تھا چنانچہ جب ہم لکھنؤ مین تحصیل علم کرتے تھے تو ہم نے جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر والزمان کی خدمت مین یہ ہی بات عرض کی جو تم کہتے ہو اوھنون نے یہ جواب دیا کہ بھائی بات یہ ہے کہ ہمارے مذہب مین امامون کے غم مین رونا اور رولانا واجب ہے اور تعزیہ داری کے متعلق جو امور ہین وہ تمام رونے اور رولانیکا مقدمہ ہین اور یہ اصول کا مسئلہ ہے کہ

واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے اس بنا پر یہ جملہ امور واجب ہیں اتفاق سے
وہ زمانہ بھی عشرۂ محرم کا تھا اس کے بعد جناب قبلہ وکعبہ نے اپنے خانساماں
سے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ مین لوگون کے دل نہایت سخت ہوگئے ہین عزاداری
کے معمولی سامان سے جس کے وہ ایک زمانہ سے عادی بنے ہوئے ہین اون کے دلون
مین رقت طاری نہین ہوتی کل اس کے واسطے کوئی ایسا نیا سامان مہیا کرو کہ جس کو
دیکھکر خوب ہی رقت پیدا ہو خانساماں نے عرض کیا کہ حضور بہت خوب چنانچہ اگلے
روز اوس نے یہ کیا کہ جسوقت جناب قبلہ وکعبہ کے مکان پر مجلس عزا برپا ہو رہی
تھی اوس وقت چند اونٹون کی برہنہ پشت پر عورتون اور بچون کو اس شان
کے ساتھ سوار کیا کہ اون کے کپڑے پھٹے ہوئے سر کے بال بکھرے ہوئے سر مین خاک
پڑی ہوئی نہایت ذلت وخواری کے ساتھ مشکین قید ہی ہوئی اور آگے سے
ایک شخص اونٹون کی مہار کھینچے چلا آرہا تھا حاضرین ناظرین پر یہ دیکھکر اسقدر
گریہ سے رقت طاری ہوئی جو حد بیان سے باہر ہے اس کے بعد مولوی صاحب شیعی
نے کہا کہ میان اوسوقت سے اس قسم کے شبہات ہمارے دل سے بالکل جاتے رہے یہی
یہ ہے ان کے علماء عالی شان مجتہد العصر والزمان کا عقیدہ خاص اس بدعت سیئہ
کے معاملہ مین یہ ہی وجہ ہے کہ آج تک کسی نے ان کے مولویون کو نہ تو تعزیہ
داری کی برائی مین وعظ کہتے اور نصیحت کرتے سنا اور نہ اسوقت تک اس معاملہ مین
اون کی کوئی تحریر دیکھی بلکہ مین نے کسی شیعہ مولوی صاحب کا ایک رسالہ اس بدعت
شنیعہ کے جواز مین تو دیکھا تھا جس مین اوس کے متعلق اوسی قسم کی بیہودہ و
خرافات توجیہات لکھین تھین جنکو ہم سابق مین مفصلاً اس طرح پر باطل کر چکے
جس مین کسی اہل عقل وانصاف کو کچھ چون وچرا کرنے کی انشاء اللہ گنجایش ہی
نہ ملے گی علاوہ اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ علماء اہل سنت مین سے جو عالم

کہ تعزیہ داری کو جسقدر زیادہ تشدد کے ساتھ برا کہتا ہے تو علماء شیعہ اوسکو اوسی
قدر زیادہ تر برا کہتے ہین بس ہمارے اس بیان واقعی سے ہر شخص ادنے سے لے کر
اعلی تک بشرط فہم و انصاف صاف طور پر اس امر کو سمجھہ سکتا ہے کہ تعزیہ داری خاص
حضرات شیعہ ہی کا شعار خاص ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اس کی تردید بھی
بالتخصیص مذہب شیعہ ہی کی تردید سمجھی جائے گی کسی اور مذہب و ملت والون کے
شیعان عزادار کے ساتھ اس خرافات مین شریک ہونے سے اوسکو کسی قسم کا تعلق نہو گا
سمجھئے یہ وہ پہاڑ تھا جو حضرات شیعان با وقار کی آنکھون سے تل کی آڑ مین چھپا ہوا تھا
مینے اوس تل کو اونکی آنکھون کے تل کے سامنے سے اپنی حکیمانہ تدبیر سے بہ آسانی ہٹا دیا اور
اب وہ ایسا صاف و آشکارا معلوم ہونے لگا جس مین کسی کم نظر والے کو بھی کچھہ تردد
و شبہہ نہین ہو سکتا اس حالت مین شیعون کا یہ عذر بیجا کہ تعزیہ داری ہمارے مذہب مین
داخل نہین جیسے کہ وہ مذہب اہل سنت سے خارج ہے علماء اہل سنت و جماعت کے نزدیک
کسی طرح پر ہرگز قابل سماعت نہین ہو سکتا اس معاملہ مین ہم جسوقت زیادہ غور کرتے
ہین اور اپنے نور فراست سے کام لیتے ہین تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کی یہ عذر
بیجا اس وجہ سے ہے کہ تعزیہ داری کے متعلق جسقدر امور بیجا شرک و بدعت اور
توہین اہل بیت کے قبیل سے بجا لائے جاتے ہین اون کا دین محمدی کے خلاف ہونا
اسقدر ظاہر ہے کہ اون کے تسلیم کرنے اور دین مین داخل سمجھنے کی حالت مین اسلام کا
دعوی سر تا پا بالکل باطل محض اور محض بے اصل ہوا جاتا ہے اس لئے شیعہ صاحبان
مدعی اسلام بلکہ مدعی ایمان کو مجبوراً ان امور واہیہ کا انکار صاف کرنا اور اصول مذہب
سے اون کا خارج قرار دینا پڑتا ہے اصل بات یہ ہے کہ ان حضرات کی اس قسم کی چالاکی
کچھہ تعزیہ داری ہی کے معاملہ مین منحصر نہین بلکہ اپنے مذہب کے قریب قریب کل معاملات
مین اس ہی طرح کی چالاکی کو کام فرمایا کرتے ہین ہمکو ان کے معاملات کا خوب تجربہ ہو گیا ہے

اور جو شخص چاہے تجربہ کر دیکھے کہ اِن کے مذہب مین جسقدر بڑے بڑے امور اس قسم کے ہین جو اصول مذہب قرار دئے گئے ہین اور اِن کے دین کا ادنیٰ مدار سمجھا جاتا ہے جسوقت اون کے سامنے اعتراضاً پیش کیا جاتا ہے تو اس مذہب کے شخصون سے اون کے صاف انکار کے سوا اور کچھہ نہین بن پڑتا چنانچہ اِن کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین جنسے کہ اِن کا مذہب خاص نکلا ہے قرآن شریف کے بجنسہ موجود ہونے کا قطعاً انکار موجود ہے اور بہ تصریح یہ امر فضیح اون سے ثابت ہوتا ہے کہ کلام منزل کا اکثر حصہ جو قریب ثلث کے ہوتا ہے بالکلیہ اوس مین سے نکالدیا گیا اور باقی مین کمی بیشی کی گئی ہے علی ہذا القیاس اہل بیت اطہار مین سے ہر ایک کے متعلق تمام تمام اسطرح کے بیہودہ وخرافات قصے موجود ہین جن مین انتہا درجہ اون بزرگان دین و اہل بیت سید المرسلین کی برائی پائی جاتی ہے جن کا کسی قدر حصہ بقدر ضرورت سابق مین بیان ہو چکا لیکن جسوقت کہ اِن کے سامنے اس قسم کے امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو صاف اون کا انکار ہی کر بیٹھتے ہین کہ ہماری کتابون مین یہ امور ہرگز مذکور نہین یہانتک کہ صحابۂ کرام سید الانام پر معاذ اللہ تبرا بھیجا اور اون پیشوایان دین کو جن کی ذات بابرکات باعث اشاعت دین محمدی ہے معاذ اللہ کافر و منافق سمجھا جسکی بنیاد فاسد پر اِن کا تمام مذہب بنایا گیا ہے اسکا بھی جب کبھی اِن سے ذکر آتا ہے تو صاف انکار ہی کیا جاتا ہے بس اِن تمام امور کی خاص یہ ہی وجہ ہے کہ اِن امور کے اقرار اور مذہب مین داخل قرار دینے کی صورت نازیبا مین مذہب اسلام کا قطعاً انکار لازم آتا ہے کہ اسلام کا زبانی دعویٰ بھی اس حالت مین ہرگز نہین بن پڑتا لیکن اِن حضرات کا یہ انکار صرف اونھی شخصون کے سامنے کسی قدر چل سکتا ہے جو اِن کے اصول مذہب سے بالکل یا کماحقہ واقف نہین ہوتا لیکن کسی واقفکار کے سامنے اِن کو ہرگز مجال انکار نہین بن پڑتی چنانچہ میرے سامنے جو شخص اس قسم کے امور کا اگر کبھی انکار کر بیٹھتا ہے

تو اوسکو سخت مصیبت کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ ان کے اس معاملۂ خاص کے حق مین
میرے تو یہ ایک آسان ترکیب ہاتھ آگئی ہے کہ جہان کسی نے کسی ایسے امور مذہبی کا انکار
کیا جو ان کی معتبر کتابون مین مذکور ہین تو مین نے کلینی شریف و استبصار لطیف کا حوالہ
دیکر جھٹ اوس کے دونون لب بند کئے یا روایت صاحب فقہ من لایحضرہ الفقیہ
کا بیان کرکے ان کو دم بخود کیا خیر بہلا استبصار و فقہ من لایحضرہ الفقیہ سے تو ان
کے خاص ہی خاص اشخاص واقف ہون گے لیکن کلینی ان کے مذہب مین ایک ایسی
کافی و مشہور کتاب ہے جس کو ان مین کا ہر شخص اعلی و ادنی خوب جانتا اور صدق دل
سے اوسکو مانتا ہے بس کلینی کا نام آتے ہی ان حضرات کو لینے کے دینے پڑ جاتے ہین اور
ایسے سخت پیچدار پھندے مین پھنس جاتے ہین جن کی گرفت سے ان کا نکلنا ہی
محال ہوجاتا ہے اس لئے کہ اگر اس کتاب کا انکار کرین تب تو اس سے ان کے مذہب
ہی کا بالکلیہ انکار لازم آتا ہے کیونکہ ان کے مذہب مین کوئی کتاب کلینی سے زیادہ
صحیح و معتبر نہین قرار دی گئی - اور اگر اس قسم کے امور کا اقرار کرین جنکا صاحب کلینی
نے صاف و صریح طور پر اقرار کیا ہے اور اون کو اصول دین مین داخل قرار دیا ہے
تو اس صورت مین ایمان تو بہلا کہان بلکہ اس حالت مین اسلام کا زبانی دعوی
بھی سرے سے بالکلیہ باطل ہوا جاتا ہے اس لئے کہ جس حالت مین کہ کلام اللہ ہی معاذ اللہ
بجنسہ موجود و قابل اعتبار نہ رہا اور اوس کے جمع کرنے والے اور دین محمدی کے عالم مین
پہیلانے والے ہی نعوذ باللہ کافر و منافق ٹھہرے اور رسول مختار پروردگار کے اہلبیت
اخیار ہی جملہ العظمۃ للہ کاذب و ذلیل و خوار قرار پائے تو پھر اس صورت نازیبا
مین دین اسلام کیا ہوا شیخ چلی کا اچھا خاصہ محض خیالی پلاؤ بن گیا کہ خالی خیال
کے سوا اوسکا کہین وجود ہی متحقق نہ ہوا غرض کہ ایسی نازک حالت مین ان حضرات
صاحبان مذہب امامیہ کا معاملہ بالکل گویم مشکل نگویم مشکل کا ہوجاتا ہے کہ نہ تو اقرار ہی

کی حالت مین اُن کا مذہب کسی صورت سے برقرار رہتا ہے اور نہ انکار ہی کی صورت مین اُن کی کچھ کاربراری نظر آتی ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ باوجود اس کیفیت کے اس خاص فرقہ مین کچھ اہل علم عجیب وغریب قسم کے ہمارے دیکھنے مین آئے ہین جن کو اعلیٰ درجہ کے صاحبان دانش وانصاف کے سوا اور کیا کہا جائے کہ جس وقت اون کے سامنے اون کے امور مذہبی کا ذکر کیا گیا اور کلینی وغیرہ اون کی معتبر کتابون کا حوالہ دیا گیا تو اون مین سے بعض صاحبان ذیشان نے تو یہ کہا کہ اس قسم کی روایتین سنیون کے مذہب کی ہماری کتابون مین داخل ہوگئی ہین اور بعض حضرت عالی مرتبت نے یہ غیر معقول جواب دیا جو درحقیقت نہایت ہی معقول جواب ہے کہ ہمارے مذہب مین کوئی کتاب ایسی صحیح نہین جیسی کہ اہل سنت کے مذہب مین صحاح ستہ ہین جس کی تمام روایات معتبر ہی مانی جائین اور بعض صاحب جودت وذکا وطبع رسا کا ان سب سے نرالا ہی عجیب وغریب طریقہ دیکھنے مین آیا کہ جب اون سے اون کے خاص خاص امور مذہبی کا تذکرہ کیا گیا جن کو اون کے مذہب مخصوص کی خصوصیات مین سے مانا گیا ہے جس کی وجہ سے مذہب شیعہ مذہب حق اہل سنت وجماعت سے بالکل جدا وممتاز بنا ہوا ہے تو وہ صاحب جودت باحیا وباغیرت نیچی نگاہ کرکے دبی زبان سے ہرلا جواب بات کے جواب مین یہ ہی ارشاد فرما دیتے تھے کہ ہمارے محققین کا یہ مذہب نہین غرضکہ یہ صاحبان فطرت بروقت ضرورت دفع الوقتی کی ضرورت سے طرح طرح کی چالاکیون کو کام مین لاتے ہین مگر خدا کی شان ہے کہ کسی واقفکار کے مقابلہ مین کسی حیلہ وتدبیر سے ہرگز کبھی بازی نہین بیجا سکتے کیونکہ ان اشخاص مذکورہ کی اس قسم کی غیر معقول یاتوں کے جواب مین ہر اہل عقل یہ معقول بات کہکر نہایت آسانی سے انکا مونھ بند کرسکتا ہے کہ بھلے مانسو ذرا اتنا تو سوچو کہ جب تمہارے ذہن

مین یہ بات ہے کہ تمہاری کتابون مین مذہب اہل سنت کی روایتین شامل ہو گئی
ہین اور تم جب کہ خود اس امر کے قائل ہو کہ تمہارے مذہب مین کوئی کتاب ایسی معتبر
نہین جس کی سب روایتین صحیح ہی ہون تو اس صورت مین تمہارا مذہب کس کتاب
سے ماخوذ ہوا اور اس حالت مین وہ کیونکر معتبر ہو سکتا ہے بس تم نے اپنے ہی منھ سے اسکا
غیر معتبر ہونا خود تسلیم کر لیا حقیقت مین بزرگون کا یہ سچا مقولہ صادق آگیا کہ حق بات زبان
پر خود ہی جاری ہو جاتا ہے علی ہذا القیاس تم جو ہر بات کے جواب مین بے تامل یہ
کہدیتے ہو کہ ہمارے محققین کا یہ مذہب نہین تو کیا تمہارے نزدیک صاحب کلینی شریف
و استبصار لطیف و فقہ من لا یحضرہ الفقیہ کا محققین کے گروہ مین شمار نہین علاوہ اس
کے جنکو تم محققین کہتے اور سمجھتے ہو بھلا تبلاؤ تو اون کا وجود عالم مین کہان رہے
زمین پر یا آسمان پر یا وہ عنقا آشیان صرف تمہارے وہم وگمان مین بلکہ حق یہ ہی کہ
فقط تمہاری نوک زبان پر ہی اپنا نشیمن بنائے ہوئے ہین ورنہ ظاہر ہے کہ عالم مین
تو کہین اون کا نام ونشان مل نہین سکتا پھر اس سے قطع نظر یہ امر بھی قابل غور
ہے کہ امور اختلافیہ مین اگر بالفرض تمہارے محققین کا بھی یہ ہی مسلک ہے جو اہل
سنت وجماعت کا ہے تو پھر ان دونون مذہبون مین یہ زمین وآسمان کا سا فرق
وباہم کفر واسلام کا مقابلہ کیون بنا ہوا ہے سمجھئے اس قسم کی توجیہات خرافات
ہین کہ یہ صاحبان فطرت مقابلہ کے اہل سنت وجماعت کے سامنے
پیش کر کے آپ کو اور اپنے مذہب کو مقابلین کے سامنے ناحق ذلیل
ورسوا کیا کرتے ہین بس اہل فہم کے نزدیک اس مذہب اور اس
طریقہ کے بطلان کے لئے فقط ایک یہ ہی دلیل بے عدیل کفایت کرتی ہے
کہ جس مذہب خاص کی یہ شان ہو کہ خود اوس مذہب والے
ہی خاص کر اون کے خاص خاص اشخاص جو اوس مذہب کے کماحقہ واقف

کار اور اوس کے پورے حامی و مددگار کہلاتے ہین اپنے اصول دین کو جن کے حق و ناحق ہونے پر دین کے حق و باطل ہونیکا مدار ہوتا ہے اسقدر خلاف عقل سمجھین کہ مخالفین کے مقابلہ مین بجائے اون کے ثابت کرنے کے اون کا انکار کرنا پڑے تو وہ دین کسی اہل عقل و انصاف کے نزدیک ہرگز حق نہین ہوسکتا ایسی غیر معقول حالت مین بھی اسکو حق سمجھنا اور اوس کی ناحق پچ کرنے کے لئے اہل حق کے ساتھ ناحق الجھنا خاص عوام و خواص مذہب شیعہ ہی کا خاصہ ہے جس مین اون کے ساتھ دنیا بھر مین کسی مذہب و ملت والا بھی شریک نہین چنانچہ کسی مذہب والے سے گفتگو کر کے دیکھ لیجئے کہ اوس کے اصول مذہب خواہ کیسے ہی نامعقول ہون لیکن وہ مقابل کے سامنے حتی الامکان اون کو دلائل سے ثابت ہی کرے گا نہ یہ کہ بجائے اثبات اون کا ابطال کرے خیر جو کچھ بھی ہو اس مقام مین ہمکو اس مضمون کی زیادہ طول دینے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اسوقت اس بحث خاص سے ہمارا خاص مقصود صرف اسقدر ہے کہ جس وجہ سے حضرات شیعان نامدار اپنے اور امور دین کا انکار کیا کرتے ہین اور وہ وجہ خاص یہ ہی ہے کہ وہ مدمقابل کے سامنے اپنے خاص خاص امور مذہبی کے ثابت کرنے پر قدرت نہین رکھتے پس بعینہ وہ ہی وجہ خاص اس تعزیہ داری کے معاملہ مین بھی ان کی اس معذرت بیجا و فضول کا سبب ہے جو اہل عقل و انصاف کے نزدیک ہرگز لائق پذیرائی نہین اس لئے کہ اس کے متعلق جسقدر بھی امور بیجا بجالائے جاتے ہین وہ سب اول سے آخر تک عقلاً و نقلاً قطعاً باطل محض ہین کہ اون کے اثبات کے لئے کوئی شخص اپنی تمام قوت علمی کو صرف کر کے جسقدر بھی چاہے زور لگا دیکھے لیکن وہ کسی صورت سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتے چنانچہ ہم ان مین سے ہر ایک کو سابق مین نہایت کافی ووافی و مدلل طور پر بتفصیل تمام باطل کر چکے پھر اس صورت مین شیعان عزادار اگر اون کا انکار نکرین

تو وہ بیچارے مجبوراً اور کریں ہی کیا لیکن یہ خوب یاد رہے کہ اِن امور کا انکار بھی باقی اور امور کے انکار کی طرح صرف اون ہی شخصون کے سامنے چل سکتا ہے جو اِن کے مذہب اور اہل مذہب کی رگ وپے سے کماحقہ واقف نہین ہوتے کسی واقف کار کے سامنے ان کی ہرگز مجال انکار نہین ہو سکتی حاصل کلام یہ ہے کہ تعزیہ داری بشبات خاص فرقہ شیعہ ہی کا شعار خاص ہے کسی اور دوسرے مذہب والے کو اگرچہ وہ کسی بعض خاص وجوہ مذکور سے اسمین شریک ہو جائے ہرگز کسی قسم کا تعلق وسروکار نہین ہو سکتا اور اگر ہم شیعہ صاحبون کی خاطر سے جس کی ہم وقتاً فوقتاً خاص طور پر برابر رعایت کرتے چلے آئے ہین تھوڑی دیر کے لئے اِن کی اسبات کو تسلیم ہی کرلین کہ یہ بدعت شنیعہ تعزیہ مذہب شیعہ مین داخل نہین اور اون کے علماء مجتہدین اسکو منع کرتے ہین مگر پھر بھی اس امر مین کسی کو شبہہ نہین ہو سکتا کہ اس فعل بے اصل کی اصل جو ہی رونے اور رولانے اور رونے والون کی سی صورت بنانے والون پر جنت واجب بنانے والی حدیث ہے اسکا تو اس فرقہ مین سے کوئی شخص منکر نہین بلکہ جاہل سے لیکر عالم تک سب دل وجان سے اوس کے مقر اور اوس کے عمل کرنے پر تمام حد سے زیادہ مصر ہین حالانکہ اس مین بھی بعینہ اوس ہی قسم کی قباحت لازم آتی ہے جس قسم کی تعزیہ داری مین پائی جاتی ہے اِس لئے کہ اِس حدیث عجیب پر عمل کرنے کا یہ ہی عجیب وغریب طریقہ عزاداروں مین مروج ہو رہا ہے کہ مجالس عزا قایم کیجاتی ہین اور اون مین شہادت شہداء کربلا کے متعلق اکثر جھوٹے مرثیے اور غلط روایات بسیر و پا کی مصنوعی کتابین پڑھی جاتی ہین جن مین اہل بیت اطہار کی انتہا درجہ بے صبری و غایت مرتبہ ذلت وخواری کے متعلق محض جھوٹے اور بالکل بے اصل قصے بھرے پڑے ہین جن کا پڑھنا اور سننا قطعاً ناروا ہے اور پھر اون کو پڑھ کر اور سنکر بے انتہا شور وغوغا مچایا جاتا ہے اور سینہ وسر پٹیا جاتا ہے جو خاص رسوم جاہلیت سے

ہے اور شرعاً قطعاً حرام ہے ظاہر ہے کہ اسطرح کے خلاف شرع امور کا ارتکاب ہرگز
باعث ثواب نہین ہوسکتا بلکہ یقیناً موجب عذاب ہے پھر اسپر طرہ یہ ہے کہ مجالس عزا کی
بنا محض خلوص قلبی پر بھی مبنی نہین بلکہ اوس مین اکثر حصہ ریا و نفسانی خواہشون کا
ملا ہوا ہے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجالس عزا مین عموماً تین قسم کے اشخاص ہوتے
ہین اول بانیان مجالس دوسرے حاضرین تیسرے ذاکرین بانیان مجالس کا تو عام
طور پر یہ حال ہوتا ہے کہ شروع ہی سے اون کے دل مین اسبات کا خیال ہوتا ہے کہ
جس طرح بن پڑے کسی صورت سے کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ جس سے ہماری مجلس کا
رنگ اور دن کی مجلسون سے بڑھا ہوا رہے حاضرین بھی اور مجالس کے حاضرین کی
بہ نسبت چیدہ ہون ذاکرین بھی سب سے زیادہ برگزیدہ و دہن دریدہ ہون آرایش
و آسائش کے سامان و اسباب بھی باقی اور مجلسون کی بہ نسبت زیادہ اور سب سے
بڑھ چڑھ کر ہون اسی خیال فاسد کی بناء فاسد پر اپنی حیثیت و ہمت سے کہین
بدرجہا زیادہ حتی کہ قرض و دام کر کے بھی طرح طرح کے سامان اور قسم قسم کے اسباب
آرائش و آسائش کے متعلق مہیا کئے جاتے ہین ذاکرین بھی مشہور مشہور دور دور سے
حتے الامکان اون کو معقول اجرت کی طمع نامعقول دلا کر ہزار منت و سماجت بلائے
جاتے ہین پھر اپنے اپنے خاص خاص احباب اور اوس شہر کے برگزیدہ اصحاب کو خاص
طور پر اطلاع دی جاتی ہے کہ کل فلان وقت بندہ کے مکان ماتم نشان پر مجلس
عزا برپا ہو گی فلان میر صاحب سوز خوان اور فلان میرزا یا آغا صاحب تحت اللفظ
یا کتاب خوان لکھنؤ شریف یا امروہہ لطیف سے غریب خانہ پر تشریف لائے ہین
آپ عنایت فرما کر بندہ کے کاشانہ عزا نشانہ پر قدم رنجہ فرما کر بندہ کو ضرور ممنون
منت و ممنون احسان فرمائیے پھر اگر اسقدر شد و مد کے ساتھ آؤ بھگت پر بھی
کوئی مرے ہوئے دل یا کینہ سے بھرے ہوئے سینہ والا اوس مجلس مین شریک نہین

ہوتا تو صاحب مجلس عزا کو اوس کے ساتھ ایک گونہ عداوت قلبی ہو جاتی ہے جس کا
نتیجہ بد یہ ہوتا ہے کہ طرفین مین رسم مروت و ملاقات بھی اسبات پر ترک ہو جاتی ہے
یہان تک کہ طرفین کا ایک دوسرے کی شادی و غمی مین بہی شریک ہونا بالکلیہ موقوف
ہو جاتا ہے ان امور پر نظر کرکے ہر اہل فہم اسبات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مجالس عزا
کے منعقد کرنے مین بانیان مجالس کی ابتدا ہی سے نیت بخیر نہین ہوتی اس ہی لئے
اون کا انجام بھی بخیر نہین ہوتا یہ تو بانیان مجلس امام کا احوال نیک انجام تہا اب حاضرین
کا حال بہی سنئے کہ اون کی دو قسمین ہین ایک عام دوسری خاص عام کا حال تو یہ ہی
کہ جو لوگ بیچارے فاقہ کے مارے غریب و غربا و مفلس و قلاش ہوتے ہین جو اپنی
وجہ معاش کے لئے کہانے پینے کی چیزون کے موقع و محل کی تلاش مین ہر دم حیران
و سرگردان پہرا کرتے ہین اون کو تو فقط شیرینی و شربت وغیرہ کی طمع دامن کہینچے
ہوئے ادہر سے اودہر گہسیٹے گہسیٹے پہرا کرتی ہے وہ مصیبت زدہ ہر روز متعدد مجلسون
مین پہر پہرا کر صبح سے لیکر پہر پہر رات تک اچہا خاصہ اپنا چارہ حسب دلخواہ مہیا
کر لیتے ہین اور امام شہید کی برکت سے یا یون کہئے کہ یزید کی بدولت عشرہ محرم مین
دس دن تک برابر ادہر ادہر سے چاگ چر کر اپنا اور اپنے بال بچون کا پیٹ بہر لیتے
ہین یہ ہی وجہ ہے کہ جس مجلس مین شیرینی زیادہ تقسیم کی جاتی ہے اوس مین اور
مجلسون کی بہ نسبت اس قسم کے آدمیون کا زیادہ مجمع ہوتا ہے چنانچہ لکھنؤ کا نوابی
کے زمانہ کا قصہ مشہور ہے جسکو ہم نے خاص وہان کے معتبر شخصونکی زبانی سنا ہی کہ وہان
کوئی دل چلی بیگم ایسی تہین جن کی مجلس خاص مین ہر شخص کو ایک ایک فیرینی کی
بہری قفلی اتنی بڑی تقسیم کی جاتی تہی کہ حاضرین اوسکو اپنے سر پر اوٹھا کر یا کسی
مزدور سے اوٹھوا کر گہر لیجاتے تہے بس اوس عالی ظرف و پاک بی بی کی اس سخاوت
و حلاوت کے خیال سے لالچ مین بہر کر اوس شہر کے تمام شریف و رذیل ملکر بے باکانہ

اوس کی پاک مجلس مین ایک بارگی پل پڑتے تھے اور اوس عالیشان بی بی کے مکان
عزانشان مین اسقدر طوفان بے تمیزی برپا ہوتا تھا جو حد بیان سے باہر ہے
یہ تو عوام الناس مین سے غربا کی مجالس عزا مین شرکت وحاضری کا واقعی ماجرا تھا
باقی وہ لوگ جو پیٹ بھرے یا مال ست ہوتے ہین اون کی حاضری وشرکت کسی وجہ
پر مبنی ہوتی ہے بعض کو مرثیہ خوانی وسوز خوانی کے پیرایہ مین خوش الحانی کے ساتھ
گانا سننے کا ذوق اور کسی کو تحت اللفظ خوان کی خوش بیانی وحرکات اعضاء
جسمانی کے مشاہدہ کا شوق اور بعضون کو اوس مجمع عام مین طرح طرحکی صورتون
کے دیکھنے کا اشتیاق مجلسون مین گھمائے پھرا کرتا ہے اِن وجوہ سے عوام کے مجالس
امام مین شرکت وحاضری کا حال اس شان ہمثال سے صاف سمجھ مین آسکتا ہے اور
ہمارے بیان واقعی کی اس سے پوری تصدیق ہو سکتی ہے کہ اگر کسی مجلس کی نسبت
تمام شہر مین یہ کیفیت مشہور ہو جائے کہ اوسمین لکھنؤ شریف اور امروہہ لطیف یا اور
کسی مشہور ومعروف مقام سے سوز خوان خوش الحان اور تحت اللفظ پڑہنے والے عمدہ
واعلی قسم کے چھٹے ہوئے بلوائے گئے ہین سوز خوان تو اسدرجہ کے موسیقی دان
وباکمال ہین جنکی خوش الحانی ونغمہ سرائی کا ادنے حال یہ ہے کہ سننے والے پر میاخشیہ
حال طاری ہو جاتا ہے اور تحت اللفظ خوان اس شان وآن بان کا شخص ہے
جسکی خوش بیانی کی یہ کیفیت ہے کہ جس شخص کو چاہے دم بھر مین رولادے اور جسکو
چاہے ہنسا دے پھر اس کے علاوہ یہ صدائے فرحت بخش بھی شایقین کے کانون
مین پہنچی کہ بانی مجلس امام نے مجلس کے منتظمین خاص کو یہ حکم عام دیدیا ہے کہ ہر شخص کو
فی کس سیر بھر بابو شاہی عطا کی جائے تو پھر دیکھئے کہ اوس مجلس عزا مین شیعان
عزادار کا کسقدر انبار پر انبار لگجائیگا کہ اوسمین ایک تل دہرنے کو بھی جگہ نہین
ملنے کی اور اگر اس کیفیت کے برعکس یہ اولٹا مضمون شہرت پاجائے کہ اوس مجلس

ین نہ تو کوئی خوش الحان سوز خوان آیا ہے اور نہ کوئی تحت اللفظ خوان جادو بیان
ان وارد ہوا ہے بلکہ اوس مجلس مین ذاکر ایک بوڑھا بیٹا پھوس طبیعت کا شخص ہے
صرف شہادت کے متعلق صحیح اور سچا واقعہ بلا تکلف و تصنع بیان کرے گا پھر اس
یبت پر مصیبت یہ ہے کہ وہان حاضر ہونے والون کے نصیب اعدا ہاتھ پلے بھی
نہ پڑے گا کیونکہ بانی مجلس نے اپنے افلاس یا اپنی خست و کم ہمتی کی وجہ سے
س امر کا التزام کر لیا ہے کہ حاضرین مجلس عزا مین سے کسی ایک شخص کو بھی شیرینی
ایک دانہ تک بھی نہ دیا جائے اس حالت مین ظاہر ہے کہ عزادارون مین سے
شخص بھی اوس مجلس کے گرد پھٹکنے کا اپنے دل مین ارادہ نہ کرے گا یہ دوسری
ت ہے کہ اتفاقیہ دو چار یا دس پانچ آدمی بانی مجلس کی شرما حضوری سے اوسین
ز قہراً قہر درویش بر جان درویش کا معاملہ کر کے جا بیٹھین لیکن اپنی دلی
بت سے تو یقین ہے کہ اوس مین ایک بھلا مانس بھی شریک نہ ہوگا یہ کیفیت تو
م شریک ہونے والون کی تھی اب رہے خواص اون کا مجالس عزا مین حاضر ہونا
خاص وجہ سے ہوتا ہے بعض ارباب مذاق تو میر انیس و مرزا دبیر کے کلام
ح و بلیغ سننے کی غرض سے اور بعض بانی مجلس کی خاطر و مدارات یا اوس کے
ظ و مروت یا اوس کے شان و شوکت کے سبب سے یا شرکت مجلس مین اوسکا
لا اوتارنے کی خاطر طوعاً و کرہاً شریک ہوا کرتے ہین دونون قسمون کا حال تو
لیا اب تیسری قسم کی کیفیت سنئے جو ان پچھلے دونون کے حق مین بمنزل امام
اوسکا شیعان نامدار کی اصطلاح خاص مین ذاکر نام ہے اس کی عجیب و غریب
ت تو دونون کی کیفیت پر سبقت لے گئی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ذاکرین
ے سوز و نوحہ خوان ہون یا تحت لفظ خوان خصوصاً مرثیہ گو ان سب کی
س عزا کی برکت سے اور مین تو یون کہون گا کہ یزید کی بدولت خوب ہی بن پڑی

گویا منھ مانگی ان پر ہُن لوٹ پڑی یزیدیان بد اعمال کے اِن اعمالِ بدمآل کی بدولت یہ لوگ مال ومنال دنیوی سے مالا مال اور اون کے اِن افعال سزا یا انفعال کے طفیل سے عمر بھر کے لئے خوش حال وفارغ البال بن گئے محرم کا مہینہ شروع ہوا اور اِن کی بجلی کی مانند آواز کی کڑک کے ساتھ ابر نیسان کی طرح ان پر چاندی کا بادل برسنا شروع ہو گیا بیٹھے بٹھلائے خوانون پر خوان اوترنے لگے اور پیر د شہیدون کی طرح بلکہ اون سے بھی کہین بڑھ چڑھ کر درہم ودینار کے چڑھاوے چڑھنے لگے اس امر کو بھلا کون نہین جانتا ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے جس کے دیکھنے والے اب تک بہ کثرت موجود ہین کہ اِن مین ایک میر انیس اور دوسرے مرزا دبیر تھے جو خاص اِس مرثیہ گوئی ہی کی بدولت اچھے خاصے رئیس اور بڑے امیر کبیر تھے یہ ہی وجہ ہے کہ مرثیہ خوان قواعد فن موسیقی کے مطابق خوش الحانی کے ساتھ سوز خوانی کی مشق مین رات دن غلطان وپیچان بنے رہا کرتے ہین اور مرثیہ گو شہادت شہداء کربلا ومظالم یزیدیان اشقیا کے متعلق نئے نئے عجیب وغریب مضامین اختراع کر کے ہر دم بیٹھے بال کی کھال نکالا کرتے ہین اِسی طرح پر تحت لفظ پڑھنے والون کو بھی اپنی خوش بیانی اور ہر مضمون کے مناسب حال اپنی صورت بنانی مدنظر رہنے کی بنا پر شب وروز نہایت جانکاہی کرنی پڑتی ہے اس مقام پر ہم دو مرثیہ خوانون کا قصہ بیان کرتے ہین جو خاص فن مرثیہ گوئی مین ایک خاص قسم کا کمال رکھتے تھے جسکو ہم نے خاص اوس ہی جگہ کے رہنے والون کی زبانی سنا ہے جہان اون دونون صاحبان فن کا مولد ومسکن تھا کہ اون دونون مین سے ایک مرثیہ گو صاحب عالی نسب کا تو یہ حال تھا کہ وہ حضرت عالی مرتبت اپنے دولت خانہ کے سب طرف سے پٹ بند کر کے قدآدم ایک آئینہ سامنے رکھکر مرثیہ خوانی کی تحت لفظ کے طریق پر مشق کیا کرتے تھے اور ہر مضمون کے مناسب اپنی صورت

بناتے جاتے تھے اور اپنی صورت زیبا کو اوس آئینہ مین بغور ملاحظہ فرماتے جاتے تھے
بقول نظام ؎ انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ ٭ اور یہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا ہو
ہاتھ بھی نچاتے جاتے تھے مونھہ بھی بناتے جاتے تھے چشم و ابرو کا بھی اشارہ فرماتے جاتے
تھے غرضکہ اس عجیب وغریب قسم کی مرثیہ خوانی مین آپ اپنے جملہ اعضاء جسمانی سے
فی الجملہ کام لیتے جاتے تھے اگر اون حضرت کی شکی طبیعت کو اپنی صورت کے اوس مضمون
کے ساتھ مطابق ہونے مین ادنے سا بھی شک پڑ جاتا تھا تو اوس مضمون کو دوبارہ
پھر دہراتے تھے اور مکرر چشم و ابرو دست و سر کے اشارہ کو بدستور سابق کام مین
لاتے تھے جسوقت آپ کے دل کو اس امر کی طرف سے پوری تشفی ہوجاتی تھی کہ آپ
کی یہ حرکت جسمانی اوس مضمون روحانی کے ٹھیک مطابق بیٹھہ گئی اور اس کا عین الیقین
کے طور پر بخوبی مشاہدہ ہوجاتا تھا کہ آپ کی اس صورت خاکی سے اوس مضمون بالا کا
پورا خاکا اوتر آیا اوسوقت وہ حضرت عالی مرتبت اوس مضمون کا افادہ اور حرکت اعضا کا اعادہ موقوف
فرماتے تھے ایسے شائقوں کی ایسی مشقت و جانکاہی کیساتھ مشق کرنیکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جو اور مرثیہ گو اسدرجہ کے
پڑھنے مین مشاق نہین ہوتی تھی اگرچہ اونکا کلام فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اون شائقون کے کلام
سے ایک گونہ برتر اور فی الجملہ بڑھہ چڑھہ کر ہوتا تھا لیکن سامعین جسقدر اوس شائق
کے پڑھنے سے محظوظ ہوتے تھے اوسقدر اوس فصیح و بلیغ کے پڑہنے سے نہین ہوتے تھے
یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے صاحبان کمال مین آپس مین ایک قسم کا ملال رہتا تھا اور
ہر ایک اپنے اپنے کلام مین دوسرے پر چوٹ کرتا رہتا تھا چنانچہ جس شخص کو فن شاعری
سے فی الجملہ مذاق حاصل ہے وہ دونون قسم کے صاحبون کا کلام سنکر بخوبی اس امر کا
اندازہ کرسکتا ہے کہ اونمین ایک دوسرے پر کسقدر نوک جھونک موجود ہے اور
جانبین سے ہر ایک کا ایک مصرع دوسرے کے حق مین کیسا میٹھی چھری کا کام کر رہا ہے
اس ہی بنا پر وہ سنکر بھی طرفین کے تلخ مزاج طرفدارون مین برابر نسلاً بعد نسل منتقل

ہوتی چلی جاتی ہے چنانچہ جس مجلس مین دونون فریق مذکور کے مرثیہ خوان موجود ہوتے ہین کیسی کیسی بے لطفیان ادن مین پیش آتی ہین جن کا لطف حاضرین مجلس خوب اوٹھاتے ہین ایک کے دوسرے پر کیسے کیسے تلے ہوئے وار کی کیسی کیسی جھپی ہوئی بہرمار رہتی ہے اور آپس مین کیسی جوتیون مین دال بٹتی ہے کہ معاذ اللہ العظمۃ للہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ خیر ہمکو اس سے کیا بحث ہے یہ جانین انکا کام ہمارا تو اس قصہ کے بیان سے صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ ناظرین منصفین پر یہ امر کماحقہ منکشف ہوجائے کہ مرثیہ خوانی و مرثیہ گوئی کی بناد بیندار ی دغم امام پر ہے یا دنیا حاصل کرنے اور نفسانیت کے کام پر اب دوسرے مرثیہ گو صاحب عالی مراتب کا حال ہی سنئے جسکا سننا ہی نفع سے خالی نہین کہ وہ ذات شریف کسی مجلس شریف مین ایک بیش بہا دوشالہ زیب تن کیے ہوئے نہایت کروفر سے منبر پر چڑہے ہوئے مرثیے تحت اللفظ کے انداز پر پڑہ رہے تھے اور غایت شدومد سے شہادت شہداء کربلا و مظالم یزیدیان اشقیا کا حال بیان فرمارہے تھے اور منبر پر بیٹھے ہوئے بڑے زور و شور سے شیر غران کی طرح مجلس عزا مین غرارہے تھے کہ اتفاقاً ایک شخص اطراف شہر کا رہنے والا جو بظاہر کچھہ پڑھا لکھا نہین معلوم ہوتا تھا اوسطرف آنکلا اور مجلس امام کی اسقدر دہوم دھام اور حاضرین کے تزک و احتشام و کثرت ازدحام خصوصاً جناب فضیلت مآب حضرت ذاکر صاحب کی بہڑک کو دیکھکر وہ بیساختہ بہڑک اوٹھا اور آپ کی بجلی کی طرح کڑک کو سنکر ایک بارگی اوسکا دل دہڑکنے لگا اس بیچارگی کی حالت مین اوس کو وہان بیٹھنے کے سوا اور کچھہ چارہ نہ بن پڑا کچھہ دیر تک تو وہ قہر درویش برجان درویش کا معاملہ کیے ہوئے خاموش بیٹھا رہا اور ذاکر صاحب فصیح و بلیغ کے اوس کلام بلاغت نظام کو سنتا رہا جس کے طفیل سے آپ دونون ہاتھون سے دنیا ہی خوب دل بہر کر کماتے جاتے تھے اور پہر اپنے گمان مین اوس

کی برکت سے اپنے اور سامعین کے حق مین جنت بہی واجب بناتے جاتے تہے آخرکار جب اوس شخص سے نرہا گیا تب اوس نے حاضرین مجلس سے یہ دریافت کیا کہ صاحبو یہ کیا معاملہ ہے اور کس کم بخت کو یون برملا برا کہا جا رہا ہے لوگون نے مختصر طور پر شہید کربلا کی شہادت اور یزیدیون کی شقاوت کا کچہہ حال بیان کیا یہ سنکر وہ دفعتہً اوٹھ کہڑا ہوا اور حاضرین مجلس کی طرف التفات کر کے یہ کہا کہ صاحبو سن لو یزید نے جو کچہہ بہی کیا وہ حقیقت مین بہت ہی برا کیا اوسکو جسقدر بہی برا کہا جائے وہ تہوڑا ہے لیکن اس شخص کو یعنی ذاکر صاحب کی طرف اشارہ کر کے اوسکو بُرا کہنا ہرگز نہین پہونچسکتا اس کے بعد پہر خاص حضرت ذاکر صاحب عالی مراتب کی جانب بالتخصیص خطاب کر کے یہ کہا کہ بہائی بہلا تو اس کو کیون بُرا کہتا ہے تجکو تو وہ ٹکرون کے سر لگا گیا اگر وہ ایسا فعل نکرتا تو پہر تجکو کوئی کاہے کو پوچہتا تو جو ہزار بارہ سو کا دوشالہ اوڑہے ہوئے منبر پر چڑہا بیٹہا ہے اور ادہر ادہر دوڑا پہر رہا ہے یہان سے سو پچاس روپیہ اوڑا وہان سے سو دوسو اوڑا لایا یہ سب اوس یزید ہی کی بدولت ہے جسکو تو برا کہہ رہا ہے تجکو تو بجائے برا کہنے کے اوسکا نہ دل سے شکر گذار ہونا چاہئے اوس مسافر صورت خضر سیرت کا یہ کلام ہدایت التیام سنکر جناب دولت مآب حضرت ذاکر صاحب عالی مقام و تمام حاضرین مجلس امام برگزیدہ انام چور رہور ہو کر اوس کی طرف دیکھنے لگے اور سکتہ کے عالم مین ششدر رہ گئے اور اسقدر مجمع کثیر مین سے جو لشکر مور و ملخ کی برابر تہا کسی ایک شخص سے بھی اوسکی بات کا جواب نہ بن پڑا حقیقت مین اوس نیک ذات و فرخندہ صفات کی اس لاجواب بات کا جواب ہو ہی کیا سکتا ہے کیونکہ اس امر مین کسی اہل عقل و انصاف کو ہرگز شبہہ نہین ہوسکتا کہ یزیدیون نے جو کچہہ بھی اس قسم کا بیجا معاملہ کیا وہ در حقیقت نہایت ہی برا کیا لیکن اسکے ساتھ ہی اس امر حق مین بھی کسی ادنے و اعلی

کو شک نہین ہوسکتا کہ ان لوگون کے حق مین تو بہت ہی اچھا کیا کہ بیٹھے بہلائے ان
حضرات کے ہردم کا یہ اچھا مشغلہ ہاتھ آگیا فی الواقع واقعۂ شہدا و کربلا کیا ہوا گویا ان
کے حق مین تو ایسا ہوگیا جیسا کہ بلی کے بھاگ سے چھینکا ٹوٹ پڑا لو ناظرین منصفین
رونے رولانے والون کے حق مین جنت واجب بتانے والی حدیث پر عمل کرنے
والون کے یہ تین فرقہ ہوسکتے ہین جن صاحبان تثلیث کے مخفی حالات قلبی کو ہم نے
اپنے نور فراست سے دیکھکر من وعن تمہارے سامنے ظاہر کردیا جس سے تمکو یقین کامل
ہوگیا کہ ان مین سے ایک شخص کے حق مین بھی اس ذریعہ سے جنت کے واجب ہونیکو
کچھہ علاقہ نہین ہوسکتا اس مقام مین شیعان عالی مقام مین سے کسی صاحب جودت
کی طبیعت مین شاید یہ شبہہ پیدا ہو کہ مجالس عزا کے متعلق جو امور بیان کیے گئے
ہین وہ درحقیقت اس حدیث کے مضمون سے خارج ہین جسمین کہ رونے اور رونے
والے کی سی صورت بنانے والے کے حق مین جنت واجب آئی ہے اس لیے کہ
اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو شخص شہادت امام جنت مقام کے متعلق صحیح صحیح
حالات واقعی پڑھ کر یا سنکر خلوص دل سے روئے یا رولائے یا رونے والون
کی سی صورت بنائے اوسپر جنت واجب ہوجاتی ہے اس صورت مین امور
مذکورۂ بالا کی تردید حدیث عزا کی تردید نہین ہوسکتی اس شبہۂ ضعیف کا جواب تو
یہ ہے کہ اول تو یہ امر مسلم نہین کہ امور مذکورہ مضمون حدیث مذکور سے خارج ہین
وجہ اس کی یہ ہے کہ اس حدیث مین جبکہ رونے رولانے کا حکم ہے اور اوسپر
جنت واجب قرار دی گئی ہے تو اس صورت مین جھوٹی روایتون کے بیان کرنیکا
حکم اور اوسپر وجوب جنت کا ترتب بدرجہ اولی ثابت ہوگیا اسلیئے کہ یہ امر ظاہر ہے
کہ شہادت کے متعلق جسقدر جھوٹے اور محض بے اصل و فرضی حالات کے سننے اور سنانے
سے سامعین و ذاکرین پر رقت طاری ہوتی ہے صحیح اور سچے حالات کے پڑھنے

اور سننے سے اوسقدر ہرگز نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص تعصب بیجا کی وجہ سے اس
امر ظاہری و بدیہی کا انکار ہی کرے لیکن اس امر یقینی و واقعی کا ہرگز انکار نہین
کرسکتا کہ جھوٹے حالات مین بہی اسقدر اثر ضرور ہے کہ اون کے پڑہنے اور سننے
سے پڑہنے اور سننے والے کو رونا ضرور آجاتا ہے اگر صحیح واقعات کی بہ نسبت انین
زیادہ رقت بہی نہ مانی جائے تو اوس مین شک نہین کہ اون کی برابر تو ضرور
ہی ماننی پڑے گی چنانچہ ظاہر ہے کہ جو کتابین قصون کی ایسی ہین جن کا مصنوعی
و فرضی ہونا یقینی طور پر ثابت ہے اون مین جس مقام پر بہی کسی کے صدمہ و تکلیف
کا تکلف حال بیان کیا گیا ہے اون کے ذکر سے دلون پر اسقدر رقت طاری ہوتی
ہے جسکا ضبط کرنا دشوار ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ شہادت کے متعلق جھوٹے
حالات پڑہ کر یا سنکر جو شخص روئے یا رولائیگا اوس پر اس حدیث کی مطابق
جنت ضرور واجب ماننی پڑے گی علی ہذا القیاس یون سمجھنا چاہئے کہ جب اس
حدیث مین رونے والون کی سی صورت بنانے والے کے حق مین بھی جنت واجب
قرار دی گئی ہے تو اس سے اس معاملہ خاص مین خاص ریاکاری کا حکم اور اوسپر
جنت کا وعدہ اور وعدہ بہی کیسا وجوب کے طور پر بالیقین ثابت ہوگیا اس لئے
کہ یہ امر ظاہر ہے کہ رونے والون کی سی صورت تو وہی شخص بنائے گا جس کو خلوص
دل سے رونا نہ آئے گا اور اوس کے دل پر ہرگز غم والم کا کچھہ اثر نہو گا ورنہ
حقیقۃً غم والے کو رونے والے کی صورت بنانے کی کیا ضرورت پڑی ہے وہ تو
خواہ مخواہ ضرور ہی روئے گا اگر کسی وجہ سے چلا کر نہ رو سکے گا تو چپکے چپکے صرف آنسو دن
سے رو کر ہی وہ بیچارہ غم دیدہ و ستم رسیدہ اپنے دل مضطر کا بخار نکال لے گا بس اس
تحقیق سے جو اس حدیث کے معنی مین تدقیق کے ساتھ کی گئی اس بات کی پوری تحقیق
ہو گئی کہ حدیث مذکور کے مضمون مین شہادت کے متعلق محض جھوٹے اور بے اصل

واقعات فرضیہ کو بیان کرکے رونا اور رولانا اور محض ریاکاری کے طریق پر رونے والون کی سی صورت بنانا دونون شامل ہین دوسرے اگر بالفرض ان امور مذکور کو مضمون حدیث مسطور سے خارج ہی تسلیم کیا جائے تب بھی یہ امر اصل مقصود مین کسی صورت سے خارج نہین ہو سکتا اس لیے کہ رونے اور رلانے والون کی سی صورت بنانے والون کے لئے جنت واجب کرنے والی حدیث پر عمل کرنے کے جو طریقہ شیعان عزادار نے اختیار کر رکھے ہین اور وہ ان کے عوام و خواص سب مین عموماً مروج ہو رہے ہین وہ یہ ہی طریق ہین جنکو ہم نے بالتشریح بیان کرکے بالتصریح اون کی تفضیح کی ہے اگر ان طریقون کو مضمون حدیث معلوم سے خارج جانکر اون کو باطل سمجھا جائے تو اس صورت مین حدیث مذکور کا خارج مین کوئی مصداق ہی متحقق نہوگا بلکہ محض فرضی و خالی خیالی رہ جائے گا جسکا تمام عالم مین کوئی شخص بہی عنقا کی طرح نام کے سوا کچھہ نشان ہی نہ پائے گا اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ کسی خیالی و محض فرضی شئے پر کسی قسم کا مفید یا مضر نتیجہ ہرگز مرتب نہین ہو سکتا اس حال مین جنت کے واجب ہونے کی جگہ اوسکا ملنا ہی مستحقین وجوب کے حق مین محال ہو جائے گا قدرت خداوندیکا یہ عجیب و غریب تماشا بہی قابل دید ہے کہ حضرات شیعان طالبین جنت نے جس حدیث کی رو سے جنت جیسی پر بہار و دشوار چیز نہایت آسانی سے اپنے حق مین واجب قرار دے کر اپنے کو اوسکا مستحق سمجھہ رکہا تھا قضاء الہی سے خوبی قسمت نے جو پلٹا کہایا تو وہ دفعتاً پلٹ کر بجائے وجوب ان کے حق مین محال بن گئی اپنے نزدیک تو یہ حضرات کوشش کر کراکر اپنے گمان مین جنت کے قریب جا ہی پہونچے تھے مگر اسکو کیا کیجیے کہ تقدیر ایزدی جو کسی کے اختیار ہی مین نہین آخر کار غالب آگئی اور اوس کے پرتاثیر عمل نے جو کسی تدبیر سے ہرگز ٹل ہی نہین سکتا اپنا اثر دکہلا کر ہی چھوڑا

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہان کمند ۔ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

ہر چند کہ اس مقام مین صاحب طبع سلیم و فہم مستقیم کی تسکین خاطر کے لئے صرف اس ہی قدر اجمالی جواب کفایت کرتا ہے لیکن یہ حضرات بھلا ایسے کاہے کو ہین جو اس معاملہ مین اسقدر قلیل پر اکتفا کرین بلکہ جب تک اس مقام مین ہمارے خامۂ آبدار تیے اچھی طرح پربال کی کھال نہ نکلوالین گے تب تک ان کو ہرگز چین ہی نہ پڑے گی اس لئے ہمکو یہ ضرور ہوا کہ حدیث مذکور کے مفہوم و مصداق کو خاص ان ہی کی منشا کے مطابق قرار دے کر اس مین محققانہ طریق پر کلام کرین تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اگر ہم تمام وجوہ مذکورہ بالا سے قطع نظر کر کے حدیث مذکور کے یہ ہی معنی قرار دین کہ جو شخص شہادت شہداء کربلا کے متعلق فقط سچے سچے حالات پڑھ کر یا سنکر خلوص دل سے روئے یا رو لائے یا رونے والون کی سی صورت بنائے گا اوسپر جنت واجب ہو جائے گی تو یہ معنی بھی کئی وجہ سے باطل ہین اول وجہ اس کے بطلان کی یہ ہے کہ اس صورت مین یہ بات لازم آتی ہے کہ جتقدر شرعی احکامات ہین حتی کہ فرائض و واجبات بھی ان سب پر رونا اور رولانا اور رونے والون کی سی صورت بنانا سبقت لیجائے اس لئے کہ جملہ احکامات فرائض و واجبات مثل صوم و صلوٰۃ و حج و زکاۃ وغیرہ کی نسبت وجوب جنت کا وعدہ نہین کیا گیا پھر ایسی حالت مین کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے بلکہ یون کہئے کہ کیا اوس کی ایسی عقل ماری گئی ہے کہ ایسے آسان کام کے ہوتے ہوئے جس کے بجا لانے مین کسی شخص کو بھی کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے اور مفت مین اوس کے ذریعہ سے جنت واجب ہو جائے پھر وہ سخت احکامات شرعیہ کی قید مین اپنی جان کو ناحق مصیبت مین پھنسائے جنکی تعمیل مین جنت کی خالی امید ہی امید ہے وجوب کا کہین وہم و گمان و نام و نشان تک بھی نہین بس شہادت امام شہید و شقاوت یزیدیان پلید کے متعلق دو جملے بیان کر کے چشم پرنم سے دو آنسو بہائے اور دم نکلتے ہی جنت کے موتی محل مین جھٹ

چھپر کھٹ جا بچھائے بلکہ آنسو بہانے کی ہی ناحق تکلیف بیجا اوٹھانے کی کون ضرورت ہے صرف رونیوالون کی سی بتکلف و بالقصد صورت بنائے اور جسم ناتوان سے جان کے نکلتے ہی فردوس برین کی بارہ دری مین ایک دم سے اپنا بستر جا جمائے بس اس سے زیادہ شیعان محبین امام کو بھلا اور کیا آسان کام جنت کے حاصل کرنے کے لئے درکار ہے اس صورت مین جنت کیا ہوئی بقول شخصے نانی جی کا گھر ہوگئی کہ روتے بسورتے غرض کہ جس سے جسطرح بھی بن پڑے وہان جا پڑے لیکن یہ بات خوب یاد رہے کہ بزرگون کا مقولہ ہے کہ ؎

جس جا یہ گل کھلا ہے وہان خار بھی ضرور　　ہوتا خزانہ پر ہے بنا مار بھی ضرور

جیسی اس کام مین آسانی ہے ویسی ہی اسمین دشواری کی بلا ایسی سخت پیچ بھگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے حضرات شیعہ کو ایسی سخت مصیبت کا سامنا ہوگا جس سے رہائی کسی طرح پر بھی ممکن ہی نہین معلوم ہوتی وہ یہ ہے کہ اہل سنت بھی اس صورت مین ضرور جنت مین داخل ہو جائینگے اس لئے کہ اسمین کسی شخص کو موافقین و مخالفین مین سے شک نہین ہوسکتا کہ وہ امام مظلوم کے ذکر شہادت اور آپ کی اور آپ کے عیال و اطفال کی تکالیف بیحد کا حال پر ملال سنکر اور پڑھ کر ضرور روتے اور رلاتے ہین اور رونے والون کی سی صورت بنانی جو اون کی محض نقل اوتارنے سے عبارت ہے وہ تو بھلا کس سے نہین آتی ہر مذہب و ملت و اعلا اور ہر کس و ناکس اعلی سے لیکر ادنے تک رونیوالون کی یہ آسانی نقل بنا سکتا ہے بس جس جنت مین کہ اہل سنت موجود ہوئے جنکو حضرات شیعہ درد افض اپنا جانی دشمن سمجھتے ہین تو ایسی بری جنت شیعون کے لئے بھلا کیونکر مناسب ہوسکتی ہے بلکہ شیعان عزادار کے واسطے تو خاص وہی مقام مناسب حال و سزاوار ہے کہ جہان کہین اون کے دشمنان جان اہل سنت با ایمان و صاحبان عرفان کا نام و نشان تک

ہی ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کے غم والم میں رونا رولانا خاصکر روتی صورت بنانا
جو فنون صورتوں میں سے ارباب عقول کے نزدیک نہایت ہی نامعقول صورت ہے دین میں
ہرگز معتبر نہیں البتہ خوف خدا سے رونا بیشک معتبر قرار دیا گیا ہے جس کی مختلف صورتیں
ہیں اپنے اعمال کا خیال کر کے یا قبر کی وحشت و تنہائی کا تصور کر کے یا ہول میدان حشر
و وقت پل صراط پر نظر کر کے یا عذاب دوزخ سے ڈر کر رونا جن سب کا مآل کار وہی
خوف پروردگار ہے بس اس قسم کی صورتوں کے سوا اور کوئی رونے کی صورت نازیبا
عقلاً کسی صورت سے دین میں قابل اعتبار نہیں ہو سکتی جسپر جنت کے ملنے خصوصاً
اوس کے وجوب کا مدار سمجھا جائے وجہ اس کی یہ ہے کہ جنت اون اعمال کی جزا
قرار دی گئی ہے جو شریعت کے مطابق خلوص قلب سے عمل میں لائے جائیں جن کی احکام
پروردگار خلاق عالم و مالک حقیقی نے اپنے رسول پاک پر نازل فرمائے ہیں اور
اون اعمال کی دو قسمیں ہیں عبادات و معاملات عبادت کی اصلی حقیقت یہ ہے
کہ بندہ اپنے حقیقی مولا کی منشا کے مطابق قصداً اس قسم کا فعل عمل میں لائے جس سے
اوس کی عاجزی و ذلت اور اس مالک حقیقی کی قدرت و عظمت ظاہر ہو اور اس فعل
کے عمل میں لانے سے اوسکا اعلیٰ مقصود اپنی ذلت و عاجزی کا اظہار اور خلاق عالم
کی عظمت و قدرت کا اقرار ہو اور معاملات کی واقعی اصلیت و حقیقی کیفیت یہ ہے کہ مخلوق
خدا کے ساتھ خالق کے حکم کے موافق ایسا برتاو کرے جو اوس کے حق میں دین و دنیا کے
اعتبار سے مفید ہو بس یہ ہے تمام اعمال شریعت و طریقت کا خلاصہ جسکو ہم نے دو جملوں
میں بالاجمال بیان کر دیا بس اس تحقیق کو خوب ذہن نشین کر کے بغور دیکھ لینا چاہئے
کہ کسی کے غم میں رونا ان دونوں قسموں میں سے کس قسم میں داخل ہے ظاہر ہے کہ عبادات
میں تو داخل ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ کسی کے غم میں رونیکا منشا نہ تو رونیوالے
کو اپنی ذلت و عاجزی کا اظہار مطلوب ہوتا ہے اور نہ اوس قادر مطلق کی عظمت و قدرت

مطلقہ کا اقرار نہ اس غیر معقول فعل مین اون دونون معقول امرون پر دلالت کرنے
کی کچھ صلاحیت ہے بلکہ اس کا اصلی منشاء عموماً یا تو رونے والے کی بے صبری ہوتا ہے
جو اکثر اوقات حد شرعی سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے اوس کے حق مین باعث وبال
ونکال آخرت ہو جاتا ہے یا اوس کی محض ریاکاری ونفاق شعاری جو ہر وقت ہر صورت
مین دین محمدی کے قطعاً خلاف ہے کیونکہ اوس کی بناء خاص خلوص قلبی پر قایم
کی گئی ہے پہر جب کہ یہ فعل نہ عبادت ہی مین داخل رہا اور نہ معاملات ہی مین شامل
اس پر کہ تمام اعمال شرعیہ کا انحصار ہے تو اسمین جنت کے ملنے خصوصاً اوس کے وجوب
کا اعتقاد رکہنا کیونکر کسی اہل عقل ودین کو پہنچسکتا ہے بس اس تحقیق سراپا توفیق
سے یہ امر خوب محقق طور پر ثابت ہو گیا کہ کسی کے غم مین رونا خواہ وہ امام ہو یا غیر
امام خصوصاً رونے والون کی سی صورت بنا کر ریاکاری کا اظہار ہرگز دین کا کوئی
کام نہین اور جس چیز کا دین کے کامون مین شمار نہین ظاہر ہے کہ اوسکو جنت کے
ملنے سے کسی قسم کا تعلق وسروکار نہین - اس مقام مین شیعان عزادار مدعیان
محبت اہل بیت اطہار مین سے شاید کوئی شخص چرب لسانی کو کام فرما کر یہ بیجا توجیہ
کرے کہ کسی کے غم مین رونا اوس کے ساتھ محبت کی دلیل ہے اس بناء پر امامون
کے غم مین رونے سے اون کی محبت ثابت ہوتی ہے اور جملہ پیشوایان دین خصوصاً
اہلبیت محبوب رب العالمین کی محبت بہ اتفاق فریقین دین مین شمار کی گئی ہے
اس لیے کہ دین کے متعلق تمام عقائد واعمال بزرگان دین ہی سے ماخوذ ہین بس
اس اعتبار سے امامون کے غم مین رونا بواسطہ دین ہی مین داخل سمجہا جائیگا
ناظرین عزاداری کے متعلق یہ آخری مغالطہ ہے جو عزادارون کے باقی اور
مغالطون کی طرح طلسم وہمی بنا ہوا راہ حق مین کہڑا ہوا ہے جو کم فہم شخصون کو جن
کی قوت عقلیہ پر قوت وہمیہ غالب ہے راہ مستقیم دین قدیم پر چلنے سے روکتا ہے مگر

مغالطہ آخری عزاداران

مٹنے جس طرح پر کہ باقی بچے اور ظلمات وہمیہ کو اپنی حکیمانہ تدابیر سے جو حکیم علی الاطلاق نے اپنے فضل وکرم سے ہمکو عطا فرمائی ہے نیست ونابود کر دیا اس ہی طرح پر اس پچھلے طلسم وہمی کو بھی جو سب سے آخر مین راہ مستقیم حق کے اخیر کنارہ پر لگا ہوا منزل مقصود تک پہنچنے سے چلنے والون کو باز رکہتا ہے انشاءاللہ الرحمان صفحہ ہستی سے بالکلیہ مٹائے دیتے ہین تاکہ آیندہ کو راہ حق پر چلنے والون کے لیے اس راستہ مین کسی قسم کی روک ٹوک باقی ہی نہ رہے اس مغالطہ خلاف تحقیق کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اول تو کسی کی تکلیف کا حال سنکر یا دیکھکر رونا اوس کے ساتھ محبت رکھنے مین کچھہ منحصر نہین یہ دوسری بات ہے کہ اوس کی ایک خاص صورت محبت بھی ہو سکتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ ایک طبعی امر ہے کہ کسی کی تکالیف کے حالات دیکھکر یا سنکر اکثر وقت دشمن کو بھی رونا آجاتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ مرثیون کو سنکر بعض مرتبہ کفار بھی زار زار رونے لگتے ہین کیا اون کے اس رونے سے کوئی اہل عقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ مخالفین اسلام کو امامون کے ساتھ محبت ہے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر اون کو پیشوایان دین کے ساتھ درحقیقت محبت ہوتی تو وہ مذہب اسلام قبول ہی نہ کر لیتے اس ہی طرح پر اس امر مین بھی کسی کو شبہہ نہین ہو سکتا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسانون کی مصنوعی کتابون اور محض فرضی قصون مین کسی فرضی شخص کی تکلیفون کا حال معلوم کر کے بیساختہ رونا آجاتا ہے حالانکہ رونے والا اپنے دل مین یقیناً خوب اچھی طرح پر سمجھے ہوئے ہوتا ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل ومحض فرضی ہے اس کی مطلق کچھہ اصل نہین مگر طبعی کیفیت کو کیا کیجیے کہ وہ تو مجبوراً خواہ مخواہ رولا کر ہی چھوڑتی ہے جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ کسی کی تکلیف کے حالات معلوم ہونے سے رونا اوس کے ساتھ محبت کی خاص دلیل نہین تو پھر اس حالت مین اوس کا دین مین کیونکر شمار ہو سکتا ہے دوسرے اگر بالفرض اس کے بعض حالات کے لحاظ سے اس کا منشا محبت ہی قرار دیا جائے تب بھی وہ

مدعیان محبت امام کے حق مین کچھہ مفید نہین ہو سکتا اِس لیئے کہ بزرگان دین کی محبت سے مقصود اصلی صرف اون کا اتباع ہوتا ہے کہ اون کے سے عقائد رکھے اور اونہی کے سے حتی الامکان اعمال بجا لائے غرضکہ اون کے خلاف منشاء کوئی امر خواہ وہ عقائد کی قسم سے ہو یا اعمال کے قبیل سے ہرگز اختیار نہ کیا جائے اور اگر شامت نفس سے اون کے خلاف کوئی امر اتفاقیہ کبھی سرزد ہو ہی جائے تو اوسپر حد درجہ ندامت ہو ورنہ اوس محبت کا وجود وعدم ہی برابر ہے خصوصًا جبکہ اون اکابر دین کے خلاف منشاء امور نہایت شد و مد و غایت اصرار کے ساتھ عمل مین لائے جائین جیساکہ شیعیان عزادار مدعیان محبت ائمۂ اطہار کا خاص شعار ہے تو ایسی حالت مین اون کا دعویٰ محبت محض زبانی دعویٰ ہی دعوے ہے جو کسی ادنے اہل عقل و انصاف کے نزدیک بھی کبھی ہرگز معتبر نہین ہو سکتا واقعی بات یہ ہے کہ پیشوایان دین مین سے خصوصًا وہ حضرات عالی درجات جو ہم سے پیشتر گذر چکے ہین جیسے کہ ائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی کی تابعداری کی برابر کوئی شئے اون کے ساتھ محبت رکھنے کی دلیل نہین ہو سکتی اسلیئے کہ اون کی تابعداری کرنے کا اون کی محبت کے سوا اور کوئی منشا نہین ہو سکتا تحقیق اِس مقام کی یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص کسی کی تابعداری کرتا ہے اوسکی کئی وجہ ہوتی ہین یا تو اوسکا خوف اوس کے اتباع کا سبب ہوتا ہی یا کسی قسم کی دنیادی طمع اوس کی علت ہوتی ہے یا اوس کی محبت اوسکی تابعداری کا باعث ہوتی ہے پھر محبت کی چند قسمین ہین جنکی تفصیل بحث تفضیل مین گذر چکی یہان بقدر ضرورت بالاجمال اِس کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ محبت کے اصول کے اعتبار سے صرف دو قسمین ہو سکتی ہین ایک تو دنیادی جسکی بناء دنیا کی اغراض پر واقع ہو دوسری دینی جس کا منشا خاص دین ہو جسکو حب للہ کہتے ہین اب اِس تحقیق کو خوب ذہن نشین کر کے بغور دیکھنا چاہیئے کہ بزرگان دین کی تابعداری کس

قسم مین داخل ہے ظاہر ہے کہ نہ تو خوف وطمع دنیادی اوسکا سبب ہوتا ہے اور نہ
محبت دنیادی اوس کی علت ہوتی ہے کیونکہ اِن امور کی وجہ سے تابعداری کرنی دنیا
دارون کی شان کے شایان ہے خصوصًا جو پیشوایان دین ایسے ہین جو پہلے
زمانہ مین گذر چکے جیسے کہ ائمہ دین متین واہل بیت سید العالمین رضوان اللہ علیہم
اجمعین اون کی تابعداری کا امور مذکورہ مین سے ایک امر بہی منشا نہین ہوسکتا بس
باقی رہ گئی محبت دینی یہ ہی خاص منشا ہے بزرگان دین کے اتباع کا کہ اوسمین
اور کوئی کسی قسم کا احتمال نہین ہوسکتا حاصل کلام یہ ہے کہ اکابر دین کی تابعداری
کا اصلی سبب اور اوس کی واقعی علت خاص دینی محبت ہے اور بس اسکے سوا اور کسی
امر کو دلیل محبت قرار دینا محض نضول دعوےٰ ہے جو کسی اہل عقل کے نزدیک قابل
تسلیم نہین ہوسکتا تیسری وجہ حدیث مذکور کے ابطال کی یہ ہے کہ اِس معاملہ مین خاص
امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوئی وجہ تخصیص نہین معلوم ہوتی آپ کے سوا اور بہی امام
ہین جنکا نام فرقۂ امامیہ کے ہردم وردزبان رہتا ہے حالانکہ وہ بہی شہید ہوئے
ہین اور شہید ہونے کے سوا اور قسم قسم کی تکالیف بہی اون پر گذری ہین پہر کیا
وجہ ہے کہ اون کے غم مین نہ کسی حدیث مین رونے کا حکم آیا ہے نہ اوسپر کہین وجوب
جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اگر یون کہیے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اور حضرات
ائمۂ پاک کی بہ نسبت زیادہ تکلیف گذری ہے اِس بناپر اون کے حق مین رونے کی خصوصیت
کی گئی ہے تو یہ وجہ کئی وجوہ سے مردود ہے اول تو اِس وجہ سے کہ یہ امر مسلم نہین
اصول شیعہ کی بناء فرضی پر جسقدر جناب امیرؑ کو تکلیفین پہنچی ہین امام حسین رضی اللہ
عنہ کو اون کے عشر عشیر بہی نہین پیش آئین اِس لیے کہ امام شہید کربلا تو باتفاق
فریقین صرف تین ہی روز تک تکلیفین مبتلا رہ کر میدانِ کربلا مین شہید ہو گئے اور جناب امیرؑ کو
روایات کتب فرقۂ شیعہ کی بنا پر تیس برس تک طرح طرح کی مصیبتون کا سامنا رہا جن

کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے خلافت جیسی باعظمت وشوکت سلطنت سے جس کے مقابلہ
مین سلطنت کسریٰ وقیصر کی بہی کچھہ حقیقت نہ تھی اچھی خاصی ولیعہدی کی بگڑی بندہ
بندہا کر دفعتہً محروم کیئے گئے فدک جیسا پر رونق باغ جسکو شیعون کے خیال کے مطابق
رشک قیصر باغ گلستان بے خزان وگلزار جاوید بہار کہنا بہی کچھہ بیجا نہین ان کے
گمان مین اوسکا ہبہ نامہ لکہے جانے کے بعد وہ اچانک ناحق چہین لیا گیا دروغ بر
گردن راوی گردن مین رسی باندہ کر اوس شیر نر کو کہینچے کہینچے پہرے پہر قیامت پہ قیامت
یہ کہ معاذ اللہ آپ کی دولت سرا کو دشمنان بے اصل نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا آپ کی
زوجۂ مطہرہ کے ساتھ نعوذ باللہ روایات شنیعہ شیعہ کی بنا پر کیسی کیسی شرمناک زیادتیان
وقوع مین آئین جن کے ذکر کرنے سے بہی باغیرت مسلمانون کو شرم آتی ہے دشمنان
رومئین تن شمشیر آبدار ہر گہڑی کمر سے باندہے ہوئے آپ کے قتل کرنے کی فکر مین ہر دم
تاک مین پہرتے ہے جن کے خوف سے حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب اپنی مدت العمر
حتیٰ کہ اپنے عہد حکومت مین بہی ہمیشہ تقیہ کی آڑ مین اپنے دین کو چہپاتے رہے اور
امور دین مین سے ایک امر کا بہی کہلم کہلا علانیہ طور پر برتاؤ کرنے پر کبہی قدرت نہ پا
سکے بلکہ ہر دم مخالفین دین ہی کے موافق عمل کرتے رہے خیر اور امور کا تو بہلا یہان
کیا ذکر کیا جائے کہ وہ طوالت سے خالی نہین صرف ایک نماز ہی کو جو دین کے اعلے
درجہ کے رکنون سے ہے اور دوسرے قرآن شریف کو جو تمام اہل اسلام کے نزدیک
اصل الاصول دین ہے دیکھ لیا جائے کہ ان دونون امرون کے بارہ مین روایات
شیعہ کے موافق آپ کا کیا حال رہا کہ نماز بہی آپ ہمیشہ مخالفین دین ہی کے منشاء
کے موافق بلکہ خاص اون کے پیچہے ہی ادا کرتے تہے اور قرآن شریف بہی اون ہی
کا بگاڑا ہوا یا یون کہیئے کہ اون ہی کا بنایا ہوا تلاوت فرمایا کرتے تہے انجام کار یہ ہوا
کہ تیس برس تک اسی قسم کی سخت مصیبتون مین مبتلا رہ کر بالآخر ایک دن ایک

بیدین کی تیغ آبدار سے شربت شہادت نوش فرما گئے اب جائے انصاف ہے کہ جناب امیر جو تمام امامون کے سردار اور اون کے مورث اعلی وجد امجد ہین وہ اسقدر عرصہ دراز تک ایسی مصیبتون کی کشمکش مین پہنس کر انجام کار شہادت پائین اون کے غم مین رونے کے لئے تو امامیون کی کسی کتاب مین اشارہ تک بہی نہ پایا جائے اور امام حسین شہید کربلا جن کا مرتبہ اون کے مرتبہ سے بدرجہا ادنے ہو اور پہر وہ صرف تین ہی دن تک تکلیفون مین مبتلا رہ کر شہید ہو جائین اون کے غم مین رونے کے متعلق اسقدر شد و مد و تاکید شدید سے حدیث وارد ہو کہ اون کے غم مین رونا تو درکنار فقط رونے والون کی سی صورت ہی بنانے سے جنت واجب ہو جاتی ہے یہ عجیب برعکس معاملہ ہے جسکو قلب ماہیت کہنا بجا ہے اور اگر آپ کی تکالیف کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی تکلیفوں کی بہ نسبت زیادہ بھی نہ مانا جائے تو اس سے بھی کیا کم ہے کہ اون کی برابر ہی قرار دیا جائے اس لئے کہ اگر تمام تکلیفون سے قطع نظر کی جائے تو صرف جان دینے ہی کی تکلیف کیا کم ہے جسمین تمام جان دینے والے برابر ہین صرف اس کی صورتون مین البتہ فرق ہے کسی صورت مین کسی قدر تکلیف زیادہ کسی مین کم تو یہ اونیس بیس کا سا فرق خفیف ہے جو چندان قابل اعتبار نہین ہو سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے جو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یعنی جب کوئی ڈوب ہی گیا تو اوس کے سر پر اگر ہاتھ بہر پانی پہر گیا تب کیا اور اگر بانس کی برابر پانی اوتر گیا تب کیا کیونکہ جان نکلنے کی تکلیف دونون حالتون مین برابر ہے۔

دوسرے یہ ہے کہ اگر اس امر کو تسلیم ہی کر لیا جائے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تمام حضرات عالی درجات آئمہ پاک و جملہ پیشوایان دین کی بہ نسبت زیادہ ہی تکلیفین پیش آئین تو اس صورت مین بہی آپ کے غم مین رونے کی کوئی خصوصیت نہین بن پڑتی اس لئے کہ کوئی دلیل معقول اس نامعقول امر پر قایم نہین ہو سکتی کہ جس کسی کو جان

نکلنے کے وقت زیادہ تکلیف ہو اوس کے غم مین تو رونا چاہئے اور جسکو کم تکلیف ہو
اوس کے لئے مطلق نہ رونا چاہئے البتہ غایت سے غایت اِن دونون صورتون مین
مقل اتنا فرق کر سکتی ہے کہ زیادہ تکلیف والے کے واسطے اگر زیادہ رونے کی ضرورت
ہے تو کم تکلیف والے کے لئے کم نہ یہ کہ اوس کے واسطے کچھہ بھی نہو تو اس حالت مین
یون ہونا چاہئے کہ شیعان امامیہ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم مین سال
بھر مین کم سے کم دس بارہ روز تک تو برابر ہی روتے رہتے ہین اور زیادہ کی کچھہ
گنتی ہی نہین ہو سکتی تو اور امامون کے واسطے برس دن مین فقط ایک ہی دن رونے
کے لئے خاص کر لیا کرین لیکن جب اس امر پر لحاظ کیا جاتا ہے کہ سال بھر مین کوئی مہینہ
اور مہینہ مین کوئی ہفتہ اور ہفتہ مین کوئی دن ایسا کم نکلے گا جس مین کسی نہ کسی امام و
پیشوائے دین کا انتقال ہوا ہو یا اوسپر کوئی حادثہ نہ پیش آیا ہو تو اس صورت
مین شیعان عالی مرتبت کی قسمت مین رونا پٹینا ہی رہا جس کا حاصل یہ ہوا کہ رونے
پیٹنے کے سوا اِن کے دین کا اور کچھہ حاصل ہی نہوا جس کے خیال کرنے ہی سے ہر مذہب
کے عقلمندون کو بیساختہ ہنسی آتی ہے چوتھی وجہ اِس حدیث رونے رولانے والون
کے لئے جنت واجب بنانے والے کے ابطال کی یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی
شہادت کا ایک اتفاقی واقعہ تھا جو اتفاقیہ وقوع مین آگیا جسکا واقع ہونا کچھہ ضروریات
دین مین سے نہ تھا کہ خواہ مخواہ اوسکا وقوع مین آنا دین کے حق مین ضروری تھا
ورنہ دین بغیر اِس کے ناتمام رہتا اگر بالفرض آپ یزید پر غالب آجاتے اور اوسکو
قتل کر دیتے تب بھی دین ویسا ہی رہتا جیسا کہ اب ہے علی ہذا القیاس آپ کے
شہید ہو جانے اور یزیدیان ناحق کے آپ پر غالب آجانے کی حالت کو سمجھنا چاہئے کہ
اِس حالت مین بھی دین محمدی ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے غالب آنے اور یزیدیون
کے مغلوب ہو جانے کی حالت مین ہوتا غرضکہ ہر حال مین وہ بدستور باقی ہے اِن خارجی

امور کو اوس کی کمی بیشی مین مطلق ذرہ برابر بھی دخل نہین ہوسکتا یہ وہ مکمل دین ہے جکی تکمیل کے بارہ مین اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ مین نے آج کے دن تمہارے دین کو کامل بنادیا اور اپنی نعمت کو مین تمپر پورا کرچکا اب اس معاملہ مین ہر شخص جسکو اللہ تعالےٰ نے دین کے متعلق ادنےٰ فہم بھی عطا فرمائی ہے وہ ادنے تامل سے اس امر کو صاف طور پر سمجھہ سکتا ہے کہ ایسے کامل و مکمل دین مین جس کے مکمل ہونے کی اللہ پاک نے خود صاف و صریح طور پر خبر دیدی ہے خارجی امور اور اتفاقی واقعات کو اوسمین داخل اور اوسکا جزو سمجھکر اون کو اصول دین مین شمار کرنا بلکہ جملہ اصول دین پر اونکو ترجیح دیکر اسقدر شد و مد کے ساتھ اون پر عملدرآمد کرنا اور اس قسم کے ذکر و اذکار اور اون مین رونے پیٹنے کی بھرمار کرنے پر جنت کو واجب قرار دینا کسقدر عقل و دین کے خلاف امر ہے اس حدیث اصول عزا کی تردید کے بارہ مین ہمارے ذہن مین اور بھی ابھی کچھہ تحقیق باقی ہے لیکن ہم نے بقدر ضرورت صرف اِن ہی چند دلیلون پر اکتفا کیا اور باقی اور بعض دلائل کو جن کے سمجھنے کے لئے عوام ناس کے فہم متحمل نہین ہوسکتی قصدًا ترک کردیا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عزاداری کے جسقدر بھی امور بیجا مدعیان محبت ائمہ مین مروج و معمول ہین خواہ اوس کے مقدمات و فروعات ہون یا اصل معاملات جو رونے رولانے اور رونی صورت بنانے سے عبارت ہے جس کے لئے شیعون کی کتب احادیث مین وجوب جنت کی بشارت ہے وہ سب غیر معقول و محض فضول ہین جن کے بقول شخصے اونٹ کی طرح کوئی کل بھی سیدھی نہین کہ جدھر سے اولٹ پلٹ کر دیکھئے اون مین نری برائی ہی برائی نظر آتی ہے بھلائی کا کسی مقام پر نام و نشان بھی نظر نہین آتا لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہئے ابطال امور عزاداری کے بعد اس مقام مین ہم اپنی منصفانہ راے ظاہر کرنی بھی مناسب جانتے ہین اسلئے کہ ہمارا یہ شیوہ نہین کہ کسی مذہب کے باطل کرنے

کے درپے ہوکر اسقدر اوسکا پیچھا کیا جائے کہ حق الامر کے ظاہر کرنے سے چشم پوشی اختیار کرین ہم نے اس ناپسندیدہ طرز کو کبھی دل سے پسند نہین کیا بلکہ ایسے متعصبانہ طریق کو ہم نے ہمیشہ بہ نظر حقارت دیکھا ہے اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس معاملہ مین حق الامر یہ بات ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ بلکہ تمام شہدا ء کربلا کے متعلق جسقدر تاریخی واقعات صحیح ومعتبر ہین جن مین اون حضرات کی غایت درجہ شجاعت اور انتہا درجہ اون کے استقلال بے مثال وصبر وشکر ورضی بقضاء الہی ہونے کا ثبوت ہے اون کا پڑھنا اور سننا اس طریق پر کہ اوسمین کوئی امر ممنوعات شرعیہ مین سے ہرگز شامل ہونے پائے کسی وقت مین ممنوع نہین بلکہ بلاتخصیص زمانہ جسوقت بھی کسی کا جی چاہے شوق سے اس قسم کے صحیح حالات اور سچے واقعات بیان کرے جیسا کہ ہمارے علماء ربانی کا قاعدہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اس قسم کے مضامین صحیحہ وحالات واقعیہ بطریق وعظ بیان فرماتے رہتے ہین اگر ان حالات کے بیان کرنے کی حالت مین بیان کرنیوالے یا سننے والے کے قلب پر بلا تکلف وتصنع بیساختہ اضطراراً رقت بھی طاری ہو جائے تو وہ بھی شرعاً قابل ممانعت نہین ہوسکتی علی ہذا القیاس اگر ان بزرگان دین کے واسطے بلاریا وآمیزش امور نامشروع خاص قلوب قلب سے خیرات مبرات کے ذریعہ حسنہ سے ثواب بھی پہنچایا جائے وہ بھی شرعاً ناجائز نہین ہوسکتا بلکہ یہ تمام امور ان حسن طریقون سے فی نفسہ امور محمودہ سمجھے جاینگے غرض کہ اس طریق حسن کے ساتھ بجالانے مین امور مذکورہ کی خوبی مین خارجیون کے سوا کسی اہل اسلام کو کلام نہین ہوسکتا البتہ تمام عقلاء اہل اسلام کو جو درحقیقت پکے اور سچے حقیقی مسلمان ہین اون کو اس امر مین ضرور کلام ہے جو فی الواقع ہونا چاہئے کہ ان امور کو دین کا جزء اور اوس مین حقیقۃً داخل سمجھکر جملہ ارکان ضروریہ دین پر ترجیح دی جائے یہانتک کہ ان اعمال کے بجالانے سے اپنے حق مین جنت واجب سمجھی

جائے اور پھر ان اعمال کے عمل مین لانے کو اس درجہ حد سے زیادہ بڑھایا جائے
کہ اوس مین دین اسلام کے موافق و مخالف ہونیکا بھی مطلقاً خیال نہ کیا جائے بلکہ
اوس مین اپنی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے کی غرض سے طرح طرح کی بدعات
مزخرفات جنمین سے اکثر کی نوبت شرک تک پہنچ جاتی ہے شامل کی جائین جن مین
علاوہ شرک و بدعت ہونے کے اہل بیت نبوی کی بھی غایت درجہ توہین و تذلیل
پائی جاتی ہے اور اون امور ناپاک کو کفار بیباک دیکھکر اسلام جیسے پاک مذہب کا
مضحکہ اوڑائین اور ایسے صاف اور سچے دین کو جس کی بنا خاص توحید و اتباع
سنت پر قایم کی گئی ہے طرح طرح کے اعتراضات کے تیر دن کا آماجگاہ بنائین
جو درحقیقت حق بجانب ہے اس لئے کہ ایسے امور باطلہ کے اسلام مین تسلیم کرنیکی
حالت مین ہرگز وہ حق نہین ہوسکتا یہ جملہ امور جن کا اس مقام مین بالاجمال حال
بیان ہوا اور سابق مین اون تمام کی تفصیل مع ابطال تمام و کمال گذر چکی قطعاً باطل
محض اور یقیناً عقل و دین کے خلاف ہین جن کی برائی تمام عقلاء انام پر سواد
شیعان مدعیان اسلام کے مخفی نہین ہر مذہب کا عقلمند شخص جس کی طبیعت مین ادنیٰ
مادہ بھی فہم و انصاف کا رکھا ہوا ہے وہ صاف طور پر اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ
پیشوایان دین کے اوس ہی قسم کے حالات کا وقتاً فوقتاً بیان کرنا مفید و مناسب
ہے جنمین اون کے عقائد و اعمال کا حال مذکور ہو جن کے پڑھنے اور سننے سے پڑھنے
اور سننے والون کو یہ امر بخوبی معلوم ہو جائے کہ ہمارے اکابر دین کے جن کے
ذریعہ سے ہمکو دین پہنچا ہے کس طرح کے عقائد اور کیسے اعمال تھے کس کس چیز سے
وہ خوش اور کس کس سے ناخوش ہوتے تھے ہمکو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے
باقی اون کی تکالیف اور مصیبتون کے حالات کا ہر دم ذکر و اذکار رکھنا اور رونے
پیٹنے کی اوسپر بھرمار کرنا بھلا کس امر کے لئے مفید ہے خاصکر جب اوس کے ساتھ اس

اس قسم کے امور کا برتاؤ کیا جائے جس مین اون کی اور اون کے دین کی بنھا درجہ تذلیل و توہین پائی جاتی ہو تو اس حالت مین اوس کی بعینہ وہی مثل ہو گئی کہ ایک تو بھی گلو دوسرے چڑہ گئی نیم پر اس صورت مین اون ذکر و اذکار کا مفید ہونا تو درکنار اور الٹا مضر پڑ گیا بس شیعون کے سوا جن کے دلون مین اس قسم کے امور کی خوبی سمائی ہوئی ہے کس شخص کی عقل سلیم اس امر کو تسلیم کر سکتی ہے ان کے جہلا و عوام الناس کا تو ہبلا ذکر ہی کیا ہے اور ہر مذہب مین اس قسم کے آدمی ہوتے ہی ہین کس شمار و قطار مین ان کے خواص علماء بلکہ اخص الخواص جن کے سر مقدس پر ہر دم اجتہاد کا شان دار عمامہ بندہا ہوا سجا کرتا ہے اور وہ مجتہد العصر والزمان و قبلہ و کعبہ کے نام سے ہمیشہ عوام و خواص مین پکارے جاتے ہین اون کا بہی یہی حال سراپا ملال دیکھنے اور سننے مین آیا ہے کہ جس جلسہ مین یہ حضرات عالی درجات رونق افروز ہوتے ہین تو امامون کی شہادت اور اون کی تکلیف و مصیبت اور یزیدیون کی شقاوت ہی کے حالات بیان فرماتے رہا کرتے ہین نہ اون کو نماز و روزہ کے مسئلون سے کچہہ بحث نہ حج و زکوۃ کے مسائل سے غرض بلکہ ہر دم بگلہ کو وہی پیٹ کا مرض کسی قسم کا ذکر ہو لوٹ پہیر کر وہ ہی ذکر شہادت کسی معاملہ کا تذکرہ ہو پہر پہرا کر وہی یزیدیون کی شکایت غرض کہ اس فرقۂ اہل تشیع کا دین و دنیا جو کچہہ بھی کہو سب اوس کم بخت یزیدی کی بدولت ہی دنیا مین بہی اوس ہی دنیادار کی بدولت عزاداری کی آڑ مین طرح طرح کی لذتین اور قسم قسم کے عیش اڑائین اور دین مین بہی اوس ہی بیدین کی برکت سے اپنے گمان و خیال کی بنا پر جنت کے لٹے بے کھٹکے مالک بن جائین اس بحث کو ایک عجیب و غریب صحیح اور سچے قصہ پر ختم کرتا ہون جس کا بیان نفع سے خالی نہین جس سے علماء شیعہ کے وعظ و پند کا حال بالاجمال ظاہر ہو جائے وہ یہ ہے کہ ایک قصبہ مین ایک شیعی المذہب عورت رہتی تھی

جو کسی قدر صاحب ثروت بہی تہی وہ اکثر اپنے مذہب کے علماء نامدار کو بلاکر اون سے
وعظ کہلایا کرتی تہی چنانچہ عرصہ دراز تک اوس مسماۃ شیعہ صفات کا یہ ہی طریقہ رہا
ایکمرتبہ اتفاق سے اوسکو کسی سنی المذہب مولوی صاحب کے وعظ سننے کا اتفاق
ہوا انھون نے حسب دستور جیسا کہ علماء اہل سنت کا قاعدہ مستمرہ ہے نماز و روزہ حج
و زکوٰۃ و حرام و حلال کے مسائل بقدر ضرورت بیان کئے اون مولوی صاحب کے وعظ
کو سنکر اوس عورت کی زبان سے بیساختہ یہ کلمہ نکلا کہ تو آج اس سنی مولوی کے وعظ مین
دین کے مسائل و حرام و حلال کا حال سننے مین آیا ہے ہمارے مذہب کے عالم اور مولویون
کو تو بس امامون کی تکالیف و مصیبت اور یزیدیون کے ظلمون کی شکایت ہی کا بیان
کرنا آتا ہے واقعی اوس نے سچ کہا اوس بیچاری نے تعجب سے کہ ہوش سنبہالا تہا
اور آنکہین کھولی تہین بس اس ہی قسم کے جھگڑے رگڑے سُننے اور اپنے مولویون کے
یہ ہی کرتب دیکھے تھے اوس بھولی بھالی کے حرام و حلال کے مسائل کہان گوش گذار
ہوئے تھے واقعی بات یہ ہے کہ ان کے علماء عالیشان پیش امام سے لیکر مجتہد العصر
والزمان تک کی نوک زبان پر بس سب سے زیادہ تو قصۂ واقعۂ کربلا اور اوس
کے بعد جنگ جمل و جنگ صفین کا قصہ اور پھر خلافت و باغ فدک کا جھگڑا ہر دم
یکے بعد دیگرے گردش کرتا پھرا کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ اگر مذہب کی بناء خاص خاصان
خدا کے برا کہنے اور اپنی طبعی و نفسانی خواہشون کے پورا کرنے پر قرار دی جائے تو
اس مین شک نہین کہ یہ مقصود اصلی جیسا کہ اس قسم کے جھگڑے قصون اور حکایات
و روایات کے دل فریب پیرایون اور عزاداری کے خوشنما پردون کی آڑ مین
حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے ایسا نہین ہو سکتا اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اسطرح کے
امور مذکور کو دین مین داخل قرار دینے کے بدولت دین اسلام کی اصلی خوبی
تو گئی گذری ہی ہو گئی تہی مدعیان اسلام مخالفین دین کی نگاہون مین اپنی دینداری

وقعت کو بھی خیرباد کہہ چکے چنانچہ ہر مذہب و ملت کا ہر ایک عقلمند شخص جوان کے عقائد کو سنتا اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ ان کو مخالف عقل پاکر اسلام و مدعیان اسلام دونون کی حالت پر بیساختہ ہنستا ہے اور ہرگز نظر وقعت سے ان کی طرف نہین دیکھتا اب اس قسم کے عقائد و اعمال پر نظر کرکے دو امر دن مین سے ایک امر کا اوسکو ضرور قائل ہونا پڑتا ہے کہ یا تو اس طرح کے طریقہ والے درحقیقت ہرگز مسلمان نہین یا بالفرض اگر ہین اور مسلمانون کا دین ان ہی کے اس خاص طریقہ سے عبارت ہے تو اس صورت مین مذہب اسلام کسی طرح پر حق نہین ہوسکتا بلکہ اوس کی برابر دنیا بھر مین ہی کوئی مذہب باطل نہین اور واقعی انصاف کی بات بھی یہ ہی ہے کہ اون کا یہ کہنا اور سمجھنا فی الحقیقۃ کچھ بیجا نہین کیونکہ یہ امر بدیھی ہے کہ یہ دونون امر یعنی اس قسم کے عقائد و اعمال والون کا مسلمان ہونا اور مذہب اسلام اس ہی قسم کے عقائد خاصہ و اعمال مخصوصہ سے عبارت ہونا آپس مین کسی صورت سے ہرگز جمع نہین ہوسکتے کیونکہ ان کا باہم مجتمع ہونا یقیناً محالات عقلیہ سے ہے لیجئے یہ ہین حضرات شیعہ مدعیان محبت آل کے اصول عقائد و اعمال جن مین سے بعض کا بالتفصیل اور اکثر کا بالاجمال اس رسالہ محققہ مین تحقیقی و الزامی طور پر بہ تمام و کمال ابطال کیا گیا جس کی تسلیم مین کسی اہل عقل و انصاف کو کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہین رہا ناظرین منصفین اس پر ان کے جملہ فروعات متعلقہ عقائد و اعمال کے بطلان کو قیاس فرمائین کہ جس مذہب کے اصول ہی جن پر تمام مذہب کا مدار ہوتا ہے اسقدر جہ کے خلاف عقل ہون تو اوس مذہب خاص کی فروعات کس درجہ عقل کے مخالف ہون گی اس ہی لئے ہم نے صرف ان کے اصول مذہب کے ہی ابطال پر بمقتضاء ضرورت اکتفا کیا اور فروعات مذہب کے بطلان کو فضول و غیر ضروری جانکر قصداً ترک کردیا البتہ فقط دوچار فروع کو بطور نمونہ ذکر کئے دیتے ہین تاکہ ناظرین کو بالاجمال بطریق مثال ان کے

فروعات مذہبی کا حال معلوم ہو جائے چنانچہ فقہ من لا یحضرہ الفقیہ کے باب المیاہ مین
ان کے امام صاحب سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص سور کی کہال کا ڈول بناکر اور اوس ہی
کے بالون کی رسی بٹی ہوئی اوس ڈول بیڈ ڈول مین باندہ کر اوس سے پانی بہر کرے
تو کچہہ ہرج نہین استبصار مین ان کے امام جعفر صاحب سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کی ٹوپی
اور عمامہ اور جرابین گوہ مین لسی ہون تو اون سے نماز پڑہنے مین کچہہ مضائقہ نہین
اس لئے کہ جو کپڑے نماز کے واسطے ضروری ہین یہ کپڑے اون سے زیادہ ہین اور
نماز کے لئے صرف ایک عزقی کی ضرورت ہے کہ جس سے مصلی کا صرف آگا پیچھا چھپ جائے
فروع کافی کلینی تیسری جلد باب المذی مین ان کے امام باقر صاحب سے مروی ہے
کہ نماز پڑہتے مین اگر کسی کی مذی رانون تک بہتی ہوئی ہو تو نماز مین کچہہ ہرج
نہین ہے اور دوسری حدیث اس ہی باب مین ان کے امام جعفر صاحب سے روایت
ہے کہ اگر نماز پڑہنے کی حالتمین مذی ٹخنون تک ہی بہتی ہوئی ہو اوسکی نماز مین کوئی نقصان نہین آتا
حالانکہ نماز کی ظاہری شرطون مین سے بڑی ضروری شرط نماز کی جگہ اور نمازی
کے بدن اور کپڑون کا پاک ہونا ہے اور باطنی شرائط مین سے اعلی درجہ کی شرط خشوع
وخضوع ہے ظاہر ہے کہ ان روایات مذکورہ کتب شیعہ کی بنا پر اوس کی
ظاہری و باطنی دونون شرطین بالکلیہ مفقود بلکہ اون کی جگہ اچھی خاصی اون کی
پوری ضد موجود ہین چنانچہ طہارت ظاہری کا نہونا بلکہ اوس کے بدلے ناپاکی کا تحقق
ہونا تو ایسا ظاہر ہے کہ جس کے بیان کی کچہہ ضرورت ہی نہین بقول شخصے کہ عیان راچہ
بیان اب رہی باطنی شرط جو خشوع و خضوع سے عبارت ہے تو اوس کی کلینی شریف کی
روایت لطیف کی بناپر یہ عجیب وغریب حالت ہے کہ نماز مین خشوع وخضوع
کے ساتھ ایک نہایت بڑے سخت امر نا مشروع کا اچھا خاصہ مقابلہ کیا گیا ہے اس
لئے کہ مذی کے نکلنے کی عموماً فقط دو ہی صورتین ہوتی ہین ایک تو یہ کہ کوئی

شخص محبوب و مرغوب طبع نظر کے روبرو ہو دوسری بات یہ ہے کہ دل مین اوس کا خیال ہو بہو موجود ہو کہ اوس پر شہوت کی بہری ہوئی نظر پڑنے یا اوسکا تخیل لذیذ کرنے کے باعث سے فرط لذت سے مذی جاری ہو جائے ظاہر ہے کہ ان دونون صورتون مین نماز کا ادا ہونا بہلا کہان متصور ہو سکتا ہے ہان یہ دوسری بات ہے کہ کسی بعض عجیب الصفات و عجیب الخلقت کی مذی کے نکلنے کا یہ دنیا بہر سے نرالا ہی قاعدہ ہو کہ عین خشوع و خضوع کی حالت ہی مین اوس کا چشمۂ لذت جاری ہوتا ہو ایسی حالت مین ہر اہل عقل و انصاف صاف اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ نماز جو دین محمدی مین اعلی ترین رکن اسلام ہے جسکو معراج المومنین سے تعبیر کیا گیا ہے اور مسلمانون کو دن رات مین ہر روز کم سے کم پانچ وقت اوس کا ادا کرنا ضروری و لازمی امر ہے جب اوس ہی کی کتب معتبرۂ شیعہ کی بنا پر یہ کیفیت ہو کہ اوس کے ادا کرنے مین نہ تو جسم و لباس مصلی و جائے صلوۃ کے پاک ہونے کا لحاظ کیا جائے اور نہ اوس مین خشوع و خضوع قلبی ملحوظ خاطر رکہا جائے بلکہ روایات کتب مذکورہ کی موافق ناپاک پانی سے وضو کر کے بعض صاحب تو لباس نجاست آلودہ پہنکر اور بعض حضرات فقط ایک چھوٹی لنگوٹی باندھ کر جسکو غرقی کہتے ہین نماز ادا کرنے کو کہڑے ہون جن مین بعض صاحبان کیفیت کی مذی تو رانون تک اور بعض ارباب لذت کی مذی ٹخنون تک پڑی بہ رہی ہو جس کی صورت کے تخیل ہی سے پاک و صاف طبیعت والے شخصون کو نفرت آتی ہے تو پہر اسپر صاحبان عقل و انصاف صاف قیاس کر سکتے ہین کہ اور باقی ارکان دین کے متعلق اس مذہب مین کس قسم کے مسائل اور اون کے برتاؤ کرنے مین اہل مذہب کے کس طرح کے خصائل ہون گے ؎ قیاس کن زگلستان او بہار ش را ان کے حق مین صادق آتا ہے بس اس مذہب کے فروعات کے متعلق صرف یہ ہی چند مسائل بطور مشتے نمونہ از خروارے طالبان حق و منصف مزاج شخصون کے حق مین

بس کافی ووافی ہین الحمد للہ کہ اللہ جل شانہ کے فضل وکرم اور رسول پاک سید الانس والجان حبیب خالق کون ومکان کے فیضان اور آپ کے صحابۂ اخیار کی برکت اور اہل بیت اطہار کی محبت کے طفیل سے شیعون کے جملہ اصول عقائد واعمال کو بہ تمام وکمال اور کسی قدر بطریق نمونہ اون کے فروعات مذہبی کو بھی نہایت مدلل اور معقول طور پر اس رسالۂ نافعہ مین ہم نے اس کیفیت سے باطل کردیا کہ کسی اہل حق ونصفات کو اوس مین چون وچرا وانکار کی گنجایش باقی نہین چھوڑی اور ناانصاف شخص کا ہمارے پاس کچھہ علاج نہین ایسے ناانصافون کی کجی کو تو امام مہدی آخر الزمان ہی اپنی سیف وسنان سے سیدھا کرین گے جن کے خروج کے ہم دل وجان ودین وایمان سے شیعون سے زیادہ منتظر ہین

خاتمۂ کتاب

یہ رسالہ چونکہ ہدایت عام کی غرض سے لکھا گیا ہے اوراس کے فی الجملہ طویل ہو جانے کے سبب سے اس امر کا قوی احتمال ہوتا ہے کہ ناظرین کواس کے جملہ مضامین بالاستیعاب یاد نہ رہین اس خیال سے یون مناسب سمجھا گیا کہ عدد ائمہ اطہار کے مناسب بارہ دلیلون پر اس کا خاتمہ کیا جائے جواس تمام کتاب کی لب لباب بلکہ مذہب اثنا عشریہ کی کل تردید کا خلاصہ ہون جن مین سے ہر واحد اس مذہب کے ابطال مین بالاستقلال کفایت کرے تاکہ ناظرین طالبین حق مین سے جس کسی کو اس رسالۂ نافعہ کے جملہ مضامین تمام وکمال یاد نرہین تو صرف یہ ہی چند دلائل قاطعہ اونکے لئے کافی ووافی ہون ان بارہ دلیلون مین سے جس دلیل سے چاہے ان مین سے جو بھی اسکو یاد رہے اوس کے ذریعہ سے مخالفین مین سے کیسے ہی بڑے سے بڑے کے مقابلہ مین بخوبی تمام اپنے مذہب حق کی حقیت اور اوس کے مذہب کا بطلان واقعی نہایت آسانی کے ساتھ ثابت کرسکے اور امید قوی یہ ہے کہ حضرات شیعہ مین سے جن صاحبون کی طبیعت مین فی الجملہ بھی انصاف ہوگا وہ بھی حقیت مذہب اہلسنت کو تسلیم کرین گے اوّل دلیل یہ ہے کہ شیعون کے نزدیک جو صحابۂ اخیار سید الابرار معاذ اللہ منافقین وکفار مین شریک کئے گئے ہین اون کے کفر ونفاق کا حال واقعی طور پر اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا یا نہ تھا اگر معلوم تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اون پر باقی اور کفار ومنافقین کی طرح جہاد کرنے کا حکم نہوا بلکہ اس کے برعکس اون کی غایت مدح وثنا اور اون سے انتہا درجہ کی اپنی خوشنودی اپنے کلام منزل مین بیان فرماکر اپنے رسول مقبول کو جنکو خاص ہدایت خلائق کے واسطے مبعوث

کیا تھا ناحق دہوکے مین ڈالا جو اوس کی شان خدائی کے بالکل خلاف ہے
اور اگر نعوذ باللہ اوسکو معلوم نہ تھا تو ظاہر ہے کہ اس حالت مین اوسکا عالم الغیب
ہونا قطعاً باطل ہوا جاتا ہے حالانکہ اوس کے عالم الغیب ہونے پر تمام کافہ
انام خصوصاً جملہ فرقہائے اسلام کا قاطبۃً اتفاق ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو آپ کے صحابہ محبوب ومبغوض شیعہ کے احوال
واقعی سے اطلاع دی تہی یا نہین اگر دی تہی تو پہر کیا وجہ ہے کہ آپ نے اون
کے ساتھ کفار ومنافقین کا سا معاملہ نہ کیا جو مذہب شیعہ کی بنا پر اون کے مناسب
حال تھا بلکہ اوسکے برخلاف اون کے ساتھ ہمیشہ آخر دم تک دوستانہ برتاؤ
رکہا جیسا کہ مومنین کاملین وعارفین واصلین کے ساتھ ہونا چاہیے تہا جس
کی وجہ سے آپ کی امت مرحومہ کو اون کے کمال ایمان وعرفان کا یقین
کامل ہو گیا یہ امر بالکل منصب نبوت کے مخالف ہے اور اگر اللہ تعالے
نے آپ کو اون کے احوال قلبی اور اون کی کیفیات باطنی سے اطلاع نہین
دی تہی تو اس سے آپ کی نبوت ورسالت مین بڑا نقصان عظیم لازم آتا ہے
کیونکہ رسول کے لئے یہ امر نہایت ضرور ہے کہ اوسکو تمام ضروریات دینی
سے پوری اطلاع دی جائے تاکہ وہ اپنے منصب رسالت کو پورے طور پر انجام
دے سکے اور بغیر اسکے اوس کی رسالت ناتمام بلکہ درحقیقت محض لغو کام
ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب امور رسالت کو جن کو تبلیغ کے واسطے وہ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور تھے اور اوس نے اس معاملہ مین آپکو ادمیون
کے شر سے محفوظ رکہنے کا وعدہ فرما کر اطمینان کلی فرما دیا تھا کسی کے خوف اور
یا کسی کی رعایت ومروت کے سبب سے چھپاتے تھے یا نہین اگر نعوذ باللہ چھپاتے
تہے تو آپ نے اس صورت مین حق رسالت کو کماحقہ ادا نہ کیا جسکا ادا کرنا آپکا فرض

منصبی تھا اور نہ اوس قادر مطلق واصدق القائلین کے وعدہ واطمینان کلی فرمانے پر مطلقاً بھروسہ کیا جو شان رسالت کے بالکل منافی ہے اور اگر نہین چھپاتے تھے تو پھر اس حالت مین یہ امر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ جو خاص اشخاص شیعون کے گمان خلاف واقع مین معاذ اللہ قطعاً کافر و منافق وقابل جہاد تھے اون کے ساتھ آپ مومنین کاملین کا سا معاملہ کرتے اور اتحاد و محبت و اخلاص کا برتاو رکھتے تھے جو اس صورت مفروضہ مین صاف و صریح طور پر معاذ اللہ آپ کے خوف و رعایت و مروت کی دلیل صریح ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب پر جو کلام الٰہی نازل ہوا تھا وہ اسوقت تک آپ کی امت کے پاس بجنسہ بلاکم وکاست و بغیر تبدل و تغیر پہنچا یا نہین اگر پہنچا تو پھر اس صورت مین فرقہ شیعہ کا یہ خلاف عقل قول کس طرح پر درست ہو سکتا ہے کہ کلام اللہ بلا تغیر و تبدل بجنسہ امامون کے سوا اور کسی کے پاس موجود نہین اور جو اس کے موجود ہونے کا دعوے کرے وہ کاذب ہے جیسا کہ کلینی مین یہ امر صاف و صریح طور پر موجود ہے اور اگر نہین پہنچا تو پھر اس حالت مین آپ کی امت کو آپ کی رسالت سے کیا فائدہ پہنچا اور اس حالت سراپا ملالت مین مذہب اسلام جس کے تمام مسلمان خصوصاً شیعان مدعیان ایمان مدعی ہین کسی آسمانی کتاب سے ماخوذ نہوا بلکہ محض تقاضاء نفسانی و طبعی رہ گیا جو کسی اہل عقل کے نزدیک لائق اعتبار و قابل اعتماد نہین ہو سکتا پانچوین دلیل یہ ہے کہ کلام الٰہی مین صحابۂ رسالت پناہی نے اپنی طرف سے تغیر و تبدیل کی یا نہین کی اگر کی ہے جیسا کہ شیعون کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے جن پر ان کے مذہب کا مدار ہے نہایت صاف طور پر ثابت ہوتا ہے جس مین گنجایش انکار نہین تو وہ دین کے معاملات مین ہرگز قابل حجت نہ رہا ظاہر ہے کہ اس صورت مین مسلمانون کا دین کتاب آسمانی سے ثابت نہوا بلکہ محض ہوائی ہو گیا اور مسلمانون کے مختلف فرقون کے حق و

باطل ہونے کی شناخت کلام الہٰی کے موافق دیا مخالف ہونے سے اس حالت مین متصور نہین ہوسکتی پھر کس بنا پر مختلف مذہبون مین سے ایک کو حق اور دوسرے کو باطل قرار دیا جائے اس لئے کہ اس صورت نازیبا مین حق و باطل کی پہچان کا کوئی قاعدہ ہی نرہا اور اگر صحابہ نے کلام الہٰی مین اپنی طرف سے تغیر و تبدیل نہین کی تو اس صورت مین یہ امر لازم آتا ہے کہ مسلمانون کے دین کی انتہائی کتاب جسپر تمام کتابون کا سلسلہ ختم ہوتا ہے وہ معاذ اللہ مخالفین دین کفار و منافقین کی جمع کی ہوئی ہے جیسا کہ اس معاملہ مین شیعان خاص کا خاص اعتقاد ہے اس صورت مین بھی ظاہر ہے کہ ایسا دین عقلاء روزگار کے نزدیک ہرگز لائق اعتماد و قابل اعتبار نہین ہوسکتا غرض کہ دونون صورتون مین اصول مذہب شیعہ کی بناء خاص پر دین اسلام محض خیالی و فرضی ٹھہرتا ہے جسکا عالم مین عنقا کی طرح نام کے سوا ہرگز نشان نہین ملسکتا چھٹی دلیل یہ ہے کہ شیعان معقول کا یہ قول غیر معقول کہ صحابہ رسول مقبول نے کلام اللہ مین سے اپنی مذمت و منقبت اہل بیت کی جملہ آیات نکال ڈالی ہین یا تو درحقیقت غلط ہے یا بفرض محال صحیح غلط ہونے کی صورت واقعی مین تو ان کے مذہب کا بطلان اور اس اتہام بیجا کی مناسب حال دار عقبیٰ مین اوس کی سزا و جزا ظاہری ہے جس کے بیان کی حاجت نہین اب رہی صحیح ہونے کی صورت غیر واقعی اوس کی کیفیت یہ ہے کہ اس صورت نازیبا مین شیعون کا یہ قول غیر مقبول کیونکر صحیح و درست ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف کی فلان آیت صحابہ کی مذمت اور فلان آیت اہلبیت کی تعریف مین نازل ہوئی ہے اس لئے کہ ہر اہل عقل اس امر کو صاف طور پر سمجھ سکتا ہے کہ جن شخصون نے شیعون کے نزدیک اپنے منشاء کے خلاف تمام آیات کلام ربانی کے نکال ڈالنے پر کمر باندھی ہو وہ کسی ایک آیت کو بھی اس قسم کی بھلا کیون اوس مین باقی چھوڑنے لگے

تھے جو اون کے مخالفین دین کے واسطے بطور دستاویز ہاتھ آئے اور یہ خیال بھی نہین ہوسکتا کہ شاید بھولے سے کوئی آیت مخالف اون کے نکالنے سے باقی رہ گئی ہو اسوجہ سے کہ یہ معاملہ کچھ فقط ایک ہی مرتبہ پر موقوف نہین ہوسکتا تھا کہ صرف ایک ہی دفعہ مین جسقدر آیتین نکالنی چاہین نکال سکین پھر دوبارہ اون کا نکالنا اون سے بن ہی نہ پڑے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جب اون کی مدت عمر کلام اللہ اون کے قبضہ مین رہا اور باوجود اس کے عنان حکومت بھی عمر بھر اون کے پُر طاقت ہاتھون مین رہی اور اس مدت دراز مین کوئی شخص اون کے کسی فعل کا مانع ومزاحم بھی نہ تھا تو وہ اس درمیان مین وقتاً فوقتاً جس آیت کو بھی اپنے منشاء کے مخالف پاتے نکال سکتے تھے یہ احتمال بھی نہین ہوسکتا تھا کہ امامون کی کرامت سے جسکا فرقہ شیعہ نے اپنی اصطلاح مین معجزہ نام رکھ چھوڑا ہے اس قسم کی بعض آیات نکالنے سے باقی رہ گئین کیونکہ ادنےٰ اہل عقل بھی اس امر ناصواب کے جواب باصواب مین یون کہہ سکتا ہے کہ جب امامون کی کرامت ہی اس امر کا باعث ٹھہری تو وہ کرامت اور باقی آیتون کے نکالنے کے وقت خصوصاً بقول شیعہ امامون کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانے کے اوقات مین کہان چھپ گئی تھی جو بعض آیات کے نکالتے وقت آشکارا ہوئی حاصل یہ ہے کہ اس دلیل کو جس پہلو سے بھی دیکھا جاتا ہے اوس مین مذہب شیعہ کی خانہ بربادی ہی ظاہر ہوتی ہے آبادی کا کسی صورت سے کہین نام ونشان بھی نظر نہین آتا ساتوین دلیل یہ ہے کہ شیعون کا یہ قول کہ خلفاء ثلثہ نے جناب امیر سے خلافت و باغ فدک کو ناحق غصب کر لیا تھا اور وہ اہل بیت رسول مقبول کے انتہا درجہ دشمن تھے اون کو اُنھون نے بے انتہا تکلیفین پہنچائین تھین یا تو فی الواقع غلط ہے یا بفرض محال صحیح اگر غلط ہے تب

تو اون بزرگان دین پر اس کذب و بہتان و افترا کے مناسب حال اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو کچھہ سزا وجزا روز قیامت مین جو یقیناً آنے والا ہے قائلین اقوال مذکورہ کے شامل حال ہونے والی ہے وہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے اور اگر بالفرض صیح ہے تو اصول شیعہ کی بنا پر اس امر کی کیا توجیہہ ہوسکتی ہے کہ خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد اون کی اولاد خلافت و باغ فدک کی کیون نہ مالک ہوئی بلکہ وہی طریقۂ سابق بدستور جاری رہا کہ مہاجرین و انصار نے باہم مشورہ کر کے جسکو مناسب سمجھا اوس ہی کو باتفاق رائے مسند خلافت نبوت پر بٹھلا دیا اور وہی باغ فدک وغیرہ اشیاء کا جو خلافت کے متعلق تہین قابض و متصرف قرار دیا گیا دوسرے یہ کہ جب وہ دشمن اہلبیت ہی تھے تو اونھون نے اپنے عہد حکومت مین اونکا قلع وقمع ہی کیون نہ کر دیا بلکہ اس کے برعکس مال غنیمت مین سے اون کو ہمیشہ بیشمار رقمین اور معقول نذرانے دیتے رہے جنکا شیعون کو بھی باوجود اس درجہ کی عداوت کے انکار نہین ہوسکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابۂ اخیار تمام اہل بیت اطہار کے غایت درجہ کے دوستدار و غمخوار تھے اونھون نے ہرگز اون کے حقوق کو نہین چھینا نہ اونکو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی آٹھوین دلیل یہ ہی کہ دین اسلام کے معاملہ مین کسی شخص کا زبانی اقرار یا انکار اور اوس کے اعمال کا احکام دین کے موافق یا مخالف ہونا شرعاً اوس کے ایمان یا کفر کے بارہ مین معتبر ہے یا نہین اگر ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ شیعہ اصحاب کبار رسول مختار کو مومن نہین سمجھتے اور باوجود اقرار لسانی اور احکام دین اسلام کے ساتھ اون کے اعمال کے مطابق ہونے کے اونکو معاذ اللہ قطعاً کافر و منافق قرار دیتے ہین اور اگر معتبر نہین تو پھر کس دلیل سے اہل بیت اطہار کو مومن کامل اور ابوجہل اور ابولہب کو کافر سمجھتے ہین کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ ہر شخص کا دین کے متعلق اقرار وانکار

اور اوس کے اعمال ظاہری کا دین کے موافق و مخالف ہونا یکسان حکم رکھتا ہے
عقل و دین کے اعتبار سے اس معاملہ مین دو شخصون کے حال مین ہرگز تفریق نہین
ہوسکتی نوین دلیل یہ ہے کہ صحابۂ اخیار و اہل بیت اطہار کے ایمان و کفر کے معاملہ
مین مسلمانون مین تین گروہ ہین دو گروہ تو دونون بزرگوار دن کو مومن کامل
جانتے ہین اور ایک گروہ اس کے برخلاف اون اکابر دین کی نسبت اعتقاد
فاسد رکھتا ہے چنانچہ اہل سنت و فرقۂ خارجیہ تو صحابۂ کرام کو مومن کامل
سمجھتے ہین اور فرقۂ شیعہ اس کے برخلاف اس معاملہ مین اپنا اعتقاد رکھتا ہے
ایسے ہی اہل بیت اطہار کی نسبت فرقۂ شیعہ و اہل سنت کا عقیدہ تو اون کے مومنین
کاملین ہونے پر ہے اور فرقۂ خارجیہ کا اعتقاد اس بارہ مین اوس کے برخلاف
ہے اب اس اختلاف کی صورت مین یہ مضمون دو حال سے خالی نہین ہوسکتا یا تو
ان تینون فرقون مین سے دو کے مقابلہ مین ایک کو ترجیح دی جائے گی جو
محض خلاف نقل و عقل ہے یا ایک کے مقابلہ مین دو کو ترجیح سمجھی جائے گی کہ جو
عین مطابق عقل و نقل ہے بس اگر اول صورت نازیبا کی بناء پر صحابۂ اخیار سید الابرار
کو نعوذ باللہ منہ منافقین و کفار مین شمار کیا جائے گا تو اہل بیت اطہار کا بھی معاذ اللہ
اوس ہی گروہ مین بالضرور داخل کرنا لازم آئے گا اور اگر دوسری صورت زیبا
کی حالت مین اہل بیت اطہار کو زمرۂ مومنین کاملین مین داخل کیا جائے گا تو صحابۂ
اخیار سید الابرار کو بھی لامحالہ اوس ہی مقدس گروہ مین شامل کرنا پڑے گا کیونکہ
دونون حالتون مین عقل سلیم کے نزدیک ہرگز کسی طرح کا فرق نہین ہوسکتا۔
دسوین دلیل یہ ہے کہ امام جو نائبان رسول مقبول کھلاتے ہین وہ دین کے
اظہار کے واسطے ہوتے ہین یا اخفا کے لئے اگر اظہار کے واسطے ہوتے ہین تو پھر
اس حالت مین شیعون کا یہ اصول خاص جس پر ان کے تمام مذہب مخصوص کا مدار

ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ امام ہمیشہ تقیہ کیا کرتے تھے یعنی حق بات کو چھپایا اور باطل
کو ظاہر کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ دادا اُن کا دین
ہے جو تقیہ نہ کرے اوسکا دین ہی نہین اور جو شخص دین کو چھپائیگا اللہ اوسکو عزت
دیگا اور جو اوسکو ظاہر کرے گا خدا اوسکو ذلیل کرے گا جیسا کہ کلینی شریف مین
موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اگر اخفاء دین کے لیے ہوتے ہین تو اون
کے وجود سے دین محمدی کو کیا نفع پہنچا بلکہ بجائے نفع اولٹا اور نقصان پہنچگیا کہ امت
محمدیہ کو گمراہی مین ڈالدیا ایسون کے وجود سے تو اون کا عدم ہی بدرجہا بہتر تھا۔ تیسری
دلیل یہ ہے کہ حضرات دوازدہ امام جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور دین
محمدی کے پیشوا مانے گئے ہین دنیادار تھے یا دیندار اگر دنیادار تھے تو اول تو یہ امر
بالاتفاق فریقین کے نزدیک باطل ہے دوسرے اس حالت نامعقول کی تقدیر پر
دین کے معاملہ مین اون کا کوئی قول و فعل قابل قبول و لائق اعتبار نہین ہو سکتا اور
اگر دیندار تھے تو دینداری کی صفات کا اون کی ذات مین متحقق ہونا چاہیے حالانکہ
اصول مذہب شیعہ کی بنا پر صفات دینداری کا تحقق اون حضرات کی ذات عالی
درجات مین ہرگز نہین بن پڑتا بلکہ اس کے برعکس اون کی ذات جامع الصفات
مین اصول قرارداد فرقہ شیعہ کی بنا پر معاذ اللہ اعلیٰ درجہ کی بیدینی کے اوصاف ثابت ہوتے ہین چنانچہ
ان کی معتبر کتابون کلینی و استبصار وغیرہ سے جن پر ان کا مذہب موقوف ہے صاف و
صریح طور پر پایا جاتا ہے کہ تمام امام حتی کہ وہ بھی جن پر تقیہ شریفہ حرام تھا دین
کے متعلق حق باتون کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے اگر متعدد آدمی اون
سے کوئی مسئلہ دریافت کرتے تھے تو ہر شخص کو اوس کے منشاء کی مطابق جواب دیتے
تھے جسکا منشاء اوس کے خوف یا اوس کی رعایت و مروت کے سوا اور کچھ نہین ہو سکتا
یہان تک کہ تمام امامون کے سردار و مورث اعلیٰ حضرت علی مرتضیٰ جنکو شیر خدا کہتے ہین

وہ بہی ان کے گمان مین اپنی تمام مدت العمر حتی کہ اپنے خاص زمانہ حکومت مین بہی تقیہ ہی کی آڑ مین بسر کیا کرتے تھے دین کے جملہ مسائل مخالفین کے منشاء کی مطابق اون کے خوف کے سبب سے بیان کیا کرتے تہے انتہا یہ ہے کہ نماز ہی معاذ اللہ کفار و منافقین و دشمنان دین ہی کے پیچھے تقیہ کو کام فرماکر بہ مجبوری پڑھا کرتے تہے قرآن شریف بہی اون ہی کا بگاڑا ہوا تلاوت فرمایا کرتے تہے اور رات دن خلافت و باغ فدک ہی کے فضول جھگڑے قصون مین پڑے ہوئے اپنے مخالفین پر لعنت و ملامت کی بوچھار اور اون کی غیبت مین اون کی غیبت اور برائیان کیا کرتے تہے اب ہر اہل عقل و انصاف اس قسم کے امور پر نظر غور کرکے صاف سمجھ سکتا ہے کہ یہ تمام دینداری کے اوصاف ہین یا بیدینی کی صفات اور اس صورت نازیبا مین دیندار و دنیا دار مین کیا فرق ہو سکتا ہے البتہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان تمام حضرات اکابر دین مین جملہ اوصاف دینداری کے بدرجہ کمال پائے جاتے ہین کیونکہ اس مذہب حق مین ان تمام پیشوایان دین مبین محبوب رب العالمین کے اوصاف دینداری کے سوا کوئی وصف بیدینی کا کہین مذکور نہین ہوا اس مذہب پاک کی کسی معتبر کتاب سے اس قسم کا ناپاک مضمون ثابت نہین ہوتا کہ ان جملہ حضرات عالی درجات مین سے کسی ایک نے بہی اپنی تمام مدت العمر مین کسی کے خوف یا کسی کی رعایت و مروت کے سبب سے کبہی حق الامر کو چھپایا او باطل کو ظاہر کیا ہو بلکہ تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفاء عظام سید الانام کے قدم بقدم ہر دم دل وجان سے ترقی دین اسلام کے کامون اور اوس کی اشاعت ظاہری و باطنی مین کوشش کرتے رہتے تہے جسکا واقعی و بہتر نتیجہ موافقین و مخالفین پر ظاہر ہے غرضکہ جس طرح پر خدا کی خدائی اور جملہ رسولون خصوصاً تمام کے سردار کی رسالت مذہب حق اہل سنت ہی کی موافق ثابت ہوتی ہے اس ہی طرح پر اماموں کی امامت بہی خاص اس ہی مذہب پاک کی مطابق ثابت

ہوسکتی ہے مذہب شیعہ کی بنا پر ہرگز نہین ہے ایک امر بھی ثابت نہین ہوسکتا بارہوین دلیل جو ان تمام گیارہ دلیلون کی خاتم ہے یہ ہے کہ کل مذہبون کی فقط دو قسمین ہوسکتی ہین ایک نقلی دوسری عقلی مذہب نقلی تو اوس مذہب سے عبارت ہے جس کی انتہا کتاب آسمانی کی طرف ہوجائے جسکو کتاب منزل من اللہ کہتے ہین اور عقلی اوس مذہب کو کہہ سکتے ہین جو ایسے امور تک منتہی ہو جائے جو تمام عقلاء انام کے نزدیک ضروری التسلیم ہون جیسے کہ امور بدیہیہ جن کا کوئی اہل عقل اعلی سے لیکر ادنے تک کبھی منکر نہین ہوسکتا مثلا اجتماع النقیضین کے محال ہونے پر تمام عقلاء روزگار کا اتفاق ہے اگرچہ کوئی شخص اس کے معنی سے واقف نہو لیکن اس مین شک نہین کہ جسوقت اوس کے سامنے اس کی حقیقت بیان کی جائے کہ اجتماع نقیضین کے محال ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک جگہ پر ایک وقت مین ایک ہی اعتبار سے مختلف قسم کی چیزین جمع نہین ہوسکتین مثلاً یہ نہین ہوسکتا کہ زید ایک ہی وقت مین موجود بھی ہو اور معدوم بھی ہو یا ایک شئے کا وہ عالم اور بعینہ اوسی شئے کا جاہل بھی ہو بس اس مضمون کو سنکر ہر شخص عاقل کو اجتماع نقیضین کے محال وغیر ممکن ہونے مین کسی قسم کا شک وشبہہ نہوگا - جبکہ نقلی وعقلی دونون قسم کے مذہبون کی حقیقت اصلی معلوم ہوچکی تو اب اس امر حق کو بغور وانصاف سمجھنا چاہئے کہ مذہب شیعہ ان دونون قسمون مین سے کسی ایک قسم مین بھی ہرگز داخل نہین ہوسکتا بلکہ یقیناً دونون سے خارج ہے نقلی ہونا تو ظاہر ہی ہے کہ ان کے مذہب مین بروے کتب معتبرہ مثل کافی کلینی وغیرہ کلام اللہ بجنسہ اوس وقت تک کسی کے پاس موجود نہین اور نہ آجتک اوس عنقا صفت کو کسی نے دیکھا ان حضرات شیعان مدعیان ایمان کی زبان قلم و قلم زبان سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ فقط اماموں کے پاس تھا جسکو بارہوین امام حضرت امام مہدی صاحب الزمان اپنے ہمراہ لیکر غار سر من رای مین دشمنون کے خوف سے

جاچھپے اور اس وقت تک جو کچھ کہ قرآن کے نام سے مسلمانوں حتیٰ کہ شیعوں کے بھی پاس موجود ہے وہ یقیناً صحابۂ رسول مقبول کا اپنے منشاء کے موافق تبدل و تغیر کیا ہوا ہے جس مین سے قریب دو ثلث کے گھٹا یا گیا اور جو کچھہ قریب ثلث کے باقی رہ گیا اوسمین بھی تصرف کرکے تبدیل و تغیر کردی گئی اس صورت نامعقول مین ظاہر ہے کہ وہ دین کے معاملہ مین کسی اہل عقل کے نزدیک قابل اعتماد و لائق اعتبار نہین ہوسکتا پھر اس حالت مین اس قول غیر معقول کے قائلین اور اس عقیدہ مخالف دین کے معتقدین کو گویم مشکل نگویم مشکل کا سامنا یہ ہے کہ کسی وقت مین بہ مجبوری ضروری اوس کے بجنسہ موجود ہونے کا اقرار کر بھی نہین سکتے کیونکہ اس اقرار مین اوس کے جامعین صحابۂ کاملین خصوصاً خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مومن ہونے کا اقرار لازم آتا ہے ورنہ معاذ اللہ اون کے کفر و نفاق و بیدینی کی حالت نامعقول مین وہ کسی اہل عقل و دین کے نزدیک قابل قبول نہین ہوسکتا یہ بھی نہین بن پڑتا کہ جناب امیر کو اس قرآن موجود کا جامع قرار دین اسلئے کہ اول تو ان کی معتبر کتابون سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیر کا جمع کیا ہوا کلام اللہ اون کے ہاتھ سے لیکر امام مہدی صاحب الزمان کے زمانہ تک کسی وقت مین رواج نہ پاسکا۔ بلکہ تمام اہل اسلام حتیٰ کہ ائمہ عالی مقام بھی وہی قدیمی کلام الٰہی جو صحابۂ رسالت پناہی کا جمع کیا ہوا تھا تلاوت کیا کرتے اور اوس ہی کو نماز مین پڑھا کرتے تھے اور اگر امام اتفاقیہ کسی شخص کو اوس قرآن مخفی کی خفیہ طور پر کبھی زیارت بھی کرادیا کرتے تھے تو اوسکے ساتھ ہی اوسکو یہ ہدایت بھی فرمادیا کرتے تھے کہ خبردار اس کو پڑھنا ست بلکہ کھولنا بھی مت وہی قرآن پڑھتے رہو جسکو پہلے سے پڑھتے آتے ہو دوسرے یہ ہے کہ یہ غیر معتبر بات بھی ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے صراحتاً ثابت ہے کہ جناب امیر خلفاء ثلثہ کے خلاف منشا کوئی مسئلہ اون کے حین حیات

بلکہ اون کی وفات کے بعد بھی یہان تک کہ اپنے عہد خلافت مین بھی ہرگز بیان نہین کرسکے جب اونکے ادراسکہ مین یہ کیفیت ہی تو قرآن شریف جو تمام مسائل ضروریہ کا مجموعہ بلکہ تمام دین کا ماخذ ہے اون کے خلاف منشاد کس طرح پر ظاہر کرسکتے تھے غرضکہ کوئی شق اختیار کیجے اور کسی پہلو پر نظر کیجے مگر کلام اللہ کا بجنسہ و قابل اعتبار اور دین کے معاملہ مین لائق استشہاد ہونا مذہب شیعہ کے اصول دین کی بناد خاص پر ہرگز صحیح نہین ہوسکتا جس صورت مین کہ مذہب شیعہ مین کتاب آسمانی ہی کا وجود متحقق نہین ہوسکتا جس پر دین کی تمام کتابون کا سلسلہ ختم ہوتا ہے تو اس مذہب کو نقلی کسی طرح پر قرار نہین دے سکتے باقی رہا اس مذہب خاص کا خاص عقلی ہونا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اکثر مسائل خصوصاً تمام اصول عقائد مین الٰہیات سے لیکر امامت تک اجتماع نقیضین لازم آتا ہے جو تمام عقلاء روزگار کے نزدیک قطعاً باطل ہے جس مضمون کا کہ ان کے مذہب مین بڑے شد و مد کے ساتھ اقرار کیا جاتا ہے بعینہ اوس ہی مضمون کا بڑے زور شور سے انکار کیا جاتا ہے چنانچہ اسکا بالاجمال حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ہی مانتے ہین اور پھر امامون کو اوس کی صفات خاصہ مین اوسکا شریک بھی جانتے ہین جیسا کہ کلینی مین صاف موجود ہے کہ امامون کو ازل سے ابد تک جملہ اشیاد کا علم تھا اور موت اور زیست بھی اون کے اختیار مین تھی اور اون کا یہ بھی منصب تھا کہ جس شے کو چاہین حلال کرین اور جس کو چاہین حرام بنادین ہر اہل عقل و دین پر ظاہر ہے کہ علم غیب اور مخلوق کی موت وزیست کا اختیار اور کسی شے کا حلال وحرام قرار دینا خاص اوس خالق کائنات وحدہ لاشریک ہی کا خاصہ ہے جس مین امام تو کیا کوئی نبی ورسول بھی اوسکا شریک نہین ہوسکتا اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب وصادق القول بھی تسلیم کرتے ہین پھر باوجود اس کے جن خاص بندون کی اوس نے اپنے کلام پاک مین تعریف بیان فرمائی اور اون کے ساتھ اپنی

خوشنودی ظاہر کرکے اون کو قطعاً جنتی فرمایا یہ معاذ اللہ اون کو کافر و منافق اور قطعاً ناری قرار دیتے ہین جس سے دو امرون مین سے ایک امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یا تو معاذ اللہ وہ عالم الغیب نہین اور یا وہ نعوذ باللہ صادق القول نہین اوس ذات بے نیاز کے حق مین عدل و لطف واجب بہی جانتے ہین پہر باوجود اس امر کے یہ بہی کہتے ہین کہ صحابہؓ نے پیغمبرؐ صاحب کے بعد اون کو آپ کا خلیفہ ہونے دیا بلکہ خلافت کو غصب کرکے خود بہ جبر اوس پر قبضہ کر لیا بس اس امر سے تین امرون مین سے ایک امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یا تو اللہ جل شانہ پر عدل و لطف واجب نہین یا جناب امیر کا خلیفہ بلافصل ہونا عدل مین داخل نہ تہا جس سبب سے وہ وقوع مین نہ آیا بلکہ آپ کا خلیفہ ہونا اور بقول شیعہ آپ کی خلافت غصب کرکے آپ کی جگہ دوسرون کا خلیفہ بن جانا ہی عدل و لطف باری تعالیٰ مین داخل تھا اور یا یون کہا جائے کہ پیغمبر صاحب کے بعد خلیفہؐ بلافصل جناب امیر ہی تھے جو خلاف واقع ہونے کی وجہ سے اولاً تو بداہتہً بالکل باطل محض ہے دوسرے اس صورت مین شیعونکو خلفاء ثلثہ کا بُرا کہنا ہرگز نہین پہنچسکتا اس حالت مین خیر سے ان کے مذہب کی بنیاد اصلی ہے سرے سے اوکہڑ جائے گی لیکن بڑی دقت تو یہ ہے کہ ان تینون امرون مین سے نہ کسی امر کا اقرار ہی بن پڑتا ہے نہ انکار ہی حقیقت مین یہ تینون پیچ بہی ایسے سخت ہین کہ جن کی کڑی پکڑ سے شیعان زم دل کا چہوٹنا سخت دشوار بلکہ محال ہے ایسے ہی پیغمبر صاحب کو خدا کا رسول برحق بہی قرار دیتے ہین اور خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ سے حضرت جبرئیل امین کی معرفت ضروریات دین پر وقتاً فوقتاً آپ کے مطلع ہونے کو بہی تسلیم کرتے ہین اور پہر باوجود اس کے آپ کے صحابۂ اخیار کو معاذ اللہ کافر و منافق ہی جانتے ہین جنسے آپ آخر دم تک نہایت راضی رہے اور ہمیشہ اون کے ساتھ اتحاد و اخلاص کا برتاؤ کرتے رہے جو یقیناً اون کے مومن کامل

ہونے کی صریح دلیل ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ اون کے کفر و نفاق کی حالت مفروضہ
و نامعقول مین رسول مقبول کا اون کے ساتھ دوستی و اخلاص کا برتاؤ رکہنے اور کفار
و منافقین کا سا اون کے حق مین معاملہ نہ کرنے سے آپ کا نبی و رسول برحق ہونا ہرگز
برقرار نہین رہ سکتا اس لئے کہ اس صورت نازیبا مین دو امرون مین سے ایک امر
ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یا تو استغفر اللہ آپ پر وحی نہین نازل ہوتی ہی جس کے ذریعہ
سے آپ کو اون کے احوال باطنی کی پورے طور پر اطلاع ہوتی اور یا آپ معاذ اللہ
حکم الہی کے پابند نہ تھے اور اسمین شک نہین کہ ان دونون باطل صورتون مین
آپ کا پیغمبر برحق ہونا ہرگز قایم نہین رہ سکتا اس ہی طرح پر پیغمبر صاحب کے تمام عالم
سے افضل ہونے کا بہی بظاہر اقرار کرتے ہین اور پہر باوجود اس کے تمام امامون خصوصاً
جناب امیر مین اس قسم کے کمالات بہی ثابت کرتے ہین جو سرور انبیا کی ذات جامع کمالات
و فخر موجودات مین بہی متحقق نہ تھے جیسا کہ امامون کا عالم الغیب اور موت اور زیست
کا اون کے اختیار مین ہونا اور اشیاء کو حلال و حرام بنانا کہ یہ جملہ اوصاف انبیاء کرام
علیہم الصلواۃ و السلام مین بہی تمام اہل اسلام کے عقیدہ کے حق مین ثابت نہین علی
ہذا القیاس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بظاہر خاتم النبیین بہی تسلیم کرتے ہین
جس سے اس امر کا تسلیم کرنا بہی ضرور لازم آتا ہے کہ سلسلہ وحی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
کا اس عالم دنیا مین اگر کسی سے ہمکلام ہونا صرف آپ کی ذات بابرکات رحمۃ للعالمین
پر قطعاً منقطع ہو چکا پہر اس کے ساتھ یہ خلاف بات بہی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم
کی وفات کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت
حاضر ہو کر آپ سے ہمکلام ہوتے تہے چنانچہ آپ نے اوس کلام کو جمع کر لیا تھا
جسکا مجموعہ اس قرآن شریف سے تگنا اور اوس مین اس قرآن موجود کا ایک حرف
بہی نہ تہا یہ تو الوہیت و رسالت کے متعلق ان کے عقائد کے باہم متخالف ہونے کا

بیان تھا جسکو ہم نے بطور مشتے نمونہ از خروارے ناظرین کے سامنے پیش کر دیا اب خاص
امامت کے متعلق اِن کے اعتقاد مین تخالف و تضاد کا حال بالاجمال بیان کرتا ہون
وہ یہ ہے کہ بارہ امامون کی نسبت یہ اعتقاد بہی رکہتے ہین کہ اون کو معجزات عطا کئے
گئے تھے اور موت و زیست بہی اون کے اختیار مین تہی اور اونکو علم غیب بہی تھا پہر
با وجود اِن تمام امور کے یہ بہی کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ دشمنون کے خوف سے تقیہ کرتے
رہتے تھے اون کو دیندار اور دین کا پیشوا بہی جانتے ہین اور پہر اون مین بے دینی
کے اوصاف بہی ثابت کرتے ہین کہ وہ لوگون کے خوف اور اون کی رعایت و مروت کے
سبب سے دین کے متعلق حق بات کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تہے اون کو دنیا
و ما فیہا سے آزاد بہی خیال کرتے ہین اور پہر اپنے خیال مین اون کو دن رات خلافت
و باغ فدک کے فضول جھگڑے قضیون مین مبتلا ٹہراتے ہین جن امامون پر تقیہ کو حرام قرار
دیتے ہین خاص اون ہی کی نسبت بڑے شد و مد کے ساتھ اوسکو ثابت بہی کرتے ہین
تمام امامون کے جد امجد و مورث اعلیٰ حضرت علی مرتضیٰ جنکو شیر خدا و غالب علی کل غالب
کہتے ہین اون کو قوی و بہادر بہی اس درجہ کا جانتے ہین کہ در خیبر کو ایک چشم زدن
مین اوکھاڑ کر پہینکدیا اور بشمار جنات اشرار کے سر اپنی ذوالفقار آبدار سے ایک
آن کی آن مین آپ نے قلم کر ڈالے اور پہر باوجود اس کے یہ بہی کہتے ہین کہ مخالفین
سرکش آپ کی گردن مین رسی باندہ کر آپ کو خلیفہ وقت کے پاس جبراً و قہراً پکڑ لائے اور
آپ کے گہر کو انہون نے آگ لگا دی پہر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ باوجود اس امر کے
یہ عجیب و غریب بات بہی بیان کرتے ہین کہ رسی باندہنے والون اور آگ لگانیوالون
مین سے ایک کے مقابلہ مین جس نے آپ کے شیعون کو کچھ برا کہا تھا آپ نے اپنی کمان ڈالدی
وہ اژدہا بنکر اپنا موتھ پہیلا کر اوس شخص کے نگلنے کو دوڑی جب اوس نے آپ کے سامنے
توبہ تلا کی اور ابات کی قسم کہائی کہ مین پہر کبہی ایسی حرکت نہ کرون گا تب آپنے وہ

کمان اژدھا وہان اپنے کرامت فشان ہاتھ مین پکڑ لی وہ جیسی تھی پھر بدستور ویسی ہی ہوگئی اور دوسرے شخص کے عمود آہنی کو اوس سے چھینکر اوسکا حلقہ بنا کر اوس شخص کے گلے مین ڈالدیا ہرچند کہ اوسکے بڑے بڑے درجہ والے حمایتیون نے اوس کی گردن مین سے اوس حلقہ کا نکالنا چاہا مگر وہ نہ نکلا پر نہ نکلا آخر کار جناب حیدر کرار ہی نے اوس کی حالت زار پر رحم کہا کر اور اوس کے حمایتون کے بیحد اصرار پر توجہ فرماکر اوسکو نکالا تب اس کشمکش سے اوس غریب کی جان بچی حاصل کلام یہ ہے کہ الٰہیات و رسالت و امامت کی متعلق جو اصول دین مین داخل ہین انکی جسقدر بہی اعتقاد ہین جن مین سے چند عقیدے بطور نمونہ اس مقام مین بیان کیے گئے اون مین باہم اسقدر تخالف و تضاد واقع ہے کہ جنکا آپس مین مجتمع ہونا بعینہٖ اجتماع النقیضین ہے جس کے محال ہونے پر تمام عقلاء انام کا اتفاق ہے ظاہر ہے کہ جس مذہب کے اصول مین اسدرجہ کا تخالف ہو کہ ایک امر کا دوسرے امر کے ساتھ جمع ہونا کسی صورت سے ممکن ہی نہو تو وہ مذہب کسی طرح پر ہرگز عقلی نہین ہوسکتا اور جب اس مذہب کا عقلی و نقلی دونون قسم نہونا یقینی طور پر ثابت ہوچکا تو اس صورت مین ہر اہل عقل کو اس امر یقینی کا یقین کامل ہوگیا کہ یہ مذہب درحقیقت کوئی مذہب ہی نہین بلکہ محض فرضی و خیالی شے ہے جسکا تحقق خیال کے سوا خارج مین قطعاً ہرگز متحقق نہین ہوسکتا یہی وہ ہے اس کتاب کا خاتمہ جو فی الواقع مذہب شیعہ ہی کا خاتمہ ہے اہل سنت وجماعت کو چاہئے کہ اونمین سے جس کسی کو اس رسالہ نافعہ کے پورا دیکھنے کی مہلت میسر نہ آئے یا اسکے جملہ مضامین مندرجہ تمام و کمال یاد نہ رہ سکین تو وہ صرف اس خاتمہ ہی کو اچھی طرح پر سمجھکر خوب یاد کرلے اور پہر مخالف مذہب کے جس عالم سے ہی چاہے بے خوف و خطر گفتگو کر دیکھے وہ انشاء اللہ تعالیٰ اصحابہٗ اخیار و اہل بیت اطہار کی برکت سے یقیناً اوسپر غالب آئے گا اور اللہ جل شانہ کے فضل و کرم سے اوسکا خاتمہ بہ خیر ہوگا اب اس تمام کتاب کے آخر مین علماء شیعہ کی خدمت مین ہمارا یہ التماس ہے کہ اس کتاب مین

مذہب شیعہ کے متعلق دو قسم کے مضامین کی تردید کی گئی ہے ایک تو وہ جو اس مذہب کی معتبر
کتابوں میں موجود ہیں دوسرے وہ جن پر فرقہ شیعہ کا عموماً عملدرآمد ہے بس اسکو اول سے
آخر تک بغور و انصاف ملاحظہ فرماویں کہ جو کچھ اسمیں لکھا گیا ہے وہ ان کی معتبر کتابوں
سے ثابت ہا او پہر اس فرقہ کا عملدرآمد ہے یا نہیں علی ہذا القیاس جو اوس کی تردید
کی گئی ہے وہ عقلاً و نقلاً واقعی تردید ہے یا نہیں اگر یہ مضامین اون کی معتبر کتابوں
مین موجود نہوں اور فرقہ شیعہ کا اون پر عملدرآمد بھی نہو اور جو ہم نے اون کی تردید
کی ہے وہ عقل و نقل کے اعتبار سے اون کی فی الواقع تردید نہو سکتی ہو تو جسقدر بھی چاہین
ہمکو برا کہین طوعاً و کرہاً ہم اوسکو سنین گے اور اگر یہ مضامین ان کی معتبر کتابوں مین
مذکور ہوں یا ان کے فرقہ کا عموماً اون پر عملدرآمد ہو اور اون کی تردید بھی بروے
عقل و نقل یہی ہو جو ہم نے بیان کی ہے تو پھر اس صورت مین عقل و دین کا تقاضا
یہی ہے کہ بروے انصاف حق الامر کے تسلیم کرنے مین کسی قسم کا عذر و حیلہ درمیان مین
نہ لائین اور اس امر کا اپنے دلمین خیال نہ فرمائین کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین و مذہب
کو کس طرح پر چھوڑ دین اللہ تعالے نے انسان کو عقل خاص حق و باطل و نفع و ضرر مین
تمیز کرنے ہی کے لئے عطا فرمائی ہے دنیا فانی و چند روزہ ہے آخر مین اوس احکم الحاکمین
سے ضرور واسطہ پڑنے والا ہے جو عقائد و اعمال عباد پر مواخذہ کرکے حق و باطل و خیر و شر
کی جزا و سزا دے گا ہر چند کہ حضرات عالی درجات علماء فرقہ شیعہ کے انصاف طبیعت
پر نظر کرکے ہمکو اپنے اس التماس خاص کے قبول ہونے کی امید بہت ہی کم ہے لیکن
اول تو اس خیال سے کہ دنیا بامید قایم دوسرے صرف اتمام حجت کی غرض خاص سے
محض خالصاً لوجہ اللہ اون کی خدمت عالی مین یہ التماس کیا گیا ہے اب آگے اسکا ماننا
یا نہ ماننا ان کے اختیار مین ہے ہم اللہ کے واسطے اپنا کار منصبی انجام دیچکے وما علینا الا البلاغ
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلی آلہ

التماس بحضور عالی حضرات علماء شیعہ

واصحابہ وازواجہ اجمعین واتباعہ الیٰ یوم الدین آمین یارب العالمین فقط فقط

تقریظ دلپذیر از فکر مولوی احمد حسن صاحب سوالجنوری ثم انبالوی

جنون محمل بصحرائے تحیر راندہ ہست امشب
نگہ در چشم و آہم در جگر واماندہ ہست امشب

کتاب لاجواب ابطال اصول الشیعہ بالدلائل العقلیہ والنقلیہ مصنفہ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ ماہر کمالات ظاہریہ وباطنیہ فاضل اکمل وسرخیل اذکیا زبدۃ المتکلمین قدوۃ الفضلاء علامہ فضائل پناہ حاجی حرمین شریفین مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب فاروقی البجنوری خلف الرشید السعید الحمید علامۃ الورٰی عالم باعمل فاضل افضل واکمل الشہیر فی الآفاق شمس المشارق معارف پناہ مولانا ومولی العالم مولوی محمد علیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ المطہر دامت حسناتہم کی تقریظ نویسی کا ارادہ کرنا تو ایک خیال محال اور دعوی لایعنی کی مثال ہے خصوصاً میرے جیسے قلیل الاستطاعت قصیر الباع شخص کے لئے تو کسی طرح شایاں نہیں ہے کیونکہ پایہ شناسی حسن کلام مصنف علام کوئی سہل امر نہیں بلکہ ماہرین فن واقف ہیں کہ یہ مرحلہ نہایت دشوار گذار ہے مداح اور ممدوح دونوں کے لئے خوفناک ہے۔ مداح کم علم کے لئے اس لئے کہ گویا وہ دستاویز جہل ونادانی بدست اعالی وادانی دیتا ہے اور ممدوح مسلم ومقبول الانام وستودہ علماء کرام کے واسطے وہی صائب کا قول مشہور ہے تحسین ناشناس وسکوت سخن شناس۔ محل اندیشہ ہے لیکن راقم اذل الخلیقہ صرف اپنے اظہار حسن عقیدت کو ذریعہ فخر تصور کر کے چند سطور کے لکھنے پر جرأت کرتا ہے۔ اگرچہ قلیل الاستعدادی وقصور باع بدستور

سدرا ہ ہے عین الثری من الثریا بے شک ایسے فاضل فہامتہ الدوراں علامتہ الزمان رفیع المنزلت جامع علوم شریعت وطریقت کی کتاب لاجواب بلند پایہ کی تقریظ نویسی کوئی سہل امر نہین بلکہ دشوار ترین امور ہے اس مین شک نہین کہ یہ کتاب جسکا نام نامی ہم اوپر لکھہ آئے ہین عربی مین نہین فارسی مین نہین صرف اردو زبان مین ہے بقول غالب

نہ در لہجہ فارسی و دری ہمین ہندی سادہ و سرسری

لیکن علماے اولوا الابصار اوس کے مضامین عالیہ کی داد دینے کے لیے مجبور ہین تمام فقرات بلاغت آیات وجمل معجز سمات کتاب مذکور کے مطالب آسمانی قرآنی ومقاصد روحانی فرقانی وخلاصہ احادیث رسول ربانی سے لبریز ومعمور ہین۔ مضامین عالیہ فلک رس کو صرف بپاس خاطر عوام اہل اسلام وہدایت شیعان امام عالی مقام کے مصنف ذی الاکرام نے بفحواے کلموا الناس علی قدر عقولھم اوج رفعت سے حضیض تنزل مین عمداً وارادتاً گرادیا ہے ورنہ امثال ما مردم کم سرمایہ کس طرح فیض یاب اور مستفید ہو سکتے تہے (یہ مضمون بطور دفع دخل بعض صاحبان دشوار پسند نکتہ چین کے لکہا گیاہے ورنہ

؎ کہان ہم اور کہان وہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی

یہ فیاضی حضرت مولانا صاحب سلمہ اللہ کی ہے کہ آج عموماً خاص وعام اس کتاب فیض نصاب سے مستفیض ہوتے ہین۔ واضح رہے کہ یہ کتاب فن مناظرہ وکلام مین نادر کتاب ہی جسکی قدر متکلمین اہل حق کرتے ہین بلکہ علماء اہل خلاف بہی بشرط انصاف اس کی ندرت وعمدگی کا انکار نہین کر سکتے۔ آرے الفضل ما شھدت بہ الاعداء اس کی تہذیب بہی بمنطوق واجب الوثوق جادلھم بالتی ھی احسن اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی ہے آداب مناظرہ سے حضرت مصنف نے سر مو عدول وتجاوز نہین فرمایا گویا رسالہ شریفیہ ورشیدیہ کی شرح مبسوطہ یہی کتاب ابطال الشیعہ ہے اگرچہ علماء اہل سنت اکثر علم تہذیب کے خوگر جبلتاً ہوتے ہین مگر علماء متاخرین مین خاتم المتکلمین مولانا رشید احمد صاحب انبیٹہوی دامت برکاتہم نے

کتاب ہدایات الرشید مین تہذیب کلام کا خاتمہ فرما دیا ہے اور کتاب نوتصنیف القیامہ علی اھل الامامہ مین تو قیامت کا تماشا ہی دکہایا ہے گویا ناظورۂ جلال کو ملبوسات فاخرہ جمال سے ملبوس فرمایا ہے مگر مولانا صاحب مصنف کتاب ہذا نے یہی جس کی نسبت یہ ریویو لکھہ رہا ہون کمال لازوال کا نمونہ دکہایا اور شان فاروقیت کا ایسا ضبط کیا ہے کہ وہ مبدل بہ علم و وقار صدیقیت ہو گئی ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء مین نے کلام پاک یعنی قرآن مقدس سے استخارہ کیا کہ مین اس جلیل الشان تصنیف کی کیا تقریظ لکھون ارشاد ہوا قل فللہ الحجۃ البالغہ فلو شاء لھدٰکم اجمعین پس اس استخارہ کی تاویل سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب فی الواقع حجت البالغہ ہے اگر اہل خلاف کے نصیب مین ہدایت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اکثر خوش نصیب شیعہ مثل جناب سید منظور حسین صاحب رئیس زادہ رائے پور ضلع بجنور راہ راست و صراط مستقیم پر آجاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ ازان بعد ہم نے بمقتضائے صوفی مشربی دیوان خواجہ حافظ علیہ الرحمہ سے تبرکاً فال لی اس مضمون پر کہ مولانا صاحب نے کتاب اثبات القدرۃ الالہیہ کے علاوہ جو دوسری کتاب رد شیعہ مین لکھی ہے اس کے حسن قبول کی بابت کیا اشارہ ہے اگرچہ یہ استخارہ کوئی مسنون طریقہ سے نہین ہے مگر چونکہ حافظ کو لسان الغیب اور فی البدیہہ جواب شافی دینے والا صوفی مزاجون نے مان لیا ہے اس لئے بعد ابلاغ فاتحہ و درود خوانی وغیرہ دیوان خواجہ حافظ کو کہولا تو یہ شعر نکلا۔

از غالیہ بر ہم زدۂ خوش شکر و قند   امروز ہمہ بر گل و شکر زدۂ باز

اس استخارہ کی تاویل ہمنے یہ ہی کی ہے کہ پہلی اور دوسری کتاب ہی مولانا صاحب کی حلاوت ایمانی سے بہری ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آثار قبول آشکار ہین۔ ظاہر مین حضرات جنہون نے صحاح شیعہ و علل الشرائع وکلینی وغیرہ و دیگر کتب مناظرہ حضرات مجتہدین لکھنوی و کشمیری و جالیسی وغیرہ کا ملاحظہ فرمایا ہو گا وہ قوت حافظہ مولانا

مصنف کتاب ہذا کی داد دین گے اللہ اکبر کیا حافظہ خداداد ہے کہ اکثر احادیث شیعہ نوک زبان ہین ہم چاہتے ہین کہ اس تصنیف و تالیف کی مدحیت مین ایک طومار لکھہ ڈالین مگر عذر کوتہ قلمی پہلے عرض کیا گیا ہے امید کہ حضرات ناظرین اہل یقین مجھکو معاف رکھین گے

قطعہ

جزاک اللہ حماک اللہ مولانا کہ لکھی ہے — کتاب لاجواب اللہ اکبر کیا باآسانی
فضیلت کے یہ معنی اور تبحر اسکو کہتے ہین — لکھے اوراق چند اور ہوگئی ظاہر ہمہ دانی
اسی کو علم وہبی کہتے ہین اہل حقیقت خود — نہین کچھہ اسمین شک واللہ یہ فضل ربانی
جو دیکھے یہ کرامت آپکی اور پھر نہو قائل — ہو سنی یا ہو شیعی ہے سراسر اسکی نادانی

سن تصنیف جب ڈھونڈا تو ملہم نے کہا فوراً
ہے رد غالیان از روے حق لکھدے باآسانی

سنہ ۱۳۱۹ھ

تقریظ کتاب ابطال اصول الشیعہ من تصنیف عالم عدیم المثال فاضل مستند مولانا مولوی انوار الحق صاحب گنگوہی ثم الدہلوی فاضل جلیل سند یافتہ بنگال یونیورسٹی لازالت فیوضہم جاریۃ

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

اگرچہ مین کتاب مستطاب اثبات القدرۃ تصنیف شریف تالیف لطیف فاضل المعی و عالم لوذعی جامع معقول ومنقول ماہر کامل فروع و اصول مولانا و بالفضل اولانا مولانا حکیم محمد رحیم اللہ صاحب فاضل بجنور صانہا عن الجور بعد الکور پر اپنی رائے دے چکا ہون اور وہ رائے بنام نہاد و تقریظ یا ریویو کے درج اخبار صحیفہ ہو کر شائع خاص و عام ہو چکی ہے لاریب کتاب موصوف حضرت مولانا کی جامعیت و افضلیت و کمالات خداداد کی ایک دستاویز

وسند موثق عند العلماء کافی ہے قس علی ہذا مولانا صاحب ادام فیوضہم کی کوئی تحریر بہی
خواہ کسی فن مین ہو محتاج استناد نہین بقول مشہور ؎

اے تماشا گاہ عالم روئے تو   تو کجا بہر تماشا میروی

ہمنے صرف بامید حصول سعادت دارین حکیم صاحب کی کتاب سابق الاوصاف پر تقریظ بعبارت
نظم ونثر فارسیہ لکہی تہی اب مکرر خوش قسمتی نے ہمکو یہ موقعہ حصول شرف تقریظ نگاری عنایت
فرمایا ہے وہو ہذا کہ کتاب نوتصنیف حضور مولانا صاحب دامت برکاتہم المسمی بہ ابطال اصول
الشیعہ بالدلائل العقلیہ والنقلیہ مرتب ہوکر کسی مطبع بجنور مین زیر طبع اور قریب الاختتام والاتمام
ہے الحمد للہ علی ذالک حمدا جمیلا اور یہ مژدہ دل افروز اور روح افزا ہمکو بوساطت اپنے مکرم
فاضل جلیل عالم بے بدل اسعد الزمن حضرت مولانا مولوی احمد حسن صانہ اللہ عن شر الفتن
بجنوری کے معلوم ومفہوم ہوا ہے پس اس کتاب نوطرز وتصنیف رفیع الشان کی نسبت ہم پہلے
سے زیادہ کیا عرض کرسکتے ہین ؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا
اور جناب مصنف والاشان رفیع المکان حامی دین اللہ مولانا حکیم رحیم اللہ ابقاہ اللہ تعالی
کے حضور مین یہ عرض ہے ؎

وصف ترا اگر کنند ور نکنند اہل فضل   حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را

علاوہ برین حضرت مولانا صاحب دامت فیوضہم کتاب منزل من اللہ یعنی کلام اللہ شریف مین
آیۂ ذیل کی تلاوت فرماکر غور فرماوین من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا پس جمیع اہل حق
مولانا صاحب کی اس احسان بے پایان کے مرہون منت اور سپاس گذار ہین جزاہم اللہ احسن الجزا
ہماری دعا ہے کہ خدائے علیم وسمیع حضرات مدعیان تشیع کو اس کتاب لاجواب کی بدولت صراط مستقیم
دکہائے اور راہ راست پر لائے اور اہل حق کو بہی توفیق امتیاز بین الحق والباطل عنایت فرمائے اور
مقولہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ المومن ینظر بنور الفراسۃ کو مدنظر رکھکر فریقین اللہ سے مدد چاہین
من یہد اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واللہ المستعان وعلیہ التکلان

تقریظ من تصنیف مولانا مولوی خلیل الرحمن صاحب انصاری سہارنپوری عالم مستند سند یافتہ مولوی عالم از پنجاب یونیورسٹی مدرس عربی ہائی مشن اسکول شہر انبالہ اللہ الذی ۔۔۔ حسنا ہم

حامداً و مصلیاً - اما بعد ہزار ہزار شکر کہ خدائے کریم نے ہمیشہ اسلام کو جو دین اللہ ہے مصداق الحق یعلو ولا یعلی کا بنایا اور اس کار بزرگ کے انجام دینے کے لئے علماء کرام و فضلاء عظام کو خلعت عز و امتیاز پہنایا اور تشریف شرافت اور علو ہمت سے ممتاز فرمایا جعل اللہ سعیہم مشکوراً من فوق الخ حضرات رفیع الدرجات اہل فضل و کمال بذریعہ تحریر و تقریر اس دینی کام یعنی ہدایت عوام میں روز و شب مصروف ہیں تیغ زبان و نیزۂ قلم سے کار عظیم انجام دیتے ہیں یہی صاحبان اس زمانہ لامذہبی و بے دینی میں غمخواران دین متین اور شیفتگان ملت و مذہب کہلاتے ہیں بعض جنٹلمین اور اون کے ہم خیال باطن میں حضرات متکلمین و مناظرین اہل حق کو خطاب ناشائستہ ملّا و مجنونوں کا عطا فرماتے ہیں لیکن ہمارے علماء اہل حق اون کے ہذیان تپ بے تمیزی کی طرف ادنی توجہ بھی نہیں فرماتے ہیں چنانچہ ان ایام میں جناب مولانا مولوی حکیم رحیم اللہ صاحب فاضل بجنوری سلمہ اللہ تعالے نے باوجود ہونے فرصت کے اپنی تصانیف سے عالم میں ایک تازہ روشنی پھیلائی اس سے پہلے جناب کرامت مآب نے ایک کتاب بزبان فارسی اثبات القدرۃ الالٰہیہ ارقام فرمائی جو تمام قلمرو ہند میں شائع ہو کر مدارس اسلامیہ میں بطور ذخیرہ موجود ہے ایک نسخہ اس کا اس فقیر کو بھی ملا اوس سے مولانا صاحب کا تبحر علمی اور حق پسندی ثابت ہے میرے قلم میں کہاں طاقت اور زبان کو یارا کہ میں ناچیز مدح کما ینبغی اور وصف کما حقہ کر سکون لیکن مولانا صاحب کے شایان شان چند اشعار مدحیہ پیش کرتا ہون وہو ہذا

جامع جملہ ہنر قامع بدعات حزاب	مخزن علم و عمل معدن فضل احزاب
منظر عقل و خرد منبع دین و ایمان	مصدر قوت جان معطی مال و اسباب
عالم و فاضل و علامہ وحید عالم	محسن و ناصر و حامی و معز احباب

تیری ہر بات پہ عالم کو یقین آتا ہے　　ربع مسکون مین ترا شہرہ ہے ہر سو ہی خطاب

مولانا صاحب کی منقولی معقولی تحریرات ہین یا کراماتی دو ہی طلسمات - چنانچہ اب ایک دوسری کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام ابطال اصول الشیعہ ہے اس مین حکیم صاحب نے اپنی معلومات سے حکمت و فضیلت کے دریا بہا دئے ہین یہ کتاب نہایت دل چسپ مغتنم روزگار ہے بخیال نفع عام مولانا نے اردو مین تصنیف فرمائی ہے مجھے امید ہے کہ ماہران علوم و فنون ضرور اس کتاب سراپا انتخاب کی قدر افزائی کرینگے اور اوس کے حروف کی سیاہی کو سرمہ بصیرت بنائینگے فجزاہ اللہ خیر الجزاء و اوصلہ الی ما یتمنیٰ

کتبہ احقر محمد خلیل الرحمٰن مدرس عربی - مدرسہ مشن اسکول شہر انبالہ - مولوی عالم

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ از جانب مؤلف

ظاہر چو شد این رسالہ حق | باطل ز جہان شدہ ہنفتہ
ہاتف بہ ندائے غیبی خویش | رد از فتنہ سنش بگفتہ

کتبہ محمد رحیم اللہ بجنوری عفی عنہ

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا نتیجہ فکر رسا جناب حکیم سید محمد علی صاحب المتخلص بہ سید رئیس قصبہ گلاوٹی ضلع بلند شہر مدظلہ العالی

حکمت مآب کامل علم کلام نے | شہرت ہے جسکے علم کی۔ فضل و کمال کی
لکھا یہ ایسا نسخہ بے مثل و لاجواب | پایا مفید اوسکو تو ہر اک نے داد دی
بے روئے جہد لکھد یا سید نے فی البدیہ | اچھا کیا علاج رد رافض حکیم جی

قطعہ تاریخ طبع کتاب ہذا نتیجہ طبع مالک مطبع الخلیل رئیس بجنور

حضرت مولوی رحیم اللہ | حامی دین احمد مختار
علم ابدان را بسر نازش | علم ادیان را گل دستار
در تن دین چو دید علتہا | کرد این نسخہ خرد تیار
دافع بغض و کینہ اصحاب | نافع حب اہلبیت کبار
نام پاک علی ست تاریخش | گر بہ اثنا عشر کنی تکرار

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا نتیجہ جودت طبع مولوی مولا بخش صاحب مضطر

عالم و حامی و طبیب و لبیب
متبحر بعلم و فن و کلام
پیش او گم دلیل معقولی
پیش از ین قدرت علی الاطلاق
زین سبب رد بہ شیعان آورد
ہجری و عیسوی سن تاریخ

متقی مولوی رحیم اللہ
مخزن العلم و فاضل یکتا
بخبر ز حکمتش حکما
کرد ثابت بقدرت یکتا
چو برانگیختند شان غوغا
مضطر خاک پا چنین گفتہ

اہل تفسیر و اہل فقہ و حدیث
ناشر و ناظم سنت بے ہمتا
مبطل بطلان قدرت حق
کہ ہمہ منکرین قدرت را
از براہین عقلی و نقلی
از حروف و سطورش از الفاظ

اہل معقول و زبدۂ علما
معدن علم و عقل و فہم و ذکا
مثبت قدرت الٰہیہ
گشت باطل دلیل وہم دو سے
کرد تصنیف نسخۂ زیبا
دیدم اصلاح مذہب شیعہ

اظہار الحقیقۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حمد و صلوٰۃ کے بعد خادم العلماء محمد رحیم اللہ بجنوری اہل اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ حضرات شیعہ کی جانب سے چار سوال اس احقر کے پاس بغرض تحریر جواب پہنچے عدیم الفرصتی کی وجہ سے جی تو ٹالنے ہی کو چاہتا تھا لیکن یہ خیال ہے کہ یہ حضرات چار دانگ عالم مین شور مچا دین گے کہ ہمارے سوالات کا جواب نہ دیا گیا اسلئے چار و ناچار محبت چار یار رضی اللہ عنہم کی برکت کے طفیل سے ان سوالات کے جوابات باصواب مختصر طور پر عرض کرتا ہون۔

پہلا سوال:۔ جمال الدین محدث مولف روضۃ الاحباب سنی ثقہ معتمد ہین یا نہین بصورت نامعتمدی وہ اقوال علمائے سابقین بیان فرمائے جائین جن سے ان کی بے اعتباری ثابت ہوتی ہو۔

جواب صاحب روضۃ الاحباب کا محققین اہل سنت و جماعت مین شمار نہین کیونکہ کتاب مذکور کے متعدد مقامات مین روایات مذہب شیعہ موجود ہین جنکی مخالفت کلی مذہب حق اہل سنت و جماعت کے ساتھ ظاہر ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب مکائد شیعہ کید پنجاہ و کم سے یہ امر صاف و صریح طور پر ثابت ہوتا ہے جس کیکو شک ہو وہ کتاب موصوف کا ملاحظہ

کرے اور جبکہ قدوۃ المحققین خاتم المفسرین والمحدثین صاحب کتاب لاجواب و باصواب تحفۂ اثنا عشریہ
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ العزیز کے نزدیک مولف روضۃ الاحباب گروہ
حق پژوہ محققین مذہب حق اہل سنت و جماعت سے خارج ہوا تو جسقدر علمائے عالی درجات
حضرت شاہ صاحب عالی مقامات کے طریقۂ حقہ پر ہین اون تمام کے نزدیک مولف مذکور کا
گروہ محققین اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ و نفرہم سے خارج ہونا یقیناً ثابت ہوگیا اور قطع
نظر اس کے مین اس مضمون کو ایسی دلیل عقلی سے ثابت کئے دیتا ہون جس کے تسلیم کرنے
مین کسی اہل عقل و انصاف کو انشاء اللہ کلام نہو گا وہ یہ ہے کہ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے
کہ جو شخص کسی مذہب کا مدعی ہو اور اوس مذہب کے متعلق کوئی کتاب تصنیف یا تالیف کرے
اور اوس کے کسی مقام پر کوئی مضمون جو اوس مذہب کے اصول مقررہ کے مخالف ہو اس
انداز پر بیان کرے جس سے اوس مضمون پر اوسکا عقیدہ رکھنا بظاہر ثابت ہوتا ہو تو ایسی
حالت مین یہ امر دو حال سے خالی نہین ہو سکتا یا تو وہ شخص اوس مذہب کے محققین اشخاص کی
گروہ خاص سے قطعاً خارج قرار دیا جائے گا اور یا اوس مضمون کا اوس کی کتاب مین الحاقی
ہونا ماننا پڑے گا اور یہ اوس صورت مین ہے کہ جب کسی قوی دلیل سے اوسکا محقق ہونا ثابت
ہو جائے ورنہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین اوسکو محقق جاننا اور اوس کے غلط مضمون
کو صحیح ہی ماننا بعینہٖ اجتماع ضدین ہے جسکو کوئی اہل عقل ہرگز تجویز نہین کر سکتا مثلاً فرض
کیجئے کہ کوئی شخص اپنے کو شیعہ قرار دے کر کوئی کتاب مذہب شیعہ مین تحریر کرے اور اوسکے
اکثر مضامین درحقیقت ہون بھی مذہب شیعہ ہی کے مناسب لیکن باوجود اس کے وہ کسی
مقام پر یہ مضمون بھی بیان کردے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابۂ اخیار و
اہل بیت اطہار جملہ امت محمدیہ سے افضل ہین اور اون سب سے افضل خلیفہ برحق حضرت ابوبکر
صدیق پھر ناطق بالصدق والصواب حضرت عمر ابن الخطاب پھر ذو النورین جامع القرآن
حضرت عثمان ابن عفان پھر ان کے بعد زوج بتول و داماد رسول مقبول حضرت علی

رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین یہ تمام حضرات عالیمقامات اعلی درجہ کے مومنین کاملین و باعث اشاعت دین متین محبوب رب العالمین ہین ہمکو دین محمدی و کلام الہی انہی اکابرین و پیشوایان دین کی بدولت پہنچا ہم انکے بار احسان سے ہرگز سبکدوش نہین ہو سکتے انمین سے کسی ایک کی نسبت بھی اگر کوئی شخص اعتقاد باطل دل مین رکھے گا یا کلمۂ فاسد زبان پر لائے گا وہ یقینا اپنا ٹھکانا قعر جہنم مین بنائے گا ہان البتہ اگر وہ مرنے سے پہلے اپنے ان عقائد فاسدہ سے توبہ کرے تو کیا بعید ہے کہ اللہ جل شانہ جو ارحم الراحمین ہے اوس کے حال زار پر اپنا رحم فرما کر اوسکو بخشدے تو فرمائے کہ ایسے شخص کو حضرات شیعہ کیا سمجھین گے اگر اہل سنت مین سے کوئی صاحب علمائے شیعہ سے یہ دریافت کرے کہ فلان شخص مولف فلان کتاب جسنے اوس کتاب مین یہ مضمون واقعی لکھا ہے آپ حضرات اوسکی نسبت کیا فرماتے ہین آیا یہ شخص شیعہ ثقہ معتمد ہے یا نہین بصورت نامعتمدی وہ اقوال علمائے سابقین کے بیان فرمائے جائین جس سے اوس کی بے اعتباری ثابت ہوتی ہو تو ایسے شخص عجیب المذہب مختلف البیان کے بارہ مین حضرات شیعہ کے علمائے عالیشان کیا بیان فرمائینگے خیر یہ حضرات تو سائل و مسئول عنہ دونون کے حق مین جو کچھ فرمائین گے وہ امر ناگفتہ بہ ہمکو خوب معلوم ہی ہم اپنے ولین بالیقین ابیات کو سمجھے ہوئے ہین کہ یہ حضرات عالی شان تو وہی بات فرمائین گے جو در حقیقت ان کی شان کے شایان و مناسب حال ہے لیکن ہم ایسا نہین کہہ سکتے کیونکہ ہر کارے و ہر مردے اور ہر کسے را بہر کارے ساختند قول صادق و مشہور ہے ہمتو ایسی صورت مین یہی کہین گے کہ یہ شخص یا تو اس مذہب کے محققین مین سے نہین اور یا یہ مضمون کسی مخالف مذہب نے اس کتاب مین الحاق کر دیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اس شخص کے محققین مذہب مین شمار کرنے اور اس مضمون کو اوس مذہب کے مضامین مین سے خاصکر اصول مین سے قرار دینے کی حالت مین بعینہ اجتماع ضدین کا تسلیم کرنا ہے جسکو کسی شخص نے عقلائے روزگار مین سے جائز نہین قرار دیا البتہ عقلائے نامدار شیعان عالی وقار کے مذہب

مذہب خاص کی بنیاد خاص تو بیشک اجماع نقیضین ہی پر بڑے شد و مد کے ساتھ قایم کیگئی ہے جسکو ابطال اصول شیعہ مین ہمنے بفضلہ تعالیٰ مدلل و مکمل طور پر باطل کیا ہے جس مین کسی اہل عقل و انصاف کو اوس مین چون وچرا کرنے کی گنجایش باقی نہین چھوڑی اور خارج العقل وناانصاف شخصونکا ہمارے پاس تو کیا کسی کے پاس بہی علاج نہین صاحبان فہم و انصاف کے حق مین اس سوال کا اسی قدر جواب کافی ہے۔

دوسرا سوال روضۃ الاحباب مین یہ عبارت درج ہے یا نہین از جابر ابن عبداللہ روایت ہست قال لما نزلت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فقلت یا رسول اللہ من اولوا الامر الذی امرنا باتباعہ فقال رسول اللہ خلفائی من بعدی یا ر دو ن عن اہل الٰہی اولہم علی ابن ابیطالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ الی آخرہ

جواب یہ روایت جس کی غلطی عبارت کو جو سائل کی ناواقفیت زبان عربی کے سبب سے واقع ہوئی تہی ہم نے اس مقام پر صحیح کر کے تحریر کیا ہے اسکا اجمالی جواب سوال اول کے جواب مین گذر چکا جیسا کہ ارباب دانش پر مخفی نہین اب اسکا تفصیلی جواب کسی قدر تفصیل مناسب مقام کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے جس مین مخالفین کو بشرط انصاف و حیا کلام کرنے کی گنجایش باقی نرہے وہ یہ ہے کہ روایت مذکور روضۃ الاحباب یا کسی کتاب مذہب اہل سنت و شیعہ مین موجود ہو یا نہو ہمکو اس امر سے فضول بحث کرنے کی ضرورت نہین لیکن اس امر حق و واقعی مین ہرگز شبہہ نہین ہو سکتا کہ یہ مضمون درحقیقت بچند وجوہ غلط محض و محض خلاف واقع ہے اول وجہ یہ ہے کہ خلافت جمیع ائمہ اطہار اگر فی الواقع منصوص من اللہ ہوتی تو یہ ضرور تہا کہ کلام ربانی مین اوس کی صاف و صریح طور پر بہ نص جلی ہر ایک امام عالیمقام کی نام بنام خبر دیجاتی تا کسی کو امت محمدیہ مین سے اس امر منصوص مین کسی قسم کا شک و شبہہ پیش نہ آتا نہ اوس مین کسی قسم کی تاویل کرنے کی گنجایش ملتی اور حجۃ اللہ عباد پر تمام ہو جاتی اور جبکہ ایسا نہوا تو یہ امر دو حال سے خالی نہین ہو سکتا ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ایسے امر ضرور الاظہار کا

کا اخفا کیا - دوسرا یہ کہ اوس نے تو اس مضمون کو کامل طور پر ظاہر کیا تھا لیکن مخالفین دین نے اوسکو بدلدیا اور اوسمین اپنی طرف سے رد و بدل کر ڈالا حالانکہ یہ دونوں صورتین اہل عقل و دین کے نزدیک قطعًا باطل ہین اول اسوجہ سے کہ یہ امر شان الٰہی کے بالکل مخالف ہے اسلئے کہ خالق انام کا جو مقصود کہ اپنے کلام معجز نظام کے نازل کرنے سے ہے وہ کیا ہدایت مخلوق بالکل فوت ملکہ برعکس ہوا جاتا ہے خاصکر اصول شیعہ کا تو یہ بالکل ہی ناممکن ہے کیونکہ ان کے نزدیک عدل و لطف باری تعالیٰ پر واجب ہے اوس کے خلاف ہرگز ممکن ہی نہین دوسری صورت اسوجہ سے باطل ہے کہ اس صورت مفروضہ مین کلام الٰہی تمام اعتبار کے قابل نہین ہو سکتا ہر آیت مین احتمال قوی مخالفین کی جانب سے تبدل و تغیر کرنیکا باقی ہے ظاہر ہے کہ اس صورت مین اوس پر اعتماد کیونکر ہو سکتا ہے جب یہ دونوں صورتین باطل ٹھہرین تو بالیقین یہ امر ثابت ہو گیا کہ خلافت دوازدہ ائمہ اطہار منصوص من اللہ نہین پھر اس حالت مین روایت مذکور کو آیۂ مذکورہ سے کیا علاقہ کہ ایک کو دوسرے کی تفسیر یا تائید قرار دیجائے دوسری وجہ یہ ہے کہ بارہ امام تمام خلفائے کرام سید الانام نہین ہوئے اون مین سے اسوقت تک صرف دو اماموں کو خلعت خلافت عظمیٰ عطا ہوا ہے وہ بھی فقط خاص اہل سنت و جماعت کے اصول مذہب حق کی بدولت ورنہ ظاہر ہے کہ مذہب حضرات شیعہ کے اصول قرار داد کی بنیاد پر نہ تو اسوقت تک کسی امام کو دولت خلافت میسر آئی نہ زمانہ آیندہ مین تا قیامت اوس کے ملنے کی امید اسلئے کہ خلافت کا اصل الاصول ہی کمال اتقا و شجاعت و سطوت و جبروت و شان و شوکت اور اپنی تمام رعایا پر قہر و غلبہ کے ساتھ حکومت تا کہ خلیفۂ وقت ان کمالات خاصہ کے سبب سے بلا رد و رعایت و بغیر خوف و خطر ظالم سے مظلوم کا داد لے اور احکام خداوندیکو بلا تفریق یگانہ و بیگانہ و دوست و دشمن ضعیف و قوی خدا اور رسول کی منشاء کے مطابق سب کو یکسان پہنچائے مخالفین دین کو مغلوب و ذلیل و خوار بنائے افعال خلاف شرع پر حدود شرعیہ جاری فرمائے ظاہر ہے کہ تقیۂ شرعیہ

جو اصل الاصول دین شیعہ ہے صفات مذکورہ بالا کے ساتھ بالکلیہ مخالف ہے جس کی آڑ مین
شیعان وفادار کے نزدیک اکثر اماما ن آزاد کردار نے اپنی تمام عمر بسر کی یہانتک کہ وہ دو امام
عالیمقام بھی جو زمانہ محدود تک مسند خلافت پر متمکن رہے اور ادینین سے بھی خصوصًا وہ
امام جو سب اماموں کے سردار کرار غیر فرار جنکا اسد اللہ الغالب اور شیعون کے نزدیک غالب
علی کل غالب لقب تھا عمر بہر اوس ہی تقیہ متبرکہ کے حصن غیر حصین مین پناہ گزین رہے
کفار مخالفین دین کے ملک کا فتح کرنا اور فجار خلاف شرع پر حدود شرعیہ جاری فرمانا
تو درکنار کسی خلاف شرع کے برخلاف دین کے متعلق کلمۂ حق بھی زبان پر نہ لا سکے بلکہ
جیسا اوسکا منشا دیکھا اوس ہی کے مناسب دین کے معاملہ مین کلام کیا یہان تک کہ نماز
بھی معاذ اللہ کفار و منافقین کے پیچھے اور قران شریف بھی اونہی کا بگاڑا ہوا ہمیشہ پڑھتے
اور اوسی کے پڑھنے کی اپنے شیعان خاص کو ہدایت فرماتے رہے چنانچہ اب تک وہی
قرآن محرف نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن آپ کے شیعان پاک کے پاس مسلسل چلا آرہا ہے
اوس ہی کو وہ بمجبوری اپنی نمازمین پڑھتے ہین اور اوس ہی کے ذریعہ سے اپنے مردون
کو زاد آخرت اون کے مناسب حال پہنچاتے رہتے ہین انتہا یہ ہے کہ سب سے پچھلے امام جن کا
محمد مہدی صاحب الامر و الزمان لقب و نام ہے جنکو حضرت شیعہ عالیہ درجات نرگس باندی کے بطن مبارک
سے تیسری صدی مین پیدا ہوا بتلاتے ہین اون کے تقیہ مبارک کا حصن حصین جو غار
سر من رائے کے نام فرخندہ انجام سے مشہور انام ہے تمام اماما ن سابقین کے حصون غیر مصئون
سے بقا و استحکام مین بڑھا چڑھا رہا ہزار برس سے اوپر زمانہ گذر چکا کہ جملہ شیعان
مومنین سابقین و لاحقین حالانکہ ہر لحظہ و ہر دم ہر حال مین اپنی زبان حال سے اس
شعر کے مضمونکا ورد رکہتے ہین ؎

زمہجوری بر آمد جان شیعان ترحم یا امام جن و انسان

لیکن امام عالی مقام از حال کسے خبرے نباشد کا مصداق تام ہین وہ حضرت اپنی تقیۂ متبرکہ

کے غار سر من رائے ہین ایسے سرور و شاد ہین کہ وہان کسی کی داد ہے نہ فریاد جا بجا دین مبین
مین طرح طرح کی رخنہ اندازیان اور قسم قسم کے اون پر مخالفین کے حملہائے جا و بیجا وقوع مین
آرہے ہین لیکن کسی کے تدارک کا مطلقاً خیال تک ہی نہین بقول شخصے این امامت نشد
قیامت شد کا مضمون ہوا اب فرمائیے کہ ایسے امام خلفاء و الوالامر من بعدی کا کس طرح
پر مصداق بن سکتے ہین غرضکہ تقیہ اور خلافت کے متعلق امور ہین باہم ایسا بیر ہے جیسا کہ
مار اور سور مین دونون کا آپس مین اجتماع منجملہ محالات ہے اب رہا ایک یہ احتمال کہ روایت
مذکورہ مین خلافت سے مراد خلافت باطنی لی جائے تو اوس کی واقعی کیفیت یہ ہے کہ وہ
اول تو اہل سنت و جماعت کے مخالف نہین بلکہ اون کے عین موافق ہے ہمارے مذہب حق
مین یہ امر محقق ہے کہ جسقدر اولیاء کرام کو علم باطنی عطا ہوا ہے اوسکا اکثر حصہ ائمہ اطہار
ہی کے فیضان باطنی کا پرتو ہے بیشمار غوث و قطب ابدال و اوتاد جو اسوقت تک ہوئے
اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتے رہین گے اونمین سے اکثر کا اہل بیت اطہار ہی کے دروازہ
فیض باطنی کے دریوزہ گردون مین شمار ہے لیکن اس کی وجہ نہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ
علم باطنی مین باقی تمام خلفاء کرام سے افضل تھے بلکہ اوسکی خاص وجہ یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سراپا برکت و شوکت مین فتوحات اسلام کی بحث ضرورت
تھی اسی بناء پر اون حضرات پاک کے زمانہ مبارک کا اکثر حصہ قریب قریب کل کے اوسی
مین صرف ہوا خاتم الخلفاء کرم اللہ وجہ کے زمانہ مین گروہ سبائیہ کی اسلام کے حق مین
بدسگالیون اور اہل حق کے درمیان مین تفرقہ اندازی کے سبب سے اختلافات باہمی
پیش آگئے تھے اسوجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہ اوس بغاوت و فتنہ و فسادات کے
رفع کرنے مین مصروف رہے چونکہ فتوحات اسلام امور مذکورہ کے سبب سے بالکل مسدود
ہوگئین اس لیئے آپ نے یہی مناسب جانا کہ جسقدر مسلمان ہو چکے ہین اونکو علم باطنی
کی تعلیم دیجائے یہی وجہ ہے کہ علم باطنی کا سلسلہ اکثر آپ کی ذات بابرکات تک

منتہی ہوتا ہے اس تحقیق سے ہر اہل عقل و انصاف پر یہ بات بہی آفتاب نصف النہار کی طرح پر ظاہر ہوگئی کہ خاتم الخلفاء رضی اللہ عنہ کا فیضان باطنی جاری فرمانا درحقیقت فرع ہے اوسی ہی فیضان خاص کی جو خاص حضرات عالی مقامات خلفاء ثلثہ رضوان علیہم اجمعین کی ذات بابرکات سے جاری ہوا تھا اس لئے کہ جسقدر ہی مسلمان اوسوقت موجود تھے وہ اکثر اونہی حضرات کی کوششون سے ہوئے تہے اور علم باطنی کا حاصل کرنا موقوف ہے حصول اسلام پر اگر خلفاء ثلثہ کے مسلمان بنائے ہوئے اوسوقت اسقدر کثرت سے موجود نہوتے تو علم باطنی سوا معدودے چند اشخاص کے اور کسکو تعلیم کیا جاتا اور اسقدر کثرت سے اوسکا شیوع کیونکر ہوتا یہی وجہ ہے کہ جسقدر اولیائے عظام داخل سلسلۂ خاتم الخلفاء عالی مقام ہین وہ آپ پر باوجود دل وجان سے نثار ہونے کے تفضیل خلفاء ثلثہ خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین کے قائل وصدق دلسے معتقد ہین اور جو لوگ ان حضرات سے بغض رکہتے ہین اونمین سے کسیکو علم باطنی نصیب نہین ہوا اور نہ ہوسکے چنانچہ اس امر کے شیعہ صاحب خود مقر ہین لیکن اس امر حق کی یہ دلیل باطل بیان کرتے ہین کہ علم باطنی خاص امامون کی ذات پر ختم ہوچکا یہ بعینہ وہی مثل ہے جیسا کہ کسی شخص کا ہاتھ جب درخت تک نہ پہنچ سکا تو کہنے لگا کہ ہم اس درخت کا پہل کہانا نہین چاہتے کہ یہ کہٹا ہے ان بہلے مانسون سے کوئی یہ تو پوچہے کہ علم باطنی جبکہ امامون ہی کی ذات خاص پر ختم ہوچکا تو پہر وہ اہل سنت وجماعت کو کیسے پہنچگیا اگر یہ کہین کہ یہ سب جہوٹے ہین انمین سے کسیکو بہی یہ علم خاص حاصل نہین ہوا تو اسکا جواب نہایت ہی ظاہر ہے وہ یہ کہ اچہا تم علم باطنی کی صفات وعلامات بیان کردو پہر دیکھو کہ ہم اپنے اولیائے کرام مین اونکو ثابت کرکے دکہلائے دیتے ہین یا نہین اے حضرات شیعہ وہ تو ایسے ظاہر ہین جیسا کہ آفتاب عالمتاب کہ کفار تک بہی اون کے مقر ہین مخالفین اسلام مین سے بہ کثرت ہمارے اولیائے کرام کی توجہ باطنی وکشف وکرامات کے سبب سے مشرف بہ اسلام ہوئے جس کا انکار بعینہٖ آفتاب

کا انکار ہے علاوہ اس کے علم باطنی کو اماموں کی ذات خاص تک محدود قرار دینے میں دین محمدی میں بڑا نقص عظیم لازم آتا ہے کہ رسول مقبول رحمۃ للعالمین کا فیضان خاص صرف اپنی اولاد ہی تک اور اون میں سے بھی فقط بارہ ہی شخصوں تک محدود رہ گیا باقی امت کو اوسمیں سے کچھ بھی کثیر و قلیل حصہ نہ پہنچا پھر زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ اصول شیعہ کے موافق خاص اماموں کو بھی اوس علم خاص سے کچھ قابل اعتبار نفع نہ پہنچا مخالفین دین کا اونپر قہر و غلبہ بدستور ویسا ہی باقی رہا جیسا کہ علم باطنی حاصل نہ ہونے کی حالت میں ہوتا اب رہا دار آخرت میں اس علم کی وجہ سے اون کو نفع اخروی پہنچا تو یہ خوب یاد رہے کہ ان کے اصول علوم کی بنا پر وہ بھی معلوم اس لئے کہ ان کے اصول دین نو آئین کے موافق اُن حضرات سے دین محمدی کے متعلق کوئی کار براری معتد بہ ظہور میں نہ آئی جس کی بنا پر عقبیٰ میں مرتبہ عظمیٰ کے حصول کی امید کیجائے چنانچہ ان کے مذہب کی معتبر کتابوں کلینی شریف و استبصار لطیف وغیرہ سے جن پر ان کے مذہب مخصوص کا دار و مدار ہے یہی امر ثابت ہوتا ہے جسکا جی چاہے وہ ان کتابوں کو دیکھ لے کہ سب امامان عالیجناب ہمیشہ دین کے متعلق حق باتوں کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے جسکا نام اصطلاح شیعہ میں تقیہ رکھا گیا ہے اور دن رات خلافت و باغ فدک و قصہ قرطاس وغیرہ کے جھگڑے قصوں میں پڑے رہا کرتے تھے کہ ہائے فلان شخص نے ہماری خلافت چھین لی فلان شخص نے ہمارا باغ فدک غصب کر لیا فلان شخص قرطاس کے لکھنے سے مانع آیا جس میں ہمارے لئے دولت خلافت لکھے جانے کو تھی اوسپر تبرا و سپر لعنت فلان شخص ناری و جہنمی فلان شخص مطرود از رحمت و دور از جنت ظاہر ہے کہ اس حالت مفروضہ کو جزا خیر یا شر عقبیٰ سے جو کچھ بھی علاقہ و نسبت ہے وہ کسی اہل عقل و انصاف پر مخفی نہیں خیر جو کچھ بھی ہو ہمکو اس مقام پر اوس سے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں یہاں صرف اسقدر مقصود ہے کہ روایت مذکورہ میں جو خلفاء کا لفظ اماموں کی نسبت اطلاق ہوا ہے اوس سے خلفاء باطنی مراد لینا باوجودیکہ مذہب شیعہ کی بنا پر درست

نہین ہو سکتا لیکن اہل سنت وجماعت کے وہ ہرگز مخالف نہین بلکہ اون کے عین موافق اور
چشم ماروشن دل ماشاد کا مضمون ہے دوسرے قطع نظر اسکے خلافت باطنی درحقیقت اور شئے ہے
اور اولوالامر ہونا دوسری چیز نہ تو دونون ایک ہین نہ ایک کو دوسرا لازم جو واضع روایت مذکور
کا عین مطلوب اور ناقلین کو حلوائے بے دود کی طرح مرغوب ہے البتہ خلافت ظاہری کے لئے
اولوالامر ہونا بیشک ضروری اور اوسکے لوازمات مین سے ہے اول کا تحقق بغیر دوسرے کے تحقق
کے ہرگز ممکن نہین پھر یہ امر واقعی بھی ہر اہل عقل پر بخوبی ظاہر ہے کہ دوازدہ امام کرام جیسے
کہ مسند خلافت ظاہری پر رونق افروز نہین ہوئے ویسے ہی وہ اولوالامری کے تخت پر بھی جلوہ
فرما نہین تہے البتہ اسوقت تک جن دو امامون کو خلعت خلافت ظاہری عطا ہوا ہے اونہی
کو منصب اولوالامری بھی ملا ہے اور وہ بھی اصول مذہب اہل سنت وجماعت کے موافق ورنہ اصول
مذہب شیعہ کی بناء پر تو قیامت تک بھی کسی امام کو نہین مل سکتا اسلئے کہ تقیہ شریفہ اور
خلافت مین جو طاؤس ومار کی سی نسبت ہے وہ ہی نسبت بعینہ تقیہ مبترکہ واولوالامری
کے درمیان مین متحقق ہے جنکا باہم مجتمع ہونا یقیناً ناممکنات سے ہے پس ان دونون مستحکم اور قوی
دلیلون سے یہ امر یقینی کما حقہ ثابت ہو گیا کہ دونون مذہبون اہل سنت وجماعت اور
شیعہ کی بنا پر جملہ دوازدہ ائمہ اطہار کا خلفاء کرام سید الابرار و اولوالامر ہونا قطعاً
غلط محض اور محض واقع کے خلاف امر ہے خواہ یہ کسی مذہب کی کتاب مین موجود
ہو ایسا غلط وخلاف واقع مضمون ہرگز اس قابل نہین ہو سکتا کہ اوسکو آیت کلام ربانی
کی تفسیر یا شان نزول قرار دیا جائے ورنہ اسمین صاف وصریح طور پر خدا ورسول کی
تکذیب کرنی ہے ایسے امر کا وہی شخص قائل ہو سکتا ہے جو عقل ودین دونون کے پیچھے لٹھ لئے
پھر رہا ہو اور اپنی محض بیوقوفی وبیدینی سے قصے کہانیون کی کتابون اور غیر معتبر کتب
تواریخ وغیرہ پر ایمان لایا ہو جن مین رطب ویابس ہر قسم کے مضامین مندرج ہون اہل
عقل کو چاہئے کہ اپنی عقل سے بھی کام لے جو حکیم علی الاطلاق نے اوسکو حق وباطل مین تمیز

کرنے کے لئے اپنی حکمت کاملہ سے عطا فرمائی ہے اور دین کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کلام الہٰی
کو تمام کتابون پر مقدم قرار دے کر غور کرے جس کسی کتاب کا کوئی مضمون بہی بر دے
عقل سلیم کلام ربانی کے مخالف سمجہے یا اوس مضمون سے اوس کلام پاک کی تکذیب
ثابت ہوتی دیکھے اوس مضمون غیر واقعی کو قطعاً باطل جانے اور ہرگز اوس
کو نہ مانے الحمد للہ کہ محققین اہل سنت وجماعت کا یہی طریقہ ہے اسی ہی وجہ
سے وہ دین کے معاملات مین کبھی دہوکا نہین کہاتے حالانکہ مخالفین دین اون کے دہوکا
دینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے جیسا کہ واقفین پر ظاہر ہے جبکہ ہمارے کلام
کی نوبت یہان تک پہنچ چکی تو ہم بہی بفضلہ تعالیٰ اور بطفیل محبت صحابۂ اخیار واہلبیت اطہار
مقدمۂ خلافت واو لوالامری تمام دوازدہ ائمہ عالی مقامات کو انتہائی مقام تک کما حقہ
پہنچائے دیتے ہین اور اس مضمون کو اصول شیعہ کی بنا پر ناظرین منصفین کی نگاہون مین
سرے سے باد ہوا بنائے دیتے ہین تاکہ مخالفین مین سے جس کسی کی طبیعت مین ادنی مادہ
بہی عقل و انصاف وغیرت وحیا کا موجود ہوگا وہ اس معاملہ مین انشاء اللہ تعالیٰ پہر کبھی کلام
ہی نکرے گا اصل یہ ہے کہ خلافت کے معنی درحقیقت نیابت رسالت ہین بس جس مذہب مین
کہ رسالت ونیابت دونون کامل طور پر متحقق ہون جیسے کہ مذہب اہل سنت وجماعت مین
اوس مذہب والون کو خلافت کے معاملہ مین کلام کرنا شایان وزیبا ہے لیکن جس مذہب
مین کہ دونون کی حقیقت کا مطلقاً تحقق ہی نہ بن پڑے جیسا کہ مذہب شیعہ مین اوس مذہب
والون کو اس بارہ مین لب ہلانا ہرگز نہین پہنچتا چنانچہ مین اس مقام پر دونون
فریقون کے عقائد کا حال رسالت ونیابت رسالت کے متعلق بالاجمال بیان کرتا ہون
اہل سنت وجماعت کے مذہب حق مین رسالت کی یہ حقیقت ہے کہ وہ نیابت خداوندی
سے عبارت ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے بندون مین سے کسی خاص بندہ کو خلعت نبوت ورسالت
سے ممتاز فرما کر اپنے بندون کی ہدایت کے واسطے بہیجتا ہے کہ وہ اوسکے احکام منزلہ اپنی امت

کو بلا تفریق یگانہ و بیگانہ عام طور پر بلا خوف و خطر و رعایت و مروت سبکو پہنچائے اوس احکم الحاکمین نے اس سلسلۂ نبوت کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے پیغمبر آخر الزمان سید الاصفیا خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع کمالات پر ختم کیا اور اپنا کلام پاک جو ہمیشہ بجنسہ باقی رہیگا آپ پر نازل فرماکر تمام کافہ جن و انس کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور جملہ انبیائے سابقین سے زیادہ آپ کو کمالات ظاہری و باطنی عطا فرمائے جن کو دیکھکر بیشمار جن و انس صدق دل سے آپ پر ایمان لائے آپنے تبلیغ احکام خداوندی مین خویش و بیگانہ و دوست و دشمن کی ہرگز تفریق نہین کی جو شان رسالت کے بالکل مخالف ہے آپ کے صحابۂ اخیار و اہل بیت اطہار آپ کی تمام امت سے افضل ہین انہی پیشوایان دین کے واسطہ سے آپ کے دین متین اور کلام پاک منزل من رب العالمین کی عرب سے عجم تک اشاعت ہوئی ان جملہ حضرات عالیمقامات مین جو قریشی النسب تھے آپ کے بعد آپ کی نیابت و خلافت کی لیاقت اور صلاحیت تھی لیکن انکے عام شوری سے جس کی خلافت پر اتفاق ہوا بس وہی باتفاق رائے آپ کا خلیفہ و جانشین قرار پایا اوس کی اطاعت بموجب آیۃ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم جملہ مومنین کے حق مین واجب قرار دی گئی بس اس ہی طریق پر خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لیکر امیر المومنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک برابر یہی طریقۂ مرضیہ جاری رہا اس کے بعد جب سے کہ اس امر مین وراثت کو دخل دیا گیا اور عام مومنین کے شورے کو علیحدہ کیا گیا خلافت نبوت سلطنت سے مبدل ہو گئی لیجئے یہ ہے اس خاص باب مین عقیدہ خاص اہل سنت و جماعت صاحبان دین و اولو الالباب کا دیکھئے کہ اس صورت حسنہ مین رسالت و خلافت جو نیابت رسالت سے عبارت ہے دونوں اپنے اپنے موقع پر نہایت خوبصورتی و خوش اسلوبی کے ساتھ کیسی ٹھیک بیٹھ گئین جس مین کسی اہل عقل و دینکو قیل و قال و چون و چرا کرنے کی مطلق گنجایش ہی باقی نہ رہی اب اس کے بعد اس معاملہ مین فرقۂ شیعہ امامیہ کا اعتقاد

سنئے جسکی بنیاد پر نہ تو درحقیقت رسالت ہی ثابت ہوتی ہے نہ خیرے امامت باکرامتہی
سلامت رہ سکتی ہے جو نیابت رسالت پناہی و خلافت داولوالامری قرار دی گئی ہے اس مضمون
کے مکمل طور پر نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کرنیکو تو ایک طویل دفتر کی ضرورت ہے
جس کی تحریر کے لئے فرصت کثیر درکار ہے ابطال اصول الشیعہ مین بقدر مناسب اس کی کسی
قدر ہم نے تفصیل کر دی ہے جو صاحب تحقیق مزید کے طالب ہون وہ اوسکو ملاحظہ فرمائین
یہان صرف بقدر ضرورت مقام بالاجمال اسکا حال بیان کرتا ہون اصل یہ ہے کہ بعثت انبیا
کرام سے خالق انام کا مقصود خاص ہدایت انام ہے کہ اوس کے عباد اس ذریعہ سے اوسکے
منشاء پر اطلاع پاکر اوس کے مطابق عمل کرین تاکہ اس ذریعۂ حسنہ سے جنت اور اوس کی
رضاء دائمی کے مستحق ہنین بس اس بنا پر تحقق رسالت چند امور پر موقوف ہے جنمین سے اصل
الاصول جملہ امور دو امر ہین ایک یہ کہ رسول پاک کو کمالات ظاہری و باطنی اور معجزات
و آیات بنیات خالق کائنات کی جانب سے عطا کئے جائین جنکی وجہ سے وہ اپنی امت سے
افضل و ممتاز ہو اور اوسیر اوسکے یگانہ و بیگانہ جنکی ہدایت کے لئے وہ مامور و مبعوث ہوا
ہے صدق دل سے ایمان لائین تاکہ بعثت سے جو اصلی مقصود ہے وہ حاصل ہو ورنہ اس
کا وجود و عدم دونون برابر ہین دوسرا امر یہ ہے کہ وہ کلام منزل من اللہ جو اوس
رسول خاص کی ضروریات دین پر حاوی ہو وہ اوس کی امت مین جب تک کہ اوسکا
دین جاری رہے بجنسہ بلا کم و کاست کرنے عباد مخالفین کے باقی رہے تاکہ جملہ مومنین
امت خصوصًا اون مین سے وہ اشخاص جنکو اوس رسول خاص سے بعد مکانی یا
زمانی ہو اوس کلام پاک کے ذریعہ سے اوس کے دین پر عمل کر سکین ورنہ اس کے خلاف
کی صورت نازیبا ہین وہ ہی رسالت کے وجود و عدم کا برابر ہونا بدستور مذکور
موجود ہے جب یہ امر محقق ہو چکا تو اب بغور اس امر واقعی وحق کو سمجھنا چاہیے کہ مذہب
شیعہ کے اصول قرارداد کی بنیاد پر ان دونون امرون کے وجود کا جو ضروریات رسالت

مین سے ہین قطعاً انکار صریح اور اون کے عدم کا یقیناً اقرار فضیح پایا جاتا ہے - چنانچہ
اول امر کا واقعی حال یہ ہے کہ جملہ مومنین دین متین محبوب رب العالمین مین سے ان کے نزدیک
اکثر کا قریب قریب کل کے تو معاذ اللہ کافر ومنافق ومرتد ہونا ثابت ہوتا ہے حتی کہ خلفاء ثلثہ
اور اون کے موافقین وتبعین رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی سعی جمیل مقبول بارگاہ رب
الجلیل کی بدولت دولت قیصر وکسریٰ پامال ساکنان یثرب وبطحا ہوئی جنکی سنان درخشان
وتیغ جوہر فشان نے عرب سے لیکر عجم تک ایکدم مین اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا جنکی سطوت
وجبروت کا اب تک مخالفین کے دلون پر سکہ بیٹھا ہوا ہے اور اون کی عرصۂ قلیل مین بمقدار
فتوحات بعید وحد کو ایک عالم حیرت کی نگاہون سے دیکھ رہا ہے یہ تمام حامیان دین اسلام
ان کے نزدیک نعوذ باللہ گروہ کفار ومنافقین ومرتدین مین داخل ہین باقی رہے اہلبیت
اطہار مین سے معدودے چند خاص خاص اشخاص جنکو یہ بالتخصیص مومنین کاملین وخلفاء
محبوب رب العالمین کہتے ہین اور اس عقیدہ مخصوصہ کی بناد خاص پر خاص اپنے کو محب
اہل بیت کہلاتے ہین اون کی ذات بابرکات مین اس قسم کی صفات عجیبہ وغریبہ کا ہونا
ثابت کرتے ہین جو ایمان کے بالکلیہ منافی ہین چہ جائیکہ کمال ایمان جنکا خلاصہ وحاصل
یہ ہے کہ یہ تمام برگزیدۂ انام ہمیشہ دین کے متعلق حق کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے
تھے کسی کے سامنے کچھہ اور کسی کے سامنے کچھہ کہدیا کرتے تھے اگر کسی کے روبرو اوس کی تعریف
وتوصیف بیان کی تو اوس کے پیچھے اوس کی ہجو ومذمت بیان فرمائی قرآن شریف
بھی کفار ومنافقین کا بنایا ہوا یا یون کہیے کہ اون کا بگاڑا ہوا نماز وغیرہ مین پڑھا
کرتے تھے اور اگر کوئی شخص صحیح کلام اللہ پڑھتا تھا تو اوس کے پڑھنے سے اوسکو منع
کیا کرتے تھے چنانچہ اس قسم کے بیشمار روایات کا بڑا بھاری انبار کلینی شریف مین
بھرا پڑا ہے جس مین سے بطور مشتے نمونہ خروارے ہمنے ابطال اصول الشیعہ مین طالبان
تحقیق کے سامنے پیش کیا ہے جسکا جی چاہے اصل کتاب مذکور مین اوسکا ملاحظہ کرے

ظاہر ہے کہ کوئی مومن جو صدق دل سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو اوس
مین اس قسم کی صفات خلاف ایمان ہرگز متحقق نہین ہوسکتین غرض کہ اصول شیعہ کی بنا پر ایک
فرد بشر کا بھی سچے دل سے ایمان لانا ہرگز ثابت نہین ہوتا یہ تو اول امر کا واقعی حال تھا
اب دوسرے امر کی اصلی کیفیت سنئے کہ ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین صاف وصریح
طور پر یہ امر مذکور ہے کہ جو قرآن شریف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا وہ بالکل
بدل دیا گیا مخالفین نے بڑا حصہ تو اوس مین سے نکال ڈالا باقی جو رہا اوسکو بدل دیا اور
کچھہ اوسمین اپنی طرف سے ملا دیا چنانچہ اصول کافی کلینی مین ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال
ان القران الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سبعۃ عشر الف اٰیۃ
یعنی امام جعفر صاحب سے روایت ہے کہ انھون نے بیان کیا کہ جو قرآن شریف کہ جبرئیل
علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اوس مین سترہ ہزار آیتین ہین بس
اس حساب سے یہ قرآن شریف جو ہمارے پیشواؤن کا جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا ہی
شیعون کے قرآن مفروض سے قریب دو ثلث کے گھٹا ہوا ہے باقی خاص خاص آیات
باقیہ کی نسبت کلینی مین بہ تصریح فصیح یہ لکھا ہے کہ یہ آیت اسطرح نازل ہوئی تھی اور یہ
اسطرح اور اب بدل بدلا کر یہ رہ گئی ظاہر ہے کہ رسالت کے متعلق دونون ضروری امرون کا
جبکہ مذہب شیعہ کی بنا پر صاف انکار ثابت ہو گیا کہ نہ تو رسول مقبول رحمۃ للعالمین پر کوئی
شخص سچے دل سے ایمان لا کر پکا اور سچا مسلمان بنا اور نہ کلام اللہ ہی بجنسہ قابل اعتماد باقی
رہا تو اس حالت مین رسالت کہان باقی رہی اور جب رسالت ہی معاذ اللہ باقی نہ رہے تو پھر
خلافت کیسی جو نیابت رسالت سے عبارت ہے کیونکہ جب اصل شئے ہی باقی نہ رہی تو جو شئے
اوسپر متفرع ہے کس طرح قایم رہ سکتی ہے اور قطع نظر اس امر کے پھر ایک دوسری بات یہ
بھی ہے کہ اصول شیعہ کی بنا پر اماموں مین نیابت رسالت کی صلاحیت ہی سرے سے مفقود
ہے رسالت کا ثابت ہونا اور نہونا دونون یکسان ہین اس کیفیت کا اجمالی بیان یہ ہے

کہ انھون نے اماموں کی ذات مین دو قسم کی صفات ثابت کی ہین ایک اعلیٰ دوسری ادنیٰ
اعلیٰ صفات مین سے بعض صفات تو خاص صفات خاصہ الوہیت ہین جو عام مخلوق مین تو کیا
کسی رسول مین بھی ہرگز متحقق نہین ہو سکتین جیسا کہ علم ما کان و ما یکون جو ازل سے ابد تک
تمام اشیا کے انکشاف تام کا نام ہے اور جیسے کہ تحلیل و تحریم اشیاء وغیرہ جو کلینی شریف شیعیان
مین اماموں کی نسبت بہ تصریح موجود ہین اور بعض صفات خاصہ رسالت ہین جیسا کہ تمام
امت سے افضل اور صاحب معجزات و آیات بینات ہونا جنکے متعلق قصص بے شمار کا کتب
شیعہ مین مثل اعجاز مرتضوی وغیرہ کی بڑا بھاری انبار ہے یہ تو اعلیٰ صفات کا امامان
باصفات کا حال تھا باقی ادنیٰ قسم کی صفات وہ ہین جو بالیقین بدترین خلائق دو مرتمان
بیدین مین موجود ہوتین ہین جیسے کہ حق الامر کا چھپانا اور باطل کا ظاہر کرنا کسی
کے سامنے کچھ اور کسی کے سامنے کچھ کہدینا کسی کے روبرو اوس کی تعریف و توصیف بغایت
اور اوس کے پیچھے اوس کی انتہا درجہ مذمت جن جملہ صفات ذمیمہ کا مجموعہ وہی تقیۂ
شریفہ کا گلدستہ گلہائے نورستہ ہے جسکے گلہائے بودار کی بوئے ناخوشگوار اور اون کی
ایک ایک پنکھڑی ہم اپنی حکمت عملی سے ابطال اصول الشیعہ مین بخوبی ظاہر کر چکے ہین بس
ہر اہل عقل و دین پر یہ امر خوب ظاہر ہے جسمین کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہو سکتا کہ نائب
رسول نہ تو نعوذ باللہ خدا ہو سکتا ہے نہ رسول ہی اور نہ معاذ اللہ بدترین خلائق
بلکہ نائب و خلیفہ رسول مقبول خاص وہی شخص ہوتا ہے جو اوس کی امت مین اعلیٰ
درجہ کا دیندار ہو اور اوس کے دین کی اشاعت مین کوشش کا حتی الامکان کوئی
دقیقہ اوٹھا نہ رکھے اور بلا خوف و خطر و بغیر رو رعایت او سکو یگانہ و بیگانہ پر ظاہر کرے
غرض کہ مذہب شیعہ کی بنا پر نہ تو رسول مین صفت رسالت ثابت ہوتی ہے اور نہ
اماموں مین صلاحیت خلافت و نیابت پھر نہ معلوم یہ حضرات کس برتے اور کس بل بوتے
پر خلافت کے معاملہ مین اہل سنت و جماعت کے ساتھ ناحق الجھا کرتے ہین جنکا مذہب

حق اختیار کیے بغیر خلافت کے بارہ مین کسی شخص کو کلام کرنا ہرگز زیبا نہین تھا اس مین شک نہین کہ جیسے الوہیت و رسالت کا ثبوت کامل خاص مذہب اہل سنت و جماعت ہی کے خواص مین سے ہے ایسے ہی خلافت و امامت کا اثبات بھی اس ہی مذہب خاص کے خصایص مین سے ہے مذہب شیعہ سے تو ان جملہ امور کا ابطال ہی ابطال ثابت ہوتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ روایت مذکورہ سوال دوم یقیناً غلط محض اور محض خلاف واقع ہے اور اصول مذہب اہل سنت و جماعت و شیعان شایقین خلافت و امامت دونون کے بالکل مخالف ہے بالخصوص مذہب شیعہ کو تو یہ بالکلیہ ہی بیخکن ہے جیسا کہ تحقیق بالاے اہل عقل و انصاف پر کما حقہ ظاہر ہو گیا اس مقام مین شاید بعض صاحبان شوخ و شنگ و چرب لسان انصاف و حیا کو بالائے طاق رکھکر چرب لسانی کو کام فرماکر یہ فرمائین کہ روایت مذکورہ کے ہم یہ معنی نہین لیتے کہ دوازدہ امام فی الواقع درحقیقت تمام خلیفہ و اولوالامر ہونگے تاکہ یہ روایت خلاف واقع قرار دی جاکر آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر یا شان نزول نہ قرار دی جاسکے بلکہ ہم اس کے یہ معنی مراد لیتے ہین کہ دوازدہ امام تمام کا خلیفہ و اولوالامر ہونا چاہئے خاص یہ ہی حضرات عالی درجات اس رتبۂ عظمیٰ و مرتبۂ کبریٰ کے سزاوار ہین اور درحقیقت اس ہی طرح پر ہونا چاہئے تھا لیکن مخالفین نے یہ تمام معاملہ بالکل درہم و برہم کر دیا جس کی وجہ سے غیر مستحقین خلافت و اولوالامری کا خلیفہ و اولوالامر ہونا وقوع مین آیا اور اکثر مستحقین اس نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سے محروم رہے بس اس معنی کے اعتبار سے روایت مذکور آیت مذکورہ کی تفسیر اور اوس کی شان نزول اچھی خاصی طرح پر بن سکتی ہے اور یا ہمین کسی قسم کی قباحت لازم نہین آتی بس اس مقام مین یہ انتہائی کلام ہے جو عقل و انصاف سے برطرف ہو کر کیا جا سکتا ہے اس لئے ہم بھی صحابۂ اخیار و اہل بیت اطہار کی محبت کے طفیل اور اوس کی برکت سے اس کلام سراپا ملام کا انتہا درجہ ظاہر الخذلان و بدیہی البطلان ہونا ثابت

سکتے دیتے ہیں کہ یہ تاویل رکیک و توجیہہ ضعیف کئی وجوہ سے باطل محض ہے اول وجہ یہ ہے
کہ روایت مذکور میں خلفاء من بعدی کا لفظ ہے جو خلفاء کے تحقق خلافت واقعی پر بہ
تصریح دلالت کر رہا ہے اوس میں کوئی لفظ ایسا مذکور نہیں جو فی الجملہ بھی اس امر پر دلالت
کرے کہ تمام دوازدہ امام میں صرف خلافت کا استحقاق ہی استحقاق ہوگا لیکن اونمیں
کل کی خلافت تحقق نہوگی ظاہر ہے کہ ہر عبارت کا مطلب وہ ہی ہوتا ہے جو اوس زبان
کے محاورہ و قواعد فن ادب کے مطابق ہو جس زبان میں وہ روایت ہے ورنہ یوں
تو ہر شخص جس عبارت سے چاہے اپنے منشاء کے موافق اپنا مطلب ثابت کر لے اس سے
لازم آتا ہے کہ کسی عبارت کو بھی کسی خاص مطلب و معنی سے کسی قسم کا تعلق باقی نہ رہے۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ اوس میں خلفاء من بعدی کے بعد بطور تفسیر یا یردون عن الھدیٰ
ہے جس سے صاف و صریح طور پر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء وہ ہوں گے جو ہدایت
کریں گے حالانکہ اصول شیعہ کی بنا پر کسی ایک امام کا بھی ہادی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔
اور نہ تا قیامت ہو سکے اس لئے کہ تقیہ و ہدایت میں تو وہ ہی طاؤس و مارکی سی عداوت
ہے جو اون میں اور خلافت میں ہے جیسا کہ اوپر یہ ثابت ہو چکا کتب معتبرہ مذہب شیعہ مثل کلینی
وغیرہ سے یہ تصریح تمام یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام امام دین کو چھپایا کرتے تھے اور یہ امر اون
کے لئے ضروری تھا چنانچہ اصول کافی کلینی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۴۸۰ میں سلیمان ابن خالد
سے روایت ہے قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ
ومن اذاعہ اذلہ اللہ یعنی امام جعفر صاحب نے یہ فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین
پر ہو کہ جو شخص اوس کو چھپائے گا اللہ اوس کو عزت دے گا اور جو شخص اوس کو
ظاہر کرے گا خدا اوس کو ذلیل کرے گا یہاں تک کہ اپنے خاص شیعوں
کے ساتھ بھی اماموں کا یہی برتاؤ رہتا تھا چنانچہ اصول کافی کلینی صفحہ ۳۰ میں
زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے مجھکو جواب

دیا پھر ایک اور شخص آیا اور اوس نے بھی وہ ہی مسئلہ دریافت کیا اوسکو آپ نے سب سے خلاف جواب دیا اتنے میں ایک دوسرے شخص نے اگر وہ ہی مسئلہ بعینہ استفسار کیا اوس کے جواب مین میرے اور اوس دوسرے شخص کے خلاف آپ نے اور ہی طرح اوسکا اظہار کیا جب وہ دونوں شخص چلے گئے تب مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ دونوں آدمی مسئلہ پوچھنے والے عراق کے رہنے والے آپ کے قدیمی شیعوں مین سے ہین آپ نے اونمین سے ہر ایک کو دوسرے کے خلاف جواب دیا امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے حق مین یہ ہی بہتر ہے اور اس ہی سے ہماری اور تمہاری بقا ہے اگر تم سب ایک ہی طریقہ پر ہو جاؤ تو آدمیوں کو تمہارے ہمارے گروہ مین ہونے کی تصدیق ہو جائے گی اور یہ امر ہماری اور تمہاری کمی بقا کا باعث ہوگا زرارہ کا بیان ہے کہ مین نے پھر امام جعفر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے شیعہ تو ایسے ہین کہ اگر آپ اون کو نیزون کی بھالون پر بھی اوٹھائین یا آگ مین جلائین تب بھی اونکو کچھ عذر نہو لیکن ایسے شخص آپ کے پاس سے مختلف ہو کر نکلتے ہین تو انھون نے بھی مجکو بعینہ وہی جواب دیا جو اون کے باپ نے دیا تھا اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب مذہب شیعہ کی بنا پر اماموں کے نزدیک دین کا چھپانا باعث عزت اور اوسکا ظاہر کرنا موجب ذلت قرار پایا اور اون کا اپنے خاص شیعان و فاکردار کے ساتھ بھی دہی دین کا چھپانا شعار رہا اور چھپانا ہی یکطرف بلکہ اونکو اوسد ہوکہ مین ڈالا تو ایسی صورت مین ظاہر ہے کہ وہ خلفا کا کس طرح مصداق بن سکتے ہین جن کی تفسیر روایت مذکورہ میں یردون عن الہدے کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اطاعت اولوالامر کا وجوب اولوالامر کے بالفعل تحقق پر متفرع ہو سکتا ہے نہ اوس کی صلاحیت واستعداد پر اس لئے کہ اطاعت اولوالامر کے وجوب کی وجہ یہ ہے کہ وہ حاکم وقت ہوتا ہے اور دنیا اور دین کے بڑے بڑے اہم امور کا انتظام وسرانجام اوسکی ذات کے ساتھ مربوط رہتا ہے اگر اوس کی اطاعت نہ کی جائے تو دنیا و دین دونون کو کامون

مین فتور لازم آئے ظاہر ہے کہ یہہ اوس ہی وقت مین ہو سکتا ہے کہ جب وہ اولوالامری کے ساتھ متصف ہو۔ ورنہ فقط صلاحیت رکھنے کی حالت اور بالفعل اولوالامر ہونے کی صورت مین اوس کی اطاعت کسی اہل عقل کے نزدیک واجب نہین ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ کسی اولوالامر کی اطاعت کو اوس کے زمانۂ طفولیت مین جبکہ اولوالامری کا مرتبہ اوس مین متحقق نہین ہوتا عقل ہرگز واجب نہین جانتی حالانکہ اوس زمانہ مین اوس کی ذات مین صلاحیت اولوالامر ہونے کی بلاشبہہ متحقق ہوتی ہے انتہا یہ ہے کہ اطاعت رسول بھی اوس کی صفت رسالت سے متصف ہونے کے بعد ہی واجب ہوتی ہے نہ اوس کے قبل جیساکہ ہر اعلی وادنی پر یہ امر ظاہر ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر صلاحیت اولوالامری وجوب اطاعت کے حق مین کافی دوانی بھی جائے تو اس سے یہ امر لازم آتا ہے کہ ہر شخص کی اطاعت ہر شخص پر واجب قرار دیجائے حتی کہ بیٹے کی باپ پر اور شاگرد و مرید کی استاد و پیر پر اور غلام و رعایا کی آقا و بادشاہ پر کیونکہ اولوالامر ہونے کی صلاحیت انسانیت کی وجہ سے ہر فرد بشر مین موجود ہے حالانکہ اس امر کو کوئی ادنی اہل عقل بھی تسلیم نہین کر سکتا پانچوین وجہ یہ ہے کہ ان مدعیان محبت پنجتن کے اصول مذہب کی بنا پر اماموں مین سرے سے اولوالامر بننے کی صلاحیت ہی مفقود ہے اس لئے کہ تقیہ واولوالامر مین وہی مار اور مور کا سا بیر بدستور مذکور موجود ہے جن مین باہمی اجتماع محالات سے ہے یہان تک کہ اسد اللہ الغالب کرار غیر فرار کو بھی تقیہ کے راہ ناہموار سے شیعان تقیہ شعار کے نزدیک خاص خلافت واولوالامری کے زمانۂ کرامت نشانہ مین بھی کسی صورت سے مفر نہ ملا اور اپنے منشاء کے موافق ایک امر کے جاری فرمانے پر بھی قابو نہ چل سکا جیسا کہ کلینی کتاب الروضہ کے مقام پر بہار ہیت اس بہار ہمدوش خزان کی پوری سیر موجود ہے جسکا جی چاہے خوب سیر ہو کر اوسکو دیکھہ لے اس صورت مفروضہ و خیالی مین ظاہر ہے کہ صلاحیت اولوالامری پر وجوب اطاعت اگر علی سبیل فرض المحال

فرض ہی کیا جائے تب ہی ان حضرات کے عقدہٗ مالاینحل کا حل ہونا کسی ڈھب سے ممکن نہین
معلوم ہوتا خلاصہ کلام یہ ہے کہ روایت نایاب روضۃ الاحباب کو اولٹی سیدھی کسی طرف
سے اولٹ پلٹ کر دیکھا جائے لیکن اوسمین عکس مطلوب شیعہ کا انعکاس ہی جلوہ گر معلوم
ہوتا ہے اصل مطلوب کی ذرہ بہر بہی کہین جھلک نظر نہین آتی اور اس خیالی محض فرضی
مکان کے چارون طرف کتنا ہی چکر لگایا جائے لیکن اوس کے کسی مقام پر بہی ان کے
مقصود کا فتح الباب ہر حال مین محال ہی نظر آتا ہے اب علماء عالی درجات حضرات سنیان
تقیہ سمات ارشاد فرمائین کہ اس روایت نایاب روضۃ الاحباب کے باب مین آپ صاحبان
اولوالالباب کی کیا رائے ہے روایت مذکور کو خواہ وہ کسی کتاب مین فرض کی جائے
آیت مذکورہ سے کیا علاقہ ہو سکتا ہے

تیسرا سوال قرۃ العینین مولانا شاہ ولی اللہ کے صفحہ ۲۰۹ یا دوسرے کسی صفحہ پر یہ
عبارت ہے بر دست مرتضی فتح اسلام واقع نشد و در ہیچ فنے از فنون شرعیہ اعتماد کلی بر
آثار مرتضی بظہور نیامد الی آخرہ

جواب اس سے پہلے کہ مین اس سوال کا جواب دون یہ مناسب جانتا ہون کہ زبدۃ المتقدمین
وقدوۃ المتاخرین آیۃ من آیات اللہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس
سرہ کا اس مضمون کے بیان فرمانے کا اصلی منشاء بیان کرکے اوس کے متعلق کتاب معلوم کی
اوسقدر عبارت کو نقل کر دون جسقدر کو اس مقام سے ربط و تعلق ہے تاکہ ناظرین منصفین پر یہ
امر بخوبی ظاہر ہو جائے کہ یہ سوال بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا کوئی فاتر العقل یہ بیان کرے کہ قرآن
شریف مین یہ آیا ہے کہ نماز کے قریب مت جاؤ اور اپنے مدعا کے ثابت کرنے کی غرض
فاسد سے یہ آیت پیش کرے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لا تقربوا الصلوٰۃ یا جیسا کہ کوئی خارج
العقل یہ ہذیان بکے کہ کلام مجید سے معاذ اللہ تین خدا کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور وہ اپنے
مطلوب کے ثابت کرنے کی غرض باطل سے یہ آیت سنداً بیان کرے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے

ان اللہ ثالث ثلثہ اور وہ شخص اول آیت کا جملہ ثانیہ وانتم سکاری اور دوسری آیت کا
جملہ اولیٰ وقال الذین کفروا حذف کر دے بس بعینہ یہی حال ہے اس سوال کا اس مضمون
کی اصل کیفیت یہ ہے کہ صاحب تجرید نصیر الدین طوسی محقق مذہب شیعہ نے اپنی کتاب
تجرید مین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی فضیلت تامہ جملہ اصحاب کبار سید الابرار پر اپنے اعتقاد
کے موافق ثابت کی ہے اور اس کے متعلق متعدد وجوہ بیان کی ہین جن مین سے ایک وجہ
یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات سے تمام صحابہ کی بہ نسبت اسلام کو زیادہ نفع پہنچا پس حضرت شاہ
صاحب قدس سرہ نے اول صاحب تجرید کے اس قول کو پورا نقل کیا ہے جسمین اوس اہل
کتاب نے تمام وجوہ افضلیت جناب مرتضیٰ جملہ صحابۂ سید الوریٰ پر اپنے گمان مین جمع کی
ہین پھر اس کے بعد شاہ صاحب ممدوح اہل حق نے اوس مجموع قول کی جملہ وجوہ مین
سے ایک ایک وجہ کو علحدہ علحدہ قولہ قولہ کے ساتھ بیان کر کے ہر ایک وجہ کی کافی ووافی
طور سے نہایت مدلل ومکمل طریق پر باطل کیا ہے جسمین کسی اہل عقل وانصاف کو چون و
چرا کرنے کا موقع باقی نہین چھوڑا یہان تک کہ جب اوس کثرت نفع والی وجہ تک نوبت
پہنچی تو آپ نے یہ تحریر فرمایا قولہ و لکثرۃ الانتفاع بہ باید دانست کہ فی الحقیقۃ کثرت
انتفاع در اسلام بشیخین واقع شدہ است زیرا کہ جمع قرآن وحمل ناس بر روایت حدیث
وتنقیح مسائل شرعیہ وفتح عرب وعجم بر دست شیخین واقع شدہ واکثر اہل اسلام مالکیان
وحنفیان وشافعیان اند واصل مذہب ایشان معتمد ست بر مسائل اجماعیہ فاروقی
غیر در مسائل چند بر مسائل مرتضیٰ اعتماد ندارند و بر دست مرتضیٰ فتح اسلام واقع نشدہ
ودر ہیچ فنے از فنون شرع اعتماد کلی بر آثار مرتضیٰ بظہور نیامد و بر دست ایشان جلی فتن
منتظم نگشت پس انتفاع امت بشیخین اعظم ست از انتفاع ایشان بہ مرتضیٰ بلکہ متقرر ست
کہ بہ کثرت اتباع ثواب بمتبوع میرسد و اتباع شیخین اہل سنت اند کہ غالب وفاش
در بلدان اسلام ایشان اند و ذریت خود مرتضیٰ سہ فرقۂ ضالہ بر آمدند کہ ہیچ تقصیر

نگردند در برہم زدن دین محمدی اگر حفظ او تعالیٰ شامل حال این ملت نبودے ازانجملہ شیعہ
امامیہ کہ نزدیک ایشان قرآن بنقل ثقات ثابت نیست زیرا کہ نقل صحابہ وقراء سبعہ پیش
ایشان حجت نیست و روایت از ائمہ ایشان منقطع و ہمچنین احادیث مرفوعہ روایت ندارند
و استفاضہ احادیث پیش ایشان متصور نیست و در ختم نبوت زندقہ پیش گرفتہ اند و زیدیہ
اکثر عقائد اسلامیہ را کہ باحادیث ثابت شدہ منکر اند و سبب جنگہا و جدلہا شدند و اسمعیلیہ
خود اخبث اند از ہمہ بتحقیقت مذہب ایشان سست کردن اسلام ہست و بدعات بیشمار
در عقیدہ و عمل اہل اسلام ازین سہ فریق پیدا شدہ کہ تفصیل آن طولے تمام میطلبد اگرچہ
حضرت مرتضیٰ از لوث ایشان بری ہست و وبال ایشان راجع نیست مگر بر ایشان لیکن ثواب
ہم از جہت ایشان بحضرت مرتضیٰ راجع نشد پس بہ شیخین انتفاع بیشتر شد و انتفاع از ایشان
غیر منسوب ہست بغیر او و ثوابے کہ بشیخین راجع ہست بہ اعتبار تابعان اکثر ہست از ثوابے کہ
بحضرت مرتضیٰ راجع شود پس شیخین افضل اند بہ اعتبار کثرت ثواب انتہی قولہ الحقق ہرچند
کہ سوال سائل کے جواب دینے کے لئے اسقدر عبارت کا نقل کرنا بظاہر ضروری نہ تھا۔ لیکن
چونکہ سائل نے قرۃ العینین کے صرف دو فقرہ نقل کرکے الی آخرہ لکھدیا تھا اگر کتاب مذکور
کا اس مقام پر پورا قول نقل نہ کیا جاتا اور ضرورت جواب کے مناسب ایک حد خاص تک
اوس کے نقل کرنے پر کفایت کی جاتی تو یہ احتمال تہا کہ حضرات شیعہ مین سے کوئی حضرت
صاحب فطرت ہمارے کافی و شافی جواب کو دیکھکر یون فرماوین کہ کتاب مذکور کی اس
عبارت پر ہمارا اعتراض نہین بلکہ اس کے بعد کی عبارت پر ہمارا شبہہ ہے اور یہ امر ان
حضرات عالیہ درجات سے کچھ بعید نہین ہمکو ان صاحبون کا بارہا اس قسم کا تجربہ ہوچکا ہی
اس لئے غور کامل کے بعد بمقتضائے کمال احتیاط جس کو ہمنے اپنے جملہ تحریرات مین ملحوظ رکھا ہی
یہی مناسب معلوم ہوا کہ کتاب معلوم کی پوری عبارت اس مقام کے متعلق ذکر کی جائے تاکہ
مخالف کو اوس کے کسی مقام پر بہی کلام کرنے کی گنجایش نہ مل سکے اس تمہید کے بعد اب ہم

اصل جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت مصنف کتاب ستطاب غفران
مآب کا یہ قول محقق شیعون کے محقق نصیر الدین طوسی جزاہ اللہ فی العقبیٰ بما عمل فی الدنیا
کے اس قول خاص کی تردید مین واقع ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دین کو زیادہ
نفع پہنچا یہ وجہ بھی اوس کی منجملہ اور وجوہ کے آپ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے کی ہی
پس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ باقی وجوہ مذکورہ کتاب تجرید کی طرح اس وجہ کا بھی
غیر واقعی ہونا ثابت کرتے ہین اور اس اہل کتاب کے جواب مین یہ واقعی امر ارشاد فرماتے
ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسلام مین کثرت نفع واقع ہونے کی وجہ فی الواقع صحیح
نہین بلکہ درحقیقت اسلام مین زیادہ نفع شیخین سے وقوع مین آیا ہے پہر آپ نے اپنے اس
دعوی صحیح پر دو دلیلین قایم فرمائین جو متعدد اجزا صحیحہ و واقعیہ پر مشتمل ہین چنانچہ اول
دلیل یہ ہے کہ قرآن شریف کا جمع کرنا اور آدمیون کو روایت حدیث کی ترغیب دینی اور
مسائل شرعیہ کی تنقیح اور عرب و عجم کا فتح کرنا یہ تمام شیخین کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور اکثر اہل
اسلام مالکی و حنفی و شافعی ہین اور ان سب کے اصل مذہب کا اعتماد اون مسائل پر ہے جنپر
حضرت عمر فاروق کے زمانہ مین اجماع قرار پایا تھا اور یہ حضرت علی مرتضیٰ کے آثار پر چند
مسائل کے سوا اعتماد نہین رکھتے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر اسلام کی فتح واقع نہین ہوئی
اور فنون شرع مین سے کسی فن مین آپ کے آثار پر اعتماد کلی ظہور مین نہین آیا اور آپکے
ہاتھ پر خلافت منتظم نہین ہوئی پس نتیجہ یہ نکلا کہ امت کا انتفاع شیخین سے اوس انتفاع کے
مقابلہ مین بڑا ہے جو اونکو حضرت علی مرتضیٰ سے ہوا یہانتک ایک دلیل ختم ہوئی اور یہ چند
اجزا پر مشتمل ہے جن مین سے ہر ایک جزو کا اجمالی طور پر حال بیان کرتا ہون اول جزو یعنی
جمع قرآن کا بیان یہ ہے کہ قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک
مین ایک جگہ پر پورا جمع ہوا موجود نہ تھا بلکہ مقامات مختلفہ سے مختلف اشخاص کے پاس
لکہا ہوا تھا اور اکثر خواص صحابہ کرام کو جو گروہ مقدس تراد کلام ربانی مین داخل تھے

تمام وکمال یاد تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت راشدہ مین جبوقت کہ اکثر
قراد شہید ہو گئے تب آپ نے بشورہ اجلۂ صحابہ پورا کلام اللہ ایک جگہ پر جمع کرکے اوسکو
بلاد اسلام مین شایع کیا چونکہ نزول قرآن سات قراءت پر ہوا تھا اس لئے ہر شخص جس
قراءت پر جانتا تھا اوس کی تلاوت نماز وغیرہ مین کرتا رہتا تھا اور اس امر پر کوئی کسی کی
مزاحمت نکرتا تھا لیکن بعد خلافت شیخین رخلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی ذو النورین کے عہد
دولت مہد مین کثرت اختلاط و اقفین اصل حال و غیر واقفین کی وجہ سے اس امر مین اختلاف
عظیم واقع ہو آچنی کہ نوبت مخاصمت باہمی و تنوع مین آنے لگی جو شخص جس قراءت پر کہ خود
پڑھتا تھا دوسرے شخص کو جو اوس کے خلاف پڑھتا تھا غلط پڑھنے والا جانکر اوس کے
ساتھ منازعت سے پیش آتا پس اس بنا پر خلیفۂ برحق نے امت محمدیہ مین افتراق واقع
ہونے کے اندیشہ سے جملہ قراءت شاذہ کو موقوف کرکے صرف ایک قراءت مشہورہ پر
کلام الہٰی کو ترتیب دیکر تمام ممالک اسلام مین شایع کیا آپ کے اس بار احسان سے
تمام امت تا قیامت سبکدوش نہین ہو سکتی آپ کی اس ترتیب مقبول یزدانی کے بعد کلام
ربانی مین پھر کسی قسم کا تبدل و تغیر پیش نہین آیا اور جملہ امت محمدیہ مین اس ہی ترتیب
خاص پر انشاء اللہ ہمیشہ تک محفوظ رہے گا اس تحقیق سے ہر اہل فہم پر حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق کے جامع قرآن کہنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی اور شیخین رضی اللہ عنہما
کا اصل جامع ہونا بھی بخوبی ظاہر ہوگیا حضرات شیعہ کو بھی ان پیشوایان دین کے جامع
قرآن ہونے سے انکار نہین بلکہ اون کے بغض کی وجہ سے کلام ربانی کے بجنسہ بلا تبدل
و تغیر موجود ہونیکا قطعًا انکار رہے جیسا کہ ان کی معتبر کتابون کلینی شریف وغیرہ مین
اس قسم کی بیشمار روایات ہو اوسم اصل دین کا ایک بڑا بھاری انبار ہے دوسرے جز کا
بیان فقط اس ایک مختصر امر سے ہر اہل فہم و انصاف پر بخوبی عیان ہے کہ چونکہ شیخین
رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت مین باقی خلافتون کی بہ نسبت صحابۂ کرام سید الانام

کی کثرت تھی اور اون حضرات عالیمقامات کو امور دنیاوی کی نسبت زیادہ تر اشاعت دین محمدی کی جانب دلی رغبت تھی جو اثر خاص بفیض صحبت سید العالمین تھا جسکا دوسرون کو میسر آنا ہرگز ممکن نہیں اس بنا پر روایت حدیث کی ترغیب اور مسائل شرعیہ کی تنقیح کے لئے جیسا کہ اون کا زمانہ مبارک شایان تھا دوسرا زمانہ ویسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جسقدر زمانہ گذرتا گیا صحابہ کرام کے وجود باجود کی کمی ہوتی گئی پھر اسپر مصیبت یہ پیش آگئی کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی کی فتنہ پردازیون کے سبب سے آپسمین ایک اختلاف عظیم پیش آگیا جس سے کہ دین محمدی کو روز بروز بجائے ترقی اولٹا اور تنزل ہوتا رہا جیساکہ واقفین پر ظاہر ہے باقی رہا اس دلیل کا تیسرا جزو جو شیخین رضی اللہ عنہما کے دست مبارک پر عرب و عجم کے فتح ہونے سے عبارت ہے وہ ایسا ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہیں موافقین و مخالفین مین سے کوئی شخص اسکا منکر نہیں ہو سکتا بس اس کے متعلق صرف اس ہی قدر کہنا کافی ہی کہ سہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب چوتھے جزو کے بیان مین ہر چند کہ صرف اس ہی قدر کافی ہی کہ بنظر انصاف سے دیکھ لیا جاہے کہ اکثر اہل اسلام حنفی و مالکی و شافعی ہین یا نہیں اور اون کے مذاہب کا زیادہ اعتماد مسائل اجماعیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ہے یا کسی اور کے اجماعی مسائل پر لیکن مین مزید اطمینان خاطر ناظرین کے لئے فقط ایک مختصر بات بیان کئے دیتا ہون کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد شوکت مہد مین جسقدر فتوحات اسلام کی جدو غایت ترقی ہوئی اور سکے مخالفین اسلام بھی طوعاً و کرہاً مقر ہین جو تک وقتاً فوقتاً حدود اسلام کی توسیع اور کثرت اہل اسلام ترقی پذیر ہوتی جاتی ہی اوسی قدر احکام شرعیہ کے جاری کرنے کی ضرورت بھی بڑھ جاتی تھی بس یہ وجہ خاص ہی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین مسائل کثیرہ پر اجماع صحابہ واقع ہوا جو آجتک فرقہائے اہل سنت و جماعت مین متفق و معمول بہا ہین اور انہی مسائل پر خلافت سوم و چہارم مین بھی بدستور سابق عملدرآمد جاری رہا اور اس وجہ سے کہ وہ مسائل مستنبطہ و اجماعیہ بکثرت اور

اکثر ضرورات پر حاوی تہے معدودے چند مسائل کے سوا اور مسائل کے استنباط و استخراج
کی ضرورت پیش نہ آتی پانچواں اور ساتواں جز یعنی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک
پر فتح اسلام اور خلافت کا عدم انتظام یہ دونوں ایسے ظاہر و باہر ہین جنمین کسی موافق و مخالف
کو کلام ہو ہی نہین سکتا فریقین مین سے کسی فریق کی معتبر تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ
ایک شہر بہی آپ کی خلافت مین فتح ہوا ہو اور یہ ثمرہ ہے خاص اوس ہی عدم انتظام
خلافت کا جو باہمی اختلافات کے سبب سے آپ کے زمانہ مین پیش آیا تہا جسکا اصلی منشاء
وہی عبد اللہ ابن سبا یہودی کی فتنہ پردازیان واقع ہوئین تہین جن کی وجہ
سے آپ کا تمام زمانہ خلافت اونہی کے رفع کرنے مین صرف ہوگیا اور فتح اسلام کی طرف
توجہ فرمانے کی مطلقاً مہلت میسر نہ آئی اگر کسی شیعہ صاحب کو دعوی ہو تو وہ ثابت کر
دکہلائے کہ آپ کے عہد کرامت مہد مین فلان شہر یا فلان قصبہ فتح ہوا اور آپ کی خلافت
مین ایسا انتظام رہا کہ کسی مخالف نے کان تک بہی نہ ہلایا لیکن یہ امر نہ اب تک ثابت
ہوا اور نہ انشاء اللہ تا قیامت ہو سکے اس مقام مین شاید بعض صاحبان بیجا اپنی جودت
طبع کو کام فرما کر یہ فرمائین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک مین جسقدر
فتوحات اسلام ظہور مین آئین اون کے اکثر مین جناب امیر کا شریک ہونا فریقین کے
نزدیک ثابت ہے اور اونمین سے بعض خاص خاص فتح جیسا کہ فتح خیبر خاص آپ کی ہی
طرف منسوب ہے تو اس مغالطہ بیہودہ کا جواب ہر اہل عقل و انصاف پر صاف ظاہر
ہے کہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ کسی بادشاہ کی فوج جو ملک فتح کرتی ہے اوسکا شمار خاص اوس
بادشاہ ہی کی فتوحات مین ہوتا ہے نہ فوج کی ورنہ ظاہر ہے کہ کوئی بادشاہ تن تنہا
اپنی ذات خاص سے کوئی ملک فتح نہین کرتا اس صورت مین لازم آتا ہے کہ کسی بادشاہ
کی فتوحات ملکی مین سے کوئی ایک فتح بہی اوس کی فتوحات مین شمار نہ کی جائے بس
اس ہی قاعدہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی فتوحات متبرکہ کو قیاس

کر لینا چاہیے کہ وہ تمام خاص فتوحات سید الانام ہی مین داخل ہین اون مین کسی
ایک کو بھی کسی خاص صحابی یا اون خواص صحابہ کی طرف منسوب کرنا جو اون مین شریک
تھے کسی اہل عقل و دین کا کام نہین غرضکہ اس مقام مین خاص وہی فتوحات اسلام زیر
بحث ہین جنکا تحقق یا عدم تحقق خلفاء کرام کے زمانہ خلافت کے ساتھ متعلق ہو حاصل
کلام یہ ہے کہ اس واقعی امر مین موافقین و مخالفین مین سے کسیکو کلام نہین ہو سکتا
کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت راشدہ مین فتوحات اسلام بہ کثرت متحقق
ہوئین جنکا تحقق اسقدر قلیل عرصہ مین نہایت تعجب خیز امر ہے اور خاتم الخلفاء کے
عہد خلافت مہد مین فتوحات اسلام کا باب قطعاً مسدود رہا جسکی اصلی وجہ وہی عبد اللہ
ابن سبا یہودی صنعانی کی دین اسلام کے ساتھ عداوت پنہانی ہے۔ جس نے اہل اسلام
مین اختلاف باہمی پیدا کر کے فتنہ و فساد و بغض و عناد کا شعلہ بھڑکایا جس کے فرو
کرنے کی مصروفیت مین جو اسوقت ضروریات سے تھے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
فتوحات اسلام کی طرف متوجہ نہو سکے ورنہ آپ جیسے اسد اللہ الغالب کرار غیر فرار کے زمانہ
خلافت باکرامت مین ضرور تھا کہ فتوحات بیشمار ظہور مین آتین۔ چھٹا جز یعنی کسی فن
مین فنون شرع سے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے آثار پر اعتماد کلی کا ظاہر نہونا جو
اس مقام مین بظاہر سوال سائل کا منشا معلوم ہوتا ہے اوسکا واقعی بیان یہ ہے کہ جملہ
فنون شرعیہ کے اصول ارباب دین کے نزدیک دو چیزین ہین ایک کلام الہی دوسری
احادیث رسالت پناہی ان کے سوا باقی جسقدر بھی شرعی فنون ہین وہ تمام انہی دو اصول
پر متفرع ہین اور ان کی تعمیل بر کما حقہ انسانون کو مجبور کرنے کا اصل الاصول صرف
انتظام خلافت ہے عدم انتظام کی حالت مین کوئی شخص کسی کی جانب سے کلام اللہ و
احادیث کی کما حقہ تعمیل پر ہرگز مجبور نہین کیا جا سکتا اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی
خلافت کا عدم انتظام ایسا ظاہر ہے جس مین کوئی مخالف بھی کلام نہین کر سکتا اسی بنا پر شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر اعتماد کو لفظ کلی کے ساتھ مقید کیا ہے اوسکو مطلق نہین چھوڑا تاکہ اوسمین کسی شخص کو بشرط فہم و انصاف کلام کرنے کی گنجایش نہ مل سکے اور حضرات شیعہ کو تو اس معاملہ مین چون وچرا کرنے کا سرے سے منصب ہی حاصل نہین اس لئے کہ ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے جسنے کہ انکا مذہب نکلا ہے صاف وصریح طور پر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اور آپ کے بعد تمام امام کلام اللہ واحادیث رسول مقبول کو ہمیشہ چھپاتے رہتے تھے یہان تک کہ اگر کوئی اور شخص بہی اونکو ظاہر کرنا چاہتا تھا تو اوسکو بہی اظہار سے منع فرما دیا کرتے تہے چنانچہ اصول کافی کلینی صفحہ ۶۷۰ مین سالم ابن سلمہ سے روایت ہے قال قرء رجل علی ابی عبد اللہ علیہ السلام حرفا من القران لیس علی مایقرء ہ الناس فقال ابو عبد اللہ کف عن ہذہ القرادۃ اقرء کما یقرء ہ الناس حتی یقوم القایم فاذا قام القائم قرء کتاب اللہ عز وجل علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی یعنی ایک شخص نے امام جعفر صاحب کے سامنے قرآن شریف کا کوئی حرف اسطرح پڑھا جو اوس طریق پر نہ تھا جس طریق پر اور آدمی پڑھتے ہین آپ نے فرمایا خبردار اس پڑھنے سے باز رہ اوس ہی طرح پر پڑہ کہ جس طرح پر اور آدمی پڑہتے ہین جب تک کہ حضرت امام مہدی صاحب قائم ہنون جب وہ قایم ہون گے تب وہ کتاب اللہ عز وجل کو اوس کے طریق پر پڑہین گے اور جس قرآن کو جناب امیر نے لکہا تھا اوس کو نکالین گے پہر اس کے سوا عام طور پر یون فرمایا کرتے تہے کہ تم ایسے دین پر ہو کہ جو اوسکو چھپائیگا اللہ اوسکو عزت دے گا اور جو اوسکو ظاہر کرے گا اللہ اوسکو ذلیل کرے گا جیسا کہ اصول کلینی صفحہ ۴۸۴ مین موجود ہے ظاہر ہے کہ اس حالت مین کسی امام کے بہی آثار پر مطلقاً اعتماد ظاہر نہین ہو سکتا چہ جائے کہ اعتماد کلی اس مقام پر شاید کسی شخص کو یہ شبہہ پیش آئے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر تو بلا شبہہ آثار حضرت مرتضی کرم اللہ وجہ پر اعتماد کے ظاہر ہونے کی کوئی صورت نظر نہین آتی لیکن اہل سنت وجماعت کے مذہب حق کی موافق آپ کے آثار پر فنون شرعیہ مین سے

کسی فن پر اعتماد کلی کا ظاہر ہونا کس طرح پر صحیح ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس مذہب کی مطابق
علم طریقت کے فیضان کا اکثر حصہ خاص خاتم الخلفاء کی ذات ولایت مآب ہی کی طرف منسوب
ہوتا ہے اسکا واقعی و تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اول تو
اپنے کلام محقق مین فنون کو شرع کے ساتھ مقید کیا ہے نہ کہ دین کے ساتھ اور علم طریقت
علوم دینیہ مین سے ہے جو شریعت و طریقت دونون کو شامل ہے نہ علوم شرعیہ مین سے
جو اوس کی یہ سبنت خاص ہے شریعت و طریقت ہر چند کہ آپسمین مخالف نہین بلکہ ایک
دوسرے کے حق مین مویّد ہے لیکن باوجود اس کے دونون مین عینیت بھی نہین ورنہ
ہر عالم و عامل شریعت کا عالم و عامل طریقت ہونا لازم آئے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ
ان دونون علمون مین ایک فرق لطیف ہے جو ارباب حقیقت پر مخفی نہین جس کی طرف
اس مقام پر صرف اجمالی اشارہ کئے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ شریعت کا اثر ظاہر اعمال
پر ہوتا ہے اور طریقت کا اون کے لطیفون پر دوسرے عبارت مسطورہٴ کتاب مستطاب
مین مصنف غفرانمآب نے اعتماد کو لفظ کلی کے ساتھ موصوف کیا ہے مطلق نہین رکھا ظاہر
ہے کہ کسی معاملہ مین کسی پر اعتماد کلی ہونے کے یہی معنی ہوتے ہین کہ اوس مین اوس شخص
کی ذات خاص فقط کافی و وافی سمجھی جائے کسی اور دوسرے کی اوس معاملہ مین مطلق ضرورت
باقی نہ رہے حالانکہ مذہب حق اہل سنت و جماعت مین علم طریقت کی یہ حقیقت ہرگز قرار
نہین دی گئی کہ اوس مین خاتم الخلفاء کی ذات خاص کے سوا باقی اور صحابہٴ کرام خصوصًا
خلفاء عظام سید الانام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف مطلق احتیاج و ضرورت ہی
نہو یہی وجہ ہے کہ جو فرقہ ان حضرات عالی مقامات کے ساتھ بغض و عداوت یا کچھ
بھی بدظنی رکھتا ہے وہ آپ کے ساتھ کتنا ہی خصوصیت و محبت کا دم بھرے لیکن یہ یقینی
امر ہے کہ اوسکو علم طریقت کی کبھی ہوا تک بھی نہین لگتی چنانچہ یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ
محتاج بیان نہین اس معاملہ مین اصل حقیقت یہ ہے کہ مذہب حق اہل سنت و جماعت

مین یہ امر حق خوب اچھی طرح پر ثابت و محقق ہے کہ سلاسل علم طریقت جیسے کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہ کی ذات بابرکات سے جاری ہوئے ہین ویسے ہی اور خلفاء کرام عالیمقامات
سے بھی البتہ کثرت وقلت کا فرق ضرور ہے جس کی خاص وجہ وہ ہی ہے جو سابق مین
دوسرے سوال کے جواب مین مذکور ہو چکی اور قطع نظر اس کے جب اس واقعی امر پر غور
کیا جاتا ہے کہ علم طریقت کا حاصل ہونا موقوف ہے حصول اسلام پر اور اسمین شبہہ نہین
کہ کثرت اسلام کا تحقق زیادہ تر شیخین رضی اللہ عنہما کی ذات بابرکات سے ہوا ہے تو
اس صورت مین سلسلۂ علم طریقت مآل کار کے اعتبار سے جملہ صحابۂ کرام واہل بیت عظام
کی بہ نسبت اونہی دو حضرات عالی مقامات کی طرف منتہی نظر آتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ بڑے
بڑے اولیاء کرام جو خاص سلسلۂ حضرت علی کرم اللہ وجہ مین داخل ہین وہ تمام افضلیت
شیخین رضی اللہ عنہما کے دل و جان و دین و ایمان سے قائل ہین یہان تک کہ غوث
اعظم حضرت پیران پیر قدس سرہ نے تمام صحابۂ کرام پر شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت بہ
تصریح تمام غنیۃ الطالبین مین ثابت فرمائی ہے یہان تک فضیلت شیخین کی اول دلیل
کا بیان تھا اب دوسری دلیل کا خلاصہ بیان کرتا ہون جو مصنف علام جنت مقام کے
اوس کلام سے ماخوذ ہے جو کلام مذکور کے بعد ترقی کے لفظ سے بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ
یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ کثرت اتباع کے سبب سے متبوع کو ثواب ملتا ہے اور شیخین رضہ
کے اتباع مین اہل سنت ہین جو اسلام کے شہرون مین غالب اور ظاہر ہین اور حضرت
علی مرتضیٰ کی ذریت مین سے شیعون کے فرقہائے متعدد پیدا ہوئے جنہون نے دین محمدی
کے درہم برہم کرنے مین کچھ کوتاہی نہین کی اور اونسے عقیدہ و عمل اہل اسلام مین بیشمار بدعتین
پیدا ہوئین اگرچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اون کے لوث و بال سے بری ہین کیونکہ وہ خاص
اونہی کی ذات کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن اون کے سبب سے حضرت علی مرتضیٰ کی طرف ثواب
بھی راجع نہوا اسلئے شیخین رضہ سے انتفاع حضرت مرتضیٰ رضہ سے انتفاع کی بہ نسبت زیادہ ہوا پس شیخین رضی اللہ عنہما

کثرت ثواب کے اعتبار سے افضل ہین اس دلیل کا اول اور دوسرا جز یعنی کثرت اتباع کے سبب سے متبوع کا مستحق ثواب ہونا اور اہل سنت اتباع شیخین رض کا بلاد اسلام مین غالب وظاہر ہونا اور ایسے ہی اوسکا چوتھا اور پانچوان جزو یعنی فرقہائے متعددہ شیعہ کے دین محمدی کے درہم وبرہم کرنے کا وبال حضرت علی مرتضیٰ کی ذات مقدس کی طرف رجوع نہ کرنا بلکہ خاص اونہی کے ساتھ مخصوص رہنا اور لیکن باوجود اس کے حضرت مرتضیٰ کو فرقہای مذکورہ کے سبب سے ثواب کا حاصل ہونا جیسا کہ شیخین رض کو اون کے اتباع اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ کی وجہ سے ثواب کثیر حاصل ہوا ہے غرضکہ یہ تمام چارون اجزا ایسے ظاہر وعیان ہین کہ محتاج بیان نہین باقی رہا اس دلیل بے عدیل کا تیسرا جزا یعنی مذہب شیعہ کے جملہ فرقہائے متعددہ کا دین محمدی کے درہم وبرہم کرنے مین کچھ کوتاہی نہ کرنا اور بدعات بیشمار کا عقائد و اعمال اہل اسلام مین پہیلانا اس کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے جس کی تکمیل بحمد اللہ تعالے کتاب ابطال اصول الشیعہ مین بدلائل عقلیہ ونقلیہ اسطرح پر ہو چکی ہے کہ کسی اہل عقل و انصاف کو اوس مین گنجائش کلام باقی نہین چہوڑی جس کسی طالب تحقیق کو مذہب شیعہ کی پوری کیفیت اور اوسکا کامل ابطال دیکھنا منظور ہو اوس کو ملاحظہ فرماوین اس مقام مین بالاجمال صرف اس ہی قدر سمجہنا کافی ہے کہ جس مذہب مین کلام اللہ ہی کے بجنسہ موجود ہونے کا انکار ہو اور کسی ایک شخص کا بھی پکے اور سچے طور پر مومن کامل ہونا اور کمال ایمان کی بنا پر بندگان الٰہی کو بلا خوف وخطر ورورعایت دین محمدی کی طرف ہدایت کرنا ثابت نہین ہوتا بلکہ ان تمام امور کی پوری ضد ثابت ہوتی ہے جیسا کہ سابق مین روایات کلینی سے ثابت ہو چکا بس اس سے زیادہ دین اسلام کی بیخکنی اور اوس کے ساتھ دشمنی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے طریق پر نہ تو رسالت ہی قایم رہتی ہے نہ امامت ہی سلامت باقی ان کے اعمال خصوصاً وہ جو عشرہ محرم مین عموماً بجالائے جاتے ہین اون سے

جس قدر شرک و بدعات و توہین ائمہ عالی درجات ظاہر ہوتے ہین وہ ہر کہ ومہ پر اعلی سے لے کر ادنی تک ظاہر ہین جو شخص اپنی طبیعت مین ادنی مادہ بہی عقل و انصاف کا رکہتا ہوگا وہ اس قسم کے جملہ امور کو بیشک دین اسلام کے خلاف بلکہ اوس کے قطعاً بیخ کن سمجہے گا۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب جامع شریعت و طریقت قدس سرہ کا کلام محقق یقیناً حق و مطابق واقع ہے اوسمین کسی اہل عقل و دین کو شبہہ پیش نہین آسکتا شاید کسی کم فہم شخص کے دل مین دلیل ثانی کے متعلق یہ شبہہ خطور کرے کہ اہل سنت وجماعت جس قدر اتباع شیخین ہین وہ تمام اتباع حضرت مرتضیٰؑ بہی ہین اس صورت مین یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان اتباع کے سبب سے شیخین کو تو ثواب زیادہ حاصل ہو اور حضرت مرتضی کو کم اس لئے اس خلجان کا رفع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اصل جواب سے پہلے اس مضمون کو خوب غور سے سمجہہ لینا چاہئے کہ کثرت و قلت اتباع کا تحقق دو طریق پر ہوتا ہے ایک اعداد کے لحاظ سے اور دوسرا اوصاف کے اعتبار سے بلحاظ اون امور کے جن مین اتباع واقع ہوا ہے مثلاً زید و عمرو کے دو شخص دین کے معاملہ مین تابع ہون اس طرح پر کہ اون دونون شخصون نے زید سے تو صرف ایک مسئلہ سیکہا ہو اور عمرو سے دس مسائل حاصل کئے ہون تو اس حالت مین اعداد کے لحاظ سے تو زید و عمرو دونون کے اتباع برابر ہون گے اس لئے کہ وہی دو شخص ہین جو اون دونون کے تابع ہین لیکن اوصاف کے اعتبار سے کے اتباع تو دو شخص ہونگے اور عمرو کے حق مین وہ بمنزل بیس شخص کے قرار دئے جائین گے کیونکہ اون مین سے ہر شخص دس دس مسئلون مین عمرو کا اتباع کرتا ہے بس اس بنا پر زید کو اون دو شخصون کی وجہ سے جس قدر ثواب حاصل ہوگا عمرو کو اون کی وجہ سے دس گنا ملے گا جب یہ مضمون ذہن نشین ہو چکا تو اب اس مقام مین غور کریجے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اول یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ قرآن شریف کا جمع ہونا اور فتح عرب و عجم شیخینؓ کے ہاتہ پر واقع ہوا ہے اور اکثر اہل سنت کا زیادہ

برتاؤ چند مسائل کے سوا ادن ہی مسائل پر ہے جن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ
مین اجماع قرار پا چکا ہے بس اس اعتبار سے اہل سنت وجماعت جو تمام صحابہ کرام خصوصاً
خلفاء عظام کے اتباع مین سے ہین او بین شیخین کا وصف اتباع زیادہ متحقق ہوا
اس معنی سے اون مین شیخینؓ کے حق مین اور دن کی بہ نسبت کثرت معنوی متحقق ہوئی
جس کی ظاہری کثرت پر فوقیت ظاہر ہے پہر جب اس امر کا لحاظ کیا جاتا ہے کہ اکثر اتباع
شیخین کے آبا و اجداد خاص انہی دو حضرات عالی درجات کے زمانہ خلافت حقہ مین
بکوشش تمام مشرف بہ اسلام بنائے گئے تو ان اتباع مین شیخین کے اتباع ہونے کا
وصف اور بہی قوی نظر آتا ہے اس بنا پر ان کے اتباع مرتضیٰ ہونے کا تحقق بہی
در اصل ان کے اتباع شیخین ہونے ہی پر متفرع ہے اور اگر اس سے بہی قطع نظر کیجے
صرف اس امر ہی کو دیکھیے کہ قرآن شریف جو اصل الاصول دین ہے وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام اہل اسلام کو شیخین رضی اللہ عنہما ہی کے واسطہ سے پہنچا
حتی کہ مخالفین کو بہی اوسکا دیکھنا اونہی کی بدولت نصیب ہوا ظاہر ہے کہ اوس کے
نہ پہنچنے کی صورت مین دین محمدی کا بقا ہی عالم مین محال تہا چہ جائیکہ اتباع حضرت
مرتضیٰ کا وجود اور وہ بہی بکثرت بس ان وجوہ سے حضرت شاہ صاحب محرم اسرار حقیقت
نے اتباع شیخینؓ کا کثیر ہونا اور اس بنا پر اون حضرات عالی مقامات کو جملہ صحابہ
کرام حتی کہ حضرت مرتضیٰ عالی مقام کی بہ نسبت بہی زیادہ تر ثواب کا مستحق ٹہرایا
اور علماء کلام نے بہی افضلیت کے معنی زیادتی ثواب ہی کے کتب کلامیہ مین تحریر
فرمائے ہین پہر اس بات پر بہی غور کرنا چاہیے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
اس فرمانے کی وجہ خاص وہ بہی شیعون کے محقق نصیر الدین طوسی صاحب تجرید کی
تردید ہے کہ اوس اہل کتاب نے جملہ صحابہ کرام کی بہ نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی ذات خاص سے اسلام مین زیادہ نفع پہنچا بیان کیا ہے جس صاحب کو حضرت

خاتم الخلفاء کے مناقب بعید و احصار کا معلوم کرنا مقصود ہو وہ قرۃ العینین کے مقام فضائل مرتضوی کا نظر انصاف سے ملاحظہ کرے کہ اوس کی آنکھیں کھل جائیں اوس مقام پر مصنف کتاب مستطاب شاہ صاحب غفران مآب نے خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کرار غیر فرار کے فضائل واقعی کما حقہ بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں اور مخالفین کے آپ کی ذات پاک پر بیجا الزامات کے کافی و شافی جوابات دیے ہیں غرض کہ جو مقام جس قسم کے مضمون کے مناسب ہے اوس مقام میں آپ نے اوس ہی کے مناسب مضمون کو واقعی طور پر نہایت تحقیق کے ساتھ بلا افراط و تفریط بیان فرمایا ہے جیسا کہ شان محققین کے شایان ہوتا ہے ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد آخر میں ہم امر حق کے اظہار سے بھی باز رہنا مناسب نہیں جانتے کہ حضرت شاہ صاحب جامع شریعت و طریقت قدس سرہ کی کتاب لاجواب و باصواب قرۃ العینین نے تفضیل الشیخین میں جو واقعی کمالات و فضائل مرتضوی مذکور ہیں اون کو آپ کے اون حالات و خصائل کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کرنا چاہیے جو حضرات شیعہ کی کتب معتبرہ کلینی شریف و کشف الاسرار لطیف میں مندرج و مسطور ہیں تاکہ نظر انصاف سے دیکھنے کے بعد صاف طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے واقعی کمالات و فضائل کا کس دین میں بیان ہے اور آپ کی محبت کے پردہ میں توہین و تذلیل کے حالات و خصائل کا کس مذہب میں اظہار ہے ؏ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔

چوتھا سوال آپ کی کتاب میں جو مجاج السالکین نام کتاب کا لکھا ہے اس سے شیعان قطعی انکاری ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں یہ کوئی کتاب نہیں اس کی کیا حالت ہے مفصل تحریر فرمایئے۔

جواب کتاب مجاج السالکین کا کتب مذہب شیعہ سے ہونا یقینی امر ہے ابطال اصول شیعہ

پہلے ہی ہمارے پیشوایان دین نے اپنی تصنیفات و تالیفات مین اس کتاب کی عبارت
نقل کی ہے چونکہ مذہب حق اہل سنت وجماعت مین تقیہ نہین اس لئے یہ احتمال
باطل ہرگز نہین ہوسکتا کہ اوس پاک مذہب والون مین سے کوئی شخص اس ناپاک طریقہ
کو اختیار کرے کہ مخالف کے الزام دینے کی غرض سے محض فرضی کتاب کا حوالہ دے کر
اوس پر ناحق غیر واقعی الزام قائم کرے ہمارے مقدس مذہب مین جھوٹ بولنا قطعاً
حرام اور منجملہ علامات منافق قرار دیا گیا ہے یہ طریقہ نامرضیہ تو خدا اونہی کو مبارک
کرے جنکے مذہب مین یہ منجملہ عبادات مانا گیا ہے ہماری نسبت ایسا گمان فاسد رکھنا
بعینہ اپنے اوپر قیاس کرنا ہے خیر اسوقت ہمکو اس بارہ مین زیادہ زور دینے
کی ضرورت نہین معلوم ہوتی سوال کے متعلق جس قدر جواب دینے کی ضرورت ہے وہ
صرف اس ہی قدر ہے کہ شیعہ صاحبون سے ہم یہ دریافت کرتے ہین کہ آیا تمکو صرف
اس ہی کتاب سے انکار ہے یا اون تمام کتابون سے جن کی روایتین ہم نے ابطال
اصول الشیعہ مین لکھی ہین اگر فقط اس ایک ہی کتاب سے انکار ہے تو ہمارا اس سے
کچھ حرج نہین اس لئے کہ نہ تو ہماری تمام کتاب کا مطلب اس کتاب پر موقوف ہے
اور نہ خاص وہ مضمون ہی جس کے متعلق اوس کی روایت نقل کی گئی ہے اس
صورت مین ظاہر ہے کہ شیعہ اپنی کتاب مجاج السالکین کا انکار کرین یا اقرار ہمارے
نزدیک دونون برابر ہین اور اگر اون تمام کتابون سے انکار ہے جن کی روایات
عجیبہ و غریبہ ہم نے موقع ومحل پر ابطال اصول الشیعہ مین نقل کرکے مدلل ومکمل
طور پر اون کا ابطال کیا ہے تو اس صورت مین ہی ہمارا عین مدعا ثابت ہے چشم ما
روشن دل ما شاد اس لئے کہ ہم تو خدا سے یہ ہی چاہتے ہین کہ جس طرح پر ان کے
مذہب مین کلام اللہ بجنسہ باقی نہین رہا اسی طرح ان کے مذہب کی کوئی کتاب
ہی ان کے نزدیک قابل اعتبار باقی نرہے الحمد للہ علی احسانہ کہ پنجتن پاک کے

طفیل سے ہماری یہ دعا بایۂ اجابت کو پہنچگئی چنانچہ ان کے خاص خاص اہل علم نے جو مذہب
حق اہل سنت وجماعت کی تردید مین وقتاً فوقتاً رسائل شائع کرکے اپنے اوقات
ضائع کرتے رہتے ہین ہمارے سامنے علی روس الاشہاد اس امر حق کا صاف طور پر
اقرار کیا کہ ہمارے مذہب مین کوئی کتاب ایسی معتبر نہین قرار دی گئی جس کی تمام
روایتین معتبر مانی جائین جیسی کہ آپ کے مذہب مین صحاح ستہ معتبر ومعتمد علیہ
قرار دی گئی ہین چنانچہ انہی اشہاد صاحبان رشاد مین سے جن کے سامنے یہ اقرار ہوا
تھا ہمارے ایک معزز ذی علم دوست مولوی فیض الحسن صاحب سلمہ ربہ مالک اخبار صحیفہ
بھی ہین جن سے اس معاملہ کی تحقیق ہوسکتی ہے ناظرین بانمکین اس بات کو خوب غور
کرکے سن لین کہ مجکو اس معاملہ مین خاصکر ابطال اصول الشیعہ کی تحریر واشاعت کے بعد
شیعان عالی جناب کا ایک عجیب وغریب قسم کا تجربہ ہوا ہے جو دنیا بھر سے نرالا ہی
اور وقتاً فوقتاً برابر ہوتا چلا جا رہا ہے کہ ان کے مذہب کی تردید مین اہل حق مین
سے جب کوئی شخص ان کی کتابون سے کوئی مضمون نکالکر تقریراً یا تحریراً ان حضرات کی
خدمت عالی مین پیش کرتا ہے تو اوس اضطرار کی حالت زار مین ان حضرات تقیہ شعار
کی یہ تعجب خیز وحیرت انگیز کیفیت ہوتی ہے کہ اگر وہ مضمون حیرت مشحون ان کی کسی
غیر مشہور خصوصاً غیر مطبوع کتاب کا ہوتا ہے تب تو یہ اوس کتاب کا صاف انکار
ہی کر بیٹھتے ہین کہ یہ ہماری ہان کی کوئی کتاب ہی نہین اور اگر وہ مضمون حسرت
مکنون کسی مشہور خاصکر مطبوع کتاب کا ہوتا ہے تو اوس کے باب مین ان کا یہ
طریقہ غیر مرضیہ ہوتا ہے کہ اوس کے سنتے ہی دفعتہً بلا تامل جھٹ یہ کہہ اوٹھتے
ہین کہ یہ مضمون اس کتاب مین ہرگز موجود نہین بلکہ ان کے بعض علماء کو ہمنے ایسا
پایا کہ انھون نے بعض مضامین کو سنکر بے دھڑک یہ کلمۂ حق منھ سے نکالا کہ خدا اوس
مذہب پر لعنت کرے جس مین یہ واہیات روایت ہو لیکن اگر اون کو وہ عجیب

دعزیب مضمون اون کی اوس کتاب حیرت مآب مین سے نکال کر اون کو دکہلایا جاتا ہے تو یہ اوس اضطراب کی حالت مین بیتاب ہوکر دو قسم کی چال چلتے ہین ایک تو یہ کہ ہماری اس کتاب مین یہ مضمون کسی سنی نے اپنا ازراہ تعصب داخل کر دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم اس کتاب کی سب روایتون کو معتبر نہین مانتے پہر جب کوئی شخص واقف کار مقابل اون کی خدمت مین یہ عرض کرتا ہے کہ اچہا اگر تم اس کتاب کی جملہ روایات کو نہین مانتے تو کوئی اور کتاب ایسی بتلاؤ جس کی کل روایتین تمہارے نزدیک معتبر ہون ہم اوس ہی سے تمہارا مقابلہ کرین گے تو اس کے جواب باصواب مین بقول مشہور کہ حق بر زبان جاری می شود یہ حق کلمہ فرما دیتے ہین جو در حقیقت ارباب حقیقت کے نزدیک آب زر سے لکہنے کی قابل ہے کہ ہمارے مذہب مین کوئی بہی ایسی کتاب نہین جس کی تمام روایات معتبر ہون ان حضرات کے اس قسم کی جوابات کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ان کے مذہب مخصوص مین عموماً اس قسم کے امور ہین جو نقل و عقل دونون کے قطعاً مخالف ہین اور اکثر اس قسم کے ہین کہ اون کے اقرار کرنے کی صورت مین اسلام کا زبانی دعوے بہی ہرگز نہین بن پڑتا بس اس بنا پر ان سے مقابلہ کے وقت مجبوراً اون کا انکار ہی کرنا پڑتا ہے اس سے زیادہ کسی مذہب کے بطلان کی اور کیا دلیل ہوگی کہ اپنے مذہب کے خاص خاص امور کا بجائے اثبات مقابل کے سامنے انکار کرنا ہی یہ مجبوری اختیار کیا جائے اور اس کے سوا اور کچہہ صورت ہی خیال مین نہ آئے غرض کہ اس ہی قاعدہ پر شیعون کے اپنے مذہب کی کتاب مجاج السالکین کے انکار کرنے کو قیاس کر لینا چاہیے حاصل کلام یہ ہے کہ اول تو یہ کتاب ان کے مذہب مین ضرور ہے دوسرے ہماری کتاب ابطال اصول الشیعہ کا کوئی مضمون اس پر موقوف نہین ہے اس کے انکار یا اقرار کا ہمارے مقصود کے ثبوت یا عدم ثبوت پر کچہہ اثر